مکمل و مدلل
فتاویٰ دار العلوم دیوبند
افادات
مفتی اول دار العلوم دیوبند
مرتب
مولانا محمد ظفیر الدین صاحب
مرتب فتاویٰ دار العلوم دیوبند
مکتبہ حقانیہ
ملتان

مدلل و مکمل

فتاویٰ دار العلوم دیوبند

جلد چہارم

کتاب الصلوٰۃ (ربع سوم)

افادات

مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانی قدس سرہ

مفتی اول دار العلوم دیوبند

مرتب

مولانا محمد ظفیر الدین صاحب

شعبہ ترتیب فتاویٰ دار العلوم دیوبند

مکتبہ حقانیہ

ملتان پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدلل ومکمل فتاویٰ دارالعلوم دیوبند (جلد چہارم)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ اس نے خاکسار کو دین فہم اور علوم دینیہ کی خدمت کا شغف عطا کیا، فتاویٰ کی یہ چوتھی جلد پیش کرتے ہوئے شکر اور اطمینان ومسرت سے دل لبریز ہے، دلی دعا ہے کہ یہ حقیر خدمت شرف قبول حاصل کرے اور آئندہ مدارج کا زینہ بنے۔

فقہ کی جدید ترتیب وتدوین اور نئے مسائل کے حل کرنے کی ضرورت کا احساس عام ہوتا جارہا ہے علماء کرام نے اس سلسلہ میں ابتدائی کوششیں بھی شروع کردی ہیں، اس سلسلہ میں سب سے پہلے ہندوستان میں "مجلس تحقیقات شرعیہ" کی داغ بیل ڈالی گئی جس کی صدارت کے فرائض ہماری مجلس شوریٰ کے ممتاز رکن حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانی دامت برکاتہم امیر شریعت بہار واڑیسہ نے انجام دیئے۔ جو ایک عالم باعمل ہونے کے ساتھ دوراندیش ودوربیں اور موجودہ تقاضوں سے پورے طور پر باخبر ہیں۔ پھر پاکستان میں ایک مجلس کا قیام عمل میں آیا، اور اخیر میں حکومت مصر کی زیرنگرانی مجمع البحوث الاسلامیہ کا اجلاس قاہرہ میں بلایا گیا جس میں بیالیس [42] ملکوں کے علماء کرام نے شرکت کی، اس اجلاس میں ہندوستان کی طرف سے دارالعلوم دیوبند کے سربراہ حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب، مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانی اور مولانا سعید احمد اکبرآبادی (دامت فیوضہم) شریک ہوئے، اور کتاب وسنت اور تاریخ کی روشنی میں انہوں نے اپنی اپنی جچی تلی رائے پیش کی۔ مختصر یہ کہ ارباب دارالعلوم دیوبند موجودہ حالات کا جائزہ لیکر جو کچھ اعتدال کیساتھ کرسکتے تھے، کررہے ہیں اور آئندہ بھی کریں گے۔

سچ تو یہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند کو اللہ تعالیٰ نے دینی وفقہی بصیرت وخدمت کا جو معتدل مزاج بخشا ہے، اس کے پیش نظر صحیح طور پر اس کام کے انجام دینے کا حق اسی کو حاصل ہے، اور کوئی شبہ نہیں کہ دارالعلوم سو سال سے دوسری خدمتوں کے ساتھ یہ عظیم الشان خدمت بھی کسی نہ کسی درجہ میں انجام دے رہا ہے، ہمارے فتاویٰ کا تازہ سلسلہ جو خود دارالعلوم سے شائع ہو رہا ہے اس کے مطالعہ سے آپ کو اندازہ ہو سکیگا کہ دارالافتاء دارالعلوم دیوبند قدیم مسائل کے ساتھ جدید مسائل کے حل کا فریضہ بھی کس خوبی سے انجام دے رہا ہے، آئندہ اس موضوع پر انشاء اللہ روشنی ڈالنے کی سعی کی جائے گی۔

اخیر میں دعا ہے، رب بے نیاز! اپنے حقیر بندہ کی خدمت قبول فرما، اور اس خدمت کو اس کیلئے زاد آخرت بنا، ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ آمین، یارب العالمین۔

طالب دعا۔ محمد ظفیر الدین غفرلہ

شعبہ ترتیب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند۔ ۲ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

فتاوی دار العلوم دیوبند مدلل ومکمل

جلد چہارم ـــــ کتاب الصلوٰۃ

دیباچہ

الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا

فصل اول ـــــ مفسدات نماز

(نماز توڑ دینے والی چیزیں)

مسائل زلزلۃ القاری

فصل ثانی — مکروہاتِ صلوٰۃ

(جن چیزوں سے نماز میں کراہت پیدا ہوتی ہے)

مسائل مسجد

الباب الثامن فی الوتر والنوافل

فصل اول ـــــ مسائل نماز وتر

فصل ثانی ۔ مسائل قنوت نازلہ

فصل ثالث ۔ سنن مؤکدہ وغیر مؤکدہ

(۱) مسائل سنن مؤکدہ

(۲) مسائل سنن غیر مؤکدہ

فصل رابع — مسائل نماز تراویح

فصل خامس — مسائل نماز تہجد

فصل سادس ۔ مسائل صلوٰۃ التسبیح

الباب التاسع فی ادراک الفریضۃ
(جماعت میں شریک ہونا)

الباب العاشر فی قضاء الفوائت

(قضا نمازوں کی ادائیگی)

بعد موت کفارۂ نماز بصورت فدیہ

الباب الحادی عشر فی سجود السہو
(مسائل سجدۂ سہو)

الباب الثانی عشر فی سجود التلاوۃ
سجدہ تلاوت کب اور کہاں واجب ہوتا ہے

الباب الثالث عشر
فی صلوٰۃ المریض المعذور
بیمار اور معذور کے لئے رعایتیں

الباب الرابع عشر
فی صلوٰۃ المسافر
(مسافر نماز کس طرح ادا کریں)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ

سید المرسلین وعلیٰ اٰلہ وصحبہ اجمعین

اَلْبَابُ السَّابِعُ

فیما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا

فصل اوّل ــــــــ مفسدات نماز

(یعنی نماز کو توڑ دینے والی چیزیں)

اگر باہری آدمی کے کہنے سے امام کچھ کرے تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں

سوال (۱۳۰۶) عصر کے وقت ایک امی شخص نماز پڑھا رہا تھا امام نے جہر سے قراءۃ پڑھی ایک شخص خارج از صلوٰۃ نے چلا کر کہا کہ دھیرے دھیرے پڑھو عصر کے وقت زور سے نہیں پڑھا کرتے . یہ سن کر امام نے آہستہ پڑھ کر نماز ختم کر دی ۔ نماز ہوئی یا نہیں ۔

الجواب :۔ خارج از صلوٰۃ کو بتلانا نہ چاہئے تھا لیکن اگر امام نے اس کے کہنے کے بعد کچھ توقف سے آہستہ پڑھنا شروع کیا تو نماز صحیح ہے اور اگر فوراً اس کے کہنے سے آہستہ پڑھنا شروع کیا تو نماز صحیح نہ ہوگی اس کا اعادہ کرنا چاہئے ۔ درمختار میں ہے حتی لو امتثل امر غیرہ فقال لہ تقدم فتقدم او دخل فرجۃ الصف احد فوسع لہ فسدت بل یمکث ساعۃ ثم یتقدم برأیہٖ الخ ۔ فقط ۔

گھٹنا کھلے ہونے کی حالت میں نماز ہوگی یا نہیں

سوال (۱۳۰۷) گھٹنا س حصہ جسم میں شامل ہے یا نہیں جس کا چھپانا لازم ہے اور کیا ایسے لباس سے یا ایسی حالت میں کہ پورا گھٹنا

لہ الدر المختار علی ہامش رد المختار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص ۵۸۱/۱ ۱۲ ظفیر ۔

کھلا ہوا ہو نماز ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔

الجواب: صحیح یہ ہے کہ رکبہ یعنی گھٹنہ عورت میں داخل ہے اس کا چھپانا ضروری ہے شامی میں ہے فالرکبة من العورة لرواية الدارقطنی ما تحت السرة الی الرکبة من العورة الخ۔ ولحدیث علیؓ: قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرکبة من العورة[1]۔ لیکن اس میں اختلاف ہے کہ گھٹنا مع ران کے ایک عضو ہے یا یہ دونوں علیحدہ علیحدہ دو عضو ہیں۔ پس روایت اولیٰ کی بنا پر صرف گھٹنے کا نماز میں کھلنا مفسد صلوٰۃ نہیں ہے کیونکہ صرف گھٹنا چوتھائی حصہ ران کا نہیں ہے اور مفسد صلوٰۃ کشف ربع ہے[2] اور دوسری روایت کے موافق گھٹنے کا چوتھائی حصہ نماز میں کھل جانا بھی مفسد صلوٰۃ ہے۔ پس تمام گھٹنے کا کھلنا بدرجۂ اولیٰ مفسد ہے شرح منیہ میں خلاصہ سے نقل کیا ہے کہ مختار روایت اولیٰ ہے یعنی عدم فساد صلوٰۃ[3]، مگر ظاہر ہے کہ احتیاط اس میں ہے کہ گھٹنا نماز وغیرہ میں نہ کھولا جاوے اور چونکہ یہ راجح ہے کہ گھٹنا عورت ہے اس لئے کھولنا گھٹنے کا کسی حال میں درست نہیں ہے اختلاف جو کچھ ہے وہ فساد و عدم فساد صلوٰۃ میں ہے۔ فقط (اگر نماز میں ستر کھل جائے اور فوراً اسے چھپالے، تاخیر نہ ہو، تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی ولو انکشف عضو وھو عورة فی الصلوٰة فستره من غیر لبث لا یضره

---

[1] رد المحتار باب شروط الصلوٰۃ مطلب ستر العورۃ ص ۳۷۵ ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] ویمنع الخ کشف ربع عضو قدر اداء رکن بلا صنعه من عورة غلیظة او خفیفة علی المعتمد (الدر المختار علی ہامش رد المحتار، باب شروط الصلوٰۃ مطلب ستر العورۃ ص ۳۷۹ ج ۱ ظفیر)۔ [3] وکذا اختلفوا ایضا فی الرکبة مع الفخذ هل کل منها عضو علی حدة او هما عضو واحد فقال بعضهم کل منها عضو علی حدة وعلی هذا لو انکشف القدر المانع کالربع من الرکبة وحدها لا تجوز الصلوٰة الخ وقال بعضهم الرکبة مع الفخذ کلاهما عضو واحد وفی الخلاصة هو المختار وفی شرح الهدایة لابن الهمام والاصح ان الرکبة تبع للفخذ لانها ملتقی العظمین لا عضو مستقل انتهی (غنیة المستملی ص ۲۱۰ وص ۲۱۱) ظفیر۔

ذالک الانکشاف ولا یفسد صلوٰتہ لان الانکشاف الکثیر فی الزمان القلیل عفو کالانکشاف القلیل فی الزمن الکثیر۔ غنیۃ المستملی ص۲۱۳۔ ظفیر۔

نماز میں قہقہہ سے وضو و نماز دونوں فاسد ہوتی ہیں یا ایک

سوال (۱۳۰۸) نماز میں قہقہہ کرنا وضو اور نماز دونوں کو فاسد کر دیتا ہے یا صرف نماز کو۔

الجواب:۔ نماز میں قہقہہ کرنے سے وضو اور نماز دونوں فاسد ہو جاتی ہیں کما فی الدر المختار و قہقہۃ بالغ یقظان یصلی بطہارۃ صغریٰ مستقلۃ صلوٰۃ کاملۃ ولو عند السلام عمداً[۱] انتہیٰ ملخصاً۔ فقط۔

سجدہ میں پاؤں اٹھ جائے تو نماز ہوگی یا نہ ہوگی

سوال (۱۳۰۹) بعض اردو کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر سجدہ میں دونوں پاؤں اٹھ جائیں تو نماز نہ ہوگی۔ کم از کم ایک انگلی پاؤں کی زمین پر ٹکی رہے

الجواب:۔ یہ مسئلہ قدمین کے اٹھنے کا در مختار و شامی میں بھی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر بالکل تمام سجدہ میں دونوں قدم اٹھے رہیں تو سجدہ نہ ہوگا اور جب سجدہ نہ ہوا تو نماز نہ ہوئی۔ کم از کم ایک انگشت کسی وقت سجدہ میں زمین پر ٹھیر جائے۔ یہ نہیں کہ اگر قدمین زمین سے اٹھ گئے اور پھر رکھ لئے تو اس میں بھی نماز نہ ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ اگر بالکل اٹھے رہے تو نماز نہ ہوگی[۲] فقط۔

چوری کے کپڑے جو قیمتاً لئے گئے ہیں، ان میں نماز ہوگی یا نہیں

سوال (۱۳۱۰) چوری کا کپڑا قیمت سے لیکر نماز پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ نماز صحیح ہے مگر جان بوجھ کر چوری کا کپڑا اخذ کرنا

---

[۱] الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الطہارۃ نواقض الوضوء ص ۱۳۷ ج ۱۔ ظفیر۔ [۲] ومنہا السجود بجبہتہ وقدمیہ ووضع اصبع واحدۃ منہما شرط (در مختار) وافادانہ لولم یضع شیئاً من القدمین لم یصح السجود (رد المحتار باب صفۃ الصلوٰۃ بحث الرکوع والسجود) ویکفیہ وضع اصبع واحدۃ فلو لم یضع الاصابع اصلاً ووضع ظہر القدم فانہ لا یجوز (البحر الرائق باب صفۃ الصلوٰۃ ص ۳۳۶ ج ۱) ظفیر۔

نہ چاہئے۔ اور چوری کے کپڑے سے نماز پڑھنی چاہئے[1] اور اگر پڑھی تو نماز ہوگئی۔ فقط۔

نماز میں بولنا مفسد صلوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۱۳۱۱) بعد تکبیر تحریمہ کے امام کسی مقتدی کے جواب میں یہ کہے کہ گھڑی صبح سے نہیں بجتی اب بھی نہیں بجے گی۔ اس سے نماز میں تو کچھ نقصان نہیں آتا یا پھر تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کرے۔

الجواب:- اس کلام سے نماز فاسد ہو جاتی ہے[2]۔ پھر نماز شروع کرنی چاہئے اور تکبیر تحریمہ پھر کہنی چاہئے۔ فقط۔

مقتدی اگر امام سے پہلے رکوع کرے اور سجدے میں شریک ہو جائے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۳۱۲) ایک مقتدی اعمی ہے۔ جب امام قیام میں ہے وہ رکوع کرتا رہا اور جب امام رکوع سے فارغ ہو کر سجدہ کی طرف جانے لگا تو مقتدی قومہ کرتے ہوئے شریک فی السجدہ ہو گیا تو اس مقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- شامی باب مایفسد الصلوٰۃ میں ہے ولو رکع وسجد بعدہ صح لکن الو قبلہ وادرکہ الامام فیہما لکنہ یکرہ[3]۔ الخ۔ اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں نماز اس کی فاسد نہ ہوگی اور عمداً ایسا کرنا مکروہ ہے لیکن اعمی معذور ہے لہٰذا معصیت سے دور ہے۔ فقط۔

ضالین کو دوالین پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۱۳۱۳) ضالین کو دوالین پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

---

[1] وما نقل عن بعض الحنفية من ان الحرام لايتعدى ذمتين سألت عنه الشهاب بن الشلبی فقال هو محمول علی ما اذا لم يعلم بان ذلك اما لو رأى المكاس مثلاً ياخذ من احد شيئاً من المكس ثم يعطيه آخر ثم ياخذه من ذالك الآخر فهو حرام اھ (رد المحتار-باب البيع الفاسد مطلب الحرمة تتعدد ص ۱۸۰/۴ ج)

[2] يفسدها التكلم هو النطق بحرفين او حرف ولو مفهم (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ما يفسد الصلوٰة ص ۵۷۴/۱ ج ظفير)

[3] رد المحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ص ۵۸۹/۱ ج ۱۲ ظفير

الجواب:- عرب کے قرار و علماء بھی ضالین کو ایسی صورت میں ادا کرتے ہیں کہ دال مفخم کی آواز نکلتی ہے اس لئے یہ کہنا مشکل ہے کہ ان سب کی نماز نہیں ہوئی حالانکہ وہ جاننے والے اصوات و مخارج حروف کے ہیں۔ فقط۔

غیر مقلد کے تکبیر کہنے سے نماز فاسد نہیں ہوئی

سوال (۱۳۱۴) اگر حنفیوں کی جماعت میں غیر مقلد تکبیر کہے تو نماز میں فساد واقع ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- کچھ فساد واقع نہ ہوگا۔ فقط۔

ہر آیت پر وقف جائز ہے یا نہیں۔ اور یہ مفسد صلوٰۃ تو نہیں

سوال (۱۳۱۵) وقف کرنا ہر آیت پر عام ماقبل و مابعد سے اس آیتہ کا تعلق ہو یا نہ ہو جائز ہے یا نہیں۔ اور رب العالمین ۰ اور الرحمن الرحیم ۰ کو نماز میں وصل نہ کرنا مفسد نماز ہے یا نہیں۔

الجواب:- جواز میں کچھ شبہ نہیں ہے اور رب العلمین ۰ اور الرحمن الرحیم ۰ پر وقف کرنا درست ہے مفسد نماز نہیں۔ فقط

نماز میں اگر بھولی بسری باتیں یاد آئیں تو نماز ہوگی یا نہیں

سوال (۱۳۱۶) جو لوگ نماز میں بظاہر مصروف ہوں اور خیالات پریشان ان کو بازاروں اور عدالتوں میں لیجاتے ہوں اور کل بھولی باتیں نماز میں یاد پڑتی ہوں تو یہ نماز باطل ہے یا نہیں۔

الجواب:- نماز فاسد و باطل نہیں ہے[1]۔ فقط (عن عثمان بن ابی العاص قال قلت یا رسول اللہ ان الشیطان قد حال بینی و بین صلوتی و بین قراءتی یلبسھا علی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذالک شیطان یقال لہ خنزب فاذا احسستہ فتعوذ باللہ منہ و اتفل علی یسارک ثلثا ففعلت ذالک فاذھبہ اللہ عنی رواہ مسلم (مشکوٰۃ باب الوسوسہ صـ۱۹) ظفیر۔

صبح کو ازار پر دھبہ دیکھے تو کیا وہ صبح کی نماز لوٹائے

سوال (۱۳۱۷) بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ جو شخص نماز عشاء ادا کر کے سو جائے اور بعد طلوع آفتاب بیدار ہو کر ازار پر دھبہ منی کا دیکھے

---

[1] عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تجاوز عن امتی ما وسوست بہ صدورھا مالم تعمل بہ او تتکلم متفق علیہ (مشکوٰۃ باب الوسوسہ صـ۱۸) ظفیر

اس کو عشاء کی نماز لوٹانا چاہئے، یہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جو شخص عشاء کی نماز پڑھ کر سویا اور صبح کو جس وقت اٹھا تو اس نے کپڑے پر منی کا دھبہ دیکھا تو عشاء کی نماز لوٹانے کا اس کے لئے حکم نہیں ہے اور کتاب مذکور میں ہرگز ایسا نہ ہوگا۔ سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے مکرر اس کو غور سے دیکھا جائے۔ فقط۔

مقتدی کے کہنے سے حالت نماز میں امام آگے بڑھ جائے تو نماز ہوگی یا نہیں

سوال (۱۳۱۸) زید فجر کی نماز پڑھا رہا ہے اور صرف ایک دوسرا شخص مقتدی ہے جو حسب قواعد شرعیہ زید سے بالکل داہنی جانب قریب ہے۔ دوسری رکعت کی قراءۃ ختم ہونے سے پہلے ایک اور مقتدی آیا اور شامل جماعت ہونا چاہا چونکہ پہلے مقتدی کو پیچھے ہٹنے کا موقعہ نہیں تھا اس لئے مقتدی ثانی نے زید سے الفاظ میں کہا کہ آپ ایک قدم آگے بڑھ جائیے چنانچہ زید نے ایک قدم بڑھ کر بدستور قراءۃ جاری رکھی اور نماز ختم کر دی۔ زید کہتا ہے کہ سب کی نماز فاسد ہوگئی کیونکہ مقتدی کو بجائے کہنے کے اشارہ ہاتھ سے کرنا چاہئے تھا۔ اس لئے نماز کے اعادہ کی ضرورت ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں بعض فقہاء کا قول فساد نماز کا ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ نماز ہوگئی۔ واقعی اس مقتدی کو اشارہ سے امام کو آگے بڑھنے کو کہنا چاہئے تھا۔ لیکن بہرحال نماز ہوگئی اعادہ کی ضرورت نہیں ہے[1]۔ فقط۔

---

[1] ثم نقل تصحیح عدم الفساد فی مسئلة من جذب من الصف فتأخر (درمختار) وعبارة المصنف فی المنح بعد ان ذکر لو جذبه آخر فتأخر الاصح لا تفسد صلاته وفی القنیة قیل لمصل منفرد تقدم فتقدم بامره او دخل رجل فرجة الصف فتقدم المصلی حتی وسع المکان علیه فسدت صلاته وینبغی ان یمکث ساعة ثم یتقدم برأی نفسه وعلله فی شرح القدوری بانه امتثال لغیر امر الله تعالی اقول ما تقدم من تصحیح صلاته من تاخر بما یفید تصحیح عدم الفساد فی مسئلة القنیة لانه مع تاخره بجذبه لا تفسد صلاته (رد المحتار باب الامامة ص ۵۳۳ ج ۱) ظفیر۔

نماز پڑھتے ہوئے اگر ہاتھ کپڑوں کے اندر رہیں تو نماز ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۱۳۱۹) نماز کے وقت اگر ہاتھ کپڑے کے اندر رہیں تو نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- نماز درست ہے[1]۔ فقط۔

لقمہ دینا لینا یا کسی نماز کا چھوٹ جانا کیسا ہے

سوال (۱۳۲۰) زید امام مسجد ہے انھوں نے عشاء کی نماز میں آیۃ وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوٓا الآیۃ پڑھی دُفِتِحَتْ اَبْوَابُهَا پر ٹھیر گیا پھر یہاں سے کسی دوسری سورۃ کی آیت کو فتحت ابوابہا کے ساتھ ضم کر کے آگے پڑھتا چلا تو عمر نے جو حافظ قرآن ہے نیز ما تجوز وما تفسد بہ الصلوٰۃ سے واقف تھا، لقمہ دیا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ۔ زید نے پھر شروع سے دوہرایا اور اسی جگہ آن ٹھیرا۔ پھر عمر نے لقمہ دیا۔ زید پھر تیسری دفعہ دہراتا ہوا بمشکل آگے بڑھا مگر وَيُنْذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا کو چھوڑ کر سورۂ زمر ختم کی اور بغیر سجدہ سہو نماز تمام کی اور یہ فعل تقریباً ایک سو مصلیوں کے درمیان زید سے صادر ہوا ہے نماز لوٹانی چاہئے یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں نماز امام اور مقتدیوں کی صحیح ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں ہے اور اعادہ اس نماز کا لازم نہیں ہے۔ کما صرح بہ فی الدر المختار والشامی بخلاف فتحہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقاً لفاتح وآخذ بکل حال در مختار قولہ بکل حال۔ ای سواء قرأ الامام قدر ما تجوز بہ الصلوٰۃ ام لا انتقل الی ایۃ اخری ام لا تکرر الفتح ام لا ھو الاصح۔ نہر۔ شامی[2]۔ جلد اول ص ۴۱۸۔ پس معلوم ہوا کہ اصح یہ ہے کہ تکرار فتح سے بھی نماز میں فساد نہیں آتا اور سجدہ سہو کے واجب ہونے کی بھی کوئی وجہ نہیں ہے کیونکہ قراءۃ کے تکرار سے جو تاخیر کسی رکن میں ہو وہ موجب سجدہ سہو نہیں ہے کما فی الدر المختار واعلم انہ اذا شغلہ ذالک الشک فتفکر قدر اداء رکن ولم یشتغل حالۃ الشک بقراءۃ الخ وجب علیہ

---

[1] رفع یدیہ الخ ما سابا بھامیہ شحمتی اذنیہ ھو المراد بالمحاذاۃ (در مختار) ووفق بینھما وبین روایات الرفع الی المنکبین بان الثانی اذا کانت الیدان فی الثیاب للبرد کما قالہ الطحاوی الخ (رد المحتار فصل تالیف الصلوٰۃ ص ۴۴۵ ج ۱) ظفیر [2] رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ ص ۵۸۲ ج ۱۔

سجود السہو ۔ الخ ۔ اس سے واضح ہوا کہ اشتغال بالقراءۃ کی صورت میں سجدۂ سہو لازم نہیں ہوتا البتہ یہ بھی شامی وغیرہ میں تصریح ہے کہ جیسا کہ مقتدی کو یہ مکروہ ہے کہ فوراً لقمہ دیوے اسی طرح امام کو یہ مکروہ ہے کہ مقتدی کو لقمہ دینے کی طرف مضطر کرے بلکہ اس کو چاہئے کہ دوسری آیۃ مناسبہ یا دوسری سورۃ کی طرف منتقل ہو جاوے یا اگر مقدار واجب یا مستحب پڑھ چکا ہے تو رکوع کر دیوے ۔ کما قال فی الشامی یکرہ ان یفتح من ساعتہ کما یکرہ للامام ان یلجئہ الیہ بل ینتقل الی آیۃ اُخری لا یلزم من وصلہا ما یفسد الصلوٰۃ او الی سورۃ اُخری او یرکع اذا قرأ قدر الفرض کما جزم بہ الزیلعی وغیرہ وفی روایۃ قدر المستحب کما رجحہ الکمال بانہ الظاہر من الدلیل ۔ الخ ۔ فقط ۔

مقتدی اگر ایک رکعت میں اقتدار چھوڑ دیں تو نماز ہوگی یا نہیں

سوال (۱۳۲۱) امام مسجد نماز مغرب میں بعد دو رکعت کے تشہد بھول گیا مگر مقتدی غلطی سے یا بھول کر تشہد پڑھتے رہے اور امام نے تیسری رکعت میں الحمد آہستہ پڑھ کر رکوع کیا اور مقتدی امام کی اللہ اکبر کہنے پر کھڑے ہوئے امام رکوع کی تسبیحات پوری کر کے سجدہ میں گیا اور سب مقتدی تابع ہو گئے ، اس صورت میں امام کی نماز پوری ہوئی مگر مقتدیوں نے غلطی سے تیسری رکعت میں امام کا اقتدار نہیں کیا بلکہ بعض رکوع میں بھی شامل نہ ہو سکے مقتدیوں کی نماز کا کیا حکم ہے ۔ فقط ۔

الجواب :۔ جن مقتدیوں نے رکوع نہیں کیا ان کی نماز نہیں ہوئی اور جن مقتدیوں نے کھڑے ہو کر رکوع کر لیا خواہ کھڑے ہو کر امام کے شامل رکوع میں ہو گئے یا بعد میں رکوع کر لیا ان کی نماز ہو گئی[۳] امام کے ذمہ بوجہ ترک قعدۂ اولیٰ کے سجدۂ سہو لازم

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار ۔ باب سجود السہو ص ۶۹۷ ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر ۔ [۲] رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ ص ۵۸۲ ج ۱ ۔ ۱۲ [۳] نعم تکون المتابعۃ فرضا بمعنی ان یاتی بالفرض مع امامہ او بعدہ کما لو رکع امامہ فرکع معہ مقارنا او معاقبا وشارکہ فیہ او بعد ما رفع منہ فلو لم یرکع اصلا الخ بطلت صلاتہ (رد المحتار باب صفۃ الصلاۃ مطلب تحقیق متابعۃ الامام ص ۴۳۹ ج ۱) ظفیر ۔

ہے [1]۔ فقط۔

حالت نماز میں چیخ و پکار سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۱۳۲۲) ایک جماعت امیوں کی کسی پیر سے تعلیم پاکر نماز جہری میں قرارۃ سن کر اور کبھی سری میں بھی ہوں ہوں کر کے چیخ مارتے ہیں اس سے نماز ان کی فاسد ہوگی یا نہیں اور یہ آہ اور اُف نہیں بلکہ محض چیخ ہے۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے والانین ھو قولہ اہ بالقصر اوالتاوہ ھو قولہ اہ بالمد والتافیف اُف او تُف والبکاء بصوت یحصل بہ حروف لوجع او مصیبۃ الخ لا لذکر جنۃ او نار فلو اعجبتہ قراءۃ الامام فجعل یبکی و یقول بلی او نعم او آرے لا تفسد سراجیہ لدلالتہ علی الخشوع الخ اور شامی میں ہے قولہ لدلالتہ علی الخشوع۔ افاد انہ لو کان استلذاذ ابحسن النغمۃ یکون مفسدا [2] الخ پس معلوم ہوا کہ نماز میں اس طرح چیخ اور پکار کرنا اور ہوں ہوں کرنا اگر جنت و دوزخ کے ذکر سے نہیں ہے تو مفسد صلوٰۃ ہے۔ لہذا جہلاء کو اس سے بہ تشدد روکنا چاہئے کہ وہ اپنی نماز بھی فاسد کرتے ہیں اور دوسرے نمازیوں کی نماز میں بھی خلل ڈالتے ہیں کما جربناہ۔ فقط۔

اگر آگے سے کتا گذر جائے تو نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۱۳۲۳) اگر نمازی کے آگے کو کتا نکل جاوے تو نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ نماز فاسد نہیں ہوتی دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے [3]۔ فقط۔

---

[1] ولہا واجبات لا تفسد بترکہا وتعاد وجوبا الخ ان لم یسجد لہ ای للسہو الخ وھی قراءۃ فاتحۃ الکتاب الخ والقعود الاول (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۴۲۴ ج ۱) سہا عن القعود الاول من الفرض الخ ثم تذکرہ عاد الیہ الخ ما لم یستقم الخ والا ای وان استقام قائما لا یعود لاشتغالہ بفرض القیام وسجد للسہو لترک الواجب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب سجود السہو ص ۶۹۲ ج ۱) ظفیر [2] رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص ۵۷۹ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر [3] ولا یفسدہا الخ مرور مار بین یدیہ ای حائط القبلۃ فی بیت ومسجد صغیر مطلقا الخ ولو امرأۃ او کلبا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص ۵۹۳ ج ۱) ظفیر۔

جیب میں ناپاک چیز رکھ کر نماز ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۱۳۲۴) جیب میں کوئی ناپاک چیز یا ناپاک کپڑا قصداً یا سہواً رہ جائے اور نماز پڑھ لی جاوے تو نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں نماز صحیح نہ ہوگی۔ اس نماز کو پھر پڑھنا چاہئے[1]۔ فقط

نماز میں تہبند یا پاجامہ کھل جائے تو کیا کرے

سوال (۱۳۲۵) اگر نماز کی حالت میں مقتدی یا امام کا تہبند یا پاجامہ کا کمربند کھل گیا تو وہ نماز میں کیا کرے۔

الجواب:۔ اگر ایک ہاتھ سے یعنی عمل یسیر سے درست ہونا ممکن نہ ہو تو نماز کو توڑ کر دونوں ہاتھوں سے تہبند باندھ کر پھر شریک جماعت ہوجاوے[2]۔ فقط۔

سترہ کی جگہ چھتری وغیرہ ہو تو کافی ہے یا نہیں

سوال (۱۳۲۶) نمازی کے آگے چادر یا چھتری سترہ کے بجائے ہو تو کافی ہے یا نہیں یا سترہ لکڑی کا ہی ہونا ضروری ہے؟ اور لکڑی کا سترہ کم ازکم انگشت موٹا ہونا ضروری ہے یا اس سے کم بھی کافی ہو سکتا ہے؟

الجواب:۔ چادر یا چھتری مصلی کے آگے ہو تو بجائے سترہ کے کافی ہے لکڑی کی خصوصیت نہیں ہے۔ اور قید غلظ اصابع کو صاحب بدائع نے قول ضعیف لکھا ہے۔ فی الشامی لکن جعل فی البدائع بیان الغلظ قولاً ضعیفاً وانہ لا اعتبار بالعرض وظاہرہ

---

[1] وعفی الشارع عن قدر درہم وان کرہ تحریما الخ وفوقہ مبطل (درمختار) ففی المحیط یکرہ ان یصلی ومعہ قدر درہم او دونہ من النجاسۃ عالما بہ الخ (ردالمحتار باب الانجاس ص ۲۹۲ ج ۱) ظفیر۔

[2] ویفسدہا کل عمل کثیر لیس من اعمالہا ولا لاصلاحہا وفیہ اقوال خمسۃ اصحہا ما لا یشک بسببہ الناظر من بعید فی فاعلہ انہ لیس فیہا (درمختار) القول الثانی ان ما یعمل عادۃ بالیدین کثیر وان عمل بواحدۃ کالتعمم وشد السراویل وما عمل بواحدۃ قلیل وان عمل بہما کحل السراویل ولبس القلنسوۃ ونزعہا (ردالمحتار۔ باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص ۵۸۳ و ص ۵۸۴ ج ۱) ظفیر۔

انه المذهب بحر[1] الخ ۔ فقط ۔

صراط الذین پر سانس ٹوٹ جانے سے نہ کفر لازم آتا ہے اور نہ نماز فاسد ہوتی ہے

سوال (۱۳۲۷) ایک شخص جو علم قراءۃ سے ناواقف اور بے بہرہ ہو جہری نماز میں امام ہوا اور بحالت اضطرار صراط الذین پر سانس منقطع ہوگیا، کیا وہ امام کافر ہوگیا اور نماز فاسد ہوئی یا نہیں ۔

الجواب: ۔ اس صورت میں نماز فاسد نہیں ہوئی اور امام مذکور کافر نہیں ہے بلکہ اسکو کافر کہنے والے پر خوف کفر ہے ۔ کما فی الحدیث ۔ ایما رجل قال لاخیه کافر فقد باء بهما احدهما ۔ رواہ الشیخان[2] ۔ وفی حدیث اخر سباب المسلم فسوق وقتاله کفر[3] ۔ وفی حدیث آخر ایضاً من دعا رجلاً بالکفر او قال عدو الله ولیس کذلک الاحار علیه (متفق علیه)

غیر نمازی کے پنکھہ کرنے سے نمازی کی نماز فاسد نہیں ہوتی

سوال (۱۳۲۸) اگر غیر نمازی نماز پڑھنے والے کو پنکھا ہلائے تو مصلی کی نماز میں کچھ فساد لازم آئے گا یا نہیں ۔

الجواب: ۔ مصلی کی نماز میں اس سے کچھ خلل اور فساد لازم نہیں آتا اگرچہ یہ اچھا نہیں ہے کہ نمازی بحالت نماز کسی سے پنکھا کرائے اس لئے اس کو چاہئے کہ پنکھا کرنے والے کو روک دے ۔ فقط

ماہیہ میں تا ر ظاہر کرنا غلط ہے، مگر مفسد صلوٰۃ نہیں

سوال (۱۳۲۹) اگر بجائے ہائے ہوز ماہیہ کے تار مع تنوین پڑھی جاوے تو درست ہے یا نہیں ۔ اور مفسد صلوٰۃ ہے یا نہ ۔

الجواب: ۔ وَمَا اَدْرٰكَ مَاهِيَهْ میں اخیر کی ہا کو جو کہ ہا سکتہ ہے تار پڑھنا لحن فی القراءۃ ہے اور غلطی صریح ہے کہ یہ ہا مبدل عن التار نہیں ہے ۔ لیکن جس نے غلطی سے

---

[1] ویغرزہ بالامام ولکن المنفرد فی الصحراء ونحوها سترۃ بقدر ذراع طولاً وغلظ اصبع لتنبد والمناظر بقربه دون ثلاثة اذرع علی حذاء احد حاجبیه الخ (درمختار) لکن جعل فی البدائع بیان اللفظ الخ (ردالمحتار ص۵۹۵ ج۱ وص۵۹۶ ج۱ باب ما یفسد الصلوٰۃ) ظفیر

[2] مشکوٰۃ باب حفظ اللسان والغیبة والشتم ص۴۱۱ ۱۲ ظفیر [3] ایضاً [4] ایضاً ۔

ایسا پڑھا اس کی نماز ہوگئی۔[1] فقط۔

رات میں قبلہ پوچھ کر نماز پڑھی بعد میں معلوم ہوا کہ قبلہ غلط تھا تو یہ نماز ہوئی یا نہیں

سوال (۱۳۳۰)

شب کو زید نے اپنے ہمراہی سے قبلہ دریافت کرکے نماز ادا کی کئی روز معلوم ہوا کہ قبلہ غلط بتایا گیا تو وہ نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب:

نماز ہوگئی۔ فقط۔

غلطی سے مسبوق امام کے ساتھ سلام پھیر دے مگر یاد دلانے کے بعد کھڑا ہو جائے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۳۳۱)

ایک روز نماز عشاء کی جماعت میں خادم دوسری رکعت میں شریک ہوا مگر امام کے ساتھ دونوں طرف سلام پھیر کر نماز ختم کی اور دعاء مانگی۔ مگر اسی وقت ایک دوسرے مقتدی نے جو امام کے ساتھ اپنی نماز پوری کر چکا تھا مجھے جتلایا کہ تم کھڑے ہوکر نماز پوری کرو۔ پس اگر اس حالت میں یہ عاصی کھڑا ہوکر نماز پوری کر لیتا تو نماز ہو جاتی یا نہیں اور جس صورت میں کہ میں نے ان کا کہنا نہیں مانا بلکہ از سر نو چار فرض ادا کئے تو یہ نماز ادا ہوگئی یا نہیں؟ میرے نہ ماننے کی یہ وجہ ہوئی کہ دل میں یہ خیال اور شبہ پیدا ہوا کہ خارج از نماز لقمہ دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

الجواب:

اگر اس شخص کے بتلانے کے بعد کچھ تأمل کرکے خود یاد آجاتا کہ میری ایک رکعت بے شک رہی ہے اور اس بنا پر اٹھ کر ایک رکعت پوری کرکے نماز پوری کرکے سجدۂ سہو کر لیا جاتا تو نماز ہو جاتی کیونکہ وہ امتثال غیر شخص کا نہیں ہے بلکہ جب کہ خود یاد آگیا تو اسی کی طرف کھڑا ہونا منسوب ہوگا۔ در مختار میں ہے حتی لو امتثل امر غیرہ فقیل لہ تقدم فتقدم او دخل فرجۃ الصف احد فوسع لہ فسدت بل یمکث ساعۃ ثم یتقدم برایہ۔[2]

---

[1] ومنها القراءۃ بالالحان ان غیر المعنی والا لا۔ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ ص $\frac{589}{1}$) ظفیر۔ [2] ویتحری وھو بذل المجھود لنیل المقصود عاجز عن معرفۃ القبلۃ فان ظہر خطأہ لم یعد لما مر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ باب شروط الصلوٰۃ و استقبال قبلہ ص $\frac{401}{1}$) ظفیر۔ [3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا تحت الفروع ص $\frac{581}{1}$) ظفیر۔

اور شامی میں عدم فساد کی تصحیح کی ہے وقد منا عن الشرنبلالی عدم الفساد ونقلہ تمام الکلام علیہ[1] الخ شامی جلد اول ۔ فقط ۔

علیکم کی جگہ علیتم نکل جائے تو نماز ہوئی یا نہیں

سوال (۱۳۳۲) اگر السلام علیکم میں علیکم کے بجائے علیتم نکل جاوے تو نماز ہوگی یا نہیں ۔

الجواب :۔ نماز ہوگئی[2] ۔ فقط ۔

چوغہ و امامہ میں نماز ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۱۳۳۳) امام کہ لباس شرعی مثل چوغہ وازار ودراہ وعمامہ را پوشیدہ امامت می سازد ولیکن پوشیدن این لباس او را ناخوش است آیا نماز جائز می شود یا نہ ۔

الجواب :۔ نماز ادا می شود ۔

کپڑے پر دھبہ دیکھے تو کیا کرے

سوال (۱۳۳۴) امام کو احتلام ہوا ۔ کپڑا دھو کر نماز پڑھاتا رہا دو تین دن کے بعد کرتہ پر دھبہ منی کا پایا تو اب نمازوں کا اعادہ کرنا چاہئے یا نہیں ۔ لیکن یہ معلوم نہیں کہ کس کس نے اس کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں ۔

الجواب :۔ کتب فقہ میں اس صورت میں یہ لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنے کپڑے پر منی پائی قدر درہم سے زیادہ تو آخر نوم کے بعد میں جو نماز اس نے اس کپڑے سے پڑھی ہے اس کو لوٹا دے گا ۔ مثلاً آج بعد نماز ظہر اس نے کپڑے پر منی دیکھی تو اگر دوپہر کو بھی سویا ہے تو اسی وقت سے کپڑا ناپاک سمجھا جاوے گا اور اگر دوپہر کو نہیں سویا بلکہ رات کو سویا تھا تو اس وقت سے ناپاک سمجھا جاوے گا اور اس کے بعد سے جو نمازیں پڑھی ہیں وہ لوٹائی جائیں گی اور بقدر امکان مقتدیوں کو بھی اطلاع کرنی چاہئے جو جو یاد آتے جاویں ان کو خبر کر دے ۔ کما فی الدر المختار ۔ کما یلزم الامام

[1] رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا تحت الخروج ص۵۰۱ ج۱ ظفیر ۔ [2] ومنہا الخروج بصنعہ کفعلہ المنافی لہا بعد تمامہا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صفۃ الصلاۃ ص۴۱۶ ج۱) [3] ثم یسلم عن یمینہ ویسارہ الخ قائلاً السلام علیکم ورحمۃ اللہ وھو السنۃ (ایضاً ص۴۹۱ ج۱) ظفیر ۔

اخبار القوم اذا امرہم وھو محدث او جنب او فاقد شرطا او رکن - الخ - فقط۔

ذکر سری سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۱۳۳۵) مریدان بزرگان نقشبندیہ بموجب فہمانیدن مرشدان در نماز فرائض و نوافل ذکر سری می نمایند کہ الفاظ اول وہول مسموع میشوند نماز فاسد خواہد شد یا نہ۔

الجواب:۔ ظاہر ہمین است کہ نماز فاسد شود، لہٰذا احتیاط دریں امر واجب است[2] فقط

قبلہ سے کچھ منحرف مسجد میں پڑھی ہوئی نمازیں صحیح ہوئیں یا نہیں

سوال (۱۳۳۶) ایک مسجد میں لوگ نماز پڑھا کرتے تھے چار روز کے بعد معلوم ہوا کہ مسجد جانب قبلہ سے منحرف ہے۔ بعد تحقیق کچھ لوگ پہلی ہی طرح سے رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور بعض اس جانب سے ذرا مڑ کر پڑھتے ہیں اب جو لوگ پہلی جانب کو پڑھتے ہیں ان کو نماز کا اعادہ کرنا چاہئے یا نہ اور قبل تحقیق جو نمازیں پڑھی گئیں ان کا اعادہ کرنا چاہیئے یا نہ اور ٹیڑھی جانب کو اگر نماز پڑھتے رہیں تو نماز صحیح ہوگی یا نہ۔

الجواب:۔ پہلے رخ پر جو لوگ نماز پڑھتے ہیں ان کی نماز صحیح ہے اور گذشتہ نمازوں کا اعادہ کرنا لازم نہیں ہے کیونکہ تھوڑے سے انحراف سے استقبال قبلہ میں کچھ فرق نہیں آتا؛ در قطب حساب بھی تحقیقی نہیں ہے تقریبی ہے[3]۔ فقط۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الامامۃ مطلب المواضع التی تفسد صلاۃ الامام ص ۵۵۳ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

[2] و ذکر فی الملتقط ان المصلی اذا لسعتہ الحیۃ فقال بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تفسد صلوٰتہ الخ و ذکر فی الذخیرۃ انہ اذا قال المریض یا رب او قال بسم اللہ لما یلحقہ من المشقۃ الخ اما عند ہما ای الطرفین فتفسد الخ (غنیۃ المستملی) ظفیر

[3] فللمکی الخ اصابۃ عینہا الخ و لغیرہ ای غیر معاینہا اصابۃ جہتہا بان یبقی شیٔ من سطح الوجہ مسامتا للکعبۃ الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار — باب شروط الصلوٰۃ ص ۳۹۷ ج ۱) ظفیر۔

نماز فجر میں آفتاب نکل آئے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں

سوال (۱۳۳۷) اگر فجر کی نماز میں آفتاب طلوع کرے تو نماز صحیح ہو گی یا نہیں۔

الجواب:۔ عندالحنفیہ نماز اس کی فاسد ہو گئی بعد طلوع و ارتفاع آفتاب پھر صبح کی نماز اس کو پڑھنا چاہیئے کما فی الدر المختار والشامی بخلاف الفجر فتبطل بطلوع الطلوع الذی ہو وقت فساد۔ الخ شامی والاحادیث تعارضت فتساقطت الخ۔ درمختار۔[۲] فقط۔

ضاد کی جگہ ظاء پڑھنے سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۱۳۳۸) نماز میں ض کی ظ پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ پہلے اس مسئلہ کے متعلق یہ ضروری ہے کہ قصداً ظاء پڑھنے سے احتراز کیا جاوے کیونکہ اس میں فساد صلوٰۃ کی روایات ضرور موجود ہیں بلکہ شرح فقہ اکبر میں محیط سے نقل کیا ہے کہ تعمداً اس کا کفر ہے عبارت یہ ہے وفی المحیط سئل الامام الفضلی عمن یقرء الظاء المعجمۃ مکان الضاد المعجمۃ او یقرء اصحاب الجنۃ مکان اصحاب النار او علی العکس فقال لا یجوز امامتہ ولو تعمد یکفر قلت اما کون تعمدہ کفراً فلا کلام فیہ اذا لم یکن فیہ لغتان ففی ضنین الخلاف سا[۳]۔ اور بناء کا مطلب تحریر سابق سے یہ تھا کہ باوجود ارادہ ادائے ضاد از مخرج اگر مشابہت ظاء یا دال کے ساتھ ہو جاوے تو نماز صحیح ہے۔ درمختار میں ہے الا ما یشق تمایزہ کالضاد والظاء فاکثرہم لم یفسدہا[۴]۔ شامی میں ہے قال فی الخانیۃ والخلاصۃ الاصل فیما اذا ذکر حرفاً مکان حرف وغیر المعنی ان امکن الفصل بینہما بلا مشقۃ تفسد والا یمکن

(۱) رد المحتار کتاب الصلاۃ تحت قولہ بخلاف الفجر ص ۳۴۶ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ (۲) الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصلاۃ ص ۳۴۶ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ (۳) شرح فقہ اکبر ص ۲۰۵۔ ۱۲ ظفیر۔ (۴) الدر المختار علی ہامش رد المحتار ما یفسد الصلوٰۃ مطلب زلۃ القاری ص ۵۹۲ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

الا بمشقة کالظاء مع الضاد الخ قال اکثرهم لا تفسد و فی خزانة الاکمل قال القاضی ابو عاصم ان تعمد ذلک تفسد و ان جری علی لسانه و لا یعرف التمییز لا تفسد وهو المختار حلیه و فی البزازیة وهو اعدل الاقاویل وهو المختار[1] الخ۔ اس احتیاط کی وجہ سے قرار و علماء عرب قاطبۃ ضاد کے پڑھنے میں ظاء سے قطعاً بچتے ہیں اور ضاد کو بصورت دال مفخم ادا کرتے ہیں کما ہو مشاہد و معروف۔ فقط۔

رشوت کے کپڑوں میں نماز ہوگی یا نہیں

سوال (۱۳۳۹) رشوت کے کپڑوں سے نماز جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ نماز ادا ہو جاتی ہے مگر وہ شخص عاصی اور فاسق ہے۔ یعنی حرام کی کمائی کے کپڑوں سے نماز پڑھنا مکروہ ہے[2]۔ لیکن نماز ادا ہو جاتی ہے۔ فقط۔

امام کے نیت توڑ دینے سے مقتدی کی نماز فاسد ہو جاتی ہے

سوال (۱۳۴۰) امام کو قعدۂ اولیٰ میں سہو ہوا، مقتدیوں نے اللہ اکبر کہہ کر اس کو اطلاع دی اس نے غلطی سے نماز توڑ دی جو مقتدی جانب یمین و یسار تھے یا دوسری صف میں تھے ان کو علم نہیں ہوا کہ ہمارے امام نے نماز فاسد کر دی وہ اسی پہلی نیت پر قائم رہے اور یہ سمجھے کہ امام تیسری رکعت کے پورا کرنے کیلئے کھڑا ہوا ہے۔ اب امام نے دوسری نماز کی رکعت کا رکوع کیا۔ مقتدی سب امام کے ساتھ رکوع میں چلے گئے۔ امام نے چار رکعت پوری کر کے سلام پھیرا مقتدیوں نے بھی چار رکعت پوری کی۔ دریافت طلب یہ ہے کہ جن مقتدیوں نے امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ نہیں باندھی بلکہ امام کے ساتھ تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلے گئے اس صورت میں ان مقتدیوں کی نماز ہوگی یا نہیں۔ اور یہ اول تکبیر جو امام کے ساتھ رکوع میں جاتے وقت کہی ہے تکبیر تحریمہ ہوگی یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں مقتدیوں کی نماز نہیں ہوئی کیونکہ جب کہ امام نے اپنی

---

[1] رد المحتار۔ باب ما یفسد الصلوٰۃ مطلب زلۃ القاری ص ۵۹۲ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔
[2] وکذا تکرہ فی اماکن کفوق کعبۃ الخ و ارض مغصوبۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ص ۳۵۲ ج ۱) ظفیر۔

نماز توڑ دی تو سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہوگئی پھر مقتدیوں نے بنیت اقتداء کے ساتھ تکبیر تحریمہ نہیں کہی اور نہ دوبارہ نماز شروع نہیں کی بلکہ پہلی نماز پر بناء کی جو کہ فاسد ہو چکی تھی اور بناء علی الفاسد فاسد ہے۔ لہذا نماز ان کی فاسد ہی رہے گی[1]۔ فقط۔

دایاں پیر نماز میں ہل جانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

سوال (۱۳۴۱) زید کے داہنے پیر کا انگوٹھا نماز میں ہل گیا تو یہ مفسد صلوٰۃ ہے یا نہیں۔

الجواب:- نماز میں انگوٹھے کا حرکت کرنا اور ہل جانا مفسد صلوٰۃ نہیں[2] ہے۔ فقط

مسجد کسی کی ملک نہیں ہے اسمیں نماز درست ہے

سوال (۱۳۴۲) جو محلہ والے مسجد محلہ کو اپنی ملکیت سمجھتے ہوں اس مسجد میں نماز پڑھنا شرعاً کیسا ہے۔

الجواب:- مسجد کسی کی ملک نہیں ہوتی[3] اور کسی کے سمجھنے سے اس میں کچھ تغیر نہیں ہوتا پس نماز اس میں صحیح ہے اور ثواب مسجد کا حاصل ہے۔ فقط

زیر ناف بال نہ مونڈنے والے کی نماز بھی درست ہے

سوال (۱۳۴۳) جو شخص زیر ناف کے بال نہ مونڈے اس کی نماز صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب:- نماز صحیح ہے لیکن یہ فعل برا ہے اور چالیس دن سے زیادہ موئے زیر ناف کو

---

[1] واذا ظہر حدث امامہ وکذا کل مفسد فی رأی مقتد بطلت فیلزم اعادتہا لتضمنہا صلاۃ المؤتم صحۃ وفسادا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الامامۃ ص ۵۵۳ ج ۱ ظفیر [2] وان حرک رجلا واحدا لا علی الدوام لا تفسد صلوتہ (عالمگیری کشوری باب ما یفسد الصلوٰۃ ص ۱۰۲ ج ۱ ظفیر [3] ان المساجد للہ (سورۃ الجن - ۲) ویزول ملکہ عن المسجد والمصلی بالفعل وبقولہ جعلتہ مسجدا عند الثانی وشرط محمد والامام الصلاۃ فیہ بجماعۃ وقیل یکفی واحد وجعلہ فی الخانیۃ ظاہر الروایۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الوقف مطلب فی احکام المسجد ص ۵۰۱ ج ۳ وص ۵۰۲ ج ۳) ظفیر عفر اللہ ذنوبہ الخفی والجلی۔

باقی رکھنا مکروہ ہے[1] - فقط -

اگر صحیح قرات کی تو نماز ہوگئی سننے والے کا اعتبار نہیں

سوال (۱۳۴۴) زید نے نماز جہری میں سورۂ والعصر پڑھی اس صورت سے کہ والعصر کے اوپر وقف کیا اور سامع نے والعص سنا بحذف را - اور ثانیاً لفی خسر پر وقف کیا اور سامع نے لفی خس باسقاط را سنا - اگر وقف اخیر باسقاط حرکت یا تنوین بدون را ہو تو ایسے مقام پر وقف کرنا جائز ہے جہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ۱۷ مواضع پر قرآن شریف میں وقف کرنا مفضی الی الکفر ہونا منقول ہے جس میں سے ایک موضع فویل للمصلین ہے علیٰ ہذا القیاس - اور ۱۶ مواضع میں جو سترواں موضع ہے وہ والعصر والا ہے کہ فساد اس کا اظہر من الشمس ہے - علاوہ ازیں وقف مابین مبتدا و خبر اور صفت و موصوف و فعل و فاعل اور مستثنیٰ منہ و صلہ و موصول وغیر ذلک بنا بر قاعدہ نحویہ فصل و وقف جائز یا ناجائز جو موضع متنازع فیہ جملہ استثنائیہ ہے -

الجواب :- اعتبار پڑھنے والے کا ہے - سننے والا اگر کسی حرف کو نہ سنے تو اس سے قاری کا نہ پڑھنا لازم نہیں آتا - پس جب کہ قاری نے والعصر پڑھا ہے اور اسی طرح ان الانسان لفی خسر پڑھا ہے تو نماز ہوگئی اور ان دونوں موقعوں پر وقف کرنے سے نماز باطل نہیں ہوئی اور نہ کفر ہوا اور کسی موقع پر بھی کفر نہیں ہے - اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جو روایات سترہ موقعوں پر وقف کرنے سے کفر کے لازم ہونے کی نقل کی ہے یہ صحیح نہیں ہے[2] - فقط -

---

[1] ... نص ان یقلم اظفاره و یحفی شاربه و یحلق عانته و ینظف بدنه بالاغتسال فی کل اسبوع مرة فان لم یفعل ففی کل خمسة عشر یوما ولا یعذر فی ترکه وراء الاربعین الخ ویستحق الوعید کذا فی القنیة (عالمگیری مصری کتاب الکراهیة باب تاسع عشر ص ۳۶۸ ج ۵) ظفیر -

[2] اذا وقف فی غیر موضع الوقف او ابتدأ فی غیر موضع الابتداء ان لم یتغیر به المعنی تغیرا فاحشا نحو ان الذین امنوا وعملوا الصالحات ووقف ثم ابتدأ بقوله اولئک هم خیر البریة لا تفسد بالاجماع بین علمائنا هکذا فی المحیط وکذا ان وصل فی غیر موضع الوصل لا تفسد لکنه قبیح هکذا فی الخلاصة (عالمگیری مصری زلة القاری ص ۷۵ ج ۱) ظفیر -

حالت نماز میں رقص وغیرہ سے نماز فاسد ہو جاتی ہے	**سوال** (۱۳۴۵) بعض لوگ نماز میں شور و غل مچایا کرتے ہیں، یعنی تالیاں بجانا۔ ہاء ہو آواز کرنا۔ کودنا، رقص کرنا۔ یہ جائز ہے یا نہیں۔

بعض ان کے معتقد مولوی کہتے ہیں کہ درمختار وغیرہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ شوق جنت و خوف نار سے رونا مفسد صلوٰۃ نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب: یہ امور مفسد صلوٰۃ ہیں اور کتب فقہ میں خوف دوزخ و شوق جنت میں رونے کو بے شک جائز لکھا ہے مگر تالیاں بجانا اور رقص کرنا کسی نے جائز نہیں لکھا، بالخصوص نماز میں ایسی حرکات یا ناق مفسد صلوٰۃ ہیں۔ و تفصیلہ فی کتب الفقہ[1]۔ فقط۔

زکوٰۃ کے پیسے سے خریدی ہوئی صفوں پر نماز جائز ہے یا نہیں	**سوال** (۱۳۴۶) اگر کوئی شخص زکوٰۃ کے پیسے سے چار نماز یعنی صفیں خرید کر مسجد میں دیتا ہے تو تونگروں کا اس پر نماز پڑھنا جائز ہے یا

نہیں۔ نماز ہوگی یا نہیں۔

الجواب: نماز اس پر جائز ہو جاتی ہے لیکن زکوٰۃ اس کی ادا نہیں ہوئی[2]۔ فقط۔

اگر مقتدی امام کے ساتھ سجدہ تلاوت نہ کرے تو اس کی نماز ہوگی یا نہیں	**سوال** (۱۳۴۷) اگر مقتدی غلطی سے امام کیساتھ سجدہ تلاوت نہ کرے تو نماز ہوگی یا نہ۔

الجواب: نماز میں جو سجدۂ تلاوت واجب ہو وہ بعد نماز کے ادا نہیں ہوتا اور ساقط ہو جاتا ہے: وکل سجدۃ فی الصلوٰۃ ولم یؤدہا فیہا سقطت ای لم یبق السجود لہا

---

[1] والتنحنح بحرفین بلا عذر [illegible] بلا غرض الخ والانین والتاوہ والتافیف والبکاء بصوت الخ الا لذکر جنۃ او نار الخ ویفسدہا کل عمل کثیر لیس من اعمالہا ولا لاصلاحہا [illegible] باب ما یفسد الصلوٰۃ ص ۵۷۵ ج ۱ [illegible]۔

[2] [illegible] یہاں [illegible] نہیں [illegible] زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔ بشرط تمسرکی تملیکا لا اباحۃ [illegible] لا یصرف الی بناء نحو مسجد ولا الی کفن میت الخ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۸۵ ج ۲۔ ظفیر

تفوات محلہ[1] الخ۔ شامی۔ پس معلوم ہوا کہ وہ سجدہ ساقط ہوا اور اعادہ نماز کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ اگر عمداً چھوڑا تو توبہ کرے۔ وفی البدائع واذا لم یسجد اثم فتلزمہ التوبۃ[2]۔ در مختار۔ فقط۔

قراءت اس طرح کرے کہ خود بھی نہ سنے تو نماز ہوگی یا نہیں

سوال (۱۳۴۸) نماز میں الحمد اور سورۃ وغیرہ ایسی طرح پڑھنا کہ اپنے کان میں بھی آواز نہ آوے تو نماز ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- زیادہ معتبر اور صحیح یہ ہے کہ اس طرح پڑھے کہ اگر کوئی مانع نہ ہو تو اپنے کان میں آواز آجائے اور کرخی اور بلخی بدون اس کے بھی نماز کو صحیح فرماتے ہیں والاول اصح والرجح۔ شامی[3]۔ فقط۔

سجدہ سہو محض شک کی وجہ سے کیا تو نماز ہوگی یا نہیں

سوال (۱۳۴۹) سجدہ سہو بلا سبب وجوب اگر کوئی شخص محض شک کی بنا پر کرے تو وہ نماز صحیح ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- بلا وجوب سجدہ سہو محض شک اور شبہ کی وجہ سے سجدہ سہو نہ کرنا چاہیے اور اگر اتفاق سے غلطی سے ایسا کرلیا تو نماز ہو جاوے گی اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اور آئندہ ایسے شبہ اور شک میں سجدہ سہو نہ کرنا چاہیے[4]۔

---

[1] رد المحتار۔ باب سجود التلاوۃ تحت قولہ اذا لم یسجد ص ۷۲۲ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب سجود التلاوۃ ص ۷۲۲ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [3] وادنی الجہر اسماع غیرہ وادنی المخافتۃ اسماع نفسہ (در مختار) اعلم انہم اختلفوا فی حد وجود القراءۃ علی ثلاثۃ اقوال فشرط الہندوانی والفضلی لوجودہا خروج صوت یصل الی اذنہ وبہ قال الشافعی وشرط المریسی واحمد خروج الصوت من الفم وان لم یصل الی اذنہ لکن بشرط کونہ مسموعا فی الجملۃ حتی لو ادنی احد صماخیہ الی فیہ یسمع ولم یشترط الکرخی وابوبکر البلخی السماع واکتفیا بتصحیح الحروف الخ وان ماقالہ الہندوانی اصح وارجح لاعتماد اکثر علمائنا (رد المحتار فصل فی القراءۃ ص ۴۹۸ ج ۱ ۱۲ ظفیر) [4] ولو ظن الامام السہو فسجد لہ فتابعہ فبان ان لا سہو فالاشبہ الفساد (در مختار) وفی الفیض وقیل لا تفسد وبہ یفتی (رد المحتار قبیل باب الاستخلاف ص ۵۶۰ ج ۱) جب مسبوق کی نماز فاسد نہیں ہوئی تو اور دوسرے کی نماز بدرجۂ اولیٰ فاسد نہیں ہوگی ۱۲ ظفیر۔

البتہ اگر ظن غالب ترک واجب کا ہو تو سجدۂ سہو حسب معمول بعد یک سلام کرے۔ فقط۔

سنکھ بجتے وقت نماز درست ہے یا نہیں

سوال (۱۳۵۰) پانی پت میں ہنود و اہل اسلام میں کچھ تنازعہ ہوا۔ وجہ یہ ہوگئی کہ مغرب کی نماز کے وقت ہنود نے سنکھ بجایا، منع کرنے سے نہ رکے۔ نوبت مقدمہ کی پہنچی۔ وکیل کے مشورہ سے مسلمانوں نے مغرب کے وقت اذان کہنا اور نماز پڑھنا چھوڑ دیا، آیا سنکھ بجنے کے وقت ان مساجد میں نماز پڑھنا صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس حالت میں نماز صحیح ہے[1] اور نماز نہ پڑھنا اور اذان وجماعت اس مسجد میں ترک کرنا اچھا نہیں۔ فقط۔

نمازی کے آگے سے عورت یا کوئی جانور گذر جائے تو نماز ہوگی یا نہیں

سوال (۱۳۵۱) نمازی کے سامنے سے اگر کتا یا اور کوئی جانور یا عورت گذر جائے تو اس کی نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- نمازی کے سامنے سے کتا یا کوئی جانور یا عورت اگر نکل جاوے تو نماز اس کی فاسد نہ ہوگی۔ درمختار میں ہے ولا یفسدھا مرور مار الخ ولو امرأۃ او کلبا[2] الخ اور شامی میں حلیہ سے منقول ہے کہ جو کچھ اس بارہ میں حدیث شریف میں آیا ہے وہ منسوخ ہے یا مؤل[3] ہے۔ کما ہو منقول فی الشروح والحواشی۔ بہرحال اعادہ اس نماز کا واجب نہیں ہے۔ فقط۔

پاؤں ہلنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

سوال (۱۳۵۲) نماز میں قیام کی جگہ سے دونوں پاؤں ہل جانے سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں نماز فاسد نہیں ہوتی[4]۔ فقط۔

---

[1] اس لئے کہ کوئی چیز مفسدات نماز میں سے نہیں پائی گئی ۱۲ ظفیر۔ [2] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص ۵۹۳ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [3] ولو امرأۃ او کلبا بیان للاطلاق واشار بہ الی الرد علی الظاہریۃ بقولہم یقطع الصلوٰۃ مرور المرأۃ والکلب والحمار وعلی احمد فی الکلب الاسود والی ان ماروی فی ذالک منسوخ کما حققہ فی الحلیۃ (ردالمحتار باب ایضاً ص ۵۹۳ ج ۱) ظفیر۔ [4] وان حرک رجلا واحدا لا علی الدوام لا تفسد صلوٰتہ (عالمگیری کشوری باب ما یفسد الصلوٰۃ ص ۱۰۲ ج ۱) ظفیر۔

سنکھ بجنے سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی

سوال (۱۳۵۳) اگر بوقت نماز ضداً سنکھ بجایا جائے اور شور و غل کیا جاوے تو نماز میں شرعاً نقص آتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- اگر بذریعہ حکام اس کا انسداد ہو سکے تو انسداد اس کا ضروری ہے۔ کیونکہ اگرچہ نماز میں کسی کے شور و غل اور سنکھ بجانے سے فساد نہیں ہوتا لیکن نمازیوں کو تشویش و پراگندگی خاطر اور عدم خشوع و خضوع اس کی وجہ سے ضرور ہوگا لہذا ضروری ہے کہ حکام کے ذریعہ سے ان کو نماز کے وقت اس سے روکا جائے کیونکہ فقہاء نے مسجد میں ذکر جہر کو بوقت نماز منع فرمایا ہے[1] کہ اس سے نماز میں پراگندگی خاطر ہوگی اور ممکن ہے کہ نمازی قراءۃ وغیرہ کو بھول جائے پس جبکہ ذکر جہر کو بوقت نماز منع کیا جاتا ہے تو باجا بجانا اور سنکھ بجانا بوقت نماز ظاہر ہے کہ نہایت برا ہے لیکن چونکہ مسلمانوں کو قدرت نہیں ہے کہ از خود اس کو روکیں لہذا حکام کے ذریعہ سے اگر انسداد ہو سکے تو کرایا جاوے۔ فقط۔

عورت کے محاذات میں ہونے کا مطلب

سوال (۱۳۵۴) محاذات عورت سے کیا مراد ہے آیا بر اجنبیہ ہی سے ہوتا ہے یا محرمہ سے بھی۔

الجواب:- محاذات عورت کی مرد سے تین طرف سے مفسد صلوٰۃ ہے۔ شامی میں ہے وقد صرحوا بان المرأۃ الواحدۃ تفسد صلوٰۃ ثلثۃ الخ من عن یمینھا و من عن یسارھا ومن عن خلفھا[2]۔ اور یہ عام ہے۔ عورت محرمہ ہو یا غیر محرمہ ہو۔ شامی[3]

مرد عورت کا بوسہ لے یا عورت مرد کا تو نماز ہوگی یا نہیں

سوال (۱۳۵۵) مرد نماز میں تھا عورت نے اس کا بوسہ لیا جس سے مرد کو خواہش پیدا ہوئی نماز جاتی رہی گرچہ یہ اس کا اپنا فعل نہ تھا۔ اور

[1] ویکرہ الخ رفع صوت بذکر (درمختار) لانہ حیث خیف الریاء او تاذی المصلین الخ (رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ مطلب فی رفع الصوت بالذکر ص ۶۰۲ ظفیر۔ [2] درمختار باب الامامۃ مسئلۃ محاذات ص ۵۳۵ ۱۲ ظفیر۔ [3] المرأۃ اذا صلت مع زوجھا فی البیت ان کان قدمھا بحذاء قدم الزوج لا تجوز صلاتھما بالجماعۃ (ایضاً) قولہ غیر معلول بالشھوۃ ای لیست علۃ الفساد الشھوۃ ولذا تفسد ما بالعجوز الشوھاء وبالمحرم کامہ وبنتہ (ایضاً ص ۵۳۹) ظفیر۔

عورت نماز پڑھتی تھی مرد نے بوسہ لیا عورت کو خواہش ہوئی تو عورت کی نماز جائے گی اگرچہ یہ بھی اس کا اپنا فعل نہیں ہے ۔ زید کا یہ قول صحیح ہے یا غلط ۔

الجواب :۔ درمختار میں یہ مسئلہ اس طرح لکھا ہے کہ اگر مرد نے عورت کا بوسہ نماز میں لیا یعنی عورت نماز پڑھ رہی تھی اور اس حالت میں مرد نے اس کا بوسہ لیا خواہ شہوت ہو یا نہ ہو تو عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر مرد نماز پڑھ رہا تھا اور عورت نے اس کا بوسہ لیا اور مرد کو شہوت ہوگئی تو مرد کی نماز فاسد ہوگئی اور اگر مرد کو شہوت نہ ہوئی تو مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی عبارت اس کی یہ ہے ۔ مسها بشهوة او قبلها بلا شهوة فسدت لا لو قبلته ولم يشتهها الخ[1] درمختار ۔ فقط ۔

پوسٹ کارڈ یا سلائی کی ڈبیہ جیب میں ڈال کر نماز ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۳۵۶/۱) پوسٹ کارڈ اور سکہ مروجہ اور ڈبی یا سلائی جن پر جاندار چیزوں کی تصویر ہوتی ہے اگر کوئی اس کو جیب میں لے کر نماز پڑھے تو نماز درست ہوگی یا نہیں ۔

ڈاڑھی کے بال پھنسے رہنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

(۳۵۷/۲) ڈاڑھی کا شکستہ بال جو کہ ڈاڑھی میں پھنسا ہوا ہے تو نماز میں کچھ فرق تو نہ آوے گا ۔

الجواب :۔ (۱) نماز ہو جاتی ہے[2] ۔

(۲) اس سے نماز میں کچھ خلل نہیں آتا اور وہ بال شکستہ ناپاک نہیں ہے ۔ فقط ۔

حالت نماز میں دنیاوی خیالات سے نماز فاسد نہیں ہوتی

سوال (۳۵۸) نماز میں دنیوی خیالات

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ص ۵۸۶ ج ۱ ظفیر ۔ وان یکون فوق رأسه او بين يديه او بحذائه تمثال الخ ولا يكره لو كانت تحت قدميه الخ وعلى خاتمه بنقش غير مستبين قال في البحر ومفاده كراهة المستبين لا المستتر بكيس او صرة او ثوب آخر او كانت صغيرة لا تتبين تفاصيل اعضائها للناظر

[2] نمائم الخ الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰة ویکره فیها ص ۶۰۶ ج ۱ و ص ۶۰۹ ج ۱ ظفیر ۔

اور وساوس کے پیدا ہونے سے نماز درست ہوتی ہے یا نہ۔

الجواب:۔ نماز میں خیالات آجانے سے نماز میں فساد نہیں ہوتا حتی الوسع وسوسوں اور خیالات کو دفع کریں[1]۔ فقط۔

امام مسافر اگر نماز پوری پڑھے گا تو مقتدی مقیم کی نماز نہیں ہوگی

سوال (۱۳۵۹) ایک امام مسافر نے بھول کر بجائے دو رکعت چار رکعت پڑھادی اور مقتدی کل مقیم ہیں۔ اور جو لوگ پچھلی دو رکعتوں میں شامل ہوئے ہیں تو امام اور مقتدیوں کی نماز صحیح ہوئی یا نہ۔

الجواب:۔ امام مسافر کی نماز تو اس صورت میں ہو جاتی ہے مگر سجدہ سہو اس پر لازم ہوتا ہے۔ اور باقی مقتدیوں کی نماز صحیح نہیں ہے[2]۔ فقط۔

حالت نماز میں صحن مسجد سے اندر مسجد میں جانے سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۱۳۶۰) زید صحن مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا پانی جوزور سے آیا نیت توڑدی بکر مقتدی نے کہا کہ آپ اندر چلے جاتے بلا تحویل قبلہ تو مقتدی بھی اندر جاسکتے تھے نماز توڑنا نہ چاہیے تھا۔ زید نے کہا اس طرح نماز فاسد ہوجاتی ہے کیونکہ عمل کثیر ہے۔ زید کا قول صحیح ہے یا بکر کا۔

الجواب:۔ زید کا قول صحیح ہے۔ زید کو ایسا ہی کرنا چاہیے تھا۔ اس لئے کہ اس صورت میں بلا خلاف اس کی نماز صحیح ہوگئی جب کہ از سر نو اس نے نماز پڑھ لی اور اگر نماز میں وہ اندر مسجد کے جاتا اور پھر مقتدی بھی جاتے تو اس میں سب سے عمل کثیر ہوتا اور وہ عند البعض مفسد ہے

---

[1] عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تجاوز عن امتی ما وسوست بہ صدورھا مالم تعمل بہ او تکلم متفق علیہ (مشکوۃ باب الوسوسہ فصل اول ص۱۸) ظفیر۔

[2] ولو نوی الاقامۃ لا لتحقیقھا بل لیتم صلوۃ المقیمین لم یصر مقیما (در مختار) فلو اتم المقیمون صلاتھم معہ فسدت لانہ اقتداء المفترض بالمتنفل ظھیریہ ای اذا قصدوا متابعتہ اما لو نووا مفارقتہ ووافقوہ صورۃ فلا فساد (رد المحتار باب صلاۃ المسافر ص۱۲۱ج۱) ظفیر۔

اور تفصیل اس کی شامی میں ہے[1]۔ فقط

بحرِ لہا میں امالہ نہ کرنے سے نماز ہو گی یا نہیں

سوال (۱۳۶۱) بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا میں اگر امالہ نہ کریں تو نماز ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- نماز ہو جاتی ہے۔ مگر یہ غلطی قارۃ کی ہے کہ امالہ سے نہ پڑھا جاوے۔ فقط

سیپ کے بٹن کے ساتھ نماز جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۳۶۲) سیپ کے بٹن کپڑے میں لگے ہوئے سے نماز جائز ہے یا نہیں۔ ویسے سیپ حلال و پاک ہے۔

الجواب:- نماز صحیح ہے اور سیپ حلال و پاک ہے[2]۔ فقط۔

قراۃ کے کچھ حصہ چھوٹنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۱۳۶۳) سورہ مزمل کے آخری رکوع نماز میں پڑھا گیا مگر سہواً وَمَا تُقَدِّمُوْا سے وَاَعْظَمَ اَجْرًا تک چھوٹ گیا تو نماز ہوئی یا نہیں اس صورت میں زید نماز کا اعادہ واجب کہتا ہے۔

الجواب:- نماز ہو گئی۔ زید کا قول صحیح نہیں۔ کذا فی الدر المختار وغیرہ

---

[1] ویفسدہا کل عمل کثیر لیس من اعمالہا ولا لاصلاحہا (درمختار) الثالث الحرکات الثلاث المتوالیۃ کثیر والا فقلیل الخ (رد المحتار باب ما یفسد الصلاۃ ص ۵۸۳/۱ و ص ۵۸۴/۱) مشی مستقبل القبلۃ ہل تفسد ان قدر صف ثم وقف قدر رکن ثم مشی ووقف کذلک وہکذا لا تفسد وان کثر مالم یختلف المکان وقیل لا تفسد حالۃ العذر مالو یستدبر القبلۃ استحساناً (درمختار) اما ان کان اماماً فجاوز موضع سجود فان بقدر ما بینہ وبین الصف الذی یلیہ لا تفسد وان اکثر فسدت وان کان منفرداً فالمعتبر موضع سجودہ فان جاوزہ فسدت والا فلا الخ قولہ لا تفسد حالۃ العذر الخ والقیاس الفساد اذا کثر الخ ثم اختلفوا فی تاویلہ اذا لم یجاوز الصفوف او موضع سجودہ والا فسدت وقیل اذا لم یکن متلاحقاً بل خطوۃ ثم خطوۃ فلو متلاحقاً تفسد وان لم یستدبر القبلۃ لانہ عمل کثیر الخ (رد المحتار باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا ص ۵۸۶/۱ و ص ۵۸۷/۱) ظفیر

[2] وشعر المیتۃ وعظمہا الخ وکذا کل ما لا تحلہ الحیاۃ الخ طاہر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المیاہ ص ۱۹۰/۱) ظفیر

من کتب الفقہ[1] ۔ فقط ۔

امام کے بھولنے پر لقمہ دینا درست ہے

سوال (۱۳۶۴) امام جہری نماز میں تبت یدا ابی لہب وتب پڑھکر بھول گیا ۔ مقتدی نے لقمہ دیا تب امام نے آگے پڑھکر رکوع کیا پھر آخر میں سجدہ سہو بھی کر لیا تو نماز امام اور مقتدی لقمہ دینے والے کی صحیح ہوئی یا نہ ۔

امام لقمہ نہ لے تو دینے والے کی نماز فاسد ہوگی یا نہیں

سوال (۱۳۶۵) اگر امام لقمہ نہ لے تو لقمہ دینے والے مقتدی کی نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں ۔

الجواب (۱) نماز امام اور مقتدی لقمہ دینے والے کی اس صورت میں صحیح ہوگی اور سجدہ سہو کی بھی ضرورت نہ تھی لیکن اگر سجدہ سہو غلطی سے کر لیا گیا تب بھی نماز ہوگی کذا فی الدر المختار[2]

(۲) نماز فاسد نہیں ہوتی ۔ فقط ۔

چلتی بیل گاڑی میں نماز جائز ہے

سوال (۱۳۶۶) چلتی بیل گاڑی میں نماز جائز ہے یا نہیں ۔

الجواب :۔ چلتی ریل گاڑی پر نماز جائز ہے ۔ چلتی بیل گاڑی میں بلا عذر نماز درست نہیں ہے[3]

غلط خواں کی نماز درست ہے یا نہیں

سوال (۱۳۶۷) شخص در قراءۃ ولا الضالین گوید و یا رب العلمین الرحمن الرحیم گوید نماز درست است یا نہ ۔

---

[1] وتجب قراءۃ الفاتحۃ وضم السورۃ او ما یقوم مقامہا من ثلاث آیات قصار او آیۃ طویلۃ (عالمگیری واجبات الصلوۃ ص ۷۶ ج ۱) ظفیر [2] بخلاف فتحہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقا لفاتح واخذ بکل حال (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوۃ ص ۵۸۲ ج ۱) ظفیر [3] واما الصلوۃ علی العجلۃ ان کان طرف العجلۃ علی الدابۃ وھی تسیر او لا تسیر فھی صلوۃ علی الدابۃ فتجوز فی حالۃ العذر المذکور فی التیمم لا فی غیرھا ومن العذر المطر وطین یغیب فیہ الوجہ الخ (در مختار) قولہ المذکور فی التیمم بان یخاف علی مالہ او نفسہ او تخاف المرأۃ من فاسق (رد المحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی الصلوۃ علی الدابۃ ص ۶۵۶) ظفیر ۔

الجواب: درین صورت نماز نخواہد شد۔ و حکم الثغ وغیرہ در کتب فقہ باید دید[1] فقط

سقہ کے دیئے ہوئے پانی سے وضو و نماز جائز ہے یا نہیں جبکہ اجرت نہ دی جائے

سوال (۱۳۶۸) ایک مسجد میں وضو وغیرہ کے واسطے پانی بھرنے کو بہشتی وغیرہ مقرر کئے جاتے ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے کہ تم پانی اچھی طرح سے بھرو تم کو اس کی اجرت مزدوری دی جائے گی۔ ایک سال کے بعد وہ اس پانی کی مزدوری مانگتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ مزدوری دی جاوے اور بعض کا خیال ہے کہ نہ دی جاوے۔ اور جو وضو و نماز اس پانی سے کی گئی وہ درست ہے یا نہیں۔

الجواب: اس بہشتی کی اجرت اور مزدوری مروّج دینی چاہئے[2]۔ اور وضو و نماز ہوگئی۔ فقط۔

قومہ اور جلسہ میں تعدیل

سوال (۱۳۶۹) جمعہ کی نماز کے قومہ اور جلسہ میں امام اتنی دیر ٹھہرتا ہے ایک سورۃ چھوٹی بخوبی پڑھ لی جاسکے۔ اس سے نماز میں کچھ نقصان تو واقع نہیں ہوتا۔

الجواب: اس صورۃ میں نماز صحیح ہے کچھ نقصان نہیں آیا[3]۔ فقط

---

[1] ولا غیر الالثغ به ای بالالثغ علی الاصح کما فی البحر عن المجتبیٰ و حرر الحلبی و ابن الشحنة انه بعد بذل جهده دائما حتما کالامی فلا یؤم الا مثله ولا تصح صلاته اذا امکنه الاقتداء بمن یحسنه الخ (درمختار) الالثغ بالتحریک قال فی المغرب هو الذی یتحول لسانه من السین الی الثاء وقیل من الراء الی الغین او اللام او الیاء زاد فی القاموس او من حرف الی حرف الخ والاحوط عدم الصحة (ردالمحتار، باب الامامة مطلب فی الالثغ ص ۵۴۷ ج ۱) ظفیر۔ [2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطوا الاجیر اجره قبل ان یجف عرقه رواہ ابن ماجہ (مشکوٰۃ باب الاجارۃ ص ۲۵۸) ظفیر۔ [3] وتعدیل الارکان ای تسکین الجوارح قدر تسبیحة فی الرکوع والسجود وکذا فی الرفع منهما علی ما اختاره الکمال (درمختار) ای یجب التعدیل ایضا فی القومة من الرکوع والجلسة بین السجدتین الخ (ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلاة ص ۴۳۲ ج ۱) ظفیر غفرلہ۔

امام کی کمی رکعت کی وجہ سے سب کی نماز فاسد ہو جاتی ہے

سوال (۱۳۷۰) مغرب کی نماز میں امام نے دو رکعت پر سلام پھیر دیا اور تتمہ نہ لیا۔ مقتدیوں نے تیسری رکعت کھڑے ہو کر پڑھ لی تو نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں امام اور مقتدیوں کی نماز نہیں ہوئی پھر پڑھنی چاہئے[1]

فرض کی چاروں رکعتوں میں سورہ ملانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

سوال (۱۳۷۱) عصر کی چاروں رکعتوں میں سورۃ ملالی تو نماز ہوئی یا نہیں بلا سجدہ سہو کے۔

الجواب:۔ بلا سجدہ سہو نماز ہو گئی[2]۔

مقتدی نے اگر امام کے ساتھ رکوع نہیں کیا تو وہ کیا کرے

سوال (۱۳۷۲) مقتدی نماز میں اول سے شریک ہے اور وہ کسی وجہ سے رکوع کرنا بھول گیا پھر سجدہ میں شریک ہو گیا تو نماز ہو گئی یا نہیں۔

الجواب:۔ اس مقتدی کو لازم ہے کہ اگر اس نے نماز کے اندر رکوع نہیں کیا تو بعد فارغ ہونے امام کے کھڑے ہو کر رکوع کر کے سجدہ سہو کرے اس وقت نماز ہو جائے گی[3]۔ فقط۔

---

[1] واذا ظهر حدث امامه وكذا كل مفسد فی رأی مقتد بطلت فيلزم اعادتها لتضمنها صلاة المؤتم صحة وفسادا (در مختار) فلو قال المصنف كما فی النهر ولو ظهر ان بامامه ما يمنع صحة الصلاة لكان اولى ليشتمل ما لو اخل بشرط او ركن الخ (رد المحتار باب الامامة ص ۵۵۳ ج ۱) ظفير۔

[2] واكتفى المفترض فيما بعد الاوليين بالفاتحة فانها سنة على الظاهر ولو زاد لا بأس به (در مختار) ای لو ضم اليها سورة لا بأس به لان القراءة فی الاخريين مشروعة من غير تقدير والاقتصار على الفاتحة مسنون لا واجب فكان الضم خلاف الاولى وذلك لا ينافی المشروعية والاباحة بمعنى عدم الاثم فی الفعل والترك (رد المحتار باب صفة الصلاة فصل تاليف الصلاة ص ۴۷۷ ج ۱) ظفير۔

[3] ورعاية الترتيب بين القراءة والركوع وفيما يتكرر اما فيما لا يتكرر ففرض كما مر فی كل ركعة كالسجدة او فی كل الصلوة كعدد ركعاتها حتى لو نسی سجدة من الاولى قضاها ولو بعد السلام قبل الكلام لكنه يتشهد ثم يسجد للسهو ثم يتشهد الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلاة ص ۴۲۹ ج ۱ و ص ۴۳۲ ج ۱) ظفير۔

درمیان نماز میں سلام پھیر کر بات کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے

سوال (۱۳۷۳) امام نے سہواً تین رکعت پر سلام پھیر دیا کسی نے لقمہ نہیں دیا اور امام و مقتدیان میں کلام کثیر ا ہوا تو اب بقیہ ایک رکعت پڑھی جائے یا چار رکعت اور کلام والی حدیث منسوخ ہے یا نہیں۔

الجواب: ـ جب کہ تیسری رکعت پر سلام پھیرنے کے بعد امام اور مقتدیان میں کلام ہو گیا تو چاروں رکعت پھر پڑھنی ضروری ہیں کیونکہ کلام والی حدیث کی تاویل کی گئی ہے یا منسوخ ہے اس کے ظاہر پر عمل نہیں ہے کیونکہ کلام منافی نماز کے ہے[1]۔ قال اللہ تعالیٰ وقوموا للہ قانتین۔ فقط۔

سجدہ سہو رکعت کے قائم مقام نہیں

سوال (۱۳۷۴) امام عشار کی نماز میں تین رکعت پر بیٹھ گیا سہواً۔ اس خیال سے کہ چار پوری ہو گئی۔ لیکن اس کو فوراً یقین ہو گیا کہ تین رکعت ہوئی ہیں اس نے التحیات کو پورا کر کے سجدہ سہو کیا اور تین ہی رکعت پر سلام پھیر دیا۔ نماز ہو گئی یا نہیں[2]۔

جس نے اعادہ کر لیا اسکی نماز ہو گئی

(۱۳۷۵) اگر کسی نے اپنی تنہا نماز دہرائی تو اچھا ہوا یا نہیں۔

الجواب: ـ (۱) اس حالت میں نماز نہیں ہوئی[2]۔

(۲) دہرانا نماز کا سب کو ضروری ہے جس نے تنہا دہرائی اس کی نماز صحیح ہو گئی[3]۔ فقط۔

---

[1] یفسدها التکلم هو النطق بحرفین او حرف ولو مفهم الخ عمده وسهوه قبل قعوده قدر التشهد سیان الخ وحدیث ذی الیدین منسوخ بحدیث مسلم ان صلاتنا هذه لا یصلح فیها شیء عن کلام الناس (والتفصیل فی الشامی) (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها ص ۵۷۴ و ص ۵۷۵ ج ۱) ظفیر۔

[2] رکعت کی تلافی سجدہ سہو سے نہیں ہوتی، اسلئے نماز نہیں ہوئی۔ سجدہ ترک واجب اور اس کی تقدیم و تاخیر وغیرہ کے لئے ہے یجب الخ بترک الخ واجب مما مر فی صفة الصلوٰة سهوا الخ وتاخیر قیام الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب سجود السهو ص ۶۹۳ ج ۱) ظفیر۔

[3] واذا ظهر حدث امامه وکذا کل مفسد فی رای مقتد بطلت فیلزم اعادتها لتضمنها صلاة المؤتم صحة وفسادا کما یلزم الامام اخبار القوم اذا امهم وهو محدث او جنب او فاقد شرط او رکن (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الامامة ص ۵۵۳ ج ۱) ظفیر

سبحان اللہ سے لقمہ دینا افضل بتاتا ہے۔ حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ حدیث شریف میں ایسا ہی وارد ہوا ہے[1]۔ فقط۔

سجدے میں جاتے ہوئے پاجامہ چڑھانا مفسد صلوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۱۳۸۰) نماز میں سجدے کو جاتے وقت جو دو ہاتھ سے پاجامہ چڑھاتے ہیں یہ فعل کثیر میں داخل ہے یا نہیں

الجواب:۔ یہ فعل کثیر میں داخل نہیں ہے اور نماز اس سے فاسد نہیں ہوتی البتہ ایسا کرنا اچھا نہیں ہے[2]۔ فقط

عشاء کے فرض بے وضو پڑھے اور سنت و وتر باوضو، تو کیا سنتوں کا اعادہ کرے

سوال (۱۳۸۱) اگر عشاء کے فرض بھول کر بے وضو پڑھ لے اور سنت اور وتر باوضو پڑھے اور اندر وقت یاد آجاوے تو فرضوں کے ساتھ سنتوں کا اعادہ کرنا چاہئے نہ وتر کا۔ امام صاحبؒ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک وتر کا بھی اعادہ کرے کا اس کی کیا وجہ ہے۔

الجواب:۔ یہ مسئلہ وقت کے اندر پڑھنے کا ہے اور وجہ سنتوں کے اعادہ کی اور وتر کے عدم اعادہ کی موافق مذہب امام اعظمؒ کے یہ ہے کہ جب فرض عشاء کے نہ ہوئے تو فرض کے اعادہ کے ساتھ سنت کا بھی اعادہ کرے کیونکہ سنت تابع فرض کے ہیں، اور وتر چونکہ واجب مستقل ہے اور وہ وضو سے ہوئے لہٰذا اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اور صاحبینؒ چونکہ وتر کو سنت فرماتے ہیں اس لئے وہ فرض کے ساتھ وتر کے اعادہ کا بھی حکم کرتے ہیں

[1] قال علیہ الصلوٰۃ والسلام والتسبیح للرجال والتصفیق للنساء (ردالمحتار باب شروط الصلوٰۃ ص ۳۰۰ ج ۱ ظفیر)

[2] ویفسدھا کل عمل کثیر لیس من اعمالھا ولا لاصلاحھا وفیہ اقوال خمسۃ اصحھا لا یشک بسببہ الناظر من بعید فی فاعلہ انہ لیس فیھا وان شک انہ فیھا ام لا، فقلیل (درمختار) القول الثانی ان ما یعمل عادۃ بالیدین کثیر وان عمل بواحدۃ، لا وما عمل بواحدۃ قلیل وان عمل بھما کحل السراویل الخ (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ ص ۵۸۴ ج ۱ ظفیر)

اور صورت اس مسئلہ کی یہ ہے کہ نماز کے بعد وقت کے اندر یاد آگیا اور بعد وقت گذرنے کے اگر یاد آیا تو صرف فرض عشاء کے پڑھے[1]۔ فقط۔

اسپرٹ کی پالش پر نماز درست نہیں

سوال (۱۳۸۲) هل تجوز الصلوٰة على السوائل اللتي تزين بخلاصة الخمر ام لا۔

الجواب:۔ ما كان فيه اختلاط خلاصة الخمر (اسپریٹ) فهو نجس لا تجوز الصلوٰة عليه بلا بسط الثوب الطاهر[2]۔ فقط۔

لاحق کا لقمہ دینا درست ہے

سوال (۱۳۸۳) ایک مقتدی کی وضو ٹوٹ گئی نماز میں۔ جب وضو کرنے گیا نماز سے خارج کوئی فعل نہیں کیا۔ اب اس کے امام کو متشابہ لگا اور اس وضو کرنے والے نے امام کو لقمہ دیا اور وہ مسجد سے خارج نہ تھا۔ شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا اور آپ نے لکھا ہے کہ نماز نہ ہوگی۔

الجواب:۔ لاحق کے لقمہ دینے اور امام کو لینے سے نماز میں کچھ خلل نہیں آتا یہی صحیح ہے[3]۔ کیونکہ لاحق کے لئے وہ امام ہے حکماً اور امام کو لقمہ دینے اور لینے سے نماز میں فساد نہیں آتا[4]۔ اور پہلا لکھا کچھ یاد نہیں ہے شاید وہ اس صورت میں لکھا گیا ہو کہ لاحق نے کوئی فعل

---

[1] وعلى هذا اذا صلى العشاء ثم توضأ وصلى السنة والوتر ثم تبين انه صلى العشاء بغير طهارة فعنده يعيد العشاء والسنة دون الوتر لان الوتر فرض على حدة عنده وعندهما يعيد الوتر ايضا لكونه تبعا للعشاء والله اعلم (ہدایہ باب قضاء الفوائت ص ۱۳۹/۱) ظفیر۔ [2] وبه يعلم ان ما يستقطر من دردي الخمر وهو المسمى بالعرقي في ولاية الروم نجس حرام كسائر اصناف الخمر (رد المحتار باب الانجاس مطلب العرقي الذي يستقطر من دردي الخمر ص ۳۰/۱) ظفیر۔ [3] بخلاف فتحه على امامه فانه لا يفسد مطلقا لفاتح واخذ بكل حال (الدر المختار على هامش رد المحتار باب ما يفسد الصلوٰة ص ۵۸۲/۱) ظفیر۔ [4] واللاحق من فاتته الركعات كلها او بعضها لكن بعد اقتدائه الخ وحكمه كمؤتم الخ ايضاً باب الامامة ص ۵۵۷/۱ ظفیر۔

مفسد صلوٰۃ کر لیا ہو۔ فقط۔

حسن آواز کے لئے کھنکارنا مفسد صلوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۱۳۸۴) اگر فرض نماز میں امام صاحب بلا عذر تنحنح کریں جو محض حسن صوت کے لئے ہو اور جس کی تعداد تین مرتبہ تک پہونچ گئی ہو، تو اس تنحنح کی وجہ سے نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں۔

الجواب:۔ قال فی الدر المختار والتنحنح بلا عذر فلو لتحسین صوتہ الخ فلا فساد علی الصحیح[1]۔ اس سے معلوم ہوا کہ حسن صوت کے لئے تنحنح کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اگرچہ تین بار یا کم وبیش ہو۔ لاطلاق الروایۃ۔

اگر جنگل میں نمازی سترہ نہ گاڑے تو کہاں سے گذرنا چاہئے

سوال (۱۳۸۵) اگر کوئی شخص مسجد یا جنگل میں نماز پڑھ رہا ہے اور سترہ کھڑا نہیں کیا تو کہاں تک اس کے آگے کو چلنا نہ چاہئے

الجواب:۔ جنگل میں نمازی کی نظر جہاں تک پہنچی اس سے آگے کو جانا درست ہے[2]۔ فقط

بندوق کی آواز سن کر نمازی کے منھ سے الا اللہ نکل جائے تو نماز ہوگی یا نہیں

سوال (۱۳۸۶) ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے، ناگاہ بندوق یا گولہ کی آواز اس کے کان میں آئی۔ بے اختیار اس کے منھ سے الا اللہ نکلا۔ اس صورت میں نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں۔ اور لفظ الا اللہ بغیر لا الٰہ کے ذکر کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ قال فی الدر المختار ولو سقط شیء من السطح فبسمل او دعی لاحد او تثنیہ فقال آمین تفسد ولا یفسد الکل عند الثانی والصحیح قولهما الخ

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیها ص ۵۷۸ / ج ۱ ظفیر۔ [2] ولا یفسدها نظرہ الی مکتوب الخ ومرور مار فی الصحراء او فی مسجد کبیر بموضع سجودہ فی الاصح مرورہ بین یدیہ الخ فی بیت ومسجد صغیر الخ وان اثم المار فی ذالک المرور لو بلا حائل الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیها ص ۵۹۳ / ج ۱) ظفیر

وفی رد المحتار قوله فبسمل یشکل علیه ما فی البحر لولدغته عقرب او اصابه وجع فقال بسم الله قیل تفسد لانه کالأنین وقیل لا. لانه لیس من کلام الناس - وفی النصاب علیه الفتوی وجزم به فی الظهیریة وکذا لو قال یارب کما فی الذخیرة - الخ - پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں راجح عدم فساد نماز ہے اور ذکر الا اللہ بدون لا الٰہ کے صوفیاء کرام میں معروف و مروج ہے، اور درست ہے کیونکہ مقصود اسمیں اثبات بعد النفی ہے۔ اس لئے صوفیاء کرام جو یہ ذکر فرماتے ہیں تو اول پورا کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھتے ہیں۔ پھر اس نفی اول کے ساتھ اثبات کا کلمہ متصل کرتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مقصود الا اللہ سے یہی ہوتا ہے کہ کوئی معبود و مقصود اللہ کے سوا نہیں ہے۔

جمعہ میں لقمہ دینا درست ہے یا نہیں

سوال (۱۳۸۷) زید جمعہ کی نماز میں امام تھا اس نے سورۂ ہل اتی شروع کی اور اخیر میں بھول گیا۔ بکر مقتدی نے اس کو بتایا۔ اس صورت میں نماز ہو گئی یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں نماز ہو گئی[2]۔

بحالت خوف شغدف میں نماز ہو گی یا نہیں

سوال (۱۳۸۸) مکہ معظمہ سے جو قافلہ مدینہ منورہ کو جاتا ہے اسمیں اگر شغدف سے اتر کر نماز پڑھیں تو قافلہ سے بعید ہونے کی حالت میں جان جوکھوں کا ڈر ہے تو شغدف میں نماز عصر پڑھنا کیسا ہے۔

قافلہ کے ٹھیرتے وقت شغدف میں نماز کا کیا حکم ہے

سوال (۱۳۸۹) مغرب کے وقت قافلہ کچھ دیر ٹھیرتا ہے نماز سب زمین پر پڑھتے ہیں مگر بعض حاجی شغدف سے اتر کر استنجا اور وضو کر کے نماز شغدف ہی میں جا کر پڑھتے ہیں۔ یہ جائز ہے یا نہیں۔

---

[1] رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص۵۸۳ ج۱ ظفیر۔ [2] بخلاف فتحه علی امامه فانه لا یفسد مطلقاً لفاتح وآخذ بکل حال (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ص۵۸۲ ج۱ - نیز دیکھئے عالمگیری کشوری ص۹۸ ج۱ ظفیر-

بوقت رات شغدف میں نماز درست ہے یا نہیں

سوال (۱۳۹۰/۳) نماز عشاء شافعی تو مغرب ہی کے وقت پڑھ لیتے ہیں مگر احناف شغدف میں ادا کرتے ہیں۔ یہ وقت نہایت خوفناک ہوتا ہے۔

فجر کی نماز شغدف میں ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۱۳۹۱/۴) فجر کو بھی مثل عصر کے کچھ اصحاب اونٹوں سے اتر کر نماز ادا کرتے ہیں اور اکثر شغدف پر۔

عشاء کی نماز عذر کی وجہ سے دیر سے پڑھنا کیسا ہے

سوال (۱۳۹۲/۵) بعض چھوٹی منزل پر آدھی رات میں قبل از طلوع صبح صادق قیام ہوتا ہے اس صورت میں بعض لوگ تو تاخیر عشاء کرکے منزل پر پہونچکر نماز پڑھتے ہیں اور کثرت سے وقت موعودہ پر شغدف میں ہی نماز پڑھ لیتے ہیں۔

الجواب:- (۱) عذر کی وجہ سے شغدف میں نماز صحیح ہے[1]۔

(۲) اس وقت میں شغدف میں نماز صحیح نہیں ہے۔

(۳) اس وقت بھی شغدف میں نماز صحیح ہے۔

(۴) اس کا حکم بھی مثل جواب ۱ کے ہے۔

(۵) جو لوگ بلا انتظار منزل شغدف میں نماز پڑھتے ہیں ان کی نماز بھی صحیح ہے۔۔۔ کذا المفہوم فی الشامی۔ فقط۔ (اب نہ شغدف کی مصیبت ہے اور نہ راستہ خطرناک اور خوفناک ہے۔ اب بس کے ذریعہ حجاج آتے جاتے ہیں اور نماز کے وقت سب اتر کر نماز ادا کر سکتے ہیں اس لئے اب اتر کر باجماعت نماز ادا کرنی چاہئے۔ شغدف میں نماز فرض درست نہ ہوگی۔ اسلئے کہ

[1] واعلم ان ماعدا النفل من الفرض والواجب بانواعه لا یصح علی الدابة الا للضرورة کخوف لص علی نفسه او دابته او ثیابه لو نزل وخوف سبع وطین ونحوه مما یاتی والصلاة علی المحمل الذی علی الدابة کالصلاة علیها (رد المحتار باب الوتر والنوافل مطلب الصلاة علی الدابة ص ۶۵۵/۱) اب حجاز میں اس طرح کا خطرہ باقی نہیں رہا اور نہ شغدف پر سفر کا رواج رہا۔ ۱۲ ظفیر

عذر باقی نہ رہا۔ ظفیر)

عورت مردوں کے پہلو میں کھڑی ہو جائے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۳۹۳) ایک عورت ظہر و عصر پنجگانہ نمازوں میں اگر خود باجماعت مردوں کے برابر کھڑی ہو جائے تو مردوں کی نماز ہوئی یا نہیں

الجواب:۔ ایسی صورت میں جو مرد بالغ اس عورت کی برابر ہے اس کی نماز نہیں ہوگی یعنی ایک مرد داہنی اور ایک بائیں طرف جو اس عورت کے ہیں ان دونوں کی نماز نہ ہوگی۔ کذا فی الدر المختار وإذا حاذته ولو بعضو واحد الخ امرأة مشتهاة الخ فسدت صلوته لو مکلفا[1]

مصحف میں دیکھ کر نماز پڑھے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۳۹۴) نماز تراویح میں یک شخص امام کے پیچھے قرآن شریف کھولے بیٹھا ہے اور اپنے قریب کے مقتدی کو جس کی نظر کلام اللہ پر پہنچتی ہے مطالعہ میں مدد دیتا ہے اور وہ قرآن شریف میں دیکھ کر امام کو لقمہ دیتا ہے اور قرآن شریف دکھلانے والا ایک رکعت جماعت میں شریک نہیں ہوتا۔ جب امام دوسری رکعت میں رکوع کرتا ہے تو وہ شریک ہو جاتا ہے اور ایک رکعت جداگانہ ادا کر لیتا ہے۔ اس طریق سے نماز فاسد تو نہیں ہوتی۔

الجواب:۔ در مختار میں ہے وقراءته من مصحف اور فاسد کرتا ہے نماز کو پڑھنا نمازی کا قرآن شریف کو دیکھ کر۔ پس یہ صورت جو سوال میں درج ہے اس میں بھی اندیشہ فساد صلوٰۃ کا ہے لہٰذا اس طرح نہ کیا جائے۔[2]

قعدۂ اخیرہ کرنے کے بعد السلام علیکم کہہ کر لقمہ دینا کیسا ہے

سوال (۱۳۹۵) امام نے چار رکعت والی نماز میں قعدہ اخیرہ میں سلام ادا نہیں کیا اور قیام کیا زید نے امام کو السلام علیکم کہا اس صورت میں زید کی نماز قائم رہی یا نہیں۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الامامۃ ص ۵۳۴ و ص ۵۳۵ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص ۵۸۳ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

دوسری رکعت میں بخیر قعدہ سمجھ کر لقمہ دے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۳۹۶/۲) امام نے تین رکعت والی نماز پڑھائی، زید کو دوسری رکعت میں قعدہ میں خیال ہوا کہ یہ تیسری رکعت ہے اور امام کو السلام علیکم یا فقط السلام کہہ کر سمجھانا چاہا اس صورت میں زید کی نماز قائم رہی یا نہیں۔

الجواب:- (۱ و ۲) دونوں صورتوں میں زید کی نماز میں کچھ خلل نہیں آیا۔ کیونکہ غرض اس کی امام کو تلقین کے لئے السلام علیکم کہنا تھا۔ یعنی یہ کہ یہ سلام پھیرنے کا وقت ہے اور اخیر میں بیٹھنے کا وقت ہے سوا گرچہ ایسے موقع پر زید کو سبحان اللہ کہنا چاہئے تھا لیکن السلام الخ کے لفظ کہنے سے بھی نماز میں کچھ فساد در خلل نہیں آیا۔

جمائی میں چیخنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں

سوال (۱۳۹۷) جو شخص نماز میں جمائی اس قدر چلا کر لے کہ اسکی آواز مسجد سے باہر چلی جائے اس کی نماز ہوگی یا نہیں اور اگر وہ شخص بوجہ شدت درد کے چلایا تو کیا حکم ہے۔

الجواب:- جمائی میں آواز نکل جانے سے نماز ہو جاتی ہے، اور آواز سے رونا درد اور مصیبت کی وجہ سے اور چلانا درد کی وجہ سے مفسد نماز ہے۔ کذا فی الدر المختار[۲]۔

دو منزلہ مکان پر نماز درست ہے

سوال (۱۳۹۸) دو منزلہ مکان پر نماز پڑھنی جائز ہے یا نہ۔

الجواب:- جائز ہے[۳]۔ فقط۔

---

[۱] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نابہ شئی فی صلوٰتہ فلیسبح فانہ اذا سبح التفت الیہ وانما التصفیق للنساء (نصب الرایہ ص۲۶ ج۲) ظفیر۔

[۲] والبکاء بصوت یحصل بہ حروف لوجع او مصیبۃ قید للاربعۃ الا لمریض لا یملک نفسہ عن انین وتأوہ لانہ حینئذ کعطاس وسعال وجشاء وتثاؤب وان حصل حروف للضرورۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص۵۷۹ ج۱) ظفیر۔

[۳] اس لئے کہ یہ زمین ہی کے حکم میں ہے۔ محمل کے متعلق فقہاء لکھتے ہیں لا تجوز الصلوٰۃ علیہا اذا کانت واقفۃ الا ان تکون عیدان المحمل علی الارض بان رکز تحتہ خشبۃ (در مختار) وھذا الوجہ بحیث یبقی قرار المحمل علی الارض الخ فیصیر بمنزلۃ الارض فصح الفریضۃ فیہ قائماً (رد المحتار باب الوتر والنوافل ص۶۵۶ ج۱) ظفیر۔

امام سجدے میں فوت ہو جائے تو مقتدی کیا کریں

سوال (۱۳۹۹) اگر امام سجدہ میں فوت ہو جائے تو مقتدی نماز کس طرح پوری کریں۔

الجواب:۔ وہ نماز فاسد ہو گئی[1]، پھر کسی کو امام بنا کر از سر نو نماز پڑھنی چاہئے۔ فقط۔

اونٹ پر نماز درست ہے یا نہیں

سوال (۱۴۰۰) سفر حجاز میں اونٹ پر بیٹھ کر نماز ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ سفر حجاز میں اونٹ پر نماز درست نہیں ہے[2]۔ لیکن علمائے حنفیہ حرمین شریفین کا فتویٰ اس پر ہے کہ وہاں جمع بین الصلوتین کر لینا درست ہے۔ مثلاً مغرب کے وقت قافلہ ٹھیرتا ہے اگر عشاء کے وقت پھر اترنا دشوار ہو تو مغرب کے وقت میں مغرب کی نماز کے بعد عشاء کی نماز بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اسی طرح ظہر و عصر کو جمع کر سکتے ہیں[3]۔ فقط۔

---

[1] واذا ظہر حدث امامه وکذا کل مفسد فی رای مقتد بطلت فیلزم اعادتها لتضمنها صلاة المؤتم صحة وفسادا (درمختار) واشار به الی حدیث الامام ضامن الخ (ردالمحتار باب الامامة ص ۵۵۲ ج ۱) بقی من المفسدات ارتداد بقلبه وموت وجنون الخ وکل موجب لوضوء (درمختار) قوله وموت اقول تظهر ثمرته فی الامام لو مات بعد القعدة الاخیرة بطلت صلاة المقتدین به فیلزمهم استینافها (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة الخ ص ۵۸۸ ج ۱) ظفیر۔

[2] ویتنفل المقیم راکبا خارج المصر (درمختار) واحترز بالنفل عن الفرض والواجب بانواعه کالوتر والمنذور وما لزم بالشروع والافساد وصلاة الجنازة وسجدة تلیت علی الارض فلا یجوز علی الدابة بلا عذر لعدم الحرج (ردالمحتار۔ باب الوتر والنوافل، مطلب فی الصلاة علی الدابة ص ۶۶۴ ج ۱) ظفیر۔

[3] ولا جمع بین فرضین فی وقت بعذر سفر ومطر خلافا للشافعی وما رواه محمول علی الجمع فعلا لا وقتا فان جمع فسد لو قدم الفرض (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

مسائل زلۃ القاری

(قرارت کرنیوالے کی لغزشیں)

إلینا کو علینا پڑھ دے تو نماز ہو گی یا نہیں

سوال (۱۴۰۱) ایک شخص نے نماز میں بجائے إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ کے إِنَّ عَلَيْنَا إِيَابَهُمْ ثُمَّ إِنَّ إِلَيْنَا حِسَابَهُمْ پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ میں اگر إِنَّ عَلَيْنَا إِيَابَهُمْ سہواً پڑھا گیا تو نماز ہو گئی کیونکہ اس سے معنی میں کچھ فرق نہیں ہوا۔ فقط۔

قرارت میں من الظلمات الی النور کو اگر الٹا پڑھ دے تو نماز ہو گی یا نہیں

سوال (۱۴۰۲) ایک شخص نے نماز میں آیت کریمہ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) علی وقته وحرم لو عکس ای اخره عنه وان صح بطريق القضاء الا لحاج بعرفة ومزدلفة كما سيجئ ولا بأس بالتقليد عند الضرورة بشرط ان يلتزم جميع ما يوجبه ذالك الامام لما قدمنا ان الحكم الملفق باطل بالاجماع (در مختار) قوله عند الضرورة الخ المسافر اذا خاف اللصوص او قطاع الطريق ولا ينتظره الرفقة جاز له تاخير الصلوٰة لانه بعذر الخ لكن الظاهر انه اراد بالضرورة ما فيه نوع مشقة (رد المحتار قبيل باب الاذان ص۳۵۴ و ص۳۵۵ ج۱) یہ فتویٰ اس زمانہ میں تھا جب حجاز میں امن و امان باقی نہ رہ گیا تھا۔ الحمد للہ اب یہ حالت نہیں ہے۔ اب پورا امن و امان ہے۔ لہٰذا اب یہ جمع بین الصلوٰتین کا فتویٰ بھی باقی نہیں رہا۔ سوائے عرفہ اور مزدلفہ کے موقع کے واللہ اعلم۔ محمد ظفیر الدین عفی عنہ۔

(م) ومنها ذكر كلمة مكان كلمة على وجه البدل ان كانت الكلمة التي قرأها مكان كلمة يقرب معناها وهي في القرآن لا تفسد صلاته (عالمگیری مصری کتاب الصلوٰة باب رابع ص۷۴) ظفیر۔

اِلَى النُّوْرِ ۝ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ

میں غلطی سے سہواً دونوں جگہ یعنی من الظلمات الی النور کی جگہ من النور الی الظلمات اور من النور

الی الظلمات کی جگہ من الظلمات الی النور پڑھا اس صورت میں نماز صحیح ہوگی یا نہیں۔

الجواب: اس صورت میں نماز نہیں ہوئی کیونکہ یہ غلطی مفسد معنی ہے۔ اس میں نماز

صحیح نہیں ہوتی[1]۔ فقط۔

| مقدار واجب کے بعد اگر آیت چھوڑ دی تو کیا حکم ہے |

سوال (۱۴۰۳/۲) نماز میں قرأت مسنون کر چکا ہو اس کے بعد ایک چھوٹی آیۃ سہواً چھوڑ گیا درمیان میں۔ تو نماز ہوئی یا نہیں۔

| اگر کوئی لفظ چھوٹ جائے |

سوال (۱۴۰۴/۲) آیۃ یٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ

میں انت سہواً رہ جائے تو نماز ہوگی یا نہیں۔

| اعراب کی غلطی ہو جائے تو کیا حکم ہے |

سوال (۱۴۰۵/۳) وَمَا ضَعُفُوْا کو وَمَا ضَعَفُوْا پڑھا، نماز

ہوئی یا نہیں۔

الجواب: (۱) اگر معنی متغیر نہیں ہوئے تو نماز ہوگی اور معنی بدل گئے تو نماز نہیں ہوئی

خواہ بقدر فرض پڑھ چکا ہو یا نہ پڑھ چکا ہو[2]۔ فقط۔

(۲) نماز صحیح ہے[3]۔ (۳) یہ غلطی ہے لیکن نماز ہو گئی[4]۔ فقط۔

---

[1] وان کان فی القرآن ولکن لا تتقاربان فی المعنی نحو قرأ "وعدا علینا انا کنا غافلین" مکان "فاعلین" ونحوه مما لو اعتقده یکفر تفسد عند عامة مشائخنا وهو الصحیح من مذهب ابی یوسف هکذا فی الخلاصة (عالمگیری مصری زلة القاری ص ۷۵/۱ ظفیر)

[2] ان الخطأ فی القرآن اما ان یکون فی الاعراب الخ او فی الحروف الخ او زیادته او نقصه الخ او فی الکلمات او فی الجمل کذالك الخ وا لقاعدة عند المتقدمین ان ما غیر تغیرا یکون اعتقاده کفرا یفسد فی جمیع ذالك (غنیة المستملی ص ۴۲۶ ظفیر)

[3] قال فی شرح المنیة وان ترك کلمة من آیة فان لم تغیر المعنی مثل جزاء سیئة سیئة مثلها بترك سیئة الثانیة لا تفسد (رد المحتار زلة القاری ص ۵۹۱/۱ ظفیر)

[4] ومنها زلة القاری فلو فی اعراب او تخفیف الخ لم تفسد (در مختار) فلو فی اعراب ککسر قوام وفتح باء نعبد مکان ضمها الخ وکذا افساء مطر المنذرین بکسر الذال وایاك نعبد بکسر الکاف (رد المحتار ص ۵۹۰/۱)

ثا کو شین پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۱۴۰۶) زید امام جمعہ ہوا اور سورۂ اعلیٰ میں فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَى کو غُشَاءً أَحْوَى یعنی ث کو ش پڑھا تو نماز جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: - اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی۔ کما فی الشامی۔ فی شرح قبلہ او بدلہ باخر۔ فاذا لم یغیر المعنی الخ لم تفسد[1]۔ فقط۔

آیۃ کو آیاتنا پڑھ دیا تو کیا حکم ہے

سوال (۱۴۰۷) حافظ صاحب سے نماز جمعہ کی اول رکعت میں یہ سہو ہوا کہ سورۂ تبعہ کی دوسری آیت کلمہ آیاتہ کی جگہ آیاتنا پڑھا اس صورت میں نماز صحیح ہوئی یا اعادہ کی ضرورت تھی اور آیتہ اور آیاتنا کے معنی میں کیا فرق ہے۔

الجواب: - اس صورت میں نماز ہوگئی اعادہ کی ضرورت نہ تھی کیونکہ اگرچہ آیاتہ اور آیاتنا کے معنی میں فرق ہے لیکن اس موقع پر دونوں طرح مطلب صحیح ہے[2] جیسا کہ اہل بلاغت کے نزدیک غائب سے تکلم کی طرف التفات ہونا ایک خوبی اور حسن سمجھا جاتا ہے اور قرآن شریف میں بہت جگہ التفات واقع ہوا ہے۔ فقط۔

انا کو باثبات الف پڑھنا کیسا ہے

سوال (۱۴۰۸) لفظ انا ضمیر متکلم جو کہ کلام پاک میں برسم خط باثبات الف ہے مگر قرأت میں بھی باثبات الف پڑھا جاوے مثلاً انما انا بشر مثلکم الآیۃ۔ اب نماز کا کیا حکم ہے۔

الجواب: - انا کو باثبات الف پڑھنے سے اگرچہ نماز ہو جاوے گی لیکن یہ لحن فی القرأت ہوگا[3] فقط۔

---

[1] رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ الخ مطلب فی زلۃ القاری ص $\frac{592}{1}$ ۱۲ ظفیر۔ [2] ولو زاد کلمۃ او نقص کلمۃ او نقص حرفا او قدمہ او بدلہ باخر الخ لم تفسد ما لم یتغیر المعنی الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ الخ مطلب زلۃ القاری ص $\frac{591}{1}$) ظفیر۔ [3] ومنہا القراءۃ بالالحان ان غیر المعنی والا لا، الا فی حروف مد ولین اذا فحش والا لا۔ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ باب ما یفسد الصلوٰۃ۔ مطلب مسائل زلۃ القاری ص $\frac{589}{1}$) ظفیر۔

زیر و زبر کی غلطی سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۱۴۰۹) زید نے لن تنالوا کے پارہ میں منواِلَین کو سنا کے زبر سے پڑھا جو چوتھے رکوع میں ہے تو نماز جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں نماز ہو گئی[1]۔ فقط۔

امام کچھ پڑھ کر بھول جائے پھر آگے پڑھ جائے تو نماز ہوگی یا نہیں

سوال (۱۴۱۰) امام نے قراءۃ شروع کی اور ایک دو آیت پڑھ کر بھول گیا اور کچھ الفاظ چھوڑ کر آگے پڑھ گیا تو نماز جائز ہوگی یا نہیں۔

الجواب:۔ نماز جائز ہوگئی[2]۔ فقط۔

امام کی غلطی سے حافظ مقتدی پر کوئی اثر نہیں پڑتا

سوال (۱۴۱۱) اگر امام ناظرہ خواں سے غلطی ہو تو حافظ مقتدی کی نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر کوئی غلطی ایسی نہیں کہ جس سے نماز فاسد ہو جاوے تو نماز حافظ کی بھی ہو گئی۔ فقط۔

آیت بدل کر پڑھ دے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۴۱۲) اگر کوئی شخص نماز میں بجائے بَلْ يُرِيدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ کے بل یرید الانسان ان لن نجمع عظامہ پڑھ دیوے تو نماز صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ نماز ہو جاوے گی[3]۔ فقط۔

---

[1] ومنها زلة القارى فلو فى اعراب الخ لم تفسد وان غير المعنى به يفتى بزازيه (در مختار) قوله فلو فى اعراب الكسر. قوامًا مكان فتحها ونحو باء نعبد مكان ضمها الخ (رد المختار باب ما يفسد الصلوٰة مطلب مسائل زلة القارى ص۵۸۹ ج۱ و ص۵۹۱ ج۱ ظفير)

[2] ولو زاد كلمة او نقص كلمة الخ لم تفسد ما لم يتغير المعنى (در مختار) قوله نقص كلمة لم يمثل له الشارح قال فى شرح المنية وان ترك كلمة من آية فان لم يتغير المعنى مثل وجزاء سيئة سيئة مثلها بترك سيئة الثانية لا تفسد (رد المحتار باب ما يفسد الصلوٰة مسائل زلة القارى ص۵۹۱ ج۱ ظفير)

[3] او قدمه او بدله باٰخر الخ لم تفسد ما لم يتغير المعنى (الدر المختار على هامش رد المحتار ص۵۹۱ ج۱ ظفير)

قل ہو اللہ میں اللہ الصمد چھوڑ دیا تو نماز ہوئی یا نہیں

سوال (۱۴۱۳) امام نے قل ہو اللہ پڑھی اور اللہ الصمد چھوڑ گیا اور سجدہ سہو کر لیا تو نماز ہو گئی یا نہیں۔

الجواب:۔ نماز ہو گئی[1]۔ فقط۔

درمیان قرأت کوئی لفظ چھوٹ جائے اور معنی نہ بدلے تو کوئی کراہت نہیں

سوال (۱۴۱۴) اگر امام سے درمیان قرأۃ کے کوئی آیۃ چھوٹ جائے تو نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ نماز بلا کراہت صحیح ہے اگر معنی نہ بدلے ہوں[1]۔ فقط۔

تین آیت کے بعد مفسد صلوٰۃ والی غلطی سے نماز فاسد ہو جاتی ہے

سوال (۱۴۱۵) اگر امام تین آیت سے زیادہ پڑھ کر غلطی فاحش مفسد صلوٰۃ کرے تو نماز فاسد ہو گی یا نہیں۔

الجواب:۔ غلطی مفسد صلوٰۃ نماز میں کسی وقت بھی ہو نماز فاسد ہو جاتی ہے[2] البتہ اگر اس غلطی کو پھر لوٹا کر صحیح کر لیوے اور صحیح پڑھ لیوے تو نماز ہو جائے گی۔

اگر قرأۃ میں کوئی لفظ رہ جائے تو نماز ہو گی یا نہیں

سوال (۱۴۱۶) نماز جمعہ کی دوسری رکعت میں ایک شخص نے آیۃ یَاأَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ آخر تک پڑھی لفظ نودی کے بعد للصلوٰۃ نہیں پڑھا گیا۔ بعد سلام کے کہا گیا تو جواب دیا کہ آیۃ بڑی تھی اس لئے چھوڑ کر پڑھا ہے تو نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں نماز ہو گئی مگر عمداً چھوڑنا لفظ للصلوٰۃ کا بعد نودی کے غلط ہے اور یہ اس امام کی جہالت اور غلطی پر کہ ایسی تاویل رکیک کرتا ہے۔ اس کو صاف کہہ دینا چاہئے تھا کہ مجھ سے سہو ہوا ہے اور سہواً یہ کلمہ چھوٹ گیا ہے۔ مگر نماز صحیح ہو گئی بوجہ

---

[1] لو زاد کلمۃ او نقص کلمۃ الخ لم تفسد مالم یتغیر المعنی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ مطلب فی زلۃ القاری ص ۵۹۱ ج ۱ ظفیر) [2] ایضاً ان ما غیر المعنی تغییراً یکون اعتقادہ کفراً یفسد فی جمیع ذالک الخ (رد المحتار زلۃ القاری ص ۵۹۱ ج ۱ ظفیر)۔

نہ فاسد ہونے معنی کے۔ فقط۔[۱]

قاف کو کاف سے بدل دیا تو کیا نماز فاسد ہوگئی

سوال (۱۴۱۷) سورۃ الطارق میں امام نے لَقَوْلٌ فَصْلٌ میں ق، کے ث پڑھدیا، اور یہ شخص صحیح پڑھنے پر قادر ہے تو نماز فاسد ہوئی اور اعادہ واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ایسی صورت میں اس نماز کا اعادہ ضروری ہے کیونکہ باوجود قدرت کے ایسی غلطی سے نماز نہیں ہوتی۔ فقط۔[۲]

صراط الذین پر سکوت کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوئی

سوال (۱۴۱۸) ایک امام سورۃ فاتحہ پڑھتے ہوئے صراط لذین پر قیام کرتے ہیں اور سانس بھی توڑ دیتے ہیں تو نماز ہوتی ہے یا نہ

الجواب:۔ نماز ہوجاتی ہے مگر یہ بڑی غلطی ہے ایسا آئندہ کرنا نہ چاہئے۔[۳] فقط

کریم کی جگہ قرأت میں عظیم پڑھ دے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۴۱۹) ایک روز میں نے نماز میں سورۃ مؤمنون کی آخری آیتیں پڑھیں اور بجائے رب العرش الکریم کے سہواً رب العرش العظیم پڑھا۔ نماز ہوگئی یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں نماز ہوگئی۔[۴] فقط۔

مد کی جگہ زبر اور زبر کی جگہ مد پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۱۴۲۰) قرأۃ میں زبر کی جگہ مد اور

---

[۱] ولو زاد کلمۃ او نقص کلمۃ الخ یفسد ان لم یتغیر المعنی (درمختار) قال فی شرح المنیۃ وان ترک کلمۃ من آیۃ فان لم یتغیر المعنی مثل وجزاء سیئۃ مثلھا بترک سیئۃ الثانیۃ لا تفسد (باب ما یفسد الصلوٰۃ و ما یکرہ فیہا مطلب فی زلۃ القاری ص ۵۹۳ ج ۱) ظفیر۔ [۲] قال فی الخانیۃ والخلاصۃ الاصل فیما اذا ذکر حرفا مکان حرف و غیر المعنی ان امکن الفصل بلا مشقۃ تفسد الخ وفی خزانۃ الاکمل قال القاضی ابو عاصم ان تعمد ذالک تفسد وان جری علی لسانہ او لا یعرف التمییز لا تفسد وھو المختار (رد المحتار باب ایضاً ص ۵۹۲ ج ۱) ظفیر [۳] انعمت علیھم پر سانس توڑنا چاہئے ۱۲ ظفیر۔ [۴] او قدمہ او بدلہ بآخر الخ لم تفسد ان لم یتغیر المعنی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار زلۃ القاری ص ۵۹۱ ج ۱) ظفیر۔

مد کی جگہ زبر پڑھا جاوے اور شمع کو واحد اور دو حا کو جمع پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

الجواب: وہ موقع معلوم ہونا چاہئے جس میں تغیر ہوا ہے تاکہ اس کے موافق مطلب اور معنی دیکھ کر حکم لکھا جاوے۔ فقط۔

آیت کا کوئی حصہ چھوٹ جائے اور معنی نہ بدلے تو نماز جائز ہے

سوال (۱۴۲۱) امام صاحب نماز میں سورۂ جمعہ پڑھ رہے تھے درمیان میں آیۃ بئس مثل القوم الذین کذبوا بآیات اللہ۔ سہواً چھوٹ گئی۔ زید کہتا ہے کہ نماز نہیں ہوئی عمر کہتا ہے کہ نماز ہوئی تو اس میں سجدہ سہو کی ضرورت ہے یا نہیں۔

الجواب: اس صورت میں نماز میں کوئی نقص نہیں آیا اور سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا کیونکہ سجدہ سہو واجب کے ترک کرنے سے لازم آتا ہے اور یہاں پر قدر فرض اور واجب سے قرأۃ ادا ہو گئی اور درمیان قرأۃ کے چھوٹ جانے سے کچھ حرج نہیں ہوا[1]۔ فقط۔

"زینۃ" کی تبدیلی "فتنۃ" سے اور "ازواجہم" کی "آثارہم" سے ہو گئی تو اس صورت میں نماز ہو گئی یا نہیں

سوال (۱۴۲۲) اگر کسی نے نماز میں اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَی الْاَرْضِ زِیْنَۃً لَّھَا کی جگہ فِتْنَۃً لَّھَا پڑھا تو یہ فساد معنی مفسد صلوٰۃ ہوگا یا نہیں۔

سوال (۱۴۲۳/۲) اگر کسی نے نماز میں بجائے فَضَرَبْنَا عَلٰی اٰذَانِھِمْ کے عَلٰی اٰثَارِہِمْ پڑھا تو نماز ہوئی یا نہ۔

سوال (۱۴۲۴/۳) اگر کوئی شخص نماز میں اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّھِمْ وَلِقَآئِہٖ میں ولقائہ کو چھوڑ دے تو نماز ہو گی یا نہیں۔

الجواب: ان تینوں صورتوں میں نماز درست اور صحیح ہے[2]۔ فقط

---

[1] ولو زاد کلمۃ او نقص کلمۃ الخ لم تفسد ما لم یتغیر المعنی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار، باب ما یفسد الصلوٰۃ زلۃ القاری ص ۵۹۱/۱) ظفیر۔

[2] ولو زاد کلمۃ او نقص حرفا او قدمہ او بدلہ بآخر الخ لم تفسد ما لم یتغیر المعنی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار، باب ما یفسد الصلوٰۃ زلۃ القاری ص ۵۹۲/۱) ظفیر۔

نقط یا آیت کی تبدیلی سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۱۴۲۵) امام نے سورۂ رعد میں بجائے وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۔ رکوع چہارم شروع کیا اور يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الی آخرہ پڑھ دیا۔ حالانکہ سورۂ محمد میں رکوع سوم ویقول الذین آمنوا لولا نزلت سورۃ من ربہ الخ بھی موجود ہے اس صورت میں نماز ہوگی یا نہیں۔

سوال (۱۴۲۶/۲) سورۂ مریم میں پہلا رکوع يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ الخ وَكَانَ تَقِيًّا وَّبَرًّا بِوَالِدَيْهِ کی بجائے بِوَالِدَتِيْ پڑھا تو نماز کا کیا حکم ہے۔

الجواب: پہلی اور دوسری دونوں صورتوں میں نماز ہوگئی اور یہ اوسع ہے[1] فقط

سورۂ زلزال میں ایک حصہ بھول گیا تو نماز ہوئی یا نہیں

سوال (۱۴۲۷) ایک شخص نے نماز میں بعد فاتحہ کے اذا زلزلت پڑھی اور اخرجت الارض اثقالہا، بھول گیا تو نماز ہوئی یا نہ۔

الجواب: اور آیۃ واخرجت الارض اثقالہا کے درمیان میں سے، چھوٹنے سے معنی میں بھی کچھ تغیر نہیں ہوتا لہٰذا صحت نماز میں کچھ شبہ نہیں ہے[2]۔

نصب کی جگہ رفع پڑھ دے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۴۲۸) امام نے نماز جمعہ میں آیۃ کریمہ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً میں بجائے نصب کے رفع پڑھا یعنی بجائے حامیۃً کے حامیۃٌ پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب: اس صورت میں نماز ہوگئی کیونکہ اس موقعہ پر حامیۃٌ کے رفع سے معنی میں تغیر نہیں ہوتا اور تاویل صحیح ہو سکتی ہے۔ گویا یوں کہا جاوے گا تصلی نارًا ھی حامیۃٌ[3] فقط

---

[1] ولو زاد کلمۃ او نقص کلمۃ او نقص حرفا او قدمہ او بدلہ باخر الخ لم تفسد ما لم یتغیر المعنی (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب ما یفسد الصلوٰۃ زلۃ القاری ص ۵۹۲ ج ۱) ظفیر۔

[2] ولو زاد کلمۃ او نقص الخ لم تفسد ما لم یتغیر المعنی (ایضاً) ظفیر۔

[3] فلو فی اعراب او تخفیف الخ لم تفسد (ایضاً ص ۵۹۱ ج ۱) ظفیر۔

سورہ کا ایک ٹکڑا پڑھنے سے رہ جائے تو نماز ہوگی یا نہیں

سوال (۱۴۲۹) امام جہری نماز میں ملی قادر مین علی ان نسوی بنانہ پڑھنا بھول گیا اور اول سے آخر تک پوری سورۃ پڑھ لی تو اس صورت میں نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب: اس صورت میں نماز ہوگئی[1]۔ فقط۔

درمیان میں آیتیں چھوڑ کر آگے بڑھ جائے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۴۳۰) والشمس و ضحٰہا تک پڑھ کر درمیان کی آیات بھول کر چھوڑ گیا اور والسماء و ما بنٰہا سے اخیر تک پڑھا۔ اس صورت میں نماز ہوئی یا نہیں، یا سجدہ سہو کی ضرورت ہے۔

سورۂ عصر پڑھتے ہوئے والتین میں چلا جائے تو نماز ہوگی یا نہیں

سوال (۱۴۳۱/۲) سورۂ والعصر میں آمنوا وعملوا الصلحٰت سے سورۂ والتین میں چلا گیا اور فلہم اجر غیر ممنون پڑھنے لگا اور آخر تک پڑھا اس صورت میں بھی سجدہ سہو کی ضرورت ہے یا نہیں۔

الجواب: (۱) اس صورت میں نماز ہوگئی سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں ہے[2]۔

(۲) اس صورت میں بھی نماز ہوگئی سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں ہے[3]۔ فقط۔

دہاقا کی جگہ دحاقا پڑھ دے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۴۳۲) نماز میں اگر کسی نے اپنے غلط خیال کے بھروسہ پر بجائے دہاقًا۔ دحاقًا پڑھ دیا تو نماز ہو جائے گی یا واجب الاعادہ ہوگی۔

الجواب: دِہَاقًا کی جگہ دِحَاقًا حائے حطی سے پڑھنا بظاہر حسب قواعد مفسد صلوٰۃ ہے کیونکہ معنی بدل جاتے ہیں[4]۔ لہٰذا نماز نہیں ہوگی۔ فقط

---

[1] لو زاد کلمة او نقص الخ لم تفسد ان لم یتغیر المعنی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار زلۃ القاری ص ۵۹۲ ج ۱) ظفیر [2] ایضا ۱۲ ظفیر [3] ایضا [4] ان ذکر حرفا مکان حرف ولم یغیر المعنی الخ لم تفسد صلاته وان غیر المعنی فان امکن الفصل بین الحرفین من غیر مشقة کالطاء مع الصاد الخ تفسد صلاته عند الکل وان کان لا یمکن الفصل الا بمشقة کالظاء مع الضاد والصاد مع السین والطاء مع التاء اختلف المشائخ قال اکثرهم لا تفسد صلاته (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

آیت کا ایک حصہ بدل گیا تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں

سوال (۱۴۳۳) ان اماما قرأ ھذہ الآیۃ غلطا انا ارسلنا الیکم رسولا۔ الآیۃ۔ نقرأ ارسلنا الی فرعون رسولا۔ افسدت الصلوٰۃ ام لا۔

الجواب:۔ لا تفسد الصلاۃ فی ھذہ الصورۃ[1]۔ فقط۔

یکذبون کی جگہ یمسکون یا یعلمون کی جگہ تعقلون پڑھ دے تو نماز ہوگی یا نہیں

سوال (۱۴۳۴) امام نے نماز میں بجائے ان یکذبون ... ان یمسکون پڑھا اور دوسری نماز میں بجائے یعلمون کے یعلکم تعقلون پڑھا دونوں صورتوں میں نماز کا اعادہ کرنا چاہئے یا نہیں۔

الجواب:۔ پہلی صورت میں نماز کا اعادہ کرے اور دوسری صورت میں نماز ہوگئی[2]

پُر کی جگہ باریک پڑھ دے تو نماز ہوگی یا نہیں

سوال (۱۴۳۵) جن موقعوں میں ر اور ل کو پُر کر کے پڑھنا چاہئے وہاں پر باریک پڑھنے سے نماز کے اندر کچھ نقصان ہے یا نہیں۔ اور اگر ہے تو کس قدر۔

الجواب:۔ نماز صحیح ہے۔ نماز میں کچھ خلل نہیں ہوا[3]۔ فقط۔

علیم کا لام زیادہ کھینچا تو نماز ہوئی یا نہیں

سوال (۱۴۳۶) لفظ علیم کے ۔۔۔ تے پر نو دس الف کی برابر کھینچکر نماز پڑھنے سے ہو جاتی ہے یا نہیں۔

غنہ کی جگہ اظہار

سوال (۱۴۳۷) جس جگہ میم اور نون کو غنہ کر کے پڑھا جاتا ہے اس جگہ

بقیہ صفحہ گذشتہ) ھکذا فی فتاوی قاضی خان وکثیر من المشائخ افتوا بہ، قال الامام ابوالحسن والقاضی الامام ابو عاصم ان تعمد ..... فسدت وان جری علی لسانہ او کان لا یعرف التمیز لا تفسد وھو اعدل الاقاویل والمختار ھکذا فی الوجیز للکردری (عالمگیری مصری زلۃ القاری ص ۸۲ ج ۱) ظفیر۔

[1] وقد مہ ادبدلہ باخرالخ لم تفسد مالم یتغیر المعنی (الدر المختار زلۃ القاری ص ۵۹۲ ج ۱) ظفیر

[2] لو زاد کلمۃ الخ او بدلہ باخر الخ لم تفسد مالم یتغیر المعنی (درمختار) وان غیر فسدت الخ (ردالمحتار زلۃ القاری ص ۵۹۲ ج ۱) ظفیر

[3] وفی التاتارخانیۃ عن الحاوی حکی عن الصفار انہ کان یقول الخطاء اذا دخل فی الحروف لا یفسد لان فیہ بلوی عامۃ الناس لانھم لا یقیمون الحروف الا بمشقۃ (ردالمحتار زلۃ القاری ص ۵۹۳ ج ۱) ظفیر۔

میم اور نون کو ظاہر کرکے پڑھے تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ یہ ظاہر ہے کہ حسب قاعدہ تجوید اس جگہ ادغام ہے لہٰذا یہ لحن ہے اور خطاء ہے مگر نماز ہو جاتی ہے[1]۔

(۲) اس صورت میں نماز صحیح ہے[2]۔ فقط۔

سوال (۱۴۳۸) آیۃ کریمہ یالیتنا نرد کی جگہ ولا نرد پڑھا تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔

نرد کی جگہ لا نرد پڑھ دیا تو نماز فاسد ہوئی یا نہیں

الجواب:۔ ایسی صورت میں احوط یہ ہے کہ نماز کا اعادہ کرے[3]۔

سوال (۱۴۳۹) آیۃ کریمہ وقتل داؤد جالوت میں اگر دوسری دال کو زبر اور جالوت کی ت کو پیش پڑھا تو نماز ہوگی یا نہیں اور پڑھنے والا کافر ہوگا یا نہیں۔ اسی طرح فعصیٰ فرعون الرسول میں اگر نون کے زبر اور لام کو پیش پڑھا نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔

قتل داؤد جالوت میں یا دوسری آیت میں اعراب کی غلطی ہوگئی تو نماز ہوئی یا نہیں

الجواب:۔ وقتل داؤد جالوت میں اگر دوسری دال کو زبر اور جالوت کی ت کو پیش پڑھا تو نماز فاسد ہوگی مگر غلط پڑھنے والا کافر نہ ہوگا۔ اسی طرح فعصیٰ فرعون الرسول میں اگر نون کو زبر اور لام کو پیش پڑھا تو نماز فاسد ہوگی[4] اور صحیح کرکے لوٹایا تو نماز صحیح ہوگی۔ فقط۔

---

[1] و[2] وفی التتارخانیۃ عن الحاوی حکی عن الصفار انہ کان یقول الخطأ اذا دخل فی الحروف لا یفسد لان فیہ بلوی عامۃ الناس لانہم لا یقیمون الحروف الا بمشقۃ (رد المحتار زلۃ القاری ص ۵۹۲ ج ۱)
[3] اعلم ان الکلمۃ الزائدۃ اما ان تکون فی القرآن اولا، وعلی کل اما ان تغیر اولا، فان غیرت افسدت مطلقا الخ (رد المحتار زلۃ القاری ص ۵۹۱) [4] اذا لحن فی الاعراب لحنا لا یغیر المعنی بان قرأ لا ترفعوا اصواتکم برفع التاء لا تفسد صلوتہ بالاجماع وان غیر المعنی تغیرا فاحشا بان قرأ وعصی آدم ربہ بنصب المیم ورفع الرب وما اشبہ ذالک مما لو تعمد بہ یکفر، اذا قرأ خطأ فسدت صلاتہ فی قول المتقدمین واختلف المتاخرون (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

خیر لک من الاولیٰ کی جگہ والاولیٰ پڑھ دے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۴۴۰) امام نے نماز میں بجائے خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى کے خیر لك والاولی پڑھا ہے تو نماز ہوئی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں نماز ہوگئی کیونکہ معنی میں ایسا تغیر نہیں ہوا جو کہ مفسد نماز ہو اب معنی یہ ہوگئے کہ البتہ آخرت اور دنیا آپ کے لئے دونوں بہتر ہیں جیسا کہ مفہوم آیت ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃً و فی الآخرۃ حسنۃً کا ہے[1]۔

نُفی کی جگہ لَاْفِی پڑھنے سے کوئی حرج تو نہیں

سوال (۱۴۴۱) سورۂ والعصر میں بجائے لَفِی کے لَاْفِی پڑھنے سے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں یعنی بجائے فتحہ پست کے کھڑا فتحہ یا الف پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ایسی غلطی سے نماز نہیں ہوتی اس میں احتیاط کرنی چاہئے[2] اور صحیح پڑھنے والے کو امام بنانا چاہئے۔ فقط۔

ذال کی جگہ جیم پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۱۴۴۲) امام نے نماز میں ذال کی جگہ جیم پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب:۔ وہ مثال لکھنی چاہئے تھی جس جگہ امام نے ذال کی جگہ جیم پڑھا ہے تاکہ

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) قال محمد بن مقاتل وابو نصر محمد بن سلام الخ لا تفسد صلاتہ وما قال المتقدمون احوط، لانہ لو تعمد یکون کفرا وما یکون کفرا لایکون من القرآن۔ وما قالہ المتاخرون اوسع لان الناس لایمیزون بین اعراب واعراب الخ وھو الاشبہ کذا فی المحیط وبہ یفتی کذا فی العنایہ وھکذا فی الظہیریۃ (عالمگیری مصری زلۃ القاری ص۷۶ ج۱) مفتی علام رحمہ نے احوط پر فتویٰ دیا ہے ۱۲ ظفیر۔ [1] اوبدلہ باخرٰ لم تفسد مالم یتغیر المعنی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار زلۃ القاری ص۵۹۲ ج۱) ظفیر۔ [2] ومنہا زیادۃ حرف ان زاد حرفا فان کان لا یغیر المعنی لا تفسد صلوتہ عند عامۃ المشائخ الخ وان غیر المعنی الخ تفسد ھکذا فی الخلاصۃ (عالمگیری کشوری، زلۃ القاری ص۸۴ ج۱) ظفیر۔

معنی کے تغیر و تبدل کا حال معلوم ہوتا کہ کس درجہ کا تغیر ہوا ہے۔ مگر ظاہر یہ ہے کہ اس صورت میں نماز نہیں ہوئی۔ بہرحال اعادہ اس نماز کا احوط ہے اور یہی حکم ظا کی جگہ تا پڑھنے کا ہے[1]۔ فقط۔

ضاد کی جگہ ذال یا ز کی جگہ ظا پڑھنے سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۱۴۴۳) اگر کسے بجائے ض ذیا ز یا ظ بخواند نماز صحیح شد یا فاسد اگر در نماز بعد قرارۃ فرض غلطی مفسد صلوٰۃ کند نماز صحیح شد یا فاسد۔

الجواب:۔ لفظ ض معجمہ را از مخرج اصلی او باید خواند نہ ذ و ز و ظ کہ عمداً این ہمہ ناجائز است بلکہ در شرح فقہ اکبر از محیط آوردہ کہ اگر کسے عمداً بجائے ض معجمہ ظا معجمہ خواند کافر گردد[2]۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ و نماز او فاسد شود۔ و اگر در نماز بعد قرارۃ فرض کسے در قرارۃ غلطی مفسد صلوٰۃ کردہ نماز او فاسد شود۔ باز اگر اعادہ صحیح کرد نماز او صحیح شود و گرنہ فاسد باشد در عالمگیری آوردہ است لو قرأ فی الصلوٰۃ بخطاء فاحش ثم رجع وقرأ صحیحًا۔ قال فی الفوائد عندی صلوتہ جائزۃ وکذلک الاعراب[3]۔ فقط۔

---

[1] ان ذکر حرفا مکان حرف ولم یغیر المعنی الخ لم تفسد صلاتہ وان غیر المعنی فان امکن الفصل بین الحرفین من غیر مشقۃ کالطاء مع الصاد الخ تفسد صلاتہ عند الکل وان کان لا یمکن الفصل الا بمشقۃ کالظاء مع الضاد والصاد مع السین والطاء مع التاء اختلف المشائخ قال اکثرھم لا تفسد صلاتہ الخ قال الامام ابو الحسن والقاضی الامام ابو عاصم ان تعمد فسدت وان جری علی لسانہ اوکان لا یعرف التمییز لا تفسد وھو اعدل الاقاویل والمختار ھکذا فی الوجیز للکردری (عالمگیری مصری زلۃ القاری ص۷۴ ج۱) ظفیر

[2] و فی المحیط سئل الامام الفضلی عمن یقرء الظاء المعجمۃ مکان الضاد المعجمۃ او یقرأ اصحاب الجنۃ مکان اصحاب النار او علی العکس فقال لا یجوز امامتہ ولو تعمد یکفر قلت اما کون تعمدہ کفرا فلا کلام فیہ اذا لم یکن فیہ لغتان (شرح فقہ اکبر ص۱۷۲) ظفیر۔

[3] عالمگیری کشوری۔ باب صفۃ الصلوٰۃ فصل رابع زلۃ القاری ص۸۱ ج۱ ظفیر

غلط پڑھنے کا اثر نماز پر

سوال (۱۴۴۴) امام سورہ توبہ کی آیۃ میں عزیز کے بجائے عنتم کو علیکم کے ساتھ ملا کر قصداً وقف کرتا ہے تو نماز ہوگی یا نہیں۔

اسفل السافلین کو الا الذین سے ملادے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۴۴۵) سورہ والتین اسفل سافلین کے ساتھ الا الذین الآیۃ کو ملا کر پڑھنے سے نماز ہوگی یا نہیں۔

الجواب:۔ (۱ و ۲) فقہاء متاخرین نے اس باب میں توسیع کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اس قسم کے تغیرات سے نماز فاسد نہیں ہوتی تاوقتیکہ ایسا تغیر نہ ہو جائے کہ معنی بالکل فاسد ہو جائیں نمازی کی صحت کا حکم رہے گا۔ ولو زاد کلمۃ او نقص کلمۃ او نقص حرفا او قدمہ او بدلہ باٰخر لم تفسد مالم یتغیر المعنی[۱] الخ لیکن جو امام اکثر ایسی غلطیاں کرتا ہے وہ عہدۂ امامت کے قابل نہیں اس کی جگہ کسی دوسرے کو تجویز کیا جائے۔ فقط۔

راگ کے ساتھ قرآن پڑھنا کیسا ہے

سوال (۱۴۴۶) راگ میں قرآن شریف پڑھنا کیسا ہے۔ کیا خوش الحانی راگ میں داخل ہے۔ راگ اور خوش الحانی میں کیا فرق ہے۔

الجواب:۔ راگ میں قرآن شریف پڑھنا ناجائز ہے چنانچہ حدیث میں اس کی ممانعت وارد ہے۔ عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرؤا القرآن بلحون العرب واصواتھا وایاکم ولحون اھل العشق ولحون اھل الکتابین وسیجئ بعدی اقوام یرجعون بالقرآن ترجیع الغناء والنوح لایجاوز حناجرھم مفتونۃ قلوبھم وقلوب الذین یعجبھم شانھم رواہ البیہقی فی شعب الایمان[۲]۔ اور غنا میں ترجیع اور تردید صوت ہوتی ہے جیسے آآآآ الخ بخلاف خوش الحان کے کہ اس میں مد وغیرہ حسب قواعد تجوید ہوتا ہے اور خوش الحان راگ میں داخل نہیں ہے۔

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا مطلب زلۃ القاری ص ۵۹۲/۱) ظفیر

[۲] مشکوٰۃ۔ کتاب فضائل القرآن۔ باب فصل ثالث ص ۱۹۱) ۱۲ ظفیر

فمن کان یرجو لقاء ربہ میں کان چھوٹ جائے تو کیا کرے

سوال (۱۴۴۷) امام نے جمعہ کی نماز میں آیۃ فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّہٖ لفظ کان کو سہواً چھوڑ دیا تو نماز صحیح ہوئی یا نہیں۔ یا اعادہ ضروری ہے۔ اعادہ نہ کرنے کی وجہ سے جو شخص امام پر طعن کرے اس کے لئے کیا حکم ہے

الجواب:۔ اس صورت میں نماز صحیح ہوگئی پس جو شخص بوجہ عدم واقفیت کے اعادہ نماز کا ضروری سمجھتا ہو اس کو سمجھا دیا جاوے کہ مسئلہ اس طرح ہے[1]۔ فقط۔

فالملقیات ذکرا کی جگہ فالمدبرات امرا پڑھ دے تو نماز ہوگی یا نہیں

سوال (۱۴۴۸) زید نے سورۃ والمرسلات نماز میں شروع کی مگر بجائے فالملقیات ذکرا کے فالمدبرات امرا جو والنازعات میں ہے پڑھا۔ نماز صحیح ہوئی یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں نماز ہوگئی[2]۔ فقط۔

ولا انتم عابدون کی جگہ ولا انتم تعبدون پڑھ دے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۴۴۹) زید نے فرض مغرب میں سورہ قل یاایہا الکافرون میں لااعبد ما تعبدون ولا انتم تعبدون ما اعبد آہ پڑھ کر رکعت اول پڑھائی اور دوسری میں اذا جاء پڑھی۔ آیا نماز ہوگئی یا نہیں۔

الجواب:۔ نماز ہوگئی کیونکہ معنی صحیح رہے[3]۔ فقط۔

---

[1] ولو زاد کلمۃ او نقص کلمۃ الخ لم تفسد ان لم یتغیر المعنی (در مختار) قال فی شرح المنیۃ وان ترک کلمۃ من آیۃ فان لم تغیر المعنی مثل وجزاء سیئۃ مثلہا بترک سیئۃ الثانیۃ لا تفسد وان غیرت مثل فما لہم یومنون بترک لا، فانہ یفسد عند العامۃ وقیل لا والصحیح الاول (رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا مطلب - زلۃ القاری ص ۵۹۱ ج ۱) ظفیر۔

[2] ومنہا ذکر کلمۃ مکان کلمۃ علی وجہ البدل ان کانت الکلمۃ التی قرأہا مکان کلمۃ یقرب معناہا وھی فی القرآن لا تفسد صلاتہ نحو ان قرأ مکان العلیم الحکیم (عالمگیری کشوری فصل خامس زلۃ القاری ص ۸۷ ج ۱) ظفیر۔ [3] ایضاً۔

تیرہ آیتوں کے پڑھنے کے بعد متشابہ لگنے کی وجہ سے کوئی لفظ رہ گیا تو نماز ہوئی یا نہیں

سوال (۱۴۵۰) امام نے قراءۃ نماز میں تیرہ آیت پڑھ کر سہواً ایک متشابہات پڑھ گیا یا کوئی لفظ درمیان میں رہ گیا اور بلا سجدہ سہو نماز ختم کی تو نماز درست ہے یا نہ۔

الجواب: نماز صحیح ہوگئی[1]۔ فقط۔

الف مقصورہ و ممدودہ کو نون غنہ کے ساتھ پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۱۴۵۱) اگر کوئی قاری حافظ نماز میں الف مقصورہ اور الف ممدودہ کو نون کے ساتھ پڑھے تو نماز میں کوئی قصور ہے یا صحیح ہے۔ مثلاً موسیٰ کو موسان اور صحریٰ کو صحران اور بُشریٰ کو بشران، علیٰ ہٰذا القیاس۔ اور جب ان سے کہتے ہیں تو بگڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں ایسا نہیں پڑھتا۔ حالانکہ حافظوں نے بھی سُنا وہ بھی شکایت کرتے ہیں۔

الجواب: نماز صحیح ہوگئی لیکن امام کو ایسی غلطی نہ کرنی چاہئے اس طرح پڑھنے سے غلط ہونے میں کچھ کلام نہیں ہے۔ یہ لحن ہے۔ لیکن پچھلی نمازوں کا اعادہ لازم نہیں ہے آئندہ احتیاط ضروری ہے[2]۔ اگر امام اس غلطی کو نہ چھوڑے تو دوسرا امام صحیح خواں مقرر کیا جاوے۔ فقط۔

ضاد کی جگہ ظاء پڑھ دے تو نماز ہوگی یا نہیں

سوال (۱۴۵۲) جس شخص نے نماز میں ضاد کو اس کے مخرج سے ادا کرنے کا قصد کیا مگر بوقت ادا سہواً یا لغزش سے زبان ضاد کو ظاء پڑھ گیا تو اس کی نماز صحیح ہوگئی یا نہیں۔ اور جو شخص قصداً ضاد کی جگہ ظاء خواہ زاء پڑھے اس کی نماز ہوگی یا نہیں۔

الجواب: اگر خطاءً بجائے ضاد معجمہ کے ظاء معجمہ پڑھی گئی تو بقول اکثر نماز صحیح ہے لیکن اگر قصداً ضاد کی جگہ ظاء یا زاء پڑھی تو قاضی ابو عاصم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نماز اس کی فاسد ہے

---

[1] ومنها ذكر آية مكان آية لو ذكر آية مكان آية الخ لا تفسد (عالمگیری کشوری ۷۹/۱) ظفیر۔ [2] ومنها القراءة بالالحان ان غير المعنى والا لا، الا في حرف مد ولين اذا فحش والا لا، (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ ۵۸۹/۱) ظفیر۔

اور اسی کو مختار کہا ہے۔ اور بزازیہ میں بھی اس کو مختار اور اعدل الاقوال کہا ہے۔ شامی میں ہے قال فی الخانیۃ والخلاصۃ الاصل فیما اذکر حرفاً مکان حرف و غیر المعنی ان امکن الفصل بینہما بلا مشقۃ تفسد والا یمکن الا بمشقۃ کالظاء مع الضاد المعجمتین والصاد مع السین المہملتین والطاء مع التاء قال اکثرھم لا تفسد اھ وفی خزانۃ الاکمل قال القاضی ابو العاصم ان تعمد ذلک تفسد وان جری علی لسانہ اولا یعرف التمییز لا تفسد وھو المختار حلیہ وفی البزازیہ وھو اعدل الاقاویل وھو المختار وفی التتارخانیہ عن الحاوی حکی عن الصفار انہ کان یقول الخطاء اذا دخل فی الحروف لا یفسد لان فیہ بلوی عامۃ الناس[1] ص۴۲۵ شامی جلد ۱ فقط

شین کی جگہ سین پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۱۴۵۳) ایسے شخص کو امام بنانا کیسا ہے جو شین کی جگہ سین پڑھے اور شین کی جگہ سین پڑھے؟ اور جو نمازیں ان غلطیوں کے ساتھ پڑھی وہ ہوگئی یا نہیں؟۔

الجواب:۔ امام ایسے شخص کو بنانا چاہئے جو قرآن شریف صحیح پڑھے اس کو امام نہ بنائیں جو غلطیاں مذکورہ کرتا ہے۔ جو نمازیں ان غلطیوں کے ساتھ پڑھی گئی وہ ہوگئی مگر آئندہ کو اسے امام نہ بنائیں جب تک کہ وہ قرآن شریف کو صحیح ادا نہ کرے۔

قرأت میں غلطی سے نماز ہوگی یا نہیں

سوال (۱۴۵۴) ایک امام نے آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کی جگہ من قبلہ والمؤمنون پڑھا، نماز ہوئی یا نہیں۔؟۔

---

[1] ردالمحتار مطلب زلۃ القاری باب ما یفسد الصلوٰۃ جلد اول ص۵۹۲ ۱۲ ظفیر۔ ردالمحتار میں ہے ان کان الخطاء بابدال حرف بحرف فان امکن الفصل بینہما بلا کلفۃ کالصاد مع الظاء .... فاتفقوا علی انہ مفسد وان لم یمکن الا بمشقۃ کالظاء مع الضاد والصاد مع السین فاکثرھم علی عدم الفساد لعموم البلوی وبعضھم یعتبر عسر الفصل بین الحرفین وعدمہ وبعضھم قرب المخرج وعدمہ ص ۶۵۹/۱ ظفیر

الجواب: جو صورت سوال کی آپ نے لکھی ہے اس میں نماز ہوگئی[1]۔ فقط۔

کیا سورہ فاتحہ میں وقف و عدم وقف سے شیطان کا نام بنتا ہے

سوال (۱۴۵۵) زید کہتا ہے کہ الحمد کی دال پر وقف کرکے للہ کہنا چاہئے کیونکہ وقف نہ کرنے میں دال معلوم ہوتا ہے اور دال شیطان کا نام ہے۔ علیٰ ہذا۔ ایاک کے کاف پر وقف کرنا چاہئے کیونکہ وقف نہ کرنے سے کنعبد معلوم ہوتا ہے اور یہ نام شیطان کا ہے یہ قول صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: یہ قول زید کا غلط ہے۔ فقط۔

سمع اللہ لمن حمدہ کی ادائیگی

سوال (۱۴۵۶) ایک شخص سمع اللہ لمن حمدہ کو اس طرح پڑھتا ہے کہ ہولیمن مسموع ہوتا ہے، آیا صحیح ہے یا غلط؟

الجواب: اس طرح پڑھنا اس شخص کا باعتبار قرارت کے غلط ہے صحیح نہیں ہے قرارۃ کے قاعدہ میں یہ ہے کہ ضمہ اور کسرہ میں صرف بو واؤ اور یار کی آجاوے نہ یہ کہ صریح واؤ اور یار یعنی ہولیمن پڑھا جاوے یہ بالکل غلط ہے چاہئے کہ وہ امام سمع اللہ لمن حمدہ پڑھیں اور ایسی قرارۃ سے معاف رکھیں۔ فقط۔

مفسد صلوٰۃ غلطیاں

سوال (۱۴۵۷) ایک امام قرآن شریف غلط پڑھتا ہے۔ غلطیاں یہ ہیں الحمد للہ میں ال کو اس طرح پڑھتے ہیں جس سے ل کا زیر معلوم ہوتا ہے۔ نعبد کی دال کو زبر پڑھتے ہیں مستقیم کے قاف کو کاف پڑھتے ہیں الخ۔ ان غلطیوں سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

ترتیل

سوال (۱۴۵۸) ترتیل ضروری ہے یا نہیں؟ اور شد و مد ضروری ہیں یا کیا؟

الجواب: ایسی غلطیوں سے جن کا سوال میں ذکر ہے نماز اس کے پیچھے نہیں ہوتی اعادہ کرنا چاہئے[2]

---

[1] ومنها ذکر کلمۃ مکان کلمۃ علی وجہ البدل ان کانت الکلمۃ التی قرأھا مکان کلمۃ یقرب معناھا وھی فی القرآن لا تفسد صلوٰتہ (عالمگیری کشوری ص ۸۲ ج ۱ ظفیر)

[2] ولا غیر الالثغ بہ ای بالالثغ علی الاصح کما فی البحر عن المجتبیٰ الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۵۴۴ ج ۱) قولہ غیر الالثغ بہ قال فی المغرب ھو الذی یتحول لسانہ من السین الی الثاء وقیل من الراء الی الغین او اللام او الیاء زاد فی القاموس او من حرف الی حرف (رد المحتار ص ۵۴۴ ج ۱ ظفیر)

(۲) اس قدر ترتیل جس سے حروف صحیح ہوں فرض ہے۔ شد و مد میں بعض ضروری ہیں بعض دوسرے۔[1]

ربعہ کو لام کے حذف کے ساتھ پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں

سوال (۱۴۵۹) سورۂ کافرون میں دوسری آیت کے شروع میں جو لا اعبد ہے اور میم کے ساتھ ما تعبدون ہے، اگر لا کا الف اور ما کا الف گرا دیا جاوے اور صرف زبر کے ساتھ دونوں پڑھے جاویں تو نماز ہوئی؟ اگر نہیں ہوئی تو نماز لوٹانی چاہئے یا نہ؟۔

الجواب:۔ نماز نہیں ہوئی سب کو لوٹانی چاہئے۔[2] فقط

زیر کی جگہ زبر پڑھ دے تو نماز ہوئی یا نہیں

سوال (۱۴۶۰) ایک کتاب میں لکھا ہے کہ اگر مصلی نماز میں زیر کی جگہ زبر یا برعکس پڑھے تو کافر ہو جاتا ہے۔ یہ صحیح ہے یا کیا؟۔

الجواب:۔ کافر نہیں ہوتا مگر نماز فاسد ہو جاتی ہے۔[3] فقط۔

دو آیت پڑھی تو نماز ہوئی یا نہیں

سوال (۱۴۶۱) نماز میں والشمس شروع کی اور درمیان میں دو آیت والشمس والضحٰہا .... واللیل اذا یغشٰہا پڑھے تو نماز ہوگی یا نہیں۔؟

الجواب:۔ نماز ہوگئی۔[4]

نماز میں ایک سورہ کا ایک حصہ پڑھ کر بھول سے دوسری سورۃ میں چلا گیا

سوال (۱۴۶۲) عمر نے پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے یہ آیت پڑھی للّٰہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض

---

[1] ورتل القراٰن ترتیلا (سورۂ مزمل - ۱) [2] ومنہا حذف حرف (الی قولہ) ان لم یکن علی وجہ الایجاز والترخیم .... ان غیر المعنی تفسد صلاتہ عند عامۃ المشائخ (عالمگیری کشوری ص۸۷ ج۱) ظفیر [3] ان الخطأ اما فی الاعراب ای الحرکات والسکون (الی قولہ) ان ما غیر المعنی تغیرا یکون اعتقادہ کفر یفسد فی جمیع ذالک سواء کان فی القراٰن اولا الخ (رد المحتار ص۵۹۰ ج۱) ظفیر [4] ومن فرائضہا التی لا تصح بدونہا (الی قولہ) ومنہا القراءۃ لقادر علیہا (در مختار) قولہ ومنہا القراءۃ ای قراءۃ اٰیۃ من القراٰن وھی فرض عملی فی جمیع رکعات النفل والوتر وفی رکعتین من الفرض (رد المحتار ص۴۱۵ ج۱) ظفیر۔

الملک القدوس العزیز الحکیم سے لا یھدی القوم الظالمین تک۔ بعد اس کے لوٹ کر یہ پڑھنا شروع کیا یعنی سورہ بقرکا آخر رکوع ما فی السمٰوات وما فی الارض آخر رکوع تک پڑھا اور دوسری رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے سورۂ مزمل کا آخر رکوع پڑھ کر نماز کو ختم کر دیا اس حالت میں نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟۔

الجواب:۔ عمر سے اول بھول ہوئی غلط پڑھا یا پھر سورہ بقرہ کی آخر آیات کو صحیح پڑھا اور دوسری رکعت میں سورہ مزمل کا آخر رکوع پڑھا۔ نماز ہو گئی اور سجدہ سہو وغیرہ کچھ لازم نہیں مگر افضل یہ ہے کہ فرائض کی ہر ایک نماز میں ہر ایک رکعت میں اولیین سے پوری سورۃ بعد الحمد کے پڑھے۔ متفرق آیات پڑھنا فرائض میں خلاف مستحب ہے[1]۔ فقط۔

ضاد کا مخرج کیا ہے

سوال (۱۴۶۳) (ض) کو مشابہ (ظ) پڑھنا چاہیئے یا مشابہ (د) یا کس طرح پڑھی جاوے۔؟

الجواب:۔ حرف (ض) مستقل ایک حرف ہے جو مخصوص لسان عربی کا ہے اس کو نہ مشابہ د پڑھنا چاہیئے نہ مشابہ ظ اور یہ بغیر کسی مستند قاری سے مشافہۃً سیکھے ہوئے واقعی طور پر نہیں آسکتا۔ رہا یہ کہ اس میں ایک قسم کا تشابہ جو سمجھا جاتا ہے تو کتب قرات و تجوید کی عبارات سے تشابہ ظ کے ساتھ ہی معلوم ہوتا ہے۔ نہایۃ القول المفیدہ فی علم التجوید مطبوعہ مصر ص ۴۸ میں اس کی تحقیق مبسوط موجود ہے المنح الفکریہ علی متن الجزریہ۔ مطبوعہ مصر ملا علی قاریؒ ص ۳۷ و ص ۳۹ دیکھ لیا جاوے اور قرار حرمین شریفین زاد اللہ شرفہما کا معمول بہا تشابہ بالدال ہو رہا ہے جس کے دلائل بوجہ تنگی معروض نہیں کئے جاتے۔ چونکہ یہ حالی کیفی چیز ہے صرف کتابت و تحریر میں دشوار ہے۔ فقط۔

---

[1] الافضل ان یقرأ فی کل رکعۃ الفاتحۃ و سورۃ کاملۃ فی المکتوبۃ (عالمگیری کشوری ص ۷۷ ج ۱) ولو قرأ فی رکعۃ من وسط سورۃ ومن آخر سورۃ وقرأ فی الرکعۃ الاخری من وسط سورۃ اخری او من آخر سورۃ اخری لا ینبغی لہ ان یفعل ذالک علی ما ھو ظاھر الروایۃ ولکن لو فعل ذالک لا بأس بہ ایضاً (ظفیر)

قراءۃ میں کچھ الفاظ چھوٹ گئے نماز ہوئی یا نہیں

سوال (۱۴۶۴) اگر امام نے نماز میں آیت واذ قال عیسیٰ بن مریم یا بنی رسول اللہ الیکم لیکن یا بنی کے بعد (اسرائیل انی) چھوڑ دیا تو نماز ہوئی یا نقص رہا؟ اور ایک مقتدی کو یہ آیۃ یاد تھی اس نے لقمہ بھی نہ دیا تو اس کی نماز بھی ہوئی یا نہیں؟۔

درمیان کا حصہ قراءۃ میں چھوٹ جائے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۴۶۵) سورہ الرحمٰن میں حور مقصورات فی الخیام پڑھنا شروع کیا اور درمیان کی آیات کو چھوڑ کر متکئین علی رفرف سے آخر تک پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں۔؟

الجواب:۔ (۱) نماز ہوگئی کچھ نقص نہیں رہا۔ لقمہ نہ دینے والے کی بھی نماز ہوگئی اور سب مقتدیوں کی بھی ہوگئی [1]۔

(۲) اس صورت میں بھی نماز ہوگئی۔ کچھ نقص نہیں رہا [2]۔ فقط۔

ضاد کو نماز میں کس طرح پڑھنا چاہیئے

سوال (۱۴۶۶) لفظ ضٓ کو نماز میں کس طرح پڑھنا چاہیئے

الجواب:۔ ضاد کو اس کے مخرج سے پڑھنا چاہیئے نہ نکل سکے تو جیسے ادا ہو جاوے نماز ہو جاتی ہے [3]۔ فقط۔

لحافظون کی جگہ لنا فظون پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے

سوال (۱۴۶۷) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ امام نے نماز کی پہلی رکعت میں مقدار دس آیات کے بعد سہواً بجائے لحافظون کے لنافظون پڑھا ہے .... اس صورت میں نماز فاسد ہوگی یا نہیں اس کا جواب مع حوالہ کتاب تحریر فرمائیں۔

---

[1] و [2] و زاد کلمۃ او نقص کلمۃ او نقص حرفا او قدمہ او بدلہ الخ لم تفسد مالم یتغیر المعنی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۵۹۱ ج ۱ زلۃ القاری) ظفیر

[3] الا ما یشق تمییزہ کالضاد والظاء فاکثرھم لم یفسدھا (الدر المختار ص ۹۱ ج ۱) ظفیر۔

الجواب: نماز ہوگئی۔ فقط۔

ضاد کا مخرج کیا ہے اور جو دال مفخم پڑھے اس کی امامت درست ہے یا نہیں

سوال (۱۴۶۸) جزری وشاطبی وتحفۃ نذریہ و ملا علی قاری کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ ضاد معجمہ کو دال اور ظاء سے جدا پڑھنا فرض ہے گر کوئی سیکھے تو ضاد کو صحیح پڑھ سکتا ہے مگر سیکھتا نہیں۔ خیالا دال مفخم کے مشابہ کرکے پڑھتا ہے اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

الجواب: اگر ضاد کو بصورت دال مفخم پڑھنے سے نماز کے نہ ہونے کا حکم کیا جاویگا تو تمام عرب کے قراء وعلماء وائمہ میں سے بھی کسی کی نماز نہ ہوگی اور نہ کسی مقتدی کی نماز ہوگی۔ کیونکہ وہ سب ودالین پڑھتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ یہ حکم لگانا غلط ہے اور اس میں حرج ہے۔ البتہ عمدہ اور بہتر یہی ہے کہ مخرج سے ادا کرنے میں سعی کرے نہ ظاء پڑھے نہ دال اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا ہے کہ ضاد کو دال مفخم کی صورت میں پڑھنا دال پڑھنا نہیں ہے جیسا کہ ظاء، ت نہیں وفس علیہ۔ بلکہ مخرج[ع] ناقص ہے ضاد کا جو دال پُر کے مشابہ معلوم ہوتا ہے۔ فقط

[له] لو زاد کلمۃ او نقص کلمۃ او نقص حرفا او قدمہ او بدلہ آخر الخ لم تفسد ما لم یتغیر المعنی (الدر المختار فصل زلۃ القاری صفحہ ۹/۱) ظفیر

[ع] قولہ مخرج ناقص ہے۔ الخ۔ وجہ یہ ہے کہ دال مفخم کی صورت میں مخرج ضاد یعنی حافہ لسان مع الاضراس سے بہت کچھ کام لینا پڑتا ہے۔ اور مخرج دال یعنی کنارہ زبان اور ثنایا علیا کی جڑ کو بھی فی الجملہ شمول ہوتا ہے۔ البتہ جو جہر دال کی صفت ہے دال معجم کی صورت میں ادا نہیں ہوتی ہے۔ یہاں مخارج وصفات فوائد مکیہ سے ماخوذ ہے۔ جمیل الرحمٰن۔

فصل ثانی ــــــ مکروہات صلوٰۃ

(جن چیزوں سے نماز میں کراہت پیدا ہوتی ہے)

مزار کے مقابل نماز پڑھنا کیسا ہے

سوال (۱۴۶۹) زید نے ایک مسجد تعمیر کی۔ اس مسجد کے وسط صحن میں ایک مزار ہے جس کا نقشہ منسلک ہے۔ اگر کوئی شخص مزار کے مقابل نماز پڑھے جائز ہے یا نہیں

الجواب: - قبر کے سامنے نماز فرض اور نفل پڑھنا مکروہ ہے اس لئے مناسب یہ ہے کہ ایسے موقع پر اگر قبر واقع ہو جیسا کہ اس صورت موجودہ میں ہے تو اس قبر کا نشان مٹا دیا جائے پس جب کہ نشان قبر فرش مسجد میں نہ رہے گا تو نماز میں کچھ کراہت نہ ہوگی اور اگر نشان قبر نہ مٹایا جاوے گا تو پھر قبر کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اس کا علاج اور بندوبست ایسا کیا جائے کہ قبر کے ہر طرف ایک کٹہرا بنا دیا جاوے تو پھر بھی کراہت مرتفع نہ ہو جاوے گی[1]۔ فقط۔

سجدے میں جاتے ہوئے پاجامہ اٹھانا اچھا نہیں

سوال (۱۴۷۰) تومہ سے سجدے میں جاتے ہوئے پاجامہ اوپر کو اٹھا لیتے ہیں نماز جائز ہے یا نہ۔

الجواب: - بلا ضرورت ایسا کرنا اچھا نہیں اور نماز ادا ہو جاتی ہے[2]۔ فقط۔

---

[1] وکذا تکرہ فی اماکن کفوق کعبۃ الخ ومقبرۃ (درمختار) واختلف فی علتہ فقیل لان فیہا عظام الموتی وصدیدھم وھو نجس وفیہ نظر وقیل لان اصل عبادۃ الاصنام اتخاذ قبور الصالحین مساجد وقیل لانہ تشبہ بالیہود وعلیہ مشی فی الخانیۃ ولا باس بالصلوٰۃ فیہا اذا کان فیہا موضع اعد للصلوٰۃ ولیس فیہ قبر ولا نجاسۃ ولا قبلۃ الی قبر (رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ص ۳۵۲/۱) ظفیر

[2] وکرہ کفہ ای رفعہ ولو لتراب کمشمر کم او ذیل وعبثہ بہ ای بثوبہ وجسدہ للنہی الا لحاجۃ ولا باس بہ خارج صلوٰۃ (درمختار) قال فی النہایۃ وحاصلہ ان کل عمل ھو مفید للمصلی فلا باس بہ اصلہ ما روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

دوسروں کے کھیت میں بلا اجازت نماز جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۴۷۱) بلا اجازت دوسرے کی زمین میں نماز پڑھی تو نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- نماز ہوگئی۔ فقط۔

عاجزی کے طور پر ننگے سر نماز بلا کراہت جائز ہے

سوال (۱۴۷۲) ایک کتاب میں لکھا ہے کہ جو شخص ننگے سر اس نیت سے نماز پڑھے کہ عاجزانہ درگاہ خدا میں حاضر ہوتا ہوں تو کچھ حرج نہیں۔

الجواب:- یہ تو کتب فقہ میں بھی لکھا ہے کہ بہ نیت مذکورہ ننگے سر نماز پڑھنے میں کراہت نہیں ہے۔ در مختار میں ہے لا باس بہ للتذلل[1] اھ۔ فقط

تولیہ یا رومال باندھ کر نماز پڑھانا کیسا ہے

سوال (۱۴۷۳) تولیہ یا رومال بجائے عمامہ کے باندھ کر نماز پڑھانا جائز ہے یا نہیں اور تولیہ ٹوپی پر باندھنا مکروہ ہے یا نہیں اور اس سے نماز پڑھانا مکروہ ہے یا نہیں اور یہ اعتجار ہے یا نہیں۔ اگر کوئی شخص اس پر طعن کرے

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) عرق فی صلاتہ فسلت العرق عن جبینہ) ای مسحہ لانہ کان یوذیہ فکان مفیدا وفی زمن الصیف کان اذا قام من السجود نفض ثوبہ یمنۃ او یسرۃ لانہ کان مفیدا کیلا تبقی صورۃ فاما ما لیس بمفید فہو العبث اھ وقولہ کی لا تبقی صورۃ یعنی حکایۃ صورۃ الالیۃ کما فی الحواشی السعدیۃ الخ (رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص ۵۹۸/۱ و ص ۵۹۹/۱ ظفیر) [1] وکذا تکرہ الخ او للغیر لو مزروعۃ (در مختار) فان اضطر بین ارض مسلم وکافر یصلی فی ارض المسلم اذا لم تکن مزروعۃ فلو مزروعۃ او لکافر یصلی فی الطریق اھ لان لہ فی الطریق حقا کما فی مختارات النوازل وفیہا تکرہ فی ارض الغیر لو مزروعۃ او مکروبۃ الا اذا کانت بینہما صداقۃ او رأی صاحبہا لا یکرہہ فلا باس بہ نقل سیدی عبد الغنی عن الاحکام لوالد الشیخ اسمٰعیل ان النزول فی ارض الغیر ان کان لہا حائط او حائل یمنع منہ والا فلا، والمعتبر فیہ العرف اھ یعنی عرف الناس بالرضا (رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ص ۳۵۴/۱ ظفیر) [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص ۵۹۹/۱ ۱۲ ظفیر۔

اور الفاظ جاہلانہ زبین کے کہے تو اس کو عتاب ہونا چاہیے یا نہیں

الجواب :- تولیہ و رومال ٹوپی پر باندھنا مکروہ نہیں ہے یعنی عمامہ کے طور پر باندھنا اور نماز اس سے مکروہ نہ ہوگی بلکہ اطلاق عمامہ کا اس پر ہو دے گا اور باندھنے والا مستحق ثواب ہوگا۔ اور یہ اعتبار مکروہ نہیں ہے عصابہ بمعنی عمامہ بھی آتا ہے اور پٹی جو سر پر باندھی جاوے اس کو بھی عصابہ کہتے ہیں۔ العصابة تاتی بمعنے العمامة کما فی القاموس وشرح شمائل للقاری[1]۔ عمامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت منقول ہے کہ آپ کے پاس دو عمامے تھے۔ ایک سات ذراع کا اور ایک بارہ ذراع کا لیکن صحیح یہ ہے کہ اس میں کوئی تحدید شرعاً نہیں ہے۔ بقدر ضرورت ہونا کافی ہے[2]۔ جمع الوسائل شرح الشمائل لعلی القاری میں ہے وقال الشیخ الجزری فی تصحیح المصابیح تتبعت الکتب وتطلبت من السیر والتواریخ لاقف علی قدر عمامة النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم اقف حتی اخبرنی من اثق به انه وقف علی شیء من کلام النووی ذکر فیه انه کان له صلی اللہ علیہ وسلم عمامة قصیرة وعمامة طویلة وان القصیرة کانت سبعة اذرع مطلقاً من غیر تقیید بالقصیر والطویل[3]۔ الخ۔ فقط۔

---

[1] جمع الوسائل۔

[2] فان لم تکن عمامته بالکبیرة التی یؤذی حملها حاملها الخ ولا بالصغیرة التی تقصر عن وقایة الراس من الحر والبرد بل کانت وسط بین ذالک الخ وقال السیوطی لم یثبت فی مقدارها حدیث وفی خبر ما یدل علی انها عشرة اذرع والظاهر انها کانت نحو العشرة او فوقها بیسیر وقال الطحاوی فی فتاویه رأیت ما نسب لعائشة ان عمامة فی السفر بیضاء وفی الحضر سوداء وکل منها سبعة اذرع الخ وفی تصحیح المصابیح لابن الجزری تتبعت الکتب الخ لاقف علی قدر عمامته صلی اللہ علیہ وسلم فلم اقف علی شیء حتی اخبرنی من اثق به انه وقف علی شیء من کلام النووی ذکر فیه انه کان له عمامة قصیرة ستة اذرع وعمامة طویلة اثنا عشر ذراعاً شرح مواہب لدنیہ للزرقانی صفحہ ۱۰ جلد ۴ ظفیر

ترجمہ: اتمام مسائل

نماز میں بعض آیت کے ختم پر دعا اور اس کا حکم

سوال (۱۴۷۴) ایک امام عالم نے نماز تراویح میں سورہ رحمٰن پڑھی فَبِاَیِّ آلاءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰن کو پڑھ کر خاموش ہو گیا۔ مقتدیوں نے اس کے جواب میں لابشیئ من نعمك ربنا نکذب فلك الحمد جہراً پڑھا۔ اسی طرح وہ فرائض جس میں جہری قرارۃ کی جاتی ہے اس میں ختم سورۂ قیامہ پر بلیٰ اور سورہ سبح اسم ربک میں (سبح اسم ربک) پر سبحان ربی الاعلیٰ اور ختم سورہ والتین پر (بلی وانا ولک من الشاہدین وغیرہ مقتدی جہراً پڑھا کرتے ہیں (۱) تراویح یا فرائض میں جوابات آیۃ مسطورہ پڑھنے کی تعلیم مقتدیوں کو دینا اور ان سے عمل کرانا کیسا ہے۔

امام کا ایسی آیتوں پر رکنا کیسا ہے

سوال (۱۴۷۵/۲) امام کا بحالت نماز فرض یا تراویح جوابی آیۃ کی قرارۃ کے بعد رکنا اور مقتدی کے جوابات سن لینے کے بعد پھر قرارۃ کرنا کیسا ہے۔

کیا اس سے غیر قرآن میں اشتغال نہیں ہوتا

سوال (۱۴۷۶/۳) جوابات بالا کو نماز فرائض یا تراویح میں پڑھنے سے مقتدی مشتغل بغیر القرآن ہے یا نہیں۔

اس طرح کا غیر قرآن میں اشتغال مفسد صلوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۱۴۷۷/۴) اس قسم کے اشتغال بغیر القرآن سے نماز کا کیا حکم ہے۔

کراہت ہو تو اعادہ واجب ہے یا نہیں

سوال (۱۴۷۸/۵) اگر حکم کراہت تحریمی ثابت ہو تو نماز کا اعادہ لازم ہوتا ہے یا نہیں۔

ائمہ اربعہ میں یہ کس کا مذہب ہے

سوال (۱۴۷۹/۶) خیر القرون میں جب سے کہ تراویح کی بیس رکعت پر اجماع ہوا ہے کسی نے ایسا عمل کیا ہے یا نہیں۔ ائمہ اربعہ میں سے یہ فعل کس کا مذہب ہے۔

الجواب:- (۱) جائز نہیں ہے یظہر من الروایات المنقولۃ فی السوال فی شرح المنیۃ الکبیر واما الامام والمقتدی فلا یفعل ذالك السوال والتعوذ لا فی الفرض ولا فی النفل الذی تفضل منہ الجماعۃ کالتراویح[1]۔

---

[1] غنیۃ المستملی ص ۴۶۵ ج ۲ ظفیر

(۲) یہ فعل امام کا مکروہ اور منافی موضوع نماز کے ہے۔

(۳ و ۴ و ۵) ظاہر ہے کہ یہ اشتغال بغیر القرآن ہے اور اس سے نماز میں کراہت تحریمی ہوگی اور کراہت تحریمیہ میں اعادہ نماز کا واجب ہے اور اعادہ کی ضرورت سے معلوم ہوا کہ پہلی نماز میں نقصان رہا اس نقصان کے جبر کے لئے اعادہ واجب ہوا[1]۔

(۶) ثابت نہیں ہے اور ائمہ میں سے امام شافعیؒ اس کو جائز فرماتے ہیں۔ کما فی شرح المنیۃ الکبیر۔ وان کان المصلی المنفرد فی الفرض یکرہ لہ ذلک لعدم الورود وفیہ خلاف الشافعیؒ استدل بالحدیث ولنا انہ فی النفل کما مر[2] فقط۔

صرف ٹوپی اوڑھ کر امامت مکروہ نہیں

سوال (۱۴۸۰) ٹوپی اوڑھ کر امامت کرنا بلا کراہت جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ٹوپی سے امامت درست ہے کچھ کراہت نہیں ہے۔ البتہ عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا اور امامت کرنا افضل ہے اور ثواب زیادہ ہے لیکن ٹوپی بھی مکروہ نہیں ہے کذا فی شرح المنیۃ الکبیر[3]۔ فقط

ایک ہاتھ کے اشارہ سے نابینہ کو قبلہ رخ کرنا کیسا ہے

سوال (۱۴۸۱) اگر کوئی نابینا بغیر ٹھیک کرنے سمت قبلہ کے نماز جماعت میں شامل ہوجاوے اور پاس والے نمازی نے اپنے ہاتھ چھوڑ کر اس کا رخ ٹھیک کر دیا اور رخ ٹھیک کرنے والے کی چھاتی قبلہ سے نہیں پھری تھی اور

---

[1] وکل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا والمختار انہ جابر للاول (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صفۃ الصلاۃ مطلب واجبات الصلوۃ ص ۴۲۵ ج ۱ و ص ۴۲۶ ج ۱) ظفیر

[2] غنیۃ المستملی ص ۳۴۵ ۱۲ ظفیر

[3] والمستحب ان یصلی الرجل فی ثلثۃ اثواب ازار وقمیص وعمامۃ ولو صلی فی ثوب واحد متوشحا بہ جمیع بدنہ کما یفعلہ القصار فی المقصرۃ جاز من غیر کراھۃ مع تیسر وجود الطاھر الزائد ولکن فیہ ترک الاستحباب (غنیۃ المستملی ص ۳۳۷ ۔ ظفیر غفرلہ۔

اور نہ کوئی اور حرکت نماز توڑنے والی سرزد ہوئی تو اس کی نماز ہو جاوے گی یا نہیں اور اگر نابینا بغیر رخ ٹھیک کرنے کے نماز ادا کرتا ہے تو اس کی نماز درست ہوگی۔

الجواب:۔ اگر ایک ہاتھ کے اشارہ اور حرکت سے اس نابینا کے رخ کو ٹھیک کر دے تو اس قدر فعل قلیل ہے اور فعل قلیل سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور اگر ضرورت دونوں ہاتھوں سے ٹھیک کرنے کی ہو تو یہ فعل کثیر ہے اگر ایسا کرے گا تو ٹھیک کرنے والے کی نماز نہ ہوگی[1] اور بہتر یہی ہے کہ اگر اس نابینا کے رخ کو یہ نمازی ٹھیک کرے تو پھر از سر نو نیت باندھے اور اگر اس نے ٹھیک نہ کیا تو نابینا کی نماز ہو جاتی ہے۔ فقط۔

کواڑ بند کر کے نماز شروع کی اور کسی نے آکر شور مچانا شروع کیا تو کیا کرے

سوال (۱۴۸۲) کسی حالت میں اگر دروازہ کوٹھے کا اندر سے بند کر کے کوئی نماز شروع کرے اور دوسرا شخص باہر سے اندر جانا چاہے جب کہ اندر والے شخص کا حال نماز پڑھنے کا معلوم نہیں۔ حالانکہ باہر والے نے ایسا تنگ کیا ہے کہ اندر والے کو نماز کا رجوع مشکل ہو گیا ہے، اب نمازی کیا طریقہ اختیار کرے

حالت نماز میں انسان یا حیوان حملہ آور ہو تو کیا کرے

سوال (۱۴۸۲/۲) اسی نماز قائم ہوئی حالت میں مقابلہ دشمن از قسم انسان یا حیوان یا حشرات الارض کس طرح کرے جس میں اندیشہ نقصان ہو۔

الجواب:۔ (۱) ایسی حالت میں اگر کھنکارنے سے کام چل جاوے تو کھنکارنا درست ہے تاکہ باہر سے آنے والا سمجھے کہ نماز پڑھ رہا ہے جیسا کہ درمختار میں کہا او للاعلام انہ فی الصلوٰۃ

---

[1] ویفسدها کل عمل کثیر لیس من اعمالها ولا لاصلاحها وفیه اقوال خمسة اصحها ما لا یشك بسببه الناظر من بعید فی فاعله انه لیس فیها وان شك انه فیها ام لا، فقلیل (الدر المختار) رواه الثلجی عن اصحابنا حلیة القول الثانی ان ما یعمل عادة بالیدین کثیر وان عمل بواحدة کالتعمم وشد السراویل وما عمل بواحدة قلیل الخ واکثر الفروع او جمیعها مفرع علی الاولین والظاهر ان ثانیهما لیس خارجا عن الاول لان ما یقام بالیدین عادة یغلب ظن الناظر انه لیس فی الصلوٰۃ (رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ الخ ص ۵۸۳ و ص ۵۸۴ ج ۱) ظفیر

فلا فسد علی الصحیح[1] الخ۔ باقی نماز پڑھنا اس صورت میں درست نہیں ہے۔ کما یظهر من تفصیل العلماء۔

(۲) نماز توڑ دے۔ درمختار میں ہے ومایباح قطعها لنحو قتل حیة[2] الخ۔ فقط۔

(۱) اسکے آگے عبارت ہے ونداء ابة وفور قدر وضیاع ماقیمته درهم له اولغیره (درمختار) قوله ویباح قطعها ای ولوکانت فرضا کما فی الامداد۔ شامی[3]۔ ظفیر)

سوال (۱۴۸۴) اگر مصلی کا تہبند یا ازار بند حالت نماز میں بوقت قیام کھل گیا تو مصلی اس کو دونوں ہاتھوں سے باندھ کر نماز پوری کرسکتا ہے یا از سرنو پڑھنی چاہئے۔ ایسے ہی گھنڈی یا بند یا ٹوپی یا اوڑھنی یہ جملہ فعل دونوں ہاتھوں کے ہیں ان سے نماز کا کیا حکم ہوگا۔

اگر نمازی کا تہبند یا پائجامہ کھل جائے تو دونوں ہاتھ سے باندھنا درست ہے یا نہیں

الجواب: - کبیری شرح منیہ میں ہے ویکرہ ایضا فی الصلوٰۃ نزع القمیص والقلنسوۃ الخ وکذا یکرہ لبسهما اذا کان النزع واللبس بعمل یسیر لانه عمل اجنبی من الصلوٰۃ لایحصل به تتمیم شئی من اعمالها ولهذا کان مفسدا اذا حصل بعمل کثیر بان احتاج الی الیدین اوکان بحال لو رآہ الناظر ظنه لیس فی الصلوٰۃ[4] الخ۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حالت نماز میں کرتہ اور ٹوپی کا نکالنا اور پہننا اگر عمل یسیر سے ہو یعنی ایک ہاتھ سے اور اس طور سے ہو کہ دیکھنے والا اس نمازی کو یہ خیال نہ کرے کہ یہ نماز میں نہیں ہے تو مکروہ ہے اور اگر عمل کثیر سے ہو تو مفسد صلوٰۃ ہے۔ اور ازار بند اور تہبند اور بند انگہ وغیرہ کے باندھنا بغیر دونوں ہاتھ کے بظاہر دشوار ہے۔ لہذا یہ عمل کثیر ہے

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ و مایکرہ فیها ص ۵۷۸/۱ ۱۲ ظفیر۔

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ و مایکرہ فیها ص ۶۱۲/۱ ۱۲ ظفیر۔

[3] رد المحتار ایضا ۱۲ ظفیر۔

[4] غنیۃ المستملی مکروہات صلوٰۃ ص ۳۴۴ ۱۲ ظفیر

اور مفسد صلوٰۃ ہوگا[1]۔ فقط۔

ہرن کی دباغت دی ہوئی کھال کا مصلّٰی بنانا درست ہے

سوال (۱۴۸۵) ہرن کی ایسی کھال پر جس کے ساتھ چاروں کھر اور سینگ معلق ہوں مصلّٰی بناکر نماز پڑھنا مکروہ ہے یا نہ

الجواب:- اس کھال پر نماز بلاکراہت کے درست ہے۔ وجہ کراہت کی کچھ نہیں ہے[2]۔ فقط۔

کھلی کہنی نماز مکروہ ہے

سوال (۱۴۸۶) اگر کہنیاں کھلی ہوں تو نماز ہوجاتی ہے یا نہیں

الجواب:- نماز ہوجاتی ہے مگر یہ امر خلاف سنت ہے اور مکروہ ہے یعنی جب کہ کپڑا موجود ہو اور اگر نہ ہو تو کچھ کراہت نہیں ہے[3]۔ فقط۔

چوری والے کپڑے کی ٹوپی اوڑھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے

سوال (۱۴۸۷) اکثر لوگ ایسا کرتے ہیں کہ درزی سے کوئی کپڑا مانگ لیا یا کرتہ میں مثلاً گلا لگوایا تو درزی دوسروں کے کپڑے میں سے لگاتے ہیں ایسے کپڑے سے نماز جائز ہے یا نہ۔

---

[1] ویفسدہا کل عمل کثیر لیس من اعمالہا ولا لاصلاحہا وفیہ اقوال خمسۃ اصحہا لایشک بسببہ الناظر من بعید فی فاعلہ انہ لیس فیہا وان شک انہ فیہا ام لا فقلیل الخ (درمختار) القول الثانی ان ما یعمل عادۃً بالیدین کثیر وان عمل بواحدۃ کالتعمم وشد السراویل وما عمل بواحدۃ قلیل وان عمل بہما کحل السراویل ولبس القلنسوۃ الخ (رد المحتار باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا ص۵۸۳ و ص۵۸۴ ج۱) ظفیر [2] شعر المیتۃ وعظمہا طاہر وکذا العصب والحافر والخف والظلف والقرن والصوف والوبر والریش والسن والمنقار والمخلب الخ (عالمگیری کشوری باب المیاہ فصل ثانی ص۲۳ ج۱) کل اہاب دبغ دباغۃ حقیقیۃ بالادویۃ او حکمیۃ بالتتریب والتشمیس والالقاء فی الریح فقد طہر وجازت الصلوٰۃ فیہ (ایضاً) ظفیر [3] ولو صلی رافعاً کمیہ الی المرفقین کرہ کذا فی فتاوی قاضی خان (عالمگیری کشوری۔ باب مایکرہ فی الصلوٰۃ ص۱۰۵ ج۱) ظفیر۔

الجواب: نماز ادا ہو جاتی ہے لیکن ایسا کرنا جائز نہیں ہے اور اگر گمان غالب یہ ہو کہ اس درزی نے چوری کا کپڑا لگایا ہے تو اس سے نماز بھی مکروہ ہوتی ہے اگرچہ ادا ہو جاتی ہے۔[1]

نمازی پنکھا کرنے سے خوش ہو تو اسکی نماز میں کوئی کراہت نہیں

سوال (۱۴۸۸) نمازی کو اگر کوئی شخص پنکھا کرے اور نمازی اس فعل سے خوش ہو تو نماز ہوگی یا نہیں۔

الجواب: نمازی کو اگر کوئی شخص پنکھا کرے لوجہ اللہ اور نمازی کو اس سے راحت ہو اور وہ باطمینان نماز پوری کرے تو اس سے نماز میں کچھ فساد اور خلل اور کراہت نہ ہوگی نماز پڑھنے والا اگر اس سے خوش ہو تب بھی اس کی نماز میں کچھ فساد اور کراہت نہ آوے گی اور مساجد میں جو پنکھے لگے ہوئے ہیں ان سے کسی کی نماز میں کچھ کراہت نہ ہوگی۔ البتہ نماز پڑھنے والے کو خود یہ حکم کسی کو نہ کرنا چاہئے کہ وہ اس کو پنکھا کرے نماز پڑھتے ہوئے کہ یہ امر خلاف ادب کے ہے۔ اگرچہ نماز میں اس سے بھی کچھ کراہت نہ آوے گی۔ فقط۔

نمازی کے آگے سے گذرنے کی حد کیا ہے...

سوال (۱۴۸۹) نمازی کے آگے کو گذرنا منع ہے اس کی کیا وجہ ہے۔ اگر کوئی شخص باہر فرش پر نماز پڑھ رہا ہے تو اندر مسجد کے اس کے آگے کو گذرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: اس کی وجہ یہ ہے کہ بڑی مسجد میں جہاں نمازی کی نظر پہنچے جب کہ وہ اپنی نظر کو موضع سجود پر رکھے وہاں تک آگے کو نہ گذرے۔ پس اگر کوئی شخص باہر فرش پر نماز پڑھتا ہو تو اندر کے درجہ میں آگے کو گذر سکتا ہے۔[2] فقط۔

---

[1] ولکن اتکرہ فی اماکن کطوق کعبۃ الخ وارض مغصوبۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصلوٰۃ قبیل باب الاذان ص ۳۵۴ ج ۱) ظفیر۔ [2] ومرور مار فی الصحراء او فی مسجد کبیر بموضع سجودہ فی الاصح او مرورہ بین یدیہ الی حائط القبلۃ فی بیت و مسجد صغیر فانہ کبقعۃ واحدۃ۔ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص ۵۹۳ ج ۱) ظفیر۔

نماز میں پیشانی کی مٹی جھاڑنا کیسا ہے

سوال: (۱۴۹۰) نماز پڑھنے میں اگر پیشانی پر مٹی لگ جاتی ہے اس کا پونچھنا کیسا ہے۔

الجواب: نماز میں نہ پونچھے بعد نماز کے اگر پونچھے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ لیکن اچھا یہ ہے کہ نہ پونچھے[۱] فقط۔

فوجی ٹوپی پہنکر نماز جائز ہے

سوال: (۱۴۹۱) اگر کوئی شخص سر پر بجائے ٹوپی کے کلاہ فوجی بلا ضرورت رکھ کر نماز پڑھے یا پڑھادے تو نماز جائز ہے یا نہیں۔ اور بغیر نماز پہننا کیسا ہے۔

الجواب: اس ٹوپی سے نماز ہو جاتی ہے لباس اور ٹوپی میں کوئی خاص طریق اور وضع مامور بہ نہیں ہے بلکہ جیسے جس ملک کی عادت اور رواج ہو اس کے موافق لباس اور ٹوپی وغیرہ پہننا درست ہے۔ حدیث شریف میں ہے کلوا ما شئتم والبسوا ما شئتم الحدیث[۲] یعنی جو چاہو کھاؤ اور جو چاہو پہنو مگر حرام سے بچو اور تکبر و اسراف نہ کرو فقط۔

جیب میں رشوت کے پیسے رکھ کر نماز درست ہے یا نہیں
اسی طرح رشوت کے پیسے سے خریدے ہوئے کپڑے پہنکر نماز ہوگی یا نہیں

سوال: (۱۴۹۲) اگر کسی شخص کی جیب میں رشوت کا روپیہ پڑا ہو تو اس کی نماز ہوگی یا نہیں اور رشوت کے روپیہ سے بنا ہوا کپڑا اگر بدن پر ہو تو نماز ہوگی یا نہیں۔

الجواب: نماز ہو جاتی ہے اور نماز میں کراہت اس وجہ سے نہیں ہے کہ رشوت کا گناہ علیحدہ ہے اور اگر کپڑا بدن پر رشوت کے روپیہ سے بنا ہوا ہے تو اس سے نماز مکروہ ہے[۳] فقط۔

---

[۱] ویکرہ للمصلی ان یمسح عرقہ او یمسح التراب عن جبہتہ فی اثناء الصلوٰۃ الخ ولا یکرہ بعد السلام (غنیۃ المستملی ص ۳۴۵) ظفیر۔

[۲] ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث نہ مل سکی باقی نماز کے جائز ہونے میں قطعاً کوئی کلام نہیں۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر

[۳] جس طرح ارض مغصوبہ میں مکروہ ہے وکذا تکرہ فی اماکن کفوق کعبۃ الخ وارض مغصوبۃ (الدر المختار علی ہامش رد المختار کتاب الصلوٰۃ ص ۳۰۱ ج ۱) ظفیر۔

نماز میں بچہ وغیرہ کا تصور اچھا نہیں

سوال (۱۴۹۳) (۱) نماز میں پسر کا تصور کرنا جائز ہے یا نہیں (۲) کسی دنیاوی چیز کا خیال کرنا کیسا ہے۔

قصداً لڑکے کا تصور کرنا کیسا ہے

سوال (۱۴۹۴) تکبیر تحریمہ کے بعد قصداً پسر کا خیال کیا جائے یا نہیں۔

الجواب:۔ (۱ و ۲) نماز میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی تصور اور کسی کا خیال قصداً نہ کرنا چاہیے[1] (۳) نہیں چاہیئے[2]۔ فقط۔

سلام کے بعد بغیر دعا کئے مقتدی جا سکتا ہے

سوال (۱۴۹۵) مقتدی کو امام کی دعا کے ساتھ دینا چاہیئے یا کہ وقت کا لحاظ رکھا جائے۔

الجواب:۔ اگر مقتدی کو کچھ ضرورت ہے اور کوئی ضروری کام ہے تو سلام کے بعد فوراً چلے جانے میں کچھ گناہ نہیں ہے، اور اس پر کچھ طعن نہ کرنا چاہیئے اور اگر دعا کے ختم تک انتظار کرے اور امام کے ساتھ دعا میں شریک ہو تو یہ اچھا ہے اور اس میں زیادہ ثواب ہے[3] فقط

غلط رخ نماز پڑھنے والے کی اصلاح کرنا جائز ہے

سوال (۱۴۹۶) جو شخص بے رخ نماز پڑھ رہا ہے اسکو ہاتھ سے سیدھا کرنا چاہیئے یا زبان سے۔

الجواب:۔ ہاتھ سے بھی سیدھا کرنا درست ہے اور زبان سے بھی، اس سے نماز میں کچھ خلل نہ آوے گا[4]۔ (یعنی اس نمازی کی نماز میں خلل نہ ہوگا اور سیدھا کرنے والا اگر خود نماز میں ہو تو اسے ایک ہاتھ کے اشارہ سے کرنا چاہیئے زبان سے بولے گا تو نماز نہ ہوگی۔ اس لئے کہ نماز میں بولنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم۔ ظفیر)

---

[1] ان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احداً (الجن۔ ۱) ظفیر۔ [2] وفی الفتاوی ولو تفکر فی صلاتہ فتذکر حدیثاً او شعراً او خطبۃ او مسئلۃ یکرہ ولا تفسد صلاتہ کذا فی السراج الوہاج (عالمگیری مصری۔ باب ما یفسد الصلوٰۃ ص ۱/۹۲) ظفیر۔ [3] ویستحب ان یستغفر الخ ویدعو ویختم بسبحان ربک (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صفۃ الصلاۃ بعد الفصل ص ۱/۴۹۵) ظفیر۔ [4] ولو اعمی فسواہ رجل بنی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب شروط الصلوٰۃ ص ۱/۴۰۳) ظفیر

حالت نماز میں چادر یا رضائی اوڑھنا درست ہے یا نہیں

سوال (۱۴۹۷) - حالت نماز میں چادر، یا رضائی کو سر پر اوڑھنا چاہیے یا کاندھے پر اور اس کے بائیں جانب کے دونوں کونے لٹکے رہیں یا کندھے پر ڈال لیں۔ افضل کیا ہے۔

الجواب: - دونوں طرح اوڑھنا درست ہے اور یہ بھی درست ہے کہ بائیں طرف کے دونوں کونے لٹکے رہیں کیونکہ جب داہنی طرف کا کنارہ بائیں مونڈھے پر اوڑھ لیا تو سدل جو کہ مکروہ ہے نہ رہا اور بہتر ہے کہ بائیں طرف کے کونے بھی مونڈھے پر ڈال لے[1]۔ فقط۔

زیر زبر کی غلطی پر لقمہ دینا درست ہے

سوال (۱۴۹۸) اگر امام سے زیر زبر کی غلطی ہو جائے کہ جس سے معنی میں کوئی فرق نہ ہو تو ایسی حالت میں لقمہ دینے سے کراہت ہوگی یا نہ۔

الجواب: - اس صورت میں لقمہ دینے سے کچھ کراہت نہیں ہے۔ غلطی کی اصلاح ضروری ہے[2]۔ فقط۔

درمیان میں چھوٹی سورت چھوڑنا مکروہ ہے اور اس حالت میں نماز کا اعادہ مستحب ہے

سوال (۱۴۹۹) امام نے مغرب میں پہلی رکعت میں سورۃ کوثر اور دوسری میں سورۃ نصر پڑھی، اول تو چھوٹی بڑی دوسرے خلاف ترتیب درمیان میں چھوٹی سورۃ چھوڑ دی گئی اس صورت میں اعادہ واجب تھا یا نہ، اگر اعادہ کر لیا تو گناہگار تو نہ ہوگا۔ ثواب ہوگا یا نہیں۔

الجواب: - چھوٹی سورۃ درمیان میں چھوڑنا مکروہ تنزیہی ہے لہٰذا اعادہ اس نماز کا واجب نہیں ہے لیکن اگر کسی نے اعادہ کیا تو گناہ نہیں ہے بلکہ بہتر ہے اور ثواب، جیسا کہ

---

[1] وکرہ الخ سدل ثوب ای ارسالہ بلا لبس معتاد (در مختار) فعلی ھذا تکرہ الطیلسان الذی یجعل علی الرأس وقد صرح بہ شرح الوقایۃ اھ اذا لم یدرہ علی عنقہ والا فسدل (رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص ۵۹۷ / ۱) ظفیر

[2] بخلاف فتحہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقاً لفاتح وآخذ بکل حال (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص ۵۸۲ / ۱) ظفیر۔

شامی میں فتح القدیر سے منقول ہے والحق التفصیل بین کون تلک الکراھۃ تحریم فتجب الاعادۃ او تنزیھیۃ فتستحب[1] الخ اور سورۂ کوثر اور سورۂ نصر میں بڑی چھوٹی ہونے کا اس قدر فرق نہیں ہے کہ کراہت لازم آوے[2]۔ فقط۔

بلاضرورت سجدے میں جاتے ہوئے پاجامہ اوپر کرنا خلاف ادب ہے

سوال (۱۵۰۰) سجدے میں جانے کے وقت پاجامہ اوپر کو کرنا کیسا ہے۔

الجواب:- بلاضرورت اچھا نہیں[3]۔ فقط۔

کب لقمہ دینا چاہیے

سوال (۱۵۰۱) امام نے قرارۃ میں بھول کر دوسری سورۃ شروع کردی، دو دفعہ لقمہ دیا مگر امام نے لقمہ نہ لیا۔ لقمہ کس وقت دینا چاہیے اور لقمہ دینے والے کی نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- اگر امام بقدر تین آیتہ کے بعد سورہ فاتحہ کے پڑھ چکا ہے تو لقمہ دینے کا انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ فوراً رکوع کرنا چاہیے اور اگر تین سے پہلے بھول گیا تو بہتر یہ ہے کہ کسی دوسری جگہ سے پڑھنا شروع کردے اگر ایسا نہ کیا تو جب مقتدی پر ثابت ہو جائے کہ امام کو آگے یاد نہیں آتا تو لقمہ دے دیوے بدون مہلت کے فوراً ہی لقمہ دینا مکروہ ہے

---

[1] رد المحتار۔ باب صفۃ الصلوٰۃ۔ واجبات الصلوٰۃ ص ۴۲۵ ج ۱۔ ظفیر۔

[2] واطالۃ الثانیۃ علی الاولی یکرہ تنزیھا اجماعا ان بثلاث آیات ان تقاربت طولا وقصرا والا اعتبر الحروف والکلمات واعتبر الحلبی فحش الطول لا عدد الآیات واستثنی فی البحر ما وردت به السنۃ واستظھر فی النفل عدم الکراھۃ مطلقا (الدر المختار علی ھامش رد المحتار۔ باب صفۃ الصلوٰۃ فصل فی القراءۃ ص ۵۰۶ ج ۱) ظفیر

[3] وکرہ کفہ ای رفعہ ولو لتراب کمشمر کم او ذیل وعبثہ به ای ثوبہ الا لحاجۃ (درمختار) وحاصلہ ان کل عمل ھو مفید للمصلی فلا باس به (رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا ص ۵۹۵ ج ۱ و ص ۵۹۶ ج ۱) ظفیر۔

کما فی الشامی صف‍ ۶۵ ؎ اور نماز بہر حال صحیح ہے ؎۔ فقط۔

بغیر کلی کے کرتہ سے نماز جائز ہے

سوال (۱۵۰۲) اگر کوئی شخص بغیر کلیوں کا کرتہ پہنکر نماز پڑھے تو نماز مکروہ ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- بغیر کلیوں کا کرتہ پہنکر نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے کیونکہ مقصود ستر عورت ہے اور وہ اس صورت میں حاصل ہے۔ فقط۔

پڑھتے ہوئے سورہ بھول جائے تو دوسری شروع کردے

سوال (۱۵۰۳) اگر امام نے بعد الحمد شریف کے کوئی سورۃ پارۂ عم سے شروع کی اور بوجہ بھول جانے کے نہ پڑھ سکا تو امام کو یہ اختیار ہے کہ وہ پارہ تبارک الذی یا اور کسی پارہ سے کوئی رکوع پڑھ سکتا ہے۔

الجواب:- اس صورت میں امام کو چاہیئے کہ دوسری جگہ سے پڑھے ؎۔ فقط

مسجد کے مغربی گوشہ میں دیوار کے باہر قبریں ہوں تو اس سے نقصان نہیں

سوال (۱۵۰۴) ایک مسجد کے مغربی گوشہ کے سوا تمام اطراف میں قبریں بنی ہوئی ہیں تو مغربی گوشہ میں قبریں تیار ہوسکتی ہیں یا نہیں اور کیا مسجد کی دیوار حائل ہے کافی ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس گوشہ مغربی میں اگر قبور کی جائیں تو نماز میں کراہت نہ ہوگی، کیونکہ

۱؎ ویکرہ ان یفتح من ساعتہ کما یکرہ للامام ان یلجئہ الیہ بل ینتقل الی آیۃ اخری (لا یلزم من وصلہا ما یفسد الصلوٰۃ او الی سورۃ اخری او یرکع اذا قرأ قدر الفرض کما جزم بہ الزیلعی وفی روایۃ قدر المستحب کما رجحہ الکمال الخ (رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص ۵۸۲ ج ۱)

ظفیر ۲؎ بخلاف فتحہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقا لفاتح واخذ بکل حال (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ ویکرہ فیہا ص ۵۸۲ ج ۱) ظفیر۔

۳؎ یکرہ ان یفتح من ساعتہ کما یکرہ للامام ان یلجئہ الیہ بل ینتقل الی آیۃ اخری (لا یلزم من وصلہا ما یفسد الصلوٰۃ او الی سورۃ اخری (رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص ۵۸۲ ج ۱) ظفیر۔

دیوار مغربی مسجد حائل کافی ہے قال فی شرح المنیۃ لا باس فی الصلوۃ فی المقبرۃ اذا کان فیہا موضع اعد للصلوۃ ولیس فیہ قبر وھذا لان الکراھۃ مطلقۃ بالتشبیہ باھل الکتاب وھو منتف فیما کان علی الصفۃ المذکورۃ۔الخ[1] - فقط

ولایتی کپڑے میں نماز درست ہے

سوال (۱۵۰۵) ولایتی کپڑے سے نماز جائز ہوگی یا نہیں

الجواب:- نماز اس کپڑے سے درست ہے[2]۔ فقط۔

نمازیوں کے سامنے مسجد میں لیٹنا اور بات کرنا مکروہ ہے

سوال (۱۵۰۶) جب کہ مسجد میں نمازی نماز پڑھتے ہوں انکو درمیان لیٹنا اور بیٹھ کر گفتگو کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- نماز پڑھنے والوں کے پاس اس طرح باتیں کرنا کہ انکی نماز میں سہو اور نقصان آنے کا خوف ہو مکروہ ہے[3]۔ فقط۔

تمباکو کے ساتھ نماز ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۱۵۰۷) اگر کوئی شخص پینے کا تمباکو ہمراہ لیکر نماز پڑھے تو نماز ہوتی ہے یا نہیں۔ تمباکو کے دھوئیں کو اکثر لوگ حرام کہتے ہیں تو تمباکو کا پینا بھی مکروہ ہوا۔

الجواب:- تمباکو کا پینا حرام نہیں ہے اور نہ اس کا دھواں حرام ہے اور نہ نجس ہے پس اگر اس تمباکو میں کوئی نجس چیز نہیں ہے تو اس کے پاس رکھنے سے نماز ہو جاتی ہے مطلب یہ کہ خود تمباکو تو ناپاک نہیں ہے لیکن اس میں جو شیرہ وغیرہ پڑتا ہے اگر وہ پاک ہو نجس نہ ہو تو

---

[1] غنیۃ المستملی ص ۳۵۰ ۱۲ ظفیر [2] اس لئے کہ حکماً پاک ہے اور نماز کے لئے یہی شرط ہے ولو شك فی نجاسۃ ماء او ثوب الخ لم یعتبر (درمختار) من شك فی انائہ و ثوبہ فھو طاھر الخ وکذا ما یتخذہ اھل الشرك او الجھلۃ من المسلمین کالسمن والخبز والاطعمۃ (رد المحتار کتاب الطھارۃ مطلب انجاس الغسل ص ۱ ج ۱) ظفیر [3] وصلاتہ الی وجہ انسان ککراھۃ استقبالہ فالاستقبال لو من المصلی فالکراھۃ علیہ والا فعلی المستقبل ولو بعیدا الخ ولا یکرہ الی ظھر قاعد او قائم ولو یتحدث الا اذا خیف الغلط بحدیثہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا ص ۶۰۲ ج ۱ و ص ۶۱۱ ج ۱) ظفیر۔

پھر اس کو ساتھ رکھ کر نماز صحیح ہے اگرچہ اچھا نہیں ہے[1]۔ فقط۔

نماز میں بار بار پاجامہ اٹھانا اچھا نہیں

سوال (۱۵۰۸) نماز میں بار بار پاجامہ کو اٹھانا کیسا ہے

سجدے میں پیروں کا سرکانا کیسا ہے

سوال (۱۵۰۹) سجدے میں جاتے وقت دونوں پیروں کا زمین سے اونچا ہونا یا آگے پیچھے سرکانا کیسا ہے اس سے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- (۱) بار بار اٹھانا اچھا نہیں مگر نماز صحیح ہے[2]۔

(۲) اس میں بھی نماز صحیح ہے مگر حتی الوسع ایسا قصداً نہ کیا جاوے[3]۔ فقط۔

درمیان سر کھول کر نماز پڑھنا کیسا ہے

سوال (۱۵۱۰) اگر سر پر عمامہ ہو اور ٹوپی نہ ہو بیچ سے سر کھلا ہوا ہو تو نماز میں کیسا ہے۔

الجواب:- ایسا مکروہ ہے مگر نماز ہو جاتی ہے[4]۔ فقط۔

نماز میں کہنی کھلی رکھنی مناسب نہیں

سوال (۱۵۱۱) نماز میں آستین مونڈھوں تک چڑھانا کیسا ہے نماز میں کچھ خلل تو نہیں آتا۔

الجواب:- نماز ہو جاتی ہے مگر یہ فعل اچھا نہیں[5]۔ فقط۔

---

[1] قلت فیفھم منه حکم النبات الذی شاع فی زماننا المسمی بالتتن وقد کرھه شیخنا العمادی فی ھدیته، الحاقا بالثوم والبصل بالاولی (در مختار) قوله فیفھم منه حکم النبات وھو الاباحة علی المختار (رد المحتار کتاب الاشربة ص ۴۰/۵ ج) ظفیر۔ [2] ویکرہ للمصلی ان یعبث بثوبه وبجسده لا الخ (ہدایہ باب مایکرہ فی الصلوٰۃ ص ۱۲۴/۱ ج) ظفیر۔ [3] ومنھا السجود بجبھته وقدمیه ووضع اصبع واحدۃ منھا شرط (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صفۃ الصلوٰۃ ص ۴۱۶/۱ ج) ظفیر۔ [4] ویکرہ اشتمال الصماء والاعتجار (در مختار) لنھی النبی صلی اللہ علیه وسلم عنه وھو شد الراس او تکویر عمامته علی راسه وترک وسطه مکشوفا ص ۶۱۱/۱ ج و ص ۶۱۱ ج) ظفیر۔ [5] وکرہ کفه ای رفعه ولو لتراب کمشمر کم اوذیل وعبثه به ای بثوبه (در مختار) قوله کمشمر کم الخ ای کما لو دخل فی الصلوٰۃ وھو مشمر کمه او ذیله الخ لکن قال فی القنیة واختلف فیمن صلی وقد شمر کمیه لعمل کان یعمله قبل الصلاۃ او ھیئته ذالك ومثله ما لو شمر للوضوء ثم عجل لادراك الرکعة مع الامام واذا دخل فی الصلوٰۃ کذالك وقلنا بالکراھة فھل الافضل ارخاء کمیه فیھا بعمل قلیل او ترکھا لم ارہ والاظھر الاول الخ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

جالیدار ٹوپی کے ساتھ نماز مکروہ نہیں

سوال (۱۵۱۲) جالیدار کپڑے کی ٹوپی سے نماز مکروہ ہوتی ہے یا نہیں، اور ہمیشہ استعمال کرنے کا کیا حکم ہے۔

الجواب:- جو کپڑا مردوں کو پہننا مباح ہے اگر وہ جالیدار ہو تو اس کی ٹوپی سے نماز درست ہے اور استعمال اس کا اس طریقہ پر کہ کشف عورت نہ ہو، درست ہے۔ فقط۔

نماز میں آنکھیں بند کرنا کیسا ہے

سوال (۱۵۱۳) آنکھیں بند کر کے نماز میں قرارۃ کرنا کیسا ہے

الجواب:- آنکھیں بند کرنا نماز میں اچھا نہیں ہے یعنی مکروہ تنزیہی ہے اور خلاف اولیٰ ہے[1]۔ اور بغرض تحصیل خشوع وخضوع آنکھیں بند کرنا بلا کراہت درست ہے بلکہ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ خشوع حاصل کرنے کے لئے آنکھیں بند کر لینا اولیٰ ہے۔ شامی میں ہے بل قال بعض العلماء انہ الاولیٰ[2] الخ فقط۔

شک کی وجہ سے اعادہ کی ضرورت نہیں

سوال (۱۵۱۴) اگر نماز کے سجدے میں ناواقفی سے دعا کی پس جب معلوم ہوا کہ یہ جائز نہیں اب اسے شک ہوا کہ یہ دعا کلام الناس تھی یا نہیں پس اعادہ واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:- شک میں اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اگر اعادہ کر لیوے تو اچھا ہے فقط

خلاف ترتیب قرارۃ مکروہ ہے

سوال (۱۵۱۵) زید نے والضحیٰ کے بعد دوسری رکعت میں والشمس پڑھی تو نماز میں کیا نقص آیا، نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- قصداً فرض میں ایسا کرنا مکروہ ہے اور سہواً ایسا ہو جاوے تو کچھ حرج

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) وقید الکراهة فی الخلاصة والمنیة بان لا تغلبه الی المرفقین (رد المحتار باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا ص۵۹۸ ج۱) ظفیر

[1] وکرہ الخ تغمیض عینیه للنهی الا لکمال الخشوع (در مختار) ثم الظاهر ان الکراهة تنزیهیة (رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکرہ فیہا ص۶۰۵ ج۱)

[2] رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکرہ فیہا ص۶۰۴ ج۱ ۱۲ ظفیر۔

نہیں ہے اور بہرحال نماز صحیح ہے[۱]۔ فقط۔

پہلی رکعت میں والضحیٰ اور دوسری میں والتین پڑھنے سے کراہت نہیں پیدا ہوتی

سوال (۱۵۱۶) اول رکعت میں والضحیٰ پڑھی اور دوسری رکعت میں الم نشرح کو درمیان میں چھوڑ کر والتین پڑھی تو یہ مکروہ ہے یا نہیں۔

الجواب:- چھوٹی سورتوں میں اس کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے یعنی یہ کہ ایک سورۃ درمیان میں چھوڑ کر تیسری سورۃ دوسری رکعت میں پڑھنا فرائض میں مکروہ ہے لیکن والضحیٰ اور الم نشرح اور والتین چھوٹی سورتوں میں سے نہیں ہیں بلکہ اوساط مفصل میں سے ہیں لہٰذا اس میں یہ صورت مکروہ نہیں ہے[۲]۔ فقط۔

طلائی یا ریشمی کپڑوں میں نماز درست ہے یا نہیں

سوال (۱۵۱۷) جس کلاہ یا ٹوپی پر سچے یا جھوٹے طلاء کا کام ہو اس کے ساتھ نماز پڑھنی یا پڑھانی یا کسی تُسری اور ریشمی کپڑے کے ساتھ نماز پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب:- اگر چار انگشت سے زیادہ کام ہو تو استعمال اس کا ناجائز ہے اور نماز اس کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے۔ ایسا ہی حکم ہے ریشمی کپڑے کا[۳]۔ فقط۔

نمازی کی طرف منہ کر کے بیٹھنا مکروہ ہے

سوال (۱۵۱۸) نمازی کے سامنے منہ کر کے بیٹھنا کیسا ہے، اگر پہلے سے کوئی بیٹھا ہو، ہے اور اس کے منہ کی طرف کوئی نماز پڑھنے لگے یا پہلے سے

---

[۱] ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ وان یقرأ منکوسا الا اذا ختم القرآن (درمختار) منکوسا بان یقرأ فی الثانیۃ سورۃ اعلی مما قرأ فی الاولی لان ترتیب السور فی القراءۃ من واجبات الصلوٰۃ (ردالمحتار فصل فی القراءۃ ص ۵۱۱ ج ۱) [۲] ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ (درمختار) اما بسورۃ طویلۃ بحیث یلزم منہ اطالۃ الرکعۃ الثانیۃ اطالۃ کثیرۃ فلا یکرہ شرح المنیۃ (ردالمحتار فصل فی القراءۃ ص ۵۱۱ ج ۱) [۳] یحرم لبس الحریر ولو علی الرجل لا المرأۃ الا قدر اربع اصابع (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس ص ۳۰۸ ج ۵)

کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور اس کی طرف کوئی منہ کرکے بیٹھ جاوے تو ان دونوں صورتوں میں نماز مکروہ ہوگی یا ایک صورت میں اور کراہت دونوں صورتوں میں کس کی طرف راجع ہوگی۔

الجواب:- درمختار میں ہے وصلوٰتہ الی وجہ انسان ککراھۃ استقبالہ فالاستقبال لو من المصلی فالکراھۃ علیہ والا فعلی المستقبل[1] الخ یعنی استقبال نمازی کی طرف سے ہے تو کراہت اس پر ہے اور اگر دوسرے کی طرف سے ہے تو کراہت اس پر ہے نمازی پر نہیں ہے۔

امام فرش پر ہو اور مقتدی مصلی پر تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی

سوال (۱۵۱۹) زید کہتا ہے کہ جماعت میں امام کے نیچے جا ء نماز یا مصلّیٰ ہو اور مقتدیوں کے نیچے نہ ہو تو نماز نہیں ہوتی

الجواب:- اگر امام کے نیچے جا ء نماز اور مصلّیٰ ہو اور مقتدیوں کے نیچے نہ ہو یا برعکس تو نماز دونوں صورتوں میں صحیح ہے[2]۔ فقط۔

ساڑی میں عورتوں کی نماز جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۵۲۰) عورتوں کو دھوتی باندھنا اور اس سے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:- عورتوں کو دھوتی باندھنا اور دھوتی سے نماز پڑھنا درست ہے غرض یہ ہے کہ پردہ پورا ہونا چاہئے دھوتی ہو یا پاجامہ اسکی کچھ خصوصیت نہیں ہے[3]۔ فقط۔

---

[1] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص۶۰۲ ج۱ ۱۲
[2] اس لئے کہ اس سے کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی صرف جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے خواہ اس پر جا نماز بھی ہو یا نہ ہو واللہ اعلم ظفیر
[3] والرابع ستر عورتہ ووجوبہ عام ولو فی الخلوۃ علی الصحیح الخ وھی الخ للحرۃ ولو خنثی جمیع بدنہا حتی شعرھا النازل فی الاصح خلا الوجہ والکفین الخ والقدمین (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰۃ ص۳۷۴) ستر عورت خواہ پاجامے سے ہو خواہ ساری دونوں برابر ہے۔ یہ سمجھنا صحیح نہیں ہے کہ ساری باندھنا ہندوانہ لباس ہے بلکہ ملک کے بعض حصوں میں مسلمان عورتوں کا بھی لباس ہے جس طرح پاجامہ پہننے والے علاقوں میں ہندو عورتیں بھی بکثرت پاجامہ پہنتی ہیں یعنی ان کا بھی لباس یہی ہے اور مسلمان عورتوں کا بھی۔ واللہ اعلم محمد ظفیر الدین غفرلہ۔

ناکہ حیوان کی چربی کے ساتھ نماز درست ہے

سوال (۱۵۲۱) اگر ناکہ حیوان بحری کی چربی کا تیل ہاتھوں پاؤں پر مالش کرکے بغیر دھوئے نماز پڑھی جاوے تو نماز درست ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- نماز اس صورت میں صحیح ہے[۱]۔ فقط۔

فاسق کی تکبیر سے نماز میں خرابی نہیں آتی

سوال (۱۵۲۲) جو شخص زانی ہو اور اپنے بیٹے کی زوجہ پر بدنیتی سے ہاتھ ڈالے اس کے تکبیر پڑھنے سے نماز میں کچھ نقصان آتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس شخص کے تکبیر پڑھنے سے نماز میں کچھ نقصان نہیں ہوتا[۲]۔ فقط

نماز میں اگر تھوکنا ہو تو کیا کرے

سوال (۱۵۲۳) نماز میں منہ بھر کر تھوک آیا تو کس طرف تھوکے یا نہیں۔

الجواب:- اگر نگل نہ سکے تو کپڑے میں لے لے[۳]۔ فقط۔

قطرہ کے خوف سے عضو خاص پر کپڑا لپیٹنے سے نماز میں نقصان نہیں ہوتا

سوال (۱۵۲۴) قطرہ نکلنے کے خوف سے پیشاب گاہ پر کپڑا باندھ کر نماز پڑھنا صحیح ہے یا نہیں۔ .

مرور بین الصفین

سوال (۱۵۲۵) ایک عالم شخص مرور بین الصفین کے جواز کے استدلال میں حدیث شریف حضرت عبداللہ بن عباسؓ پیش کرتے ہیں کیا یہ استدلال صحیح ہے ... اور

---

[۱]

[۲] وکرہ اذان الجنب واقامته واقامة المحدث واذان امرأة والفاسق (کنز) واما الفاسق فلان قوله لایوثق به ولا یقبل فی الامور الدینیه الخ (البحر الرائق باب الاذان ص ۲۷۷ ج ۱) اس میں فاسق کی اذان کو مکروہ لکھا ہے۔ مگر اس کی تکبیر کو مکروہ نہیں کہا واللہ اعلم ۔ ظفیر

[۳] قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلا یبزقن احدکم قبل قبلته ولکن عن یسارہ او تحت قدمه ثم اخذ طرف ردائه فبصق فیه ثم رد بعضه علی بعض فقال او یفعل هکذا رواہ البخاری (مشکوٰۃ باب المساجد ص ۶۸) ظفیر

[۴] یستحب للرجل ان یحتشی ان رابه الشیطان ویجب ان کان لا ینقطع الا به قدر ما یصلی (الدر المختار علی هامش رد المحتار نواقض الوضوء ص ۱۳۹ ج ۱) ظفیر۔

امام صاحبؒ کے نزدیک مسئلہ کس طرح ہے۔

الجواب:۔ یہ حنفیہ کا بھی مذہب ہے کہ امام کا سُترہ مقتدیوں کے لئے کافی ہے۔ درمختار میں ہے وکفت سترۃ الامام للکل[1] ۔ اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرور بین یدی المصلی قاطع صلوٰۃ نہیں ہے اور یہی مذہب حنفیہ کا ہے[2] ۔ اور علاوہ بریں وہ اس وقت تک بالغ نہ تھے وہ خود فرماتے ہیں کہ ناھزت البلوغ یعنی میں اس وقت قریب البلوغ تھا۔ پس اس سے حجت جواز مرور کی نہیں ہوسکتی[3] ۔ فقط۔

سنی کی نماز شیعی مسجد میں درست ہے

سوال (۵۲۶) سُنی شیعہ کی مساجد میں اور شیعہ سُنی کی مساجد میں نماز ادا کرسکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب:۔ نماز ہوجاتی ہے[4] ۔ فقط۔

ناک سے نماز میں آواز نکالنا کیسا ہے

سوال (۵۲۷) ایک شخص کو زکام ہے وہ اگر مخارج حروف صحیح نکالنے کی وجہ سے سُوسُو کرتا یعنی ناک میں سے اوپر کی طرف دم کھینچکر ناک کو درست کرلیتا ہے جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ نماز میں ایسی آواز نکالنا نہ چاہیئے با اینہمہ اگر نکالی گئی بضرورت تصحیح مخارج

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص۵۹۷ ج۱ ۱۲ ظفیر۔ [2] ولا یفسد با لمرور بین یدیہ ای حائط القبلۃ فی بیت ومسجد صغیر فانہ کبقعۃ واحدۃ مطلقا ولو امرأۃ اوکلبا (درمختار) بیان الاطلاق واشار بہ الی الرد علی الظاھریۃ بقولہم یقطع الصلاۃ مرور المرأۃ والکلب والحمار وعلی احمد فی الکلب الاسود، والی ماروی فی ذالک منسوخ کما حققہ فی الحلبیۃ (رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ ص۵۹۳ ج۱) ظفیر۔ [3] وعن ابن عباس قال اقبلت راکبا علی اتان وانا یومئذ قد ناھزت الاحتلام الخ (مشکوٰۃ باب السترۃ ص۷۴) دوسری حدیث میں صراحت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لویعلم المار بین یدی المصلی ماذا علیہ، لکان ان یقف اربعین خیرا لہ ان یمر بین یدیہ متفق علیہ۔ ایک روایت میں ہے فلیقاتلہ فانما ھو شیطان رواہ بخاری (دیکھئے مشکوٰۃ باب السترہ ص۷۴) ظفیر۔ [4] قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجعلت لی الارض مسجدا (مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین ص۵۱۲) ظفیر۔

حروف تو نماز صحیح ہے[1]۔ فقط۔

بھولے سے خلاف ترتیب قراءۃ کا کیا حکم ہے

سوال (۱۵۲۸) امام نے پہلی رکعت میں سورۂ الرحمٰن پڑھی اور دوسری میں لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ تو نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- بھولے سے ایسا کرنے میں نماز بلا کراہت صحیح ہے[2]۔ فقط۔

مسجد کی چھت پر نماز مکروہ ہے

سوال (۱۵۲۹) ایک پرانی مسجد جو ایک کھنڈی تھی اب اس کے آگے جدید برآمدہ بنایا۔ جدید برآمدہ کی چھت پر نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں

الجواب:- مسجد کی چھت پر نماز پڑھنے کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے اور اس میں درجہ قدیم اور برآمدہ جدید دونوں برابر ہیں[3]۔ فقط۔

فرض میں تکرار آیات سے نقصان آتا ہے یا نہیں

سوال (۱۵۳۰) اگر فرض نماز میں کوئی شخص کسی آیۃ کو خدا کا خوف دل پر طاری ہونے کی وجہ سے یا بطور دعا کے مکرر سہ کرر پڑھے ایسا کرنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- تکرار ایک آیۃ کا بعض احوال میں ثابت ہے۔ پس نماز میں اس سے کچھ خلل نہیں آتا مگر تکرار آیت جو ثابت ہے وہ نوافل میں ہے فرائض اور جماعت میں ایسا کرنا

---

[1] والتنحنح بحرف فيبت بلا عذر اما به بان نشأ من طبعه فلا او بلا غرض صحيح فلو لتحسين صوته الخ فلا فساد على الصحيح (درمختار) لانه يفعله لاصلاح القراءة فيكون القراءة معنى (رد المحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ص ۵۸۹ ج ۱) ظفير

[2] ويكره الفصل بسورة قصيرة وان يقرأ منكوسا (درمختار) انما يكره اذا كان عن قصد فلو سهوا فلا كما في شرح المنية (رد المحتار فصل في القراءة ص ۵۱۱ ج ۱ وصفحه ۵۱۰ ج ۱) ظفير

[3] ثم رأيت القهستاني نقل عن المفيد كراهة الصعود على سطح المسجد اه ويلزمه كراهة الصلوٰة ايضاً فوقه (رد المحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها مطلب في احكام المسجد ص ۶۱۲ ج ۱) ظفير

چاہئے اگرچہ نماز ہو جاتی ہے۔ فقط۔

اشارہ کرنے سے نماز میں خرابی نہیں آتی

سوال (۱۵۲۱) زید و عمر نے ظہر میں بکر کی اقتدار کی۔ زید چونکہ نابینا ہے رکعت سوم کو چہارم سمجھ کر بیٹھ گیا۔ عمر نے زید نابینا کو اشارہ کیا تو زید و عمر کی نماز میں کچھ نقصان تو نہیں ہوا۔

الجواب:- کچھ نقصان نہیں آیا[1]۔ فقط۔

مسجد کا سائبان جو ناچ کے لئے دیدیا گیا ہو اس میں نماز درست ہے یا نہیں

سوال (۱۵۲۲) ایک شخص نے مسجد کا سائبان ناچ میں دیدیا اب اس سائبان کے نیچے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ نمازیوں کو دھوپ کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے۔

الجواب:- اس سائبان کے نیچے نماز پڑھنا جائز ہے اس کو دھوپ وغیرہ کے وقت مسجد میں لگانا چاہئے اور آئندہ کسی محفل ناچ وغیرہ کے لئے نہ دیا جاوے۔ فقط۔

آنے والے کی رعایت سے قرارت کو طول دینا اچھا نہیں

سوال (۱۵۲۳) امام کو نماز میں نمازیوں کے آنے کا علم ہوا کیا امام اس خیال سے قرارت یا رکوع و سجود کو لمبا کر دیوے یا کچھ لحاظ نہ کرے۔

الجواب:- درمختار میں ہے کہ امام کو بخیال شامل ہونے آنے والے کے رکوع اور قرارت کو طویل کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ یعنی اگر اس کو پہچانتا ہو ورنہ مکروہ

---

[1] اذا کرر آیۃ واحدۃ مرارا فان کان فی التطوع الذی یصلی وحدہ فذلک غیر مکروہ وان کان فی الصلوٰۃ المفروضۃ فہو مکروہ فی حالۃ الاختیار واما فی حالۃ العذر والنسیان فلا باس ھکذا فی المحیط (عالمگیری کشوری۔ فیما یکرہ فی الصلوٰۃ ص ۱۰۶ ج ۱) ظفیر۔

[2] لا باس بتکلیم المصلی واجابتہ براسہ اوای درھما وقیل آجید فاوما بنعم او لا، او قیل کم صلیتم فاشار بیدہ انھم صلوا رکعتین (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص ۶۰۳ ج ۱) ظفیر۔

تنزیہی ہے[1]۔

اشارہ مفسد صلوٰۃ نہیں

سوال (۱۵۳۴) اگر کوئی نابینا یا بینا جماعت میں خلاف امام کے بیٹھا رہا جب کہ امام کھڑا ہو گیا ایسی حالت میں دوسرا مقتدی اس کو متنبہ کرے یا نہ۔ اگر کرے تو کیسے کرے سبحان اللہ کہے یا کچھ اور یا ہاتھ پاؤں کا اشارہ کرے ایسے خفیف طور پر کہ اپنی نماز فاسد نہ ہو۔ اگر مقتدی نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا جب کہ اس کو ایک رکعت اور پڑھنی چاہئے تھی دوسرے مقتدی کے کہنے سے کھڑا ہو گیا۔ ان صورتوں میں نماز فاسد تو نہیں ہو گی۔

الجواب:۔ مقتدی کے بیٹھے رہ جانے سے اس کو اشارہ سے متنبہ کرنے میں شامی وغیرہ کی تحقیق سے عدم فساد صلوٰۃ ظاہر ہوتا ہے اور ان سب صورتوں کا جو آپ نے لکھی ہیں ایک ہی حکم ہے یعنی نماز فاسد نہیں ہوتی۔ درمختار میں ہے لاباس بتکلم المصلی واجابته براسه کما لوطلب منه شئ اوارى درهما وقيل اجيد فاومأ بنعم اولا اوقيل کم صليتم فاشار بيده انهم صلوا ركعتين۔ اما لوقيل له تقدم فتقدم او دخل احد الصف توسع له فوراً افسدت۔ ذكره الحلبی وغيره خلافاً لما مر عن البحر، ورد المحتار (قوله اما لوقيل) هوما وعد به فيما تقدم قبيل قوله وفتحه على امامه وقد مناهناك ضعفه عن الشرنبلالية[2]۔ فقط

وسوسے کی وجہ سے نیت توڑنا مناسب نہیں

سوال (۱۵۳۵) زید کو نماز میں شک ہوا کہ میرا کپڑا پاک نہیں اسی وقت نماز چھوڑ کر از سر نو کپڑے بدل کر اور چونکہ بیمار تھا اس لئے از سر نو تیمم کرکے نماز پڑھنا شروع کیا۔ پھر نماز میں اس کو اپنے تیمم کی عدم درستگی یا تقاطر بول

---

[1] وکرہ تحریما اطالۃ رکوع او قراءۃ لادراک الجائی ای ان عرفہ والا فلا باس بہ ولو اراد التقرب الی اللہ تعالیٰ لم یکرہ اتفاقاً لکنہ نادر وتسمیہ مسئلۃ الریاء فینبغی التحرز عنہا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صفۃ الصلاۃ مطلب فی اطالۃ الرکوع للجائی جلد اول ص ۴۶۲) ظفیر

[2] رد المحتار باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ص ۶۰۳/۱ ظفیر۔

یا عدم طہارت کا شبہ یا وسوسہ پیدا ہوتا ہے اس کا مزاج شکی ہے، اور اس کو اکثر وسوسہ و شبہات ہوا کرتے ہیں لیکن دوبارہ شبہ ہونے پر بوجہ ہنسنے لوگوں کے اس نے بلا قراءۃ و تکبیر و تسبیح و التحیات و درود کے نماز تمام کی اور قیام و قعود وغیرہ سے قیام صلوٰۃ و قعود صلوٰۃ کی نیت نہیں کی اور دو رکعت سنت کی جگہ پر بھی اسی طرح بلا نیت و بدون قرارت وغیرہ کے صرف قیام و قعود وغیرہ کر لیا بعد کو وہ اپنے اس فعل پر سخت نادم و پشیمان ہوا اور توبہ کی اور اس نماز کا اعادہ کر لیا تو وہ گنہگار ہوگا یا نہ۔

الجواب:۔ ایسے وساوس اور شکوک سے نماز میں کچھ خلل نہیں آتا۔ زید کو نماز پوری کر لینی چاہئے تھی یہ اس کے جہل اور ناواقفیت کی وجہ سے ہوا کہ قراءۃ وغیرہ چھوڑ کر نماز کو فاسد کیا۔ بہرحال جب اس نماز کا اعادہ کر لیا تو نماز ہوگئی اور چونکہ اس نے غلطی سے نماز کو فاسد کیا اور قرارت وغیرہ چھوڑی اور پھر نماز کا اعادہ کر لیا اس لئے جو کچھ گناہ ہوا تھا وہ معاف ہوگیا آئندہ ایسا نہ کرے۔ فقط۔

وسوسے کا علاج

سوال (۱۵۳۶) اگر کسی شخص کے مزاج میں شکوک اور وساوس کثرت سے پیدا ہوں تو اس کے دفعیہ کی کونسی صورت ہے۔

الجواب:۔ وساوس و شکوک و اوہام کے دفعیہ کی یہی صورت ہے کہ اس کو وسوسہ شیطانی سمجھ کر اس کی طرف التفات نہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے اور نماز پوری کرے احادیث میں اس کا یہی علاج وارد ہوا ہے[1]۔ فقط۔

دو آدمی ایک جگہ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھیں تو یہ جائز ہے

سوال (۱۵۳۷) دو آدمی ایک جگہ علیحدہ علیحدہ نماز فرض ادا کریں تو ہو جاتی ہے یا نہیں۔

---

[1] عن القاسم بن محمد ان رجلا سأله فقال انی اهم فی صلاتی فیکثر ذالك علی فقال له امض فی صلاتك فانه لن یذهب ذالك عنك حتی تنصرف و انت تقول ما اتممت صلاتی رواه مالك (مشکوٰۃ باب الوسوسہ فصل ثالث ص ۱۹) ظفیر۔

عورت کے سامنے آنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

سوال (۱۵۳۸/۲) اگر نماز ادا کرتے وقت عورتیں - آئیں جائیں تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

الجواب: (۱) نماز ہر ایک کی اس صورت میں صحیح ہے[1]۔

(۲) اور عورتوں کے سامنے آنے جانے سے نماز میں کچھ خلل نہیں ہوتا اور نماز فاسد نہیں ہوتی[2]۔ فقط۔

قراءۃ میں رکنے اور لوٹانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

سوال (۱۵۳۹) مشہور ہے کہ اگر امام قراءۃ میں رک گیا اور تین بار لوٹایا اور صحیح نہ پڑھ سکا تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ یہ صحیح ہے یا غلط۔

الجواب: یہ بات غلط مشہور ہے۔ نماز نہیں ٹوٹتی۔ فقط۔

لقمہ دینا درست ہے

سوال (۱۵۴۰) ایک حافظ صاحب نے تراویح پڑھائیں اور ستائیسویں شب کو قرآن شریف ختم کر دیا بعض لوگ جو اسی محلہ میں جس میں وہ مسجد تھی نماز پڑھتے تھے، ایک شب کسی وجہ سے شریک نہ ہو سکے بعد ختم قرآن شریف تراویح میں وہ پارہ سنا جس کو وہ نہ سن سکے تھے اس صورت میں اگر امام کوئی غلطی پڑھیں تو سامع کو غلطی بتلانا جائز ہے یا نہیں۔ اگر لقمہ دیا گیا اور انھوں نے لقمہ لے لیا تو نماز جائز ہو گی یا نہ۔

---

[1] ویؤیدہ ما فی الظہیریۃ لو دخل جماعۃ المسجد بعد ما صلّٰی فیہ اہلہ یصلون وحدانا وہو ظاہر الروایۃ (رد المحتار باب الامامۃ مطلب فی تکرار الجماعۃ فی المسجد ص ۵۱۷/۱) ظفیر

[2] ولا یفسدہا نظرہ الی مکتوب الخ ومرور مار فی الصحراء او فی مسجد کبیر بموضع سجودہ فی الاصح او مرورہ بین یدیہ الخ مطلقا ولو امرأۃ کلباً (در مختار) واشار بہ الی الرد علی الظاہریۃ (رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ ص ۵۹۳/۱) ظفیر [3] یکرہ وان یفتح من ساعتہ کما یکرہ للامام ان یلجئہ الیہ بل ینتقل الی آیۃ اخری لا یلزم من وصلہا ما یفسد الصلوٰۃ او الی سورۃ اخری او یرکع اذا قرأ قدر الفرض کما جزم بہ الزیلعی (رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ ص ۵۸۲/۱) ظفیر

الجواب:- سامع کو ان کی غلطی بتلانا، و لقمہ دینا اور ان کو لقمہ لینا درست ہے کسی کی نماز میں کچھ خلل نہیں آیا۔ درمختار میں ہے بخلاف فتحہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقا لفاتح و آخذ بکل حال[1] الخ۔ فقط

پاؤں کے ہٹانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

سوال (۱۵۴۱) نمازی شروع نماز میں جس جگہ کھڑا ہو حالت نماز میں ایک دفعہ یا چند مرتبہ عمداً یا سہواً دابنا پیر اگر اس جگہ سے ہٹ جائے تو اس سے نماز میں کچھ کراہت ہوتی ہے اور فساد ہوتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- داہنے یا بائیں پیر کا اپنی جگہ سے ہٹ جانا نہ مفسد صلوٰۃ ہے اور نہ مکروہ البتہ قصداً بلا ضرورت پیر کو آگے پیچھے کرنا مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ ہے۔[2]

نماز میں سر ہلانا اور ادھر اُدھر جھکنا منع ہے

سوال (۱۵۴۲) گر امام نماز میں سر ہلائے اور چھوٹی چھوٹی سورتوں میں بھی کبھی دائیں اور کبھی بائیں طرف بوجھ ڈال کر نماز پڑھے، اور اپنے اعضاء کو بھی متحرک کرے بلکہ قراءۃ میں آواز میں ہا۔ ہو۔ رونے کی آواز نکالے تو ایسی نماز اور آواز کے حق میں کیا حکم ہے۔

الجواب:- ایسی حرکتیں نماز میں نہ چاہئے نہ یعنی نماز کا خشوع خضوع پر نہیں۔[3] فقط

پاک جوتے میں نماز جائز ہے

سوال (۱۵۴۳) ایک شخص نمازی ہے وہ اپنے علم میں اپنے جوتے اور کپڑے کو اچھی طرح سے جانتا ہے کہ یہ پاک ہے اور استعمال میں روزمرہ لاتا رہتا ہے اس جوتہ سے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں۔ ایک جوتہ جس کو نجاست لگی تھی اور اسکو

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار، باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا جلد اول ص۵۸۲ ۱۲ ظفیر

[2] وان من لوازمہ (ای الخشوع) ظہور الذل وغض الطرف وخفض الصوت وسکون الاطراف (رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا مطلب فی الخشوع ص۶ منہ) ظفیر

[3] وان من لوازمہ (ای الخشوع ظہور الذل وغض الطرف وخفض الصوت وسکون الاطراف (رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا مطلب الخشوع ص۶/۱۲)

بالکل صاف کر دیا نجاست باقی نہ رہی اس سے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب: - جوتہ اگر پاک ہو یعنی اس کو نجاست نہ لگی ہو یا لگی ہو تو پاک و صاف کر لیا گیا ہو تو دونوں صورتوں میں نماز اس کو پہنکر درست ہے لیکن چونکہ اس زمانہ میں مساجد میں فرش وغیرہ ہوتا ہے اور جوتہ پہنکر مسجد میں جانے سے فرش کے ملوث بالطین وغیرہ ہونے کا احتمال ہے اور نیز اس میں سوء ادبی بھی معلوم ہوتی ہے اسلئے مسجد میں جوتہ پہنکر نماز نہ پڑھے ....

کما فی الشامی ولعل ذلك محمل ما فی عمدۃ المفتی من ان دخول المسجد متنعلاً من سوء الادب[۱] الخ

غیر نمازی کو لقمہ دینا درست نہیں

سوال (۱۵۴۴) اگر امام کا وضو ٹوٹ جائے اور اس نے خلیفہ مقرر کرکے وضو جدید کرنا شروع کیا۔ اگر نائب امام بھول جاوے تو محدث امام اول اس کو کچھ بتا دے اور فتح دے تو یہ جائز ہے یا نہیں حالانکہ اس کا وضو بھی نہیں ہے اور جماعت سے خارج ہے۔

الجواب: - اس صورت میں فتح دینا درست نہیں ہے اور اگر امام فتح لے لیگا تو اس کی نماز فاسد ہو جاوے گی وکذا الاخذ (درمختار) ای اخذ المصلی غیر الامام بفتح من فتح علیہ مفسد ایضاً کما فی البحر عن الخلاصۃ او اخذ الامام بفتح من لیس فی صلاتہ کما فیہ عن القنیہ درمختار[۲] فقط۔

بلا عمامہ نماز مکروہ نہیں

سوال (۱۵۴۵) آیا نماز بکلاہ بدون عمامہ مکروہ است یا نہ، فتاویٰ سعدیہ میں مکروہ لکھا ہے اور مولانا رشید احمد گنگوہی جائز بلا کراہت تحریر فرماتے ہیں۔

الجواب: - اقول وباللہ التوفیق۔ شرح منیہ کبیری میں ہے والمستحب ان یصلی الرجل

---

[۱] ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا مطلب فی احکام المسجد ص۶۱۵ ج۱ ۱۲ ظفیر۔

[۲] ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص۵۸۱ ج۱ وص۵۸۲ ۱۲ ظفیر۔ آگے مفتی علام نے لکھا ہے کہ لاحق حکماً نماز میں داخل ہے اس لئے اس کا لقمہ دینا درست ہے ۱۲ ظفیر

ثلثة اثواب ازار وقميص وعمامة ويصلى فى ثوب واحد متوشحا به جميع بدنه كما يفعله القصار فى المقصرة جاز من غير كراهة مع تيسر وجود الطاهر الزائد ولكن فيه ترك الاستحباب[1]۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ بلا عمامہ کے نماز مکروہ نہیں ہے۔ البتہ عمامہ کا ہونا مستحب ہے اور عمامہ نہ ہونے کی صورت میں باوجود میسر ہونیکے ترک استحباب ہے۔ پس حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہٗ کی غرض یہی ہے کہ اگرچہ ترک عمامہ میں خلاف استحباب ہے لیکن جائز بلا کراہت ہے اور غیر مستحب کو کراہت لازم نہیں ہے کما صرح به الشامی من انه لا يلزم من ترك المستحب ثبوت الكراهة اذ لابد لها من دليل خاص[2]۔ پس صحیح یہی ہے جو حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہٗ نے لکھا ہے اور فتاوی سعدیہ میں جو اس کو مکروہ لکھا ہے یہ اس قول کی بناء پر ہوگا جو کہتے ہیں کہ ترک مستحب خلاف اولی ہے اور خلاف اولی اور مکروہ تنزیہی کا مرجع واحد ہے تو مراد صاحب فتاوی سعدیہ کی مکروہ تنزیہی ہونا ہے لیکن شامی کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ مکروہ تنزیہی بھی نہ کہنا چاہیئے البتہ عمامہ کی وجہ سے زیادتی ثواب ہونا مسلم ہے جیسا کہ جملہ مستحبات کے ادا میں زیادتی ثواب ہے لیکن ان کے ترک میں کراہت نہیں جیسے صلوٰۃ ضحی وغیرہ۔ فقط

حالت نماز میں منہ سے کوئی چیز باہر آجائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی

سوال (۱۵۴۶) اثنائے نماز میں بقدار چنے کی یا کم و بیش کھلنے کی چیز منہ میں سے نمازی کی زبان پر آئی اس کو کپڑے یا ہاتھ سے باہر نکال دینے سے نماز میں نقصان ہوگا یا نہیں۔

الجواب: اس سے نماز میں کچھ نقصان نہیں آئے گا[3]۔ فقط۔

---

[1] غنیۃ المستلی ص ۳۴۷ ۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار بحث مستحباب وضو ص ۱۱۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [3] وكان معه حجر فرمى به الطائر ونحوه لا تفسد صلاته لانه عمل قليل ولكن قد اساء لاشتغاله بغير الصلاة (رد المحتار باب مفسد الصلاة ص ۵۸۸ ج ۱) ظفیر۔

صابون لگاکر نماز پڑھنا درست ہے

سوال (۱۵۴۷) صابون انگریزی اور دیسی کو لگاکر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

نیا جوتہ اور کپڑا پہنکر نماز پڑھنا درست ہے

سوال (۱۵۴۸/۲) جوتا نیا اور کپڑا نیا گاڑھے کا یا لٹھے ململ کا بغیر دھوئے پہنکر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ صابن انگریزی یا دیسی ...... لگاکر نماز پڑھنا درست ہے[۱]۔

(۲) نیا جوتہ اور کپڑے سے نماز پڑھنا درست ہے[۲]۔ فقط۔

امام کا اونچی جگہ اور محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے

سوال (۱۵۴۹) مسجد کی محراب زمین سے ایک بالشت چار انگل اونچی ہے جس میں امام اکیلا کھڑے ہوکر نماز پڑھاتا ہے تو مقتدیوں کی نماز ہوگی یا نہیں اگر نماز ہوجاوے گی تو کس قدر اونچائی میں نہیں ہوگی اور محراب کے متعلق کیا مسئلہ ہے۔

الجواب:۔ امام کا اونچی جگہ تنہا کھڑا ہونا اسی طرح محراب میں تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے اور مقتدیوں کی نماز صحیح ہے۔ اور اونچائی کے متعلق درمختار میں یہ تفصیل ہے وقدر الارتفاع بذراع ولا بأس بما دونه وقيل ما يقع به الامتياز وهو الاوجه ذكره الكمال وغيره وفي الشامي

---

[۱] صابون پاک ہے...... محض شک کی وجہ سے ناپاکی کا حکم نہیں کیا جا سکتا۔ قاعدہ ہے الیقین لا یزول بالشک ۱۲ ظفیر۔

[۲] وصلاته فيهما افضل (درمختار) اى فى النعل والخف الطاهرين افضل مخالفة لليهود وفى الحديث صلوا فى نعالكم ولا تشبهوا باليهود رواه الطبرانى كما فى الجامع الصغير رامزا لصحته واخذ منه جمع من الحنابلة انه سنة ولو كان يمشى بها فى الشوارع لان النبى صلى الله عليه وسلم وصحبه كانوا يمشون فى طرق المدينة ثم يصلون بها قلت لكن اذا خشى تلويث فرش المسجد بها ينبغى عدمه وان كانت طاهرة الخ ولعل المراد ما فى عمدة المفتى من ان دخول المسجد متنعلا من سوء الادب (رد المحتار باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ص ۶۱۵ ج ۱) ظفیر۔

ھو ظاھر الروایۃ والاولی العمل بظاھر الروایۃ۔ الخ۔[1]

کُہنی کھلی ہو تو نماز مکروہ ہے

سوال (۱۵۵۰) خالی گنجی پہنکر جس کی نصف آستین ہوتی ہے نماز پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ نماز ہو جاتی ہے لیکن اگر کہنی کھلی ہو تو یہ مکروہ ہے[2] فقط۔

عبا، وجبہ کے اندر آستین میں بغیر ہاتھ ڈالے ہوئے نماز مکروہ ہے

سوال (۱۵۵۱) در ملک خراسان مردمان در موسم سرما پوستین کلاں می پوشند کہ آستین دراز دارد و دست در آستین نمی کنند نماز خواندن باین ہیئت چہ حکم دارد و باین ہیئت سدل خواہد شد۔

الجواب:۔ در کتب فقہ بہ تصریح مذکور است کہ نماز خواندن بہ ہیئت کذائیہ مکروہ خواہد شد چہ اسم سدل برآں ہم صادق آید۔ در کبیری شرح منیہ گفتہ است ولو صلی فی قباء ینبغی ان یدخل یدیہ فی کمیہ الخ احترازاً عن السدل[3] ص۳۳۶ وفی الشامی والصحیح الذی قاضی خان والجمھور انہ یکرہ لانہ اذا لم یدخل یدیہ فی کمیہ صدق علیہ اسم السدل الخ ص۴۳۳/ج۱۔ فقط۔

چارپائی پر نماز جائز ہے

سوال (۱۵۵۲) اگر کوئی بحالت صحت نماز فرض یا نفل چارپائی پر پڑھے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ نماز صحیح ہے[4]۔ فقط۔

---

[1] ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص۶۰۵/ج۱ ۱۲ محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے الخ وقیام الامام فی المحراب لا سجودہ وقدماہ خارجہ لان العبرۃ للقدم مطلقا الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب ایضاً ص۶۰۴/ج۱ ظفیر۔

[2] ولو صلی رافعا کمیہ الی المرفقین کرہ (عالمگیری مصری الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص۱۰۱/ج۱) ظفیر۔

[3] ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص۵۹۸/ج۱ ۱۲ ظفیر۔

[4] وان صح بشرط کونہ علی جبھتہ الخ وبشرط طہارۃ المکان وان یجد حجم الارض (در مختار) تفسیرہ ان الساجد لو بالغ لا یتسفل راسہ ابلغ من ذالک فصح علی طنفسۃ وحصیر وحنطۃ وشعیر وسریر وعجلۃ ان کانت علی الارض الخ (ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ فصل تالیف الصلوٰۃ ص۴۶۸/ج۱) ظفیر

جس جوتے کا تلہ ناپاک ہو اسے پہن کر نماز درست نہیں

سوال (۱۵۵۳) بوٹ کا وہ حصہ جو زمین سے لگتا ہے وہ پاک نہیں رہ سکتا لیکن تلوے کے اوپر کا حصہ جس پر پیروں کے تلوے لگ رہے ہیں وہ پاک ہے تو اس کو پہنے ہوئے نماز جائز ہے یا نہ۔

الجواب:۔ جب کہ بوٹ کے نیچے کا حصہ جو زمین پر لگتا ہے پاک نہیں ہے تو اس پر مسح جائز نہیں ہے اور اس بوٹ کو پہن کر نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے[1]۔ فقط۔

ناپاک جوتے میں نماز ناجائز اور ناپاک زمین پر پاک کپڑا بچھا کر نماز جائز ہونے کی وجہ

سوال (۱۵۵۴) اگر ناپاک زمین یا فرش پر پاک کپڑا بچھا کر نماز پڑھنا جائز ہے تو ایسے ہی بوٹ کی صورت میں جائز ہے یا نہ۔ کیونکہ بوٹ میں بھی اوپر کا حصہ پاک ہے اور نیچے کا ناپاک ہے اسمیں کیا فرق ہے۔

الجواب:۔ ناپاک کپڑے پر اگر پاک کپڑا بچھا کر نماز پڑھیں تو صحیح ہے کیونکہ وہ دونوں کپڑے علیحدہ علیحدہ ہیں بخلاف جوتہ کے کہ جب اس کا نیچے کا حصہ ناپاک ہے تو اسکے ساتھ نماز صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ متصل ہو کر سلائی کی وجہ سے ایک ہو گیا ہے[2]۔ فقط۔

صحن مسجد میں نماز باجماعت درست ہے

سوال (۱۵۵۵) مسجد کے صحن میں فرض نماز باجماعت بلا کراہت گرمی کی شدت کی وجہ سے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔ زید کہتا ہے کہ

---

[1] والشرط الخ شرعا ما يتوقف عليه الشئ ولا يدخل فيه هي ستة طهارة بدنه الخ من حدث بنوعيه الخ وخبث مانع الخ وثوبه الخ ای موضع قدميه او احداهما ان رفع الاخرى الخ (الدر المختار مع هامش رد المحتار باب شروط الصلوٰة ص ۳۷۳ ج ۱ و ص ۳۷۴ ج ۱) ويفسدها الخ صلاته على مصلى مضرب نجس البطانة (ايضاً۔ باب ما يفسد الصلاة ص ۵۸۵ ج ۱) ظفير۔

[2] ويفسدها الخ صلاته على مصلى مضرب نجس البطانة بخلاف غير مضرب ومبسوط على نجس ان لم يظهر بون (الدر المختار) قوله مصلى مضرب ای مخيط الخ ومفهومه ان الاصح فی غير المضرب الجواز اتفاقا (رد المحتار باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ص ۵۸۵ ج ۱) ظفير۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی صحن مسجد میں نماز نہیں پڑھائی زید کا قول کہاں تک درست ہے۔

الجواب: - زید کا یہ قول غلط ہے۔ مسجد کے دونوں حصے مسقف اور غیر مسقف میں جماعت جائز اور صحیح ہے۔ در فقہاء رحمہم اللہ نے مسجد صیفی اور مسجد شتوی دونوں کو مسجد کہا ہے اور دونوں میں جماعت بلا کراہت صحیح ہے اور یہ ہر دو نام خود دلیل ہے اس کی ایک حصہ غیر مسقف میں گرمیوں میں اور دوسرے حصہ مسقف میں جاڑوں میں نماز ہوتی ہے[1] فقط

ریاح روک کر نماز ادا کرنا کیسا ہے

سوال (۱۵۵۶) زید نے نماز ظہر کی جماعت کرانی شروع کی ایک رکعت کے بعد اس کو ریح خارج ہونے لگی مگر اس نے روک کے رکھا اور نماز کو تمام کیا۔ یہ نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب: - اس صورت میں نماز ہوگئی البتہ اس میں کراہت ہے پس اگر قلب اس کا اس میں زیادہ مشغول ہو تو کراہت تحریمی ہوگی ورنہ تنزیہی[2] فقط۔

قوم نصاریٰ کے مستعمل کپڑوں میں نماز ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۱۵۵۷) کپڑے مستعمل قوم نصاریٰ سے نماز پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب: - جامہائے مستعمل قوم نصاریٰ وغیرہ سے فقہاء نے نماز پڑھنے کو جائز لکھا ہے۔ سوائے پاجامہ اور ازار کے کہ اس کا نجس ہونا بظن غالب ہے۔

---

[1] ولو کان المسجد الصیفی بجنب الشتوی وامتلأ المسجد یقوم الامام فی جانب الحائط لیستوی القوم من جانبیہ (رد المحتار باب الامامۃ مطلب فی کراہت قیام الامام فی غیر المحراب ص ۵۲۱ ج ۱) ظفیر

[2] ویباح قطعہا لنحو قتل حیۃ الخ ویستحب لمدافعۃ الاخبثین (در مختار) کذا فی مواہب الرحمٰن ونور الایضاح لکنہ مخالف لما قدمناہ عن الخزائن وشرح المنیۃ من انہ ان کان ذالک یشغلہ ای یشغل قلبہ عن الصلاۃ وخشوعہا فاتمہا یاثم لادائہا مع الکراہۃ التحریمیۃ ومقتضی ہذا ان القطع واجب لامستحب الخ (رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص ۶۱۲ ج ۱) ظفیر۔

وکذا فی الشامی۔ اور دھولینا ہر ایک کپڑے کا احوط ہے خصوصاً ازار و پاجامہ کا دھونا زیادہ ضروری ہے۔ فقط۔

ریشمی کپڑوں میں نماز پڑھنا کیسا ہے

سوال (۱۰۵۸) ریشمی کپڑا پہنکر یا بچھاکر اس پر نماز پڑھنے سے نماز ادا ہو جاتی ہے یا اعادہ واجب ہے۔ ایک اہل علم کا بیان ہے کہ نماز تو ہو جاتی ہے لیکن وہ شخص گنہگار رہے جیسے کوئی مرد طلائی یا زائد از مقدار شرعیہ نقرئی انگوٹھی یا اور کوئی زیور پہنکر نماز پڑھے گا تو نماز ادا ہو جائے گی لیکن اس ناجائز استعمال کا گناہ اس کے سر رہیگا اسی طرح اگر کوئی لباس یا پاجامہ وغیرہ ٹخنہ سے نیچے ہو تو ایسے شخص کی نماز ادا ہوگی یا نہیں۔ نیز ریشمی کپڑے والے یا دراز پاجامہ والے جیسے اہل عرب وغیرہ جبہ یا عبا وغیرہ اتنا دراز پہنتے ہیں کہ زمین سے لگتا ہے۔ یا زیور پوش یا داڑھی صفا کی امامت درست ہے یا نہیں۔ اور اس علم کے بعد مقتدیوں کو اپنی نماز لوٹانا ہوگی یا نہیں۔ خاص کر ایسی صورت میں نماز جمعہ و عیدین کی اعادہ کی کیا صورت ہوگی جب کہ بہت سے لوگ سلام کے بعد منتشر ہو جاتے ہیں۔

الجواب:۔ ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے۔ پس نماز جو ریشمی کپڑا پہنکر پڑھی جائے مکروہ واجب الاعادہ ہوگی[۲]۔ اور اس پر نماز پڑھنا بچھاکر اس کو فقہاء نے جائز لکھا ہے۔ کما فی رد المحتار بخلاف الصلوٰۃ علی السجادۃ منہ ای من الحریر لان الحرام ھو اللبس دون الانتفاع[۳] الخ پھر اس میں حموی سے روایت کراہت بھی نقل کی ہے اگرچہ اس کو مرجوح کہا ہے۔ بہرحال احتیاط ترک صلوٰۃ علی الحریر میں ہے لیکن اگر پڑھے تو اعادہ واجب نہ ہوگا۔ اور جس کا لباس خلاف شرع ہو

[۱] ثیاب الفسقۃ واھل الذمۃ طاھرۃ (درمختار) قال فی الفتح وقال بعض المشائخ تکرہ الصلوٰۃ فی ثیاب الفسقۃ لانھم لا یتقون الخمور قال المصنف یعنی صاحب الھدایۃ الاصح انہ لا یکرہ لانہ لم یکرہ من ثیاب اھل الذمۃ الا السراویل مع استحلالھم الخمر فھذا اولیٰ اھ (رد المحتار قبیل کتاب الصلوٰۃ ص ۳۲۴ ج ۱) ظفیر

[۲] لان الصلوٰۃ فی الحریر مکروھۃ للرجال (شرح حموی علی الاشباہ والنظائر ص ۱۹۷) ظفیر

[۳]

یا داڑھی حلق ہو تو امامت اس کی مکروہ ہے بوجہ فاسق ہونے امام کے اور درمختار میں ہے صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعۃ الخ افاد ان الصلوٰۃ خلفھما اولیٰ من الانفراد[1] شامی۔ اور نماز جمعہ و عیدین میں ترک واجب سے سجدہ سہو کا حکم نہ کرنا[2] مقتضی اس کو ہے کہ عادہ اس کا بصورت مذکورہ لازم نہیں ہے۔ فقط

ٹخنوں سے نیچا پاجامہ پہنکر نماز ادا کرنا کیسا ہے

سوال (۱۵۵۹) نماز میں ٹخنوں سے نیچے پاجامہ پہننا کیسا ہے۔

الجواب:۔ نماز میں ٹخنوں سے نیچے پائجامہ لٹکا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ ثواب سے محروم رہے گا۔ نماز کے علاوہ بھی ٹخنوں سے اوپر رکھنا ضروری ہے۔ حدیث میں ایسے شخص کے لئے بہت وعید آئی ہے[3]۔ فقط۔

محراب میں نماز جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۵۶۰) محراب میں نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جائز ہے[4]۔ فقط۔

نقش و نگار والے مصلی پر نماز جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۵۶۱) اگر کسی مصلی یا جانماز پر نقشہ کسی روضہ یا مسجد یا خانہ کعبہ یا مدینہ منورہ کا ہو اور ہر حالت میں پیش نظر ہے اس پر نماز پنجگانہ ادا کرنا کیسا ہے

الجواب:۔ نماز ادا ہو جاتی ہے[5]۔ لیکن پیش نظر ہونا نقش و نگار کا

---

[1] رد المحتار باب الامامۃ ص ۵۲۵ ج ۱ ۔ ظفیر۔ [2] والسھو فی صلوٰۃ العید والجمعۃ والمکتوبۃ والتطوع سواء والمختار عند المتاخرین عدمہ فی الاولیین (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب سجود السہو ص ۷۰۵ ج ۱) ظفیر
[3] عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اسفل من الکعبین من الازار ففی النار رواہ البخاری (مشکوۃ کتاب اللباس) ظفیر۔ [4] یعنی مقتدی منفرد کے لئے جائز ہے لیکن امام کے لئے مکروہ ہے۔ وکرہ قیام الامام فی المحراب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ و ما یکرہ فیہا ص ۶۰۴ ج ۱)
[5] ولا یکرہ لو کانت تحت قدمیہ او محل جلوسہ لانہا مھانۃ (درمختار) لقول ابن عباس للسائل فان کنت لابد فاعلا فاصنع الشجر و ما لا نفس لہ رواہ الشیخان (رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ و ما یکرہ فیہا ص ۶۰۶ ج ۱) ظفیر۔

اچھا نہیں[1]۔ فقط۔

کثیف کپڑے میں نماز درست ہے یا نہیں

سوال (۱۵۶۲) امام باوجود دیگر پارچہ موجود ہونے کے نہایت کثیف کپڑے استعمال کرتا ہے اس کے پیچھے نماز میں کوئی نقص تو نہیں ہے۔

الجواب:- نماز اس کی صحیح ہے کپڑا پاک ہونا چاہیئے[2]۔

ورکشاب میں ممانعت کے نماز پڑھنا کیسا ہے

سوال (۱۵۶۳) ہم لوگ ریلوے ورکشاب میں ملازم ہیں۔ ہم لوگ چوری سے نماز ظہر ادا کرتے ہیں لیکن افسر کا حکم یہ ہے کہ جس کو نماز پڑھنی ہو وہ آدھ گھنٹہ کی رخصت لیکر باہر نماز پڑھے ورکشاب میں نماز پڑھنے والا سزا کا مستوجب ہوگا۔ اس صورت میں کیا حکم ہے

الجواب:- جب کہ حاکم نے ورکشاب میں نماز پڑھنے کو منع کر رکھا ہے اور یہ کہا ہے کہ جس کو نماز پڑھنی ہو وہ آدھ گھنٹہ کی رخصت لیکر باہر نماز پڑھے تو رخصت لیکر باہر جاکر ہی نماز پڑھنی چاہیئے کیونکہ ورکشاب جب کہ ان کا مملوک ہے تو ممانعت کے بعد اس میں نماز پڑھنا ایسا ہے جیسا کہ زمین مغصوبہ میں نماز پڑھنا اور وہ مکروہ ہوتی ہے[3] لہذا کیوں اپنی نماز کو مکروہ کیا جاوے باہر جاکر ہی نماز پڑھی جاوے اور پھر اندیشۂ سزا الگ وہ برپ ہے۔ فقط۔

---

[1] ولابأس بنقشه خلا محرابه فانه یکره لانه یلهی المصلی (درمختار) فیخل بخشوعه من النظر الی موضع سجوده ونحوه ویکون منتهی بصره الی موضع سجوده الخ (ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰة ومایکره فیها مطلب احکام المسجد ص ۶۱۶/۱) ظفیر۔ [2] الشرط لغة العلامة الخ وشرعاً ما یتوقف علیه الشئ الوهی الخ وثوبه (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ص ۳۷۳/۱) لیکن فقہاء نے بوقت وسعت ایسے کپڑوں میں نماز کو مکروہ تنزیہی لکھا ہے کره کفه الخ وصلاته فی ثیاب بذلة یلبسها فی بیته ومهنته ای خدمته ان له غیرها والا لا (ایضاً باب ما یفسد الصلوٰة ص ۵۹۹/۱) ظفیر۔ [3] وکذا تکره فی اماکن کفوق کعبة الخ وارض مغصوبة وللغیر (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰة ص ۳۵۲/۱) ظفیر۔

کثرت نمازی کی وجہ سے در میں کھڑا ہونا درست ہے یا نہیں

سوال (۱۵۶۴) رمضان المبارک میں بوجہ کثرت نمازیان اور فرش مسجد کوتاہ ہونے کی وجہ سے امام کو مسجد کے در میں کھڑا ہوکر نماز پڑھانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ امام کے در میں کھڑے ہونے کو شامی میں مکروہ لکھا ہے اور امام اعظم کا یہ قول نقل کیا ہے اس لئے امام کو چاہئے کہ اگر ضرورت در میں کھڑے ہونے کی ہو بوجہ کثرت نمازیان وغیرہ تو قدم در سے باہر رکھے اور سجدہ اندر ہو جاوے اگر ایسا ہو جاوے تو بہتر ہے ورنہ بضرورت در میں کھڑا ہوکر نماز پڑھانے سے بھی نماز ہو جاتی ہے لیکن بچنا اس سے بہتر ہے[1]

پرندکی تصویر پر دوسرا کپڑا بچھا کر نماز پڑھی تو نماز ہوگی یا نہیں

سوال (۱۵۶۵) جس جائے نماز پرندہ کی تصویر ہو اس پر دوسرا کپڑا ڈال کر نماز جائز ہے یا نہ۔

الجواب:۔ اس صورت میں نماز جائز ہے بلاکراہت[2]۔ فقط۔

جوتے پہن کر نماز جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۵۶۶) درمختار میں جوتوں میں نماز پڑھنے کے بارہ میں یہ لکھا ہے کہ اگر جوتے پاک ہوں تو ان میں نماز پڑھنا جائز بلکہ افضل ہے اور علامہ شامی نے اس پر یہ حدیث بھی نقل فرمائی ہے صلوا فی نعالکم ولا تشبھوا بالیھود[3]۔ لیکن

---

[1] وقیام الامام فی المحراب لا سجوده فیه وقدماه خارجه لان العبرة للقدم مطلقا (درمختار) وفی حاشیة البحر للرملی الذی یظهر من کلامهم انها کراهة تنزیهیة (ردالمحتار باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها ص ۶۰۴ ج ۱) ظفیر۔

[2] واختلف فیما اذا کان التمثال خلفه والاظهر الکراهة ولا یکره لو کانت تحت قدمیه او محل جلوسه لانها مهانة او علی خاتمه بنقش غیر مستبین قال فی البحر ومفاده کراهة المستبین لا المستتر بکیس او صرة او ثوب آخر (درمختار) بان کان فوق الثوب الذی فیه صورة ثوب ساتر له فلا تکره الصلاة فیه لاستتارها بالثوب (ردالمحتار باب ما یکره فی الصلوٰة ص ۶۰۶ و ص ۶۰۷ ج ۱) ظفیر۔

[3] ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها مطلب احکام المسجد ص ۶۱۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

آخر میں عمارۃ المفتی سے یہ نقل کیا ہے ان دخول المسجد متنعلا من سوء الادب[۱] یعنی مسجد میں جوتہ پہنکر جانا اس زمانہ میں اچھا نہیں ہے اور یہ ظاہر ہے اس لئے کہ اس زمانہ میں لوگ احتیاط نہیں کرتے ممکن ہے کہ جوتوں کو نجاست لگی ہوئی ہو اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔ کما ہو مشاہد البتہ اگر یقیناً جوتے پاک ہوں جیسے نیا جوتہ تو اس زمانہ میں اس کو پہنکر نماز پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے بلکہ بہتر ہے کما صرح بہ (یفعلہا وتردد فی المحل بیث) - فقط۔

بعد نماز دعا اور اسمیں دارک کا اضافہ

سوال (۱۵۶۷) امام فرضوں کے بعد دعاء اس طرح پڑھتا ہے اللھم انت السلام ومنک السلام الخ وادخلنا دارک السلام الخ لفظ دارک کہنا اور پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: - دارک کا لفظ ثابت نہیں ہے اس کو نہ کہنا چاہئے - صرف وادخلنا دار السلام کہنا چاہئے۔ فقط۔

ختم جماعت کے بعد کس طرح دعاء مانگی جائے

سوال (۱۵۶۸) بعد ادائے جماعت امام اور مقتدی مل کر دعاء مانگیں یا علیحدہ علیحدہ اور بصورت اکٹھے دعا مانگنے کے صرف ایک دفعہ دعاء مانگ کر منھ پر ہاتھ پھیرے یا تین بار۔

الجواب: - امام جس وقت نماز سے فارغ ہو مع مقتدیوں کے سب اکٹھے دعا مانگیں پھر سنتیں ونفلیں پڑھ کر اپنے کاروبار میں چلے جاویں دوبارہ اور سہ بارہ دعاء بکیفیت مذکورہ مانگنا ثابت نہیں ہے اور نمازیوں کو مقید رکھنا دوسری اور تیسری دعاء تک جائز نہیں ہے۔ فقط۔

پان چائے کے بعد بلا کلی نماز پڑھنا کیسا ہے

سوال (۱۵۶۹) کوئی شخص چائے پینے اور پان کھانے کے بعد اس قدر توقف کرے کہ اثر پان اور چائے کا زائل ہو جاوے تو بلا مضمضہ نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں یا ضرورت مضمضہ کی ہے۔

---

[۱] رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا مطلب احکام المسجد ص ۶۱۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

الجواب: ۔ مضمضہ کرنا پھر بھی بہتر ہے اور نہ کرے تب بھی نماز ہو جاوے گی۔[1] فقط

امام کے قتل کئے جانے کے وقت مقتدی نیت توڑ سکتے ہیں یا نہیں

سوال (۱۵۶۸) اگر امام کو دشمن قتل کریں بحالت جماعت تو مقتدی نیت توڑ کر دشمن کو پکڑیں یا کریں۔

الجواب: ۔ فقہاء حنفیہ نے لکھا ہے کہ احیاء نفس کے لئے نماز کو توڑنا واجب ہے شامی اور درمختار میں ہے ویجب القطع لا نجاء غریق او حریق[2] الخ لہذا صورت مسئولہ میں مقتدیوں کو نماز قطع کر کے امام کو بچانا چاہئے اور حضرت عمرؓ کی شہادت کا قصہ نماز میں معروف ہے اور کتب احادیث میں مذکور ہے کہ صحابہؓ مقتدیوں نے دوسرے صحابی کو امام کر کے نماز پوری کی اور بعض صحابہؓ نے نماز توڑ کر قاتل کو پکڑا۔ فقط۔

ٹخنے سے نیچے تہبند یا پاجامہ کے ساتھ نماز مکروہ ہے

سوال (۱۵۷۱) جامہ کہ از شتالنگ فرومی رود از آن نماز مکروہ است یا نہ۔

الجواب: ۔ مکروہ است[3]۔ فقط۔

صرف لنگی میں نماز درست ہے

سوال (۱۵۷۲) ایک شخص تونگر حاجی ہے اور گرمی کے موسم میں پانچ وقت کی نماز ایک لنگی سے جو گھٹنوں سے دو انگل نیچی ہے اور دوسری چادر سے نماز پڑھتا ہے۔ بعض وقت کی نماز صرف اسی لنگی سے پڑھ لیتا ہے تو اس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں

---

[1] قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخبز ولحم وھو فی المسجد فاکل واکلنا معہ ثم قام فصلی وصلینا معہ ولم نزد علی ان مسحنا ایدینا بالحصباء رواہ ابن ماجہ (مشکوٰۃ کتاب الاطعمہ ص ۳۶۶) بالحصباء ای بالحجارات الصغار استعملا للصلوٰۃ او بیانا للجواز (مرقاۃ ص ۳۷۹ ج ۴) ظفیر [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ادراک الفریضۃ ص ۶۶۶ ج ۱) ویجب (قطع الصلوٰۃ) لاغاثۃ ملہوف وغریق وحریق (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ الخ ص ۶۱۳ ج ۱) ظفیر

[3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اسفل من الکعبین من الازار فی النار رواہ البخاری (مشکوٰۃ کتاب اللباس ص ۳۷۳) لان الصلوٰۃ فی الحریر مکروھۃ الرجال (الاشباہ والنظائر ص ۲۹) ظفیر

الجواب:۔ صرف لنگی سے بھی نماز ہو جاتی ہے[1] مگر بہتر یہ ہے کہ بصورت استطاعت لنگی و چادر یا کرتہ و پاجامہ و کلاہ یا عمامہ مع کلاہ کے ساتھ نماز پڑھے یہ افضل ہے[2]۔ فقط۔

ریشمی ازار بند کے ساتھ نماز درست ہے یا نہیں

سوال (۱۵۷۳) ریشمی کپڑا مرد کو حرام ہے اور نماز اس سے مکروہ ہے۔ غایۃ الاوطار جلد اول صفحہ ۱۹۰ لیکن فتاوی ہندیہ جلد چہارم میں لکھا ہے کہ اگر ریشم کے تکمہ کے ساتھ نماز پڑھے تو جائز ہے مکروہ نہ ہوگی لیکن پہننے والا گناہ کا مرتکب ہوگا۔

الجواب:۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ریشمی کپڑا مرد کو پہننا حرام ہے اور اس کے ساتھ نماز بھی مکروہ ہوگی[3]۔ اور فتاوی ہندیہ میں غالباً جواز نماز بلا کراہت اس لئے لکھا ہے کہ تکمہ ریشم کا عند البعض جائز ہے۔ کذا فی الدر المختار وتکرہ التکۃ منہ ای من الدیباج ہو الصحیح وقیل لا باس بہ الخ وفی الشامی عن التتارخانیہ ولا تکرہ تکۃ الحریر لانہا لا تلبس وحدہا وفی شرح الجامع الصغیر لبعض المشائخ لا باس بتکۃ الحریر للرجال عند ابی حنیفۃ وذکر صدر الشہید انہ یکرہ عندہما[4]۔ اس روایت سے ایک وجہ تطبیق بھی معلوم ہوگئی کہ صاحب غایۃ الاوطار نے صاحبین کے قول کو لیا ہو اور فتاوی ہندیہ میں امام صاحب کے قول کو اختیار کیا ہو۔ اس کے علاوہ غایۃ الاوطار میں ریشم کے کپڑے کو لکھا ہے تکمہ سے بحث

---

[1] والرابع ستر عورتہ الخ وھی للرجل ما تحت سرتہ الی ما تحت رکبتیہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب شروط الصلوۃ ص ۳۷۴ ج ۱ ظفیر)

[2] والمستحب ان یصلی الرجل فی ثلثۃ اثواب ازار وقمیص وعمامۃ ولو صلی فی ثوب واحد متوشحا بہ جمیع بدنہ کما یفعلہ القصار فی المقصرۃ جاز من غیر کراھۃ مع تیسیر وجود الطاھر الزائد ولکن ترک الاستحباب (غنیۃ المستملی ص ۳۳۷ ظفیر)

[3] لان الصلوۃ فی الحریر مکروھۃ للرجال بخلاف الصلوۃ فی الثوب النجس فانہا غیر صحیحۃ (الاشباہ والنظائر فن ثانی کتاب الصلوۃ ص ۱۹۷ ظفیر)

[4] رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس ص ۳۱ ج ۵ ۱۲ ظفیر۔

بحث نہیں کی۔ تکہ کمربند ہے اس کی کراہت میں اختلاف ہے۔ کما مر۔ فقط۔

سرکاری کاغذ یا سرکاری بکس پر نماز

سوال (۱۵۷۴) اگر کوئی شخص سرکاری دفتر سے کاغذ یا چوبی بکس بلا اجازت لے آوے اور اس پر جائے نماز بچھا کر نماز پڑھ لے تو نماز ہو جاوے گی یا نہیں۔

الجواب :- نماز اس پر صحیح ہے مگر مکروہ ہے۔ کما فی الارض المغصوبۃ۔[1] اور اعادہ واجب نہیں ہے۔ فقط

چارپائی نمازی کے سامنے ہو تو اس سے کوئی حرج نہیں ہوتا

سوال (۱۵۷۵) کسی مکان یا دکان کے اندر مصلی کے سامنے چارپائی خالی بچھی ہوئی ہے اور وہ اس چارپائی کے پاس قبلہ رخ نماز پڑھے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :- درست ہے۔ فقط

چار آنے کے نقصان پر نماز توڑنا کیسا ہے

سوال (۱۵۷۶) چار آنے کا نقصان ہوتا ہو تو نماز توڑنا بلا معصیت جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :- در مختار میں ہے کہ ایک درہم کی مقدار کے نقصان ہونے پر نماز کو قطع کرنا درست ہے اور درہم قریب چار آنہ کے ہوتا ہے اور شامی نے بعض فقہاء سے اس سے کم پر بھی جواز قطع صلوٰۃ نقل کیا ہے مگر عام مشائخ اسی پر ہیں کہ چار آنے کے نقصان پر قطع کر سکتا ہے۔[2] فقط

---

[1] وکذا تکرہ فی اماکن کفوق کعبۃ الخ وارض مغصوبۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ص ۳۵۴ ج ۱) ظفیر۔

[2] ویباح قطعہا لنحو قتل حیۃ وند دابۃ وفور قدر وضیاع ما قیمتہ درہم لہ او لغیرہ (در مختار) قال فی مجمع الروایات لان ما دونہ حقیر فلا یقطع الصلاۃ لاجلہ لکن ذکر فی المحیط فی الکفالۃ ان الحبس بالدانق یجوز فقطع الصلاۃ اولی ہذا فی مال الغیر اما فی مالہ لا یقطع والاصح جوازہ فیہما اھ وتمامہ فی الامداد والذی مشی علیہ فی فتح القدیر التقیید بالدرہم (رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص ۶۱۲ ج ۱) ظفیر۔

انداد جب جگہ نہ رہے تو دروں میں ملنا کیسا ہے

سوال (۱۵۷۷) مسجد میں اندر کی صفیں پوری کر کے دروازوں میں تین یا چار نمازی مل کر کھڑے ہو جاتے ہیں اس صورت میں جو دروں میں نمازی کھڑے ہوتے ہیں ان کی نماز بلاکراہت جائز ہے یا مکروہ۔

الجواب: ۔ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ دروں میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر بوجہ اژدحام نمازیان جیسا کہ بروز جمعہ ہوتا ہے کئی کئی آدمی دروں میں جو کہ وسیع ہیں کھڑے ہو جاویں تو بضرورت اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور نماز میں خلل نہیں آتا[1]۔ فقط۔

سونے کا چھلہ پہن کر نماز مکروہ ہے

الجواب (۱۵۷۸) سونے کی انگوٹھی اور چھلہ پہننا مردوں کو حرام ہے۔ کما فی الحدیث نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن خاتم الذہب[2]۔ الحدیث پس جب کہ سونے کا چھلہ پہننا ہر وقت مردوں کو حرام ہے نماز میں بھی حرام ہے۔ اور نماز بکراہت ادا ہو جاتی ہے یعنی نماز ہو جاتی ہے مگر مکروہ ہے[3]۔

کچھ پڑھ کر امام بھول جائے تو کیا کرے

سوال (۱۵۷۹) اگر کوئی شخص نماز جہریہ میں قدرے قرأۃ پڑھ کر بھول گیا۔ مقتدی نے بغرض یاددہانی لقمہ دیا مگر امام نے لقمہ نہ لیا حتٰی کہ مکرر سہ کرر بھی امام نے لقمہ نہ لیا بلکہ نماز فسخ کر کے از سر نو تحریمہ سے نماز پوری کی۔ امام کا یہ فعل جائز ہے یا نہیں۔

کیا اس صورت میں از سر نو نماز شروع کرے

سوال (۱۵۸۰) جس شخص کو ایسی صورت پیش آئے تو اس کو نماز فسخ کر کے از سر نو تحریمہ کرنا چاہیئے یا انتقال الی آیۃ والی سورۃ اخری کرنی چاہیئے۔

---

[1] وقیام الامام فی المحراب لا سجودہ فیہ وقدماہ خارجہ لان العبرۃ للقدم مطلقاً الخ وانفراد الامام علی الدکان الخ ذکرہ عکسہ فی الاصح وھذا کلہ عند عدم العذر کجمعۃ وعید فلو قاموا علی الرفوف والامام علی الارض او فی المحراب لضیق المکان لم یکرہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یکرہ فیہا ص ۶۰۴ و ص ۶۰۵ ج ۱) [2] عن علی قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن لبس القسی والمعصفر وعن تختم الذہب الخ رواہ مسلم (مشکوۃ باب الخاتم ص ۳۷۸ ظفیر) [3] لان الصلوۃ فی الحریر مکروھۃ للرجال (شرح حموی الاشباہ والنظائر ص ۱۹۷ ظفیر)

یعنی در صورت عدم قراءۃ ما یجوز بہ الصلوٰۃ۔

مندرجہ بالا صورت میں نماز توڑنے پر زور دینا غلط ہے

سوال (۱۵۸۱/۲) اگر کوئی شخص صورت بالا میں نماز فسخ کرکے از سر نو تحریمہ پر زور دے اور انتقال الی آیۃ وسورۃ اخری کو ناجائز کہے اور فسخ نماز میں اس عبارت کو حجت پکڑے جو کہ صبح کی سنتوں کے متعلق ہے اذا خاف فوت الجماعۃ یترکھا صورت بالا میں اس عبارت کو فسخ نماز کی دلیل بنانا صحیح ہے یا نہیں۔

یترکھا کے کیا معنی ہیں

سوال (۱۵۸۲/۲) عبارت مذکورہ میں یترکھا کے یہ معنی ہیں کہ اگر کسی کو جماعت کے ...... فوت ہو جانے کا خیال ہوا اور اس نے سنتیں شروع نہ کی ہوں تو سنتوں کو چھوڑ کر جماعت میں مل جاوے یا یہ معنی بھی ہیں کہ اگر کسی نے بعد جماعت سنتیں شروع کیں اور بعد شروع خوف فوت جماعت ہوا تو سنتوں کو توڑ کر جماعت میں مل جاوے۔ لفظ یترکھا دونوں صورتوں کو شامل ہے یا کسی ایک صورت کو اور کونسی صورت کو۔ اگر ثانی صورت کو شامل ہے تو حدیث لا یبطلوا اعمالکم کا کیا مطلب ہے۔

الجواب:- (۱ و ۲) امام کو اس صورت میں لقمہ لینا چاہئے تھا یا دوسری آیت یا سورۃ کی طرف انتقال کرنا چاہئے تھا۔ اور اگر بقدر "ما یجوز بہ الصلوٰۃ" یا قدر مستحب بقدر قرارت ہو چکی تھی تو رکوع کر دینا چاہئے تھا۔ توڑنا نماز کا ایسی حالت میں فقہاء نے نہیں لکھا۔ رد المختار تتمہ یکرہ ان یفتح من ساعۃ کما یکرہ للامام ان یلجئہ الیہ بل ینتقل الی آیۃ اخری لا یلزم من وصلھا ما یفسد الصلوٰۃ او الی سورۃ اخری او یرکع اذا قرأ قدر الفرض کما جزم بہ الزیلعی وغیرہ فی روایۃ قدر المستحب کما رجحہ الکمال الخ وفی الدر المختار بخلاف فتحہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقاً لفاتح و آخذ بکل حال[۱] وفی الشامی قولہ بکل حال ای سواء قرء الامام ما تجوز بہ الصلوٰۃ ام لا انتقل الی آیۃ اخری ام لا تکرر الفتح ام لا ھو الاصح۔ پس جب کہ فقہاء نے اس قدر وسعت

---

[۱] در مختار باب ما یفسد الصلوٰۃ و ما یکرہ فیہا ص ۵۸۲/۱ ۱۲ ظفیر۔

اس میں رکھی ہے تو پھر نماز کو فسخ کر دینا مناسب نہ تھا۔ اور بحکم لا تبطلوا اعمالکم اس حالت میں نماز کو توڑ دینا ممنوع تھا۔

(۳) یہ امر اور واضح ہوا کہ ایسی حالت میں فقہاء نے لقمہ لینے کو یا انتقال الیٰ آیۃ اخریٰ (و ۴) یا الیٰ سورۃ اخریٰ کو جائز رکھا ہے۔ پس اس کو ناجائز کہنا اور نماز کو توڑ کر دوبارہ تحریمہ باندھنے (و ۵) پر زور دینا بوجہ جہل کے ہے۔ مسائل شرعیہ سے عالم و فقیہ ایسا نہیں کہہ سکتا، اور یہ احتیاط نہیں ہے، بلکہ وہم ہے اور خطار ہے اور عبارت مذکورہ کو اس بارے میں دلیل لانا اور صریح روایات جواز و حکم فقہاء کو چھوڑنا دوسرا جہل ہے اور یہ استدلال غلط ہے یتم کہا کے یہ معنی ہیں کہ شروع نہ کرے نہ یہ کہ شروع کرکے قطع کر دے۔ شروع کرکے قطع کرنے کی ممانعت فقہاء نے صراحۃً لکھی ہے۔ والشارع فی النفل لا یقطع مطلقاً ویتمہ رکعتین وکذا سنۃ الظہر وسنۃ الجمعۃ اذا اقیمت او خطب الامام یتمہا اربعاً علی القول الراجح لانہا صلوٰۃ واحدۃ ولیس القطع للاکمال بل للابطال خلافاً لما رجحہ الکمال (درمختار) قولہ خلافاً لما رجحہ الکمال حیث قال وقیل یقطع علی راس الرکعتین وھو الراجح الخ شامی۔ فقط

نمازیوں کے آگے سے کتنے فاصلہ سے گذرنا چاہئے	**سوال (۱۵۸۳)** بروز جمعہ اکثر آدمی نمازیوں کے آگے سے گذر جاتے ہیں آیا کچھ فاصلہ بھی مقرر ہے کہ اس فاصلہ سے گذرنا جائز ہو

الجواب:۔ بڑی مسجد میں اگر موضع سجود بالوضع بصر سے نمازی کے آگے کو کوئی شخص گذر جائے تو درست ہے اور چھوٹی مسجد میں جو چالیس ہاتھ سے کم ہو آگے سے گزرنا کسی جگہ بھی درست نہیں ہے۔ کذا فی الدرالمختار[۲]۔ فقط۔

---

[۱] ردالمحتار باب ادراک الفریضۃ ص ۶۶۸ ج ۱ ۱۲ ظفیر [۲] ولا یفسدھا نظرہ الی مکتوب الخ ومرور مار فی الصحراء او فی مسجد کبیر بموضع سجودہ فی الاصح او مرور بین یدیہ الی حائط القبلۃ فی بیت ومسجد صغیر فانہ کبقعۃ واحدۃ مطلقاً الخ وان اثم المار (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

بعد نماز بلند آواز سے کلمہ پڑھنا کیسا ہے

سوال (۱۵۸۴) : عن عبد اللہ بن الزبیر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم من صلٰوتہ یقول بصوتہ الاعلٰی لا الٰہ الا اللہ، وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علٰی کل شیء قدیر لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ لا الٰہ الا اللہ۔ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن لا الٰہ الا اللہ۔ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون۔ رواہ مسلم مشکوٰۃ شریف۔ باب الذکر بعد الصلوٰۃ۔ ایک شخص بعد نماز کے بموجب حدیث مندرجہ بالا حروف تین بار کلمہ شریف بلند آواز سے پڑھتا ہے اس کی نسبت کیا ہے۔

الجواب :۔ علماء بآواز بلند کلمہ طیبہ کو بعد نماز کے بکیفیت خاص پڑھنے سے منع کرتے ہیں کیونکہ یہ شعار اہل بدعت کا ہوگیا ہے اور اصل ایسے اذکار میں چونکہ آہستہ پڑھنا ہے جیسا کہ وارد ہے۔ انکم لا تدعون اصم ولا غائبا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آواز سے پڑھنا بغرض تعلیم تھا اس لئے اوروں کو بہر سغرط کرنے سے ایسے موقع پر روکا جاتا ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ یہ تمام کلمہ آخر تک پڑھا جاوے اور زیادہ بلند آواز۔۔۔۔ نہ کی جاوے جس میں دیگر مصلین اور ذاکرین کو اذیت ہو۔[1]

تصویر والے کپڑوں میں نماز ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۱۵۸۵) تصویر اگر کپڑے پر ہو تو اس کپڑے سے نماز ہو جاوے گی یا نہیں۔

الجواب :۔ اگر جاندار کی تصویر ہے تو نہیں ہونے کی اگر غیر جاندار کی ہوگی تو ہو جاوے گی۔[2]

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) لحدیث البزار ولو یعلم المار ماذا علیہ من الوزر لوقف اربعین خریفا (درمختار) قولہ مسجد صغیر وھو اقل من ستین ذراعا وقیل من اربعین وھو المختار کما اشار فی الجواھر قہستانی (رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص ۵۹۳ ج ۱) ظفیر۔

[1] ویکرہ الا عطاء الخ ورفع صوت بذکر (درمختار) فتارۃ قال انہ حرام وتارۃ قال انہ جائز۔ لانہ حیث خیف الریاء او تاذی المسلمین او النیام الخ (رد المحتار مطلب رفع الصوت بالذکر ص ۶۱۸ ج ۱) ظفیر

[2] وکرہ الخ لبس ثوب فیہ تماثیل ذی روح (مختار) ویاتی ان غیر (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

شملہ زیادہ ہونے سے کیا نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے

سوال (۱۵۸۶) عمامہ باندھنا کتنا سنت ہے اور اس کا شملہ پیچھے چھوڑنا کتنا مسنون ہے۔ اگر کوئی سرین تک چھوڑے تو نماز میں نقصان آتا ہے یا نہیں۔ ایک شخص کہتا ہے کہ اگر شملہ سوا بالشت سے زیادہ چھوڑے تو نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔ اس بارہ میں شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے کہ عمامہ کا شملہ پیچھے چھوڑنا مستحب ہے اور وسط ظہر تک شملہ کا ہونا مستحب ہے۔ اور بعض نے کہا ایک بالشت ہوگا اور یہ کہنا اس شخص کا کہ اگر سوا بالشت سے زیادہ شملہ چھوڑے تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی غلط ہے۔ وسط ظہر تک ہونا شملہ کا یا ایک بالشت ہونا یہ سب امور مستحبہ میں سے ہیں اس کا خلاف مکروہ تحریمی نہیں ہے اور نماز میں کچھ کراہت نہیں آتی۔ ایک قول شملہ کے بارہ میں درمختار میں یہ بھی ہے کہ موضع جلوس تک شملہ کا ہونا مستحب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کمر کی جڑ تک یعنی سرین کے شروع تک ہونا شملہ کا بھی مکروہ نہیں ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ جو کچھ اقوال ہیں دربارہ استحباب ہیں، باقی گناہ کسی حال نہیں ہے۔ شملہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ اسی طرح عمامہ کے طول کی شرعاً کوئی حد خاص نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ کبھی بارہ ہاتھ کا ہوا اور کبھی سات ہاتھ کا اور دوسروں کو آپ نے کوئی خاص طول کا امر نہیں فرمایا۔ پس جس طرح عادت ہو اور جتنا باندھنے کی عادت ہو باندھ لے کچھ وہم نہ کرے[۱]۔ فقط۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ذی الروح لا یکرہ (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص ۶۰۵ ج ۱) قولہ ولبس ثوب فیہ تصاویر لانہ یشبہ حامل الصنم فیکرہ وفی الخلاصۃ وتکرہ التصاویر علی الثوب صلی فیہ، او لم یصل اھ وھذہ الکراھۃ تحریمیۃ (البحر الرائق باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص ۲۷ ج ۲) ظفیر

[۱] وندب لبس السواد وارسال ذنب العمامۃ بین کتفیہ الی وسط الظہر وقیل موضع الجلوس وقیل شبر (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار مسائل شتی ص ۶۶۰ ج ۵) ظفیر۔ ذکر فیہ انہ کان لہ صلی اللہ علیہ وسلم عمامۃ قصیرۃ وعمامۃ طویلۃ وان القصیرۃ کانت سبعۃ اذرع والطویلۃ اثنی عشر ذراعاً (مرقاۃ المفاتیح۔ کتاب اللباس ص ۲۲۷ ج ۴) ظفیر۔

ریشمی کپڑے میں پڑھی ہوئی نماز ہوئی یا نہیں

سوال (۱۵۸۷) بلا ضرورت شرعی ریشمی کپڑا پہنے ہوئے مرد کو نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے یا مکروہ تنزیہی، اور بر تقدیر اول اعادہ نماز کا واجب ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ بظاہر مکروہ تحریمی ہے اور اعادہ واجب ہے کما قالوا باعادۃ صلوٰۃ صلیت فی ثوب فیہ صورۃ قال فی ردالمحتار ویؤیدہ ما صرحوا بہ من وجوب اعادۃ الصلوٰۃ فی ثوب فیہ صورۃ بمنزلۃ من یصلی وھو حامل صنم[1] ج ص ۳۰۷ جلد اول فی بیان واجبات الصلوٰۃ۔ فقط۔

میلے کپڑوں میں نماز مکروہ ہے یا نہیں

سوال (۱۵۸۸) میلے کپڑے اور جرا اول سال گذشتہ کے ثیاب بذلہ میں داخل ہیں یا نہیں اور نماز ان میں جائز ہوگی یا مکروہ۔

الجواب:۔ کپڑوں کے میلے ہوجانے کی وجہ سے وہ ثیاب بذلہ نہیں ہوئے۔ اسی طرح جرا اول سال گذشتہ ثیاب بذلہ میں داخل نہیں لہذا نماز ان میں مکروہ نہ ہوگی[2]۔ فقط۔

بعد نماز بائیں طرف پھر کر دعا کرنا کیسا ہے

سوال (۱۵۸۹) زید عصر کی نماز میں امام تھا بعد سلام کے دکھن کی طرف متوجہ ہو کر مناجات کی یہ جائز ہے یا کیا۔

الجواب:۔ جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر و عصر ان میں امام کو اختیار ہے خواہ داہنی طرف منھ کر کے بیٹھے یا بائیں طرف اور حدیث شریف سے دونوں امر ثابت ہیں اور فقہاء حنفیہ نے بھی دونوں میں اختیار دیا ہے۔ پس منھ کرنا دکھن (جنوب) کی طرف

---

[1] ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ مطلب واجبات الصلاۃ ص ۴۲۶ ج ۱۔ شرح حموی میں ہے لان الصلوٰۃ فی الحریر مکروھۃ للرجال ۱۲ ظفیر

[2] وصلاتہ فی ثیاب بذلۃ یلبسھا فی بیتہ ومھنتہ ای خدمتہ ان لہ غیرھا و الا لا (درمختار) وفسرھا فی شرح الوقایۃ بما یلبسہ فی بیتہ لا یذھب بہ الی الاکابر والظاھر ان الکراھۃ تنزیھیۃ (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا ص ۵۹۹) ظفیر

منہ کرنے والے پر جہالت ہے مسائل دمنیہ[1] ۔ فقط ۔

نماز میں رحمت عالم کا خیال آنا اور لانا کیسا ہے

سوال (۱۵۹۰) نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اگر خیال آجاوے تو نماز ہو جاوے گی یا نہ اگر نماز میں خیال لایا جائے تو کیا حکم ہے

الجواب :- جب نماز میں خود التحیات میں، درود شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے تو خیال آنا ضروری ہوا باقی نماز خالص عبادت اللہ کے لئے ہے غیر اللہ کا خیال علی سبیل التعظیم والعبادۃ نہ آنا چاہیئے اور نماز ہر حال میں صحیح ہے ۔ کیونکہ خیال پر بازپرس نہیں ہے[2] ۔ فقط ۔

محراب میں نمازی کی تنہا نماز درست ہے یا نہیں

سوال (۱۵۹۱) محراب مذکورہ میں اکیلے نمازی کی نماز درست ہے یا نہیں ۔

محراب میں کھڑے ہو کر امامت کی تو نماز ہوئی یا نہیں

سوال (۱۵۹۲/۲) محراب مذکورہ میں اگر امام کھڑا ہو کر نماز پڑھاوے تو نماز ہو جاوے گی یا نہیں ۔

محراب میں مقتدی کی نماز ہو گی یا نہیں

سوال (۱۵۹۳/۳) محراب مذکورہ میں نماز مقتدی کی ہو جاوے گی یا نہیں ؟ ۔

امام کتنی اونچائی پر امامت کر سکتا ہے

سوال (۱۵۹۴/۴) امام کس قدر بلندی پر کھڑا ہو کر امامت کرا سکتا ہے ؟ ۔

---

[1] وخیّر فی المنیۃ بین تحویلہ یمینا و شمالا واماما وخلفا وذھابہ لبیتہ واستقبالہ الناس بوجھہ ولو دون عشرۃ مالم یکن بحذائہ مصل ولو بعیدا علی المذھب (درمختار) لکن التخییر الذی فی المنیۃ ھو انہ ان کان فی صلاۃ لا تطوع بعدھا فان شاء انحرف عن یمینہ او یسارہ او ذھب الی حوائجہ او استقبل الناس بوجہہ الخ (ردالمحتار باب صفۃ الصلاۃ ص ۴۹۶ ج ۱) [2] عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تجاوز عن امتی ما وسوست بہ صدورھا مالم تعمل بہ او تتکلم متفق علیہ (مشکوٰۃ باب فی الوسوسۃ ص ۱۸) ظفیر۔

امام کس قدر بلندی پر کھڑا ہو سکتا ہے

سوال (۱۵۹۵) مدرسہ کے صحن یا جنگل وغیرہ کی زمین ناہموار ہونے کی وجہ سے امام کس قدر بلندی تک کھڑا ہو کر نماز پڑھا سکتا ہے جو مکروہ نہ ہو؟۔

دانستہ مکروہ کا ارتکاب نماز میں کیسا ہے

سوال (۱۵۹۶) اگر دانستہ نماز میں فعل مکروہ کا ارتکاب کیا جاوے تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور گنہ ہوتا ہے یا نہیں؟۔

ایک مولوی کا فتویٰ

سوال (۱۵۹۷) مولوی اشرف علی صاحب سلمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ امام کو اتنا اونچا کھڑا ہونا مکروہ ہے جو دیکھنے والے کو اونچا معلوم ہو؟۔

کتنی بلندی پر سجدہ کر سکتا ہے

سوال (۱۵۹۸) اگر مقتدی کی سطح کی برابر امام کھڑا ہو کر سجدہ بلندی پر کرے تو اس کے لئے کتنی بلندی کی اجازت ہے امام سے مقتدی کتنی بلندی پر کھڑے ہو سکتے ہیں؟۔

مقتدی بلندی پر کھڑا ہو سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۵۹۹) امام سے مقتدی کس قدر بلندی پر کھڑے ہو سکتے ہیں؟۔

ایک بالشت اونچائی پر امام کھڑا ہو تو کیا حکم ہے

سوال (۱۶۰۰) اگر مسجد کے دروازے کا چوکا یا کرسی یا چبوتری ایک بالشت سے کم ہو تو اس پر کھڑا ہو کر امام امامت کرا سکتا ہے یا نہیں؟

تکبیرات و سلام امام کے ساتھ نہ کرے اور پہلے ختم کرلے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۶۰۱) تکبیر تحریمہ یا دیگر تکبیریں یا ہر دو سلام ختم نماز یا سلام سجدہ سہو شروع تو کیا جاوے امام کے ساتھ یا امام کے بعد مگر ختم ہو جائے امام سے پہلے تو نماز مقتدی کی ہو جاوے گی یا نہ؟۔

جو مقتدی امام سے پہلے رکوع سجدہ کرے اس کی نماز ہوگی یا نہیں

سوال (۱۶۰۲) امام سے پہلے اگر مقتدی رکوع یا سجدہ یا قومہ وغیرہ کرلے تو نماز مقتدی کی ہو جاوے گی یا نہیں؟ اور امام سے پیشتر سجدہ کرنے والے مقتدی کا سر گدھے کا سا ہو جاوے گا یا نہیں؟۔

غلبہ نیند میں امام کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۱۶۰۳) امام کے پیچھے اگر نماز میں مقتدی رکوع سجدہ قومہ قیام قعدہ وغیرہ اونگتا رہتا ہے۔ ان صورتوں میں نماز مقتدی کی

ہوجاتی ہے یا نہ ؟

مقتدی نماز ختم ہونے سے پہلے سلام پھیرے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۶۰۴/۱۴) اگر مقتدی نماز ختم ہونے سے پہلے سلام پھیر دے اور فوراً یاد آنے پر بغیر کلام کئے نماز امام کے ساتھ پوری کرے تو نماز ہوجاوے گی یا نہیں ؟ ۔

غلبۂ نوم میں نماز ادا کرے یا چھوڑ دے

سوال (۱۶۰۵/۱۵) غلبۂ نوم یا غنودگی میں نماز کا کیا حکم ہے ادا کرے یا چھوڑ دے ؟ ۔

نماز میں کھجلاہٹ ہو تو کیا کرے

سوال (۱۶۰۶/۱۶) نماز میں خارش کو کتنی مرتبہ ہاتھ سے دفع کرسکتا ہے ، یا ناک سے کتنی مرتبہ چوہے نکال سکتا ہے ؟ اور تین مرتبہ کھجانا مفسد نماز تو نہیں ہے ؟ ۔

قومہ اگر اطمینان سے نہ کرے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۶۰۷/۱۷) نماز میں قومہ جلسہ اطمینان کیساتھ اچھی طرح نہ کیا جاوے اس نماز کا کیا حکم ہے ؟ ۔

مہندی لگا کر نماز درست ہے یا نہیں

سوال (۱۶۰۸/۱۸) مردوں کو مہندی لگا کر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ۔ ؟

مٹھی باندھ کر نماز

سوال (۱۶۰۹/۱۹) ہاتھوں کو مہندی لگا کر بند مٹھیوں نماز جائز ہے یا نہ ؟ ۔

الجواب (۱) درست ہے ۔

(۲) نماز ہوجاوے گی مگر امام کا یہ فعل مکروہ ہے اور نماز میں کراہت ہوگی ۔

(۳) ہوجاوے گی ۔ مثل مقصورة دمشق التي هي في وسط المسجد خارج الحائط القبلي يكون الصف الاول بينهما ما يلي الامام في داخلها وما اتصل به من طرفيها خارجا عنها من اول المسجد الى آخره فلا منقطع الصف ببنائها لانه لا ينقطع بالمنبر الذي هو داخلها شامی ص ۵۹۵ ج ۱ ۔ جمیل الرحمن ۔

(۴) در مختار میں ہے ۔ وانفراد الامام على الدكان للنهي وقدر الارتفاع

بذراع ولا بأس بما دونه وقیل ما یقع به الامتیاز وهو الاوجه ذکره الکمال (درمختار)

علامہ شامی نے اس پر لکھا قوله وقیل هو ظاهر الروایة قال فی البحر والحاصل ان التصحیح قد اختلفت والاولى العمل بظاهر الروایة واطلاق الحدیث وکذا رجحه فی الحلیة[1]

حدیث بھی یہ ہے ۔ قوله للنهی وهو ما اخرجه الحاکم انه صلی الله علیه وسلم نهی ان یقوم الامام فوق ویبقی الناس خلفه الخ شامی[2] ۔ پس معلوم ہوا کہ ایک روایت میں ایک ہاتھ بلندی پر کھڑا ہونا امام کا مکروہ ہے اور ظاہر روایت یہ ہے کہ اس قدر اونچا ہونا جس سے امتیاز ہو اور دور سے دیکھنے والا اونچا سمجھے مکروہ ہے جیسا کہ مولانا اشرف علی صاحب نے تحریر فرمایا ہے ۔ بحر میں فرمایا کہ اس پر عمل اولیٰ ہے کہ یہ ظاہر روایت ہے اور حدیث کا مقتضی بھی یہی ہے

پھر آگے درمختار میں ہے وهذا کله عند عدم العذر کجمعة وعید فلو قاموا علی الرفوف والامام علی الارض او فی المحراب لضیق المکان لم یکره[3] ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر عذر ہو تو امام کا بلند جگہ پر کھڑا ہونا درست ہے اگرچہ بلندی ممتاز ہو یا بقدر ذراع کے ہو لیکن عذر ازدحام مردمان اور تنگی مکان ہے دھوپ اور سایہ عذر نہیں ہے ۔ اس تقریر اور عبارات مذکورہ سے آپ کے سوالات کا جواب حاصل ہو گیا۔

(۵) اس قدر اونچا نہ کھڑا ہو کہ امتیاز حاصل ہو جاوے اور مقدار اس کی ایک ذراع ہے عذر میں جس قدر بلند جگہ پر بھی امام کھڑا ہو کراہت منتفی ہے۔

(۶) نماز ہو جاتی ہے مگر نقصان رہتا ہے اور نفس ایسا کرنا گناہ کا سبب ہے۔

(۷) معلوم ہو گیا کہ یہ ظاہر الروایت ہے۔

(۸) اس میں کچھ قید نہیں جس بلندی تک سجدہ کا مفہوم باقی رہے اجازت ہے السجدة

---

[1] رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ص ۶۰۴/۱ و ص ۶۰۵/۱ ۱۲ ظفیر [2] دیکھئے رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ص ۶۰۶/۱ ۱۲ ظفیر [3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ص ۶۰۵/۱ ۱۲ ظفیر۔

هي فريضة تتادى بوضع الجبهة على الارض او ما يتصل بها بشرط الانخفاض الزائد على نهاية الركوع مع الخروج عن حد القيام لانه لا يعد ساجداً لغة وعرفاً لما دونه ويعتد به الخ ذكر الزاهدي لو سجد المريض على دكان دون صدره يجوز كالصحيح الخ کبیری ص ۲۷۸ و ص ۲۸۱ ا جمیل الرحمن۔

(۹) اگر امام کے ساتھ ہی کچھ مقتدی ہوں تب تو بعض مقتدیان جا ہے جس قدر بلندی پر کھڑے ہو جاویں جائز ہے جیسے سقف وغیرہ اور اگر امام تنہا نیچے ہے اور سب مقتدی اونچی جگہ پر ہیں تو اس کی نہی ہے جو امام کے لئے ہے یعنی بقدر ایک ذراع یا بقدر ما يقع به الامتياز اگر مقتدی اونچے ہوں گے نماز مکروہ ہوگی وانفراد الامام على الدكان الا فوله لو يكره لما لو كان معه بعض القوم

(۱۰) اس قدر اونچائی کی وجہ سے نماز مکروہ نہ ہوگی لیکن در میں کھڑا ہونا امام کو مکروہ ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہوا۔

(۱۱) تکبیر کے بارہ میں درمختار میں ہے فلو قال الله مع الامام واكبر قبله لم يصح (ترجمہ) پس اگر اللہ امام کے ساتھ کہا اور اکبر امام سے پہلے، نماز نہ ہوگی۔ اور سلام کے بارہ میں درمختار میں ہے وتنقضي قدوة بالاول قبل عليكم[1]۔ پس معلوم ہوا کہ سلام کی صورت میں نماز ہو جاوے گی۔

(۱۲ و ۱۳) امام سے پہلے اگر رکوع وسجدہ میں گیا تو اگر امام بھی اس میں شامل ہو گیا تو وہ رکوع وسجدہ ہو گیا ورنہ نہیں ہوا۔ اور وہ حدیث یہ ہے۔ اما يخشى الذي يرفع رأسه قبل الامام ان يحول الامام راسه رأس حمار[2]۔ متفق علیہ (ترجمہ) کیا نہیں ڈرتا وہ شخص جو امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے کہ اس کا سر حمار کا سا ہو جاوے۔ حاشیہ میں ہے ولعل المراد تحويله

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ باب صفۃ الصلوۃ۔ واجبات الصلوۃ ص ۴۳۶ ج ۱، ظفیر۔

[2] مشکوۃ۔

فی الآخرۃ لا فی الدنیا۔ اور ابن حجر سے بھی منقول ہے کہ دنیا میں بھی کسی کے لئے ہو جاوے تو مستبعد نہیں کما نقل عن البعض۔

(١٤) ان سب صورتوں میں نماز ہو جاتی ہے۔

(١٥) (الا السلام ساھیا للتحلیل ای للخروج من الصلوۃ قبل اتمامھا علی ظن اکمالھا فلا یفید (درمختار) نماز ہو جاوے گی۔

(١٦) نماز کو نہ چھوڑے جس طرح ہو نیند اور سستی کو دفع کرکے نماز پڑھے قضا نہ کرے۔

(١٧) خارش جتنی دفع بھی ہو کھجانا درست ہے مفسد نماز نہیں ہے ویفسدھا کل عمل کثیر مالا یشک بسببہ الناظر من بعید فی فاعلہ انہ لیس فیھا (درمختار بیان فسدت الصلوۃ درمختار کی اس تصحیح کے پیش نظر خارش اگرچہ بدفعات ہو عمل کثیر کی تعریف سے خارج ہے)

ناک سے میل نکالنا یہ برا ہے اگرچہ نماز اس سے فاسد نہیں ہوتی مگر یہ مکروہ ہے اور جس جگہ نماز کو فاسد لکھتے ہیں وہاں اعادہ لازم ہے۔

(١٨) نماز مکروہ ہوتی ہے اور ایسی نماز واجب الاعادہ ہے۔ یعنی واجب ہے کہ اعادہ کرے بسبب ترک واجب کے۔ فی الدر المختار وکذا فی الرفع فیھما قال الشامی یجب التعدیل ایضا فی القومۃ من الرکوع والجلسۃ بین الجلستین۔ شامی ص ۴۸۳ ج ١ (جمیل الرحمن)

(١٩) جائز نہیں[1]۔

(٢٠) اس سے ترک سنن واجب آتا ہے اس لئے مکروہ ہے[2]۔

مقبرہ میں نماز جائز ہے یا نہیں

سوال (١٦١٠) مقبرہ میں نماز جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر مقبرہ میں کوئی جگہ صاف اور ستھری نماز کے لئے ہو اور اس میں نجاست اور قبر نہ ہو اور آگے نمازی کے سوائے قبلہ کوئی قبر نہ ہو تو نماز جائز ہے بلاکراہت تحریمیہ

---

[1] چونکہ قیام جو فرض ہے وہ بلاعذر ترک ہوا[2] چونکہ نماز کے ہر رکن میں مٹھی کا کھلا رہنا مسنون ہے۔ جمیل الرحمن۔

اور اگر سامنے قبر ہو یا خود اس جگہ قبر ہو جہاں نماز پڑھتا ہے تو مکروہ تحریمی ہے۔ شامی میں ہے ولا بأس بالصلوٰۃ فیها اذا کان فیها موضع اعد للصلوٰۃ ولیس فیه قبر ولا نجاسة کما فی الخانیة ولا قبلة الی قبر[1] الخ اور لفظ لا بأس سے اس قدر ضرور معلوم ہوتا ہے کہ مقبرہ میں نماز پڑھنا اچھا نہیں ہے۔

ریاح روک کر نماز ادا کی تو ہوئی یا نہیں

سوال (۱۶۱۱) جس شخص کی بوجہ قبض ریاح جلدی جلدی خارج ہوتی ہے اگر وہ روک کر نماز ادا کرے تو کیا نماز صحیح ہو جاوے گی۔

الجواب:۔ نماز صحیح ہے[2]۔ فقط۔

نمازی کے سامنے پیپل کا درخت ہونے سے نماز مکروہ نہیں ہوتی

سوال (۱۶۱۲) اگر پیپل کا درخت نمازی کے سامنے ہو تو نماز ہو جاوے گی یا نہیں۔

الجواب:۔ نماز صحیح ہے، اس میں کچھ کراہت بھی نہیں۔

پیشاب روک کر جماعت میں شرکت مکروہ ہے

سوال (۱۶۱۳) ایک شخص کو تقاضائے حاجت بول کی ہوئی اس نے تقاضائے حاجت موقوف کر کے جماعت کے ساتھ نماز ادا کی اور قوت مثانہ سے بول کو روکتا رہا بعد کو تقاضائے حاجت کی اس حالت میں نماز کا کیا حکم ہے

الجواب:۔ اس حالت میں نماز مکروہ تحریمی ہے لیکن یہ اس وقت ہے کہ پیشاب و پاخانہ کی ایسی حاجت ہو کہ اس کا دل اس میں مشغول ہو۔ کما فی الشامی قوله وصلوٰته مع مدافعة الاخبثین البول والغائط۔ قال فی الخزائن سواء کان بعد شروعه او قبله فان شغله قطعه ان لم یخف فوت الوقت[3] الخ۔

جیب میں روپیہ ہو تو بھی نماز ہو جاتی ہے

سوال (۱۶۱۴) روپیہ پیسہ اگر صدری کی جیب میں

---

[1] ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ص ۲۵۳ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔
[2] یجب رد عذرہ او تقلیله بقدر قدرته الخ ودیوه لا یبقی ذا عذر (الدر المختار علی هامش رد المحتار احکام المعذور ص ۲۸۳ ج ۱) ظفیر۔
[3] رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکره فیها ص ۶ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

اور نیت باندھنے کے وقت ہاتھ کے نیچے رہے تو کیا نماز ہو جاتی ہے۔

الجواب:۔ نماز اس صورت میں بلا کراہت صحیح ہے۔[1]

ریشم اور سونا پہنکر نماز ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۱۶۱۵) اگر کوئی شخص بلا عذر ریشم اور سونا پہنکر نماز پڑھے تو اس کی نماز ہوگی یا نہیں۔ بعض احباب کا خیال ہے کہ سونا اور ریشم مردوں کو پہننا حرام ہے لیکن اگر پہن کر نماز پڑھے تو نماز ہو جائے گی یہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ریشمی کپڑا اور سونا بے شک مردوں کے لئے حرام ہے اور نماز جو ان سے پڑھی گئی وہ صحیح ہے مگر ظاہر ہے کہ جب کہ استعمال ریشم اور سونے کا مردوں کو ہر وقت حرام ہے تو نماز میں بھی حرام ہے مگر چونکہ وہ دونوں نجس نہیں ہیں اس لئے نماز ہو گئی۔[2] فقط

وہ نمازیں جو تعدیل ارکان سے خالی رہیں ان کا کیا حکم ہے

سوال (۱۶۱۶) ایک شخص کی عمر بیس برس کی ہے اس عرصہ تک اس نے کوئی نماز درست نہیں پڑھی صرف دو ٹکر مار کر نماز ختم کر دیتا ہے۔ یہ نمازیں ہوئیں یا نہیں اگر اعادہ کرے تو صرف فرض ہی ادا کرے یا سنت بھی۔

الجواب:۔ جو نمازیں تعدیل ارکان کے ساتھ ادا نہیں ہوئیں اگرچہ وہ ہو گئی ہیں لیکن ان کا دہرا لینا اچھا ہے۔ فرض اور وتر کا اعادہ کرے سنتوں کا اعادہ نہ کرے۔ فقط۔

محراب میں امام کا کھڑا ہونا

سوال (۱۶۱۷) محراب مسجد میں کھڑا ہونا امام کا کیسا ہے فقہاء جو اس کو مکروہ لکھتے ہیں اس کی کیا دلیل ہے؟ مسجد کے دروں کو بھی کیا محراب کا حکم ہے؟

---

[1] ولا یکرہ لو کانت تحت قدمیہ او فی یدہ عبارۃ الشمنی بدنہ لانہا مستورۃ بثیابہ الخ ومفادہ کراہۃ المستبین لا المستتر بکیس او صرۃ او ثوب آخر (درمختار) بان صلی ومعہ صرۃ او کیس فیہ دنانیر او دراہم فیہا صور صغار فلا تکرہ لاستتارہا (رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص ۶۰۶ و ج ۱ ص ۶۰۷) ظفیر۔

[2] لان الصلوٰۃ فی الحریر مکروہۃ للرجال (شرح حموی علی الاشباہ والنظائر ص ۱۹۷ ج ۱) ظفیر۔

اوراس کو محراب بنانا کس لئے ہے؟ فقہاء نے کس کتاب میں کس جگہ اس کی تصریح کی ہے کہ درکو محراب کا حکم ہے؟ اگر ایسی تصریح کوئی فقہاء نے کی ہو تو اس کو نقل فرمائی جاوے اور علامہ شامی کی دو عبارتوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے درمختار میں ہے وقیام الامام فی المحراب اے یکرہ لا سجودہ فیہ وقدماہ خارجہ الخ شامی میں ہے والاصح ماروی عن ابی حنیفۃ رح انہ قال اکرہ للامام ان یقوم بین ساریتین اوزاویۃ اوناحیۃ المسجد والی ساریۃ لانہ بخلاف عمل الامۃ اھ وفیہ ایضا ومقتضاہ ان الامام لوترک المحراب وقام فی غیرہ یکرہ ولوکان قیامہ وسط الصف لانہ خلاف عمل الامۃ۔ ان دونوں عبارتوں میں بظاہر تخالف معلوم ہوتا ہے اس شبہ کا جواب تحریر فرماویں۔

الجواب:۔ در میں کھڑا ہونے کی کراہت کی وہی وجہ ہے جو محراب میں کھڑا ہونیکی ہے پس اگر قدم باہر در سے ہوں گے تو کراہت مرتفع ہوجاوے گی اور علامہ شامی کی دونوں عبارتوں میں کچھ تعارض نہیں ہے اول یہ کہا ہے ولوکان قیامہ وسط الصف۔ وسط صف اور ہے اور وسط مسجد اور ہے۔ پس مکروہ وسط مسجد کا چھوڑنا ہے یعنی بلا ضرورت اگرچہ مقتدیوں کی صف کے وسط میں ہو۔ اور درچونکہ محاذی محراب کے ہے لہذا وہ وسط ہے اور مسجد میں اکثر دو درجہ ہوتے ہیں ایک مسقف جو شتوی کہلاتا ہے اور غیر مسقف جو صیفی کہلاتا ہے یعنی فرش پس جب کہ مسجد صیفی میں نمازی کھڑے ہوں گے تو ان کی محراب مسجد کا در درمیانی ہوگا۔ فقط

نمازی کے آگے جو نماز پڑھ رہا ہے وہ آگے سے ہٹ سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۶۱۸) دو مصلی آگے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں آگے والا پہلے فارغ ہو گیا اب وہ داہنی جانب یا بائیں جانب سے اٹھ کر چلا جاوے یہ جائز ہے یا نہ؟۔

الجواب:۔ آگے والا فوراً دائیں بائیں کو جا سکتا ہے یہ جائز ہے۔

مسائل مسجد

مسجد کا دروازہ بند کر دینا کیسا ہے

سوال (۱۶۱۹) زید ایک مسجد کا امام ہے وہ بعد نماز عشاء نو بجے مسجد کے کواڑ بند کر لیتا ہے اور جو نمازی کواڑ بند کرنے کے بعد آتا ہے تو زید کواڑ نہیں کھولتا۔ کیا کسی حدیث میں ہے کہ مسجد کے کواڑ بند کر کے پھر نہ کھولے جائیں۔

الجواب: — در مختار میں ہے کہ دروازہ مسجد کا بند کرنا مکروہ ہے[1] لیکن اگر اسباب مسجد کے گم ہو جانے کا اندیشہ ہے تو سوائے اوقات نماز کے دروازہ مسجد کا بند کرنا درست ہے اور شامی میں ہے کہ یہ امر اہل محلہ کی رائے پر ہے۔ جس وقت وہ مناسب سمجھیں سوائے اوقات نماز کے دروازہ بند کرا دیا کریں صورت مذکورہ میں امام مسجد کا نمازیوں کے لئے دروازہ نہ کھولنا خلاف حکم شریعت ہے اور دروازہ بند کر کے پھر نہ کھولنا اگرچہ نمازیوں کی ضرورت سے ہو کہیں ثابت نہیں ہے۔

ایسی مسجد میں نماز درست ہے یا نہیں

سوال (۱۶۲۰) نقشہ مسجد منسلکہ سوال کو ملاحظہ فرما کر تحریر فرمائیے کہ اس مسجد میں نماز درست ہے یا نہیں۔

الجواب: — نقشہ کے ملاحظہ سے معلوم ہوا کہ کوئی قبر آگے کی طرف یعنی بجانب قبلہ نہیں ہے جو نمازی کے سامنے واقع ہوتی۔ پس مسجد مذکور میں نماز پڑھنا بلا کراہت درست ہے کذا فی شرح المنیہ والشامی[2] وغیرہ۔ فقط۔

---

[1] وکرہ غلق باب المسجد الا لخوف علی متاعہ بہ یفتی (در مختار) قال فی البحر وانما کرہ لانہ یشبہ المنع من الصلوٰۃ قال اللہ تعالیٰ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ الخ والتدبیر فی الغلق لاہل المحلۃ (رد المحتار قبیل باب الوتر والنوافل مطلب فی احکام المسجد ص ۶۱۷) ۱۲ ظفیر

[2] ولا باس بالصلوٰۃ اذا کان فیہا موضع اعد للصلوٰۃ ولیس فیہ قبر ولا نجاسۃ الخ ولا قبلۃ الی قبر (رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ص ۳۵۳ ج ۱) ظفیر

مسجد کی دوسری منزل میں نماز پڑھنا کیسا ہے

سوال (۱۶۲۱) اول ایک مسجد ایک منزلہ تھی پھر اس کو دو منزلہ بنایا گیا۔ اس طرح سے ایک سمت میں تو پہلی ہی بنیاد رہی اور تین سمت میں بنیادیں بھی بڑھائی گئیں اور پوری مسجد پر دوسری منزل بنادی گئی ہے صحن بالکل نہیں رہا۔ بعض علماء سے معلوم ہوا کہ مسقف مسجد پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر نیچے کی منزل میں نماز پڑھی جاوے تو موسم گرما میں سخت تکلیف ہوتی ہے ایسی حالت میں موسم گرما میں اوپر کی منزل میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: شرح منیہ میں ہے وکل ما یکرہ فی المسجد یکرہ فوقہ ایضاً الخ اور شامی میں ہے قولہ الوطی فوقہ ای الجماع خزائن اما الوطی فوقہ بالقدم فغیر مکروہ الا فی الکعبۃ بغیر عذر لقولہم بکراہیۃ الصلوٰۃ فوقہا ثم رأیت القہستانی نقل عن المفید کراہۃ الصعود الی سطح المسجد اھ ویلزمہ کراہۃ الصلوٰۃ ایضاً فوقہ فلیتأمل[1]۔ خلاصہ اور حاصل یہ ہے کہ بعض عبارات سے جواز نماز فوق مسجد معلوم ہوتا ہے اور بعض سے کراہت معلوم ہوتی ہے۔ اور صورت مسئولہ میں اوپر کے درجہ میں نماز مکروہ نہیں ہے کہ اولاً سطح مسجد پر نماز کی کراہت میں خلاف ہے پھر درجہ بالائی کو مصداق اس کا کہنے میں تامل ہے اور پھر عذر مذکور موجود ہے[2]۔ فقط۔

---

[1] ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا مطلب فی احکام المسجد ص ۶۱۴ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [2] حضرت مفتی صاحبؒ نے دوسری منزل میں نماز کے سلسلہ میں عدم کراہت کا فیصلہ کیا ہے وہ بالکل فقہ کے مطابق ہے۔ دوسری منزل کو چھت کہنا اصطلاحاً ہرگز درست نہیں ہے۔ اصطلاح میں چھت اس حصہ کو کہتے ہیں جس کے اوپر مزید چھت نہ ہو اور وہ بارش و دھوپ کے لئے روک بنے۔ اور دوسری منزل نماز کے لئے ہی بنائی جاتی ہے، چھت کی غرض سے نہیں ہوتی۔ لہٰذا کسی طرح وہ چھت کے حکم میں نہیں ہے۔ جو لوگ اب تک دوسری تیسری منزل میں نماز مکروہ لکھتے ہیں خاکسار کے نزدیک درست نہیں ہے البتہ یہ افضل ضرور ہے کہ جماعت نیچے کی منزل میں ہوا کرے۔ ضرورت اور مجبوری کی حالت میں دوسری تیسری منزل کا ارادہ کیا جانا چاہئے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر

اگر پاس دو مسجدیں ہوں تو کس میں نماز پڑھے

سوال (۱۶۲۲) ایک شخص ان مسجد میں نماز پڑھتے ہیں جو ان کے مکان سے قریب ہے۔ اور ایک مسجد ان کے مکان سے کچھ فاصلہ پر ہے کونسی مسجد میں نماز پڑھیں۔

الجواب:۔ قریب کی مسجد میں نماز پڑھنا چاہئے کہ اس مسجد کا ان پر حق ہے اور ثواب بھی اس میں زیادہ ہے (افضل المساجد مکة ثم المدینة ثم القدس ثم قباء ثم الاقدم ثم الاعظم ثم الاقرب۔ الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۶۱۱ ج ۱) ظفیر۔

الباب الثامن فی الوتر والنوافل

فصل اوّل ـــــــــ مسائل وتر

جس مقتدی نے رکوع نہیں کیا اس کی نماز نہیں ہوئی

سوال (۱۶۲۳) اگر امام وتر کی رکعت ثالثہ پڑھ کر رکوع میں چلا گیا اور قنوت نہیں پڑھا اور آخر میں سجدۂ سہو کر لیا تو جو مقتدی رکوع میں نہ گیا بوجہ اندھیرے یا کم دکھائی دینے کے بلکہ سجدہ میں چلا گیا تو اس مقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب:۔ اس مقتدی کی نماز نہیں ہوئی جس نے رکوع نہیں کیا[1]۔ اگر بعد ختم نماز امام کے بھی وہ رکوع کر لیتا اور پھر سجدہ سہو کر لیتا تو نماز ہو جاتی۔ فقط۔

دعائے قنوت بھول گیا پھر یاد آنے پر پڑھا اور سجدہ سہو کیا۔ کیا حکم ہے

سوال (۱۶۲۴) بکر قنوت وتر کو بھول کر رکوع میں چلا گیا، جب رکوع میں یاد آیا تو رکوع سے اٹھ کر دعا قنوت پڑھ کر سجدہ سہو کر کے نماز ختم کی، نماز ہوئی یا نہیں۔

[1] ومن فرائضها التی لا تصح بدونها التحریمة الخ ومنها الرکوع بحیث لو مد یدیه نال رکبتیه (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صفة الصلوٰة ص ۴۱۱ ج ۱ و ص ۴۲۳ ج ۱) ظفیر۔

الجواب: بحکم پھر رکوع سے اٹھ کر قنوت نہ پڑھنی چاہئے تھی لیکن اب جب کہ سجدہ سہو کر لیا تو نماز ہوگئی۔[1] فقط۔

وتر پڑھی مگر نیت سنت کی کی تو کیا حکم ہے

سوال (۱۶۲۵) بعد تراویح جب وتر پڑھنے کھڑے ہوئے تو ایک شخص نے بھول کر سنت کی نیت کر کے وتر پڑھے مگر دعار قنوت کے وقت اسکو وتر کا خیال آیا اس صورت میں وتر ہوگئے یا نہیں۔

الجواب: اس کے وتر ہوگئے۔[2]

فرض جماعت سے نہیں پڑھے تو کیا وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے

سوال (۱۶۲۶) رمضان میں زید نے عشاء کے فرض جماعت سے نہیں پڑھے تو وتر جماعت سے پڑھے یا تنہا۔

الجواب: جماعت وتر میں شریک ہو سکتا ہے۔ کذا صرح بہ فی الطحطاوی۔ اور علامہ شامی نے بے شک عدم جواز نقل کیا ہے لیکن طحطاوی کی عبارت میں جواز کی تصریح ہے اور قاعدہ بھی مقتضی جواز کو ہے اس لئے ہمارے اکابر اساتذہؒ وتر کی جماعت میں شرکت کے جواز کے قائل ہیں کیونکہ وجہ عدم جواز کی کچھ نہیں ہے فقط۔

---

[1] ولو نسیہ ای القنوت ثم تذکرہ فی الرکوع لا یقنت فیہ لفوات محلہ ولا یعود الی القیام فی الاصح لانہ فیہ رفض الفرض للواجب فان عاد الیہ وقنت ولم یعد الرکوع لم تفسد صلوتہ لکون رکوعہ بعد قراءۃ تامۃ وسجد للسہو قنت اولا لزوالہ عن محلہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الوتر والنوافل ص $\frac{۶۳۷}{۱}$) ظفیر۔ [2] ولا عبرۃ بنیۃ متاخرۃ عنہا علی المذہب وجوزہ الکرخی ای الرکوع وکفی مطلق نیۃ الصلوۃ وان لم یقل للہ لنفل وسنۃ راتبۃ الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب شروط الصلوۃ مطلب فی النیۃ ص $\frac{۳۸۷}{۱}$ وص $\frac{۳۸۸}{۱}$) ظفیر۔ [3] بقی الخ قضیۃ التعلیل فی المسئلۃ السابقۃ بقولہم لانہ تبع ان یصلی الوتر بجماعۃ فی ہذہ الصورۃ لانہ لیس بتبع للتراویح ولا للعشاء عند الامام (طحطاوی علی الدر المختار باب الوتر والنوافل مبحث التراویح ص $\frac{۲۹۷}{۱}$) ظفیر۔

ملحق کی حار کو زیر و زبر دونوں پڑھ سکتے ہیں

سوال (۱۶۲۷) دعاء قنوت میں جو لفظ ملحق ہے اس کی حار کو زبر ہے یا زیر ہے ۔

الجواب: ۔ دعاء قنوت میں ملحق کی حاء کو کسرہ اور فتحہ دونوں پڑھا گیا ہے اور دونوں جائز ہیں اگرچہ معروف تر کسرہ ہے ۔ شامی میں ہے قولہ وملحق بمعنی لاحق ۔ مبتداء اؤ خبر[1] ہو بکسر الحاء ۔ ھذا ھو المشھور ونص غیر واحد علی انہ الاصح ویقال بفتحھا ذکرہ ابن قتیبۃ وغیرہ ونص الجوھری علی انہ صواب لکن انی الحلیۃ قلت بل فی القاموس الفتح احسن الخ[1] ۔ فقط ۔

وتر میں رفع یدین کے سلسلہ میں ایک غلط شہرت

سوال (۱۶۲۸) نماز وتر کب سے واجب ہوئی ۔ وجہ رفع یدین فی الرکعۃ الثالثۃ کیا ہے ۔ بعض کہتے ہیں کہ معراج میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیسری رکعت پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو تعذیب الدین کو معائنہ کرکے رفع یدین کیا یہ صحیح ہے یا نہیں ۔

الجواب: ۔ اس کی کچھ اصل نہیں ہے[2] ۔ فقط ۔

امام نے قنوت ختم کرکے رکوع کیا اور مقتدی کی دعائے قنوت پوری نہ ہوئی تو کیا کرے

سوال (۱۶۲۹) جماعت وتر میں امام دعاء قنوت ختم کرکے رکوع میں چلا گیا ۔ مقتدی کی قنوت ختم نہیں ہوئی کیا وہ متابعت امام کی غرض سے بلا ختم قنوت رکوع میں چلا جائے ۔

---

[1] رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۲۴ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [2] یہ تو صراحت نہیں مل سکی کہ وتر کی نماز آں حضرت نے کس سنہ سے شروع کی، البتہ حدیث سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ شروع سے برابر پڑھتے رہے اور تاکید فرمائی الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا (ابوداؤد) قنوت میں ہاتھ اس لئے اٹھانے میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں ہی ثابت ہے، اس کی وجہ غالباً یہ ہوگی کہ قرأت پر قیام ختم ہو جاتا ہے، اب چونکہ حالت قیام میں ہی دعا پڑھی جاتی ہے اس لئے ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا جاتا ہے کہ قرأت الگ چیز ہے اور دعا الگ چیز، سائل نے معروج کا حوالہ دیا ہے اس کی کچھ اصل نہیں ہے ۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

الجواب: اگر قلیل باقی ہے کہ پورا کرکے رکوع میں امام کے شریک ہوسکتا ہے تو پورا کرکے رکوع کرے ورنہ چھوڑ دے[1]۔ فقط۔

عشاء کی جماعت میں شریک نہ ہوسکا تو بھی وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے

سوال (۱۶۳۰) ایک شخص نے عشاء کے فرض علیحدہ پڑھے۔ تراویح سب یا اکثر امام کے ساتھ ادا کی یا بالکل نہ پڑھی۔ ہر سہ صورت میں وتر کی جماعت میں شریک ہوسکتا ہے یا نہیں۔ اشتہار مدرسہ دیوبند ۲۲ھ میں ہے جس کو عشاء کے فرض یا جماعت نہیں ملے وہ وتر کو امام کے ساتھ باجماعت پڑھ سکتا ہے اور علامہ شامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں اذا لم یصل الفرض معہ لا یتبعہ فی الوتر۔ دونوں تحریروں میں تطبیق کیونکر ہوگی۔

الجواب: ہر سہ صورت میں وتر کی جماعت میں شریک ہوسکتا ہے۔ تراویح امام کے ساتھ کل یا بعض نہ پڑھنے کی صورت میں جماعت وتر میں شریک ہونے کا جواز تو در مختار کی عبارت میں مذکور ہے ولو لم یصلہا ای التراویح بالامام او صلاہا مع غیرہ لہ ان یصلی الوتر معہ[2] الخ اور فرض عشاء جماعت سے نہ پڑھنے کی صورت میں وتر کی جماعت میں شریک ہونے کا جواز تعلیل علامہ طحطاوی سے معلوم ہوتا ہے۔ حیث قال فی شرح قول صاحب الدر المختار بقی لو ترکہا الکل ھل یصلون الوتر بجماعۃ فلیراجع (قولہ فلیراجع) قضیۃ التعلیل فی المسئلۃ السابقۃ بقولہم لانہا تبع ان یصلی الوتر بجماعۃ فی ھذہ الصورۃ لانہ لیس تبع للتراویح ولا لعشاء عند الامام[3] رح انتہی۔ حلبی۔ طحطاوی۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ علامہ شامیؒ نے جو قہستانی سے نقل کیا ہے۔ ثم قال لکنہ اذا لم یصل الفرض معہ لا یتبعہ فی الوتر[4]

---

[1] للمقتدی یتابع الامام فی القنوت فلو رکع الامام فی الوتر قبل ان یفرغ المقتدی من القنوت فانہ یتابع الامام الخ (عالمگیری مصری فی صلاۃ الوتر ص ۱۰۴/۱) ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار مبحث التراویح ص ۶۶۳/۱ ۱۲ ظفیر۔ [3] الطحطاوی علی الدر المختار مبحث فی التراویح ص ۲۹۷/۱ ۱۲ ظفیر۔ [4] رد المحتار مبحث فی التراویح ص ۶۶۳ ۱۲ ظفیر۔

یہ ضعیف ہے صحیح نہیں ہے کیونکہ وتر مستقل نماز ہے نہ عشاء کے تابع ہے اور نہ تراویح کے علامہ شامی کی رائے فلیراجع کے جواب میں بھی یہی ہے کہ اس صورت میں بھی وتر جماعت کے ساتھ جائز نہ ہونا چاہئے اور علامہ طحطاوی کی رائے صاف حسب قواعد یہ ہے کہ اس صورت میں وتر جماعت جائز ہے اور شامی کی آخری عبارت لاکراہتہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مراد قہستانی کی لا ینبغی فی الوتر سے کراہت ہے۔ اصل جواز میں اختلاف نہیں ہے اور ظاہر تعلیل منقول عن العلامۃ الطحطاوی سے یہ ہے کہ کراہت بھی نہیں ہے کیونکہ عشاء اور وتر ہر ایک نماز مستقل ہے۔ فقط۔

بسلسلۂ وتر ایک عبارت کا مطلب

سوال (۱۶۳۱) درمختار باب الوتر والنوافل میں ہے ویسن الدعاء المشہور ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وبہ یفتی۔ تو حنفی مذہب میں کیا پڑھے۔

الجواب:۔ دعاء مشہور سے مراد دعاء قنوت اللّٰہم انا نستعینک الخ اور دعاء اللّٰہم اھدنی فیمن ہدیت الخ ہے۔ اس دوسری دعاء کے اخیر میں وصلی اللہ علی النبی بھی ہے۔ حنفیوں کو بھی یہ دونوں دعائیں پڑھنا اور جمع کرنا افضل ہے اور اگر صرف اللّٰہم انا نستعینک الخ پڑھے تو یہ بھی درست ہے[1]۔ فقط۔

وتر کی نیت

سوال (۱۶۳۲) وتر کی نیت کا کیا حکم ہے، کیونکہ درمختار میں ہے لا ینوی الوتر الواجب کما فی العید ین للاختلاف۔ در شامی نے بھی یہی اختیار کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اگر واجب کی نیت نہ کرے تو نماز جائز نہیں ہے۔

---

[1] قولہ ویسن الدعاء المشہور قدمنا فی بحث الواجبات التصریح بذلک عن النہر وذکر فی البحر عن الکرخی ان القنوت لیس فیہ دعاء مؤقت لانہ روی عن الصحابۃ ادعیۃ مختلفۃ ولان الموقت من الدعاء یذھب برقۃ القلب وذکر الاسبیجابی ان ظاہر الروایۃ وقال بعضھم المراد لیس فیہ دعاء مؤقت ما سوی اللّٰھم انا نستعینک وقال بعضھم الا فضل التوقیت ورجحہ فی شرح المنیۃ تبرکا بالماثور اھ الخ (ردالمحتار باب الوتر ص ۶۲۳ ج ۱) ظفیر۔

الجواب: علامہ شامیؒ نے اس موقعہ میں لکھا ہے ای انہ لا یلزمہ تعیین الوجوب لا منعہ من ذلک[1] ۔ پس معلوم ہوا کہ نیت وجوب منع نہیں ہے، اور حنفی کا اعتقاد وجوب کا ہے لہذا اس کو نیت وجوب کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اور اگر نیت مطلق وتر کی کرے تب بھی نماز میں کچھ خلل نہ ہوگا۔ اور عبارت در مختار توسیع پر محمول ہے۔ یعنی مطلق وتر کی نیت بھی درست ہے۔

قنوت چھوڑ کر رکوع میں چلا جائے

سوال (۱۶۳۳) اگر کوئی شخص نماز وتر میں دعاء قنوت بھول کر رکوع میں چلا جاوے بعد میں خود یا دوسرے کے بتلانے سے رکوع سے اٹھ کر دعاء قنوت پڑھے اور دوبارہ پھر رکوع کرکے اپنی نماز پوری کرے تو اس صورت میں اس کی نماز فاسد ہوگی یا سجدۂ سہو کرنے سے نماز کامل ہوگی۔

الجواب: نماز صحیح ہے۔ کذا فی الدر المختار فان عاد الیہ و قنت ولم یعد الرکوع

وتر میں رکوع سے پہلے رفع یدین اور دعاء قنوت حدیث میں

سوال (۱۶۳۴) ہمارے یہاں چند اشخاص مذہب غیر مقلد ہیں، وتر کی دو رکعت تو تین ہی پڑھتے ہیں مگر قنوت بعد رکوع پڑھتے ہیں۔ ایک ان میں معمولی علم والا ہے وہ کہتا ہے کہ اگر حدیث سے یہ ثابت کردو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل از رکوع ہاتھ اٹھا کر کانوں سے لگا کر پھر قنوت پڑھتے تھے تو ہم ماننے کو تیار ہیں حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے۔ آپ ایک حدیث اس امر کے ثبوت میں تحریر فرما دیں۔

الجواب: اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ عن عطاء بن مسلم ثنا العلاء بن المسیب عن حبیب بن ابی ثابت عن ابن عباس قال اوتر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بثلث قنت فیھا قبل الرکوع۔ عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلث رکعات ویجعل القنوت قبل الرکوع۔ وقد روی عن ابن عمرؓ کان اذا فرغ من القراءۃ کبر وفی الذخیرۃ رفع یدیہ حذاء اذنیہ وھو مروی عن ابن مسعود وابن عمر وابن عباس

---

[1] ردالمحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۲۶ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

والی عبیدۃ و یحیی وقد تقدم - کبیری شرح منیہ[1] - ان روایات سے صراحۃً وتر کا تین ہونا اور قنوت وتر کا قبل رکوع ہونا اور حضرت عبداللہ بن مسعود وعبداللہ بن عمر وعبداللہ بن عباس وغیرہ صحابہ کبار سے تکبیر قنوت کے وقت ہاتھ اٹھانا ثابت ہوگیا - اور ظاہر ہے کہ ان صحابہ کبار نے قنوت قبل رکوع اور تکبیر مع رفع الیدین آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ہی کیا ہے لہذا یہ حجت کافی ہے - اور اگر لامذہب لوگ اس کو نہ مانیں تو ان سے کہو کہ جو مذہب عبداللہ بن مسعود وعبداللہ بن عمر وعبداللہ بن عباس وغیرہ صحابہ کا تھا وہی ہمارا ہے جس دلیل سے یہ حضرات رفع یدین فی تکبیرات القنوت کرتے تھے وہی ہماری دلیل ہے - فقط

وتر ختم کر کے سبحان الملک القدوس کب پڑھے

سوال (۱۶۳۵) بعد سلام وتر جو سبحان الملک القدوس ثلثاً وارد ہے، یہ سجدہ کر کے پھر پڑھے یا قعدہ میں اور عندالاحناف یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- وتر کا سلام جب پھیر کر بیٹھے اس وقت پڑھے اور یہ عندالاحناف بھی جائز ومستحب ہے[2] - فقط -

وتر کی جماعت میں جب تیسری رکعت میں ملے تو دعائے قنوت کب پڑھے

سوال (۱۶۳۶) رمضان میں وتر کی تیسری رکعت میں شامل ہوا تو دو رکعت جو باقی رہیں ان میں دعاء قنوت پڑھی جائے گی یا نہیں۔

الجواب:- دعاء قنوت پڑھی جاوے گی[3] - فقط - (تفصیل حاشیہ میں پڑھیں ظفیر)

---

[1] غنیۃ المستملی باب الوتر ص ۳۹۶ ۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] عن ابی بن کعب قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم فی الوتر قال سبحان الملک القدوس رواہ ابوداؤد والنسائی وزاد ثلث مرات یطیل وفی روایۃ للنسائی عن عبدالرحمن بن ابزی عن ابیہ قال کان یقول اذا سلم سبحان الملک القدوس ثلثاً ویرفع صوتہ بالثالثۃ (مشکوٰۃ باب الوتر فصل ثانی ص ۱۱۳) ظفیر۔ [3] ولہا واجبات لا تفسد .... بترکہا وتعاد وجوباً فی العمد والسہو الخ وہی علی ما ذکرہ اربعۃ عشر قراءۃ فاتحۃ الکتاب الخ وقراءۃ قنوت الوتر وہو مطلق الدعاء (الدر المختار) (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

سورۂ اخلاص دعائے قنوت کے قائم مقام ہوگی یا نہیں

سوال (۱۶۳۷) در وتر سورۂ اخلاص سہ بار قائم مقام دعائے قنوت می شود یا نہ۔

الجواب:- در شامی آوردہ ومن لا یحسن القنوت یقول ربنا آتنا فی الدنیا حسنة الآیۃ۔ وقال ابو اللیث یقول اللّٰھم اغفر لی یکررھا ثلاثا وقیل یقول یا رب ثلاثا ذکرہ فی الذخیرۃ[۱] الخ۔ پس معلوم شد کہ سورۂ اخلاص بجائے دعائے قنوت منقول نیست

وتر کی امامت فرض نماز کے امام کے علاوہ شخص کرا سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۶۳۸) کیا وتر کی نماز کا امام غیر امام فرض بن سکتا ہے۔

الجواب:- وتر کی جماعت کا امام جماعت فرض کے امام کا غیر ہو سکتا ہے۔

وتر کی دو رکعت پڑھ کر قعود کرے گا یا نہیں

سوال (۱۶۳۹) وتر کی دو رکعت پڑھ کر التحیات کے واسطے بیٹھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- بیٹھنا چاہیے جیسا کہ کتب فقہ واحادیث سے ثابت ہے۔ درمختار میں ہے وھو ثلث رکعات کالمغرب قولہ کالمغرب، فادانہ ان القعدۃ الاولی واجبۃ الخ شامی باب[۲] الوتر والنوافل (معلوم ہوا کہ دو رکعت کے بعد بیٹھنا واجب ہے۔ ظفیر)

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) علی ہامش رد المحتار باب صفۃ الصلاۃ مطلب واجبات الصلوٰۃ ص۴۴۷ ج۱ ۱۲

اس سے معلوم ہوا کہ دعائے قنوت کا پڑھنا ضروری ہے مگر مسبوق کب پڑھے؟ اس سلسلہ میں فقہاء لکھتے ہیں: واما المسبوق فیقنت مع امامہ فقط ویصیر مدرکا بادراک رکوع الثالثۃ (درمختار) فیقنت مع امامہ فقط لانہ اخر صلاتہ وما یقضیہ اولھا حکما فی حق القراءۃ وما اشبھھا وھو القنوت واذا وقع قنوتہ فی موضعہ بیقین لا یکرر لان تکرارہ غیر مشروع شرح منیۃ (رد المحتار باب الوتر والنوافل ص۶۲۸ ج۱) یعنی تیسری رکعت اگر اس نے پوری پالی ہے تو امام کے ساتھ قنوت پڑھے بعد میں پڑھنے کی ضرورت نہیں البتہ اگر تیسری رکعت میں اس وقت ملا جب امام قنوت کر فارغ ہو چکا تھا تو بعد میں پڑھے گا۔ رد المحتار باب الوتر والنوافل ص۶۲۴ ج۱، ظفیر۔ ۲ رد المحتار باب الوتر والنوافل ص۶۲۳ ج۱ ۱۲ ظفیر

دعائے قنوت صرف وتر کے ساتھ ہے

سوال (۱۶۴۰) سوائے نماز وتر اور فجر کے اور کسی نماز فرض میں بھی قنوت پڑھنا درست ہے یا نہیں اور قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب: حنفیہ کے نزدیک سوائے وتر کے اور کسی نماز میں دعائے قنوت پڑھنا درست نہیں ہے۔ صبح کی نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند روز دعائے قنوت پڑھی ہے وہ حکم منسوخ ہو گیا[1]۔ البتہ اگر کوئی حادثہ پیش آوے تو صبح کی نماز میں قنوت پڑھنا درست ہے سوائے صبح کے اور نمازوں میں مختلف فیہ ہے[2] اور دعائے قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا بھی درست ہے۔ فقط۔

وتر کا قعدہ آنحضرت صلعم سے ثابت ہے

سوال (۱۶۴۱) قعدۂ اولیٰ وتر کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ سے ثابت ہے یا نہیں۔

الجواب: قاعدۂ اولیٰ وتر کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ سے ثابت ہے جیسا کہ روایت نسائی میں ہے عن سعد بن ھشام ان عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حدثتہ[3] ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لایسلم فی رکعتی الوتر[4]۔ در صحیح مسلم میں ہے ویصلی تسع رکعات لا یجلس فیھا الا فی الثامنۃ[5]۔

وتر کے لئے ایک رکعت کی نیت ہوگی یا تین رکعت کی

سوال (۱۶۴۲) وتر کی ایک رکعت کی نیت کی جائے یا تین کی۔

---

[1] ویاتی المأموم بقنوت الوتر الخ لا الفجر لانہ منسوخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۲۳ ج ۱) ظفیر۔ [2] ولا یقنت لغیرہ الا لنازلۃ فیقنت الامام فی الجھریۃ وقیل فی الکل (در مختار) قولہ ولا یقنت لغیرہ ای غیر الوتر الخ قولہ فیقنت الامام فی الجھریۃ الخ لکن فی الاشباہ عن الغایۃ قنت فی صلوٰۃ الفجر الخ قال الحافظ ابو جعفر الطحاوی انما لا یقنت عندنا فی صلوٰۃ الفجر من غیر بلیۃ الخ (رد المحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی القنوت للنازلۃ ص ۶۲۵ ج ۱) ظفیر۔ [3] نسائی شریف [4] ... [5] مسلم ص ۲۲۶ ج ۱) ۱۲ ظفیر۔

الجواب:۔ شریعت میں تین وتر ہیں اور امام ابوحنیفہ رح کا مذہب یہ ہے کہ صرف ایک رکعت پڑھنا جائز نہیں ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے[1]۔ واللہ اعلم۔

وتر کی تیسری رکعت میں ملنے والا جسنے قنوت امام کے ساتھ پڑھی اور رکوع میں ملنے والا جسنے قنوت نہیں پائی وہ کیا کرے

سوال (۱۶۴۳) زید وتر کی آخری رکعت میں ملا اور امام کے ساتھ دعاء قنوت پڑھی بعد میں جو دو رکعت پڑھے گا ان میں قنوت پڑھے یا نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ امام کو اخیر رکوع میں پایا اور قنوت نہیں پڑھا باقی دو رکعت میں قنوت پڑھے یا نہیں۔

الجواب:۔ پہلی صورت میں پھر قنوت نہ پڑھے۔ واما المسبوق فیقنت مع امامہ[1] اور دوسری صورت میں پچھلی رکعت میں قنوت پڑھے۔

وتر کی نیت میں واجب اللیل کہنا کیسا ہے

سوال (۱۶۴۴) وتر کی نیت میں واجب اللیل کہنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ وتر کی نیت میں یہ کہنا چاہئے کہ نیت کرتا ہوں میں نماز وتر کی، اور اگر واجب اللیل بھی کہدیوے تو کچھ حرج نہیں[2]۔

نصف سورۃ درمیان میں چھوڑنا کیسا ہے...

سوال (۱۶۴۵) وتر کی پہلی رکعت میں سورۃ اذا زلزلت پڑھی اور دوسری میں آدھی والعادیات پڑھی اور تیسری میں آدھی القارعات پڑھی

---

[1] وھو ای الوتر ثلاث رکعات کالمغرب حتی لو نسی القعود لا یعود ولو عاد ینبغی الفساد (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۲۲/ ۱) ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الوتر ص ۶۲۸/ ۱ ۱۲ ظفیر۔ [3] وکفی مطلق نیۃ الصلاۃ وان لم یقل للہ لنفل وسنۃ وتراویح الخ ولا بد من التعیین عند النیۃ الخ لفرض الخ وواجب انہ وتر (درمختار) اشار الی انہ لا ینوی فیہ انہ واجب للاختلاف فیہ زیلعی اسے ویلزمہ تعیین الوجوب ولیس المراد منعہ من ان ینوی وجوبہ لانہ ان کان حنفیا ینبغی ان ینویہ لیطابق اعتقادہ الخ (رد المحتار باب شروط الصلوۃ ص ۳۸۹/ ۱) ظفیر۔

آیا وتر میں خرابی آئی یا نہیں۔

الجواب:۔ ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔ پوری پوری سورۃ ہر ایک رکعت میں پڑھنا افضل اور بہتر ہے۔ لیکن نماز وتر کی اس صورت میں بھی ہوگئی[1]۔ فقط۔

وتر میں بھول سے دعا کے پہلے رکوع

سوال (۱۶۴۶) نماز وتر میں رفع یدین اور دعائے قنوت بھول کر امام رکوع میں چلا گیا اور فوراً یاد آنے پر واپس کھڑا ہو کر رفع یدین اور دعائے قنوت پڑھ کر سجدہ سہو کر کے نماز سے فارغ ہوا۔ نماز ہوئی یا اعادہ کرے۔

مقتدی کا امام کو یاد دلانا کیسا ہے

سوال (۱۶۴۷) اگر امام کو مقتدی نے واپس آنے کو یاد دلایا اور امام نے واپس آکر رفع یدین کر کے اور دعائے قنوت پڑھ کر سجدہ سہو کر کے ختم کیا تو مقتدی کی نماز میں کچھ فساد تو نہیں ہوا۔

ایک سجدہ کر کے دوسرا سجدہ جب امام بھول جائے

سوال (۱۶۴۸) امام نے ایک رکعت پڑھ کر ایک سجدہ کیا اور تشہد پڑھنے کو بیٹھ گیا دوسرے سجدہ کو کس طور سے مقتدی کو یاد دلانا چاہئے۔ اگر مقتدی اللہ اکبر یا سبحان اللہ کہتا ہے تو امام کھڑا ہوتا ہے۔

الجواب:۔ (۱) نماز صحیح ہوئی۔ فان عاد الیه وقنت ولم یعد الرکوع لم تفسد صلٰوته الخ وسجد للسهو الخ[2]۔ درمختار۔

(۲) کچھ فساد نہیں ہوا[3]۔

(۳) یاد دلانے سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ سبحان اللہ وغیرہ کہہ کر امام کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ کچھ کمی و بیشی نماز میں ہو گئی ہے۔ اس پر وہ خود غور کر کے یاد کریگا کہ کیا فعل رہا ہے نہ یہ کہ بعینہ وہ فعل بتلایا جاوے جو کہ فوت ہوا ہے۔ لہٰذا تنبیہ کے لئے سبحان اللہ کہہ دینا کافی ہے اگر اس کو یاد آ گیا فبہا

---

[1] صرحوا بان الافضل فی کل رکعة الفاتحة وسورة تامة (رد المحتار فصل فی القراءة ص۵۰۵ ج۱) ظفیر۔ [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار۔ باب الوتر والنوافل ص۶۲۷ ج۱ ۱۲ ظفیر۔ [3] بخلاف فتحه علی امامه فانه لا یفسد مطلقا لفاتح وآخذ بکل حال (الدر المختار۔ علی هامش رد المحتار۔ باب ما یفسد الصلٰوة الخ ص۵۸۲ ج۱) ظفیر۔

ورنہ بعد نماز کے معلوم ہونے پر نماز کا اعادہ کیا جاوے گا۔ فقط۔

دعائے قنوت کے یاد رہتے ہوئے دوسری دعا پڑھ سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۶۴۹) اگر دعاء قنوت یاد ہو تو دوسری دعا مثلاً ربنا آتنا الخ پڑھ سکتا ہے یا نہ۔

الجواب:۔ دعائے قنوت یاد ہو تو ربنا آتنا وغیرہ نہیں پڑھ سکتا۔ دعاء قنوت ہی پڑھنا چاہئے[1]۔

حدیث سے دعائے قنوت ثابت ہے یا نہیں

سوال (۱۶۵۰) ایک شخص کہتا ہے کہ دعاء قنوت حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر میں دعاء قنوت نہیں پڑھی۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس شخص کا قول غلط ہے۔ دعائے قنوت مروجہ حدیث سے ثابت ہے اور وتر میں دعائے قنوت پڑھنا احادیث میں وارد ہے[2]۔

دعائے قنوت سے پہلے ہاتھ اٹھانے کی کیا وجہ ہے

سوال (۱۶۵۱) وتر کی نماز میں جب قنوت پڑھتے ہیں تو ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہنے کی کیا وجہ ہے۔

الجواب:۔ وتر کی تیسری رکعت میں تکبیر کہہ کر ہاتھ اٹھانے کی یہ وجہ ہے کہ مصنف ابی بکر بن شیبہ میں ایسا ہی وارد ہوا ہے۔ باب تکبیر القنوت ورفع الیدین حدثنا عبد السلام بن حرب عن لیث عن عبد الرحمٰن بن الاسود عن ابیہ ان عبد الرحمٰن بن مسعودؓ کان اذا فرغ من القراءۃ کبر ثم قنت فاذا فرغ من القنوت کبر ثم رکع ومثلہ عن البراء حدثنا عبد الرحمٰن بن محمد المحاربی عن لیث عن الاسود عن ابیہ عبد اللہ انہ کان یرفع یدیہ اذا قنت فی الوتر مصنف ابی بکر بن شیبہ۔

---

[1] ومن لا یحسن القنوت یقول ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ الآیۃ۔ رد المحتار، باب الوتر والنوافل ص ۶۲۴ ج ۱۔ ظفیر

[2] وقنت فیہ ویسن الدعاء المشہور ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہ یفتی (در مختار) ومنہ ما اخرجہ الاربعۃ وحسنہ الترمذی انہ علیہ الصلاۃ والسلام کان یقول فی اٰخر وترہ اللھم انی اعوذ برضاک الخ۔ رد المحتار، باب الوتر ص ۶۲۴ ج ۱۔ ظفیر۔

بوقت ادائیگی وتر کو واجب کہنا کیسا ہے

سوال (۱۶۵۲) وتر ادا کرتے وقت وتر کو واجب کہنا چاہئے یا نہیں بعض مولوی منع کرتے ہیں یعنی واجب نہ کہنا چاہئے۔

الجواب: وتر کو واجب کہنا چاہئے۔ وتر امام اعظمؒ کے نزدیک واجب ہے۔ لہذا ادائے وتر کے وقت واجب کا لفظ کہنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اور اگر نہ کہا جاوے تب بھی واجب ہے وتر ادا ہو جاوے گا۔[1]

دعاء قنوت میں ملحق بکسر حاء

سوال (۱۶۵۳) لفظ ملحق جو دعاء قنوت میں ہے بکسر حاء بہتر ہے یا بفتح حاء۔

الجواب: ملحق بکسر حاء بہتر ہے اور اکثر ہے اور بفتح حاء بھی درست ہے۔[2] فقط۔

قبل قنوت رفع یدین کا ثبوت

سوال (۱۶۵۴) رفع یدین قبل قنوت در رکعت ثالثہ وتر از کجا آمدہ و سببش چیست۔

الجواب: از حدیث لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن الخ۔[3] رفع یدین بوقت خواندن دعاء قنوت ثابت است و تحقیق آں در کتب فقہ و حدیث مذکور است۔[4] فقط۔

---

(۱) وکفی مطلق النیة لنفل وسنة راتبة وتراویح الخ ولا بد من التعیین عند النیة لفرض الخ واجب انه وتر (در مختار) اشار الی انه لا ینوی فیه انه واجب للاختلاف فیه زیلعی ای لا یلزمه تعیین الواجب ولیس المراد منعه من ان ینوی وجوبه لانه ان کان حنفیا ینبغی ان ینویه لیطابق اعتقاده وان کان غیره لا تضره تلک ذکره فی البحر فی باب الوتر (رد المحتار، باب شروط الصلوة بحث النیة ص ۳۸۸ ج ۱ و ص ۳۸۹ ج ۱) ظفیر۔ (۲) وملحق بالکسر بمعنی لاحق (در مختار) ای لانه من الحق المزید بمعنی لحق المجرد فی اشر نبذلیة ان المطرزی صحح ان المراد ملحق الفساق بالکفار والاول اولی الخ (رد المحتار، باب الوتر ص ۶۲۷ ج ۱) ظفیر۔ (۳) و(۴) ولا یسن موکدا ورفع یدیه الا فی سبع مواطن کما ورد بناء علی ان الصفا والمروة واحد نظرا للسعی ثلاثة فی الصلاة تکبیرة افتتاح وقنوت وعید (در مختار) والوارد هو قوله صلی الله علیه وسلم لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن تکبیرة الافتتاح وتکبیرة القنوت الخ (رد المحتار، باب صفة الصلوة فصل ص ۴۷۳ ج ۱) ظفیر۔

وتروں کے بعد سبحان الملک القدوس اور عید اضحیٰ میں جاتے ہوئے تکبیر بلند آواز سے نہ کہنے والے کا حکم

سوال (۱۶۵۵) ایک شخص بعد وتروں کے بلند آواز سے سبحان الملک القدوس تین بار نہیں کہتا اور نہ عید الضحیٰ کی نماز کو جاتے ہوئے راستہ میں بلند آواز سے تکبیر کہتا ہے۔ یہ متبع سنت ہے یا نہیں۔

الجواب: وتر کے بعد بلند آواز سے سبحان الملک القدوس تین بار پڑھنا مستحب ہے۔ اور بعض روایات میں تیسری مرتبہ بلند آواز سے پڑھنا آیا ہے۔ پس اس سے تیسری مرتبہ سبحان الملک القدوس کو بلند آواز سے پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔ بہر حال ایسا کرنا مستحب اور بہتر ہے اور تارک پر کچھ طعن و ملامت نہ کرنی چاہئے کیونکہ مستحب فعل کو اگر کوئی نہ کرے تو اس پر کچھ طعن نہیں ہے البتہ اتباع سنت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے ویسا کرے۔ یعنی خواہ تینوں مرتبہ یا ایک مرتبہ اخیر میں سبحان الملک القدوس کو وتر کے بعد بلند آواز سے کہہ لیا کرے[1]۔ اسی طرح عید اضحیٰ میں تکبیر بالجہر راستہ میں مشروع و مسنون ہے اس کا ترک کرنا بھی خلاف سنت ہے[2]۔ فقط۔

دعائے قنوت یاد نہ ہو تو کیا پڑھے

سوال (۱۶۵۶) جس شخص کو دعائے قنوت یاد نہ ہو اسکو بجائے دعائے قنوت کے سورہ اخلاص پڑھنا جائز ہے یا نہیں، اور نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

الجواب: شامی میں ہے کہ جس کو دعائے قنوت نہ آتی ہو تو وہ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة الآیة پڑھے اور فقیہ ابو اللیث فرماتے ہیں اللّٰھم اغفرلی تین بار پڑھے۔ اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یا رب تین بار کہے۔ کذا فی الذخیرۃ۔ شامی[3]۔ اور چونکہ یہ محل دعاء کا ہے لہٰذا سورۂ اخلاص اس کے

---

[1] عن ابی بن کعب قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم فی الوتر قال سبحان الملک القدوس رواہ ابوداؤد والنسائی وفی روایۃ للنسائی عن عبد الرحمٰن بن ابزی عن ابیہ قال کان یقول اذا سلم سبحان الملک القدوس ثلاثا ویرفع صوتہ بالثالثۃ (مشکوٰۃ باب الوتر ص ۱۱۲) ظفیر۔

[2] وقالا الجہر بہ سنۃ کالاضحیٰ الخ ویکبر جہرا اتفاقا فی الطریق قیل وفی المصلی وعلیہ عمل الناس الیوم لا فی البیت (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العیدین ص ۷۷۸ وص ۷۸۴ ج ۱) ظفیر۔

[3] ومن لا یحسن القنوت یقول ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ الآیۃ وقال ابو اللیث یقول اللہم اغفرلی یکررھا ثلاثا وقیل یقول یا رب ثلاثا ذکرہ فی الذخیرۃ (رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۲۴ ج ۱) ظفیر۔

قائم مقام نہ ہوگی مگر نماز ہو جاتی ہے۔

تہجدگذار فرض کے ساتھ وتر ادا کرسکتے ہیں یا نہیں

سوال (۱۶۵۷) جو نمازی تہجد گذار ہیں وہ تہجد کے وقت وتر ادا کرتے ہیں۔ اگر وتر پہلے ہی نماز عشاء کے وقت پڑھ لیں تو اس میں کچھ حرج ہے یا نہیں۔ اکثر آدمی کہتے ہیں کہ وتر کے بعد صبح تک کوئی نماز نہیں ہوتی۔

الجواب:۔ اس میں کچھ حرج نہیں ہے، کہ جو لوگ تہجد گذار ہیں وہ بھی وتر کو بعد عشاء پڑھ لیویں۔ بلکہ یہ احوط ہے۔ پھر اگر اٹھیں تو تہجد پڑھ لیں۔ یہ بات غلط ہے کہ وتر کے بعد پھر نفلیں پڑھی جاویں[1]۔

دعائے قنوت کے لئے تکبیر اور رفع یدین

سوال (۱۶۵۸) رفع الیدین مع التکبیر عند القنوت سنت ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ شرح منیہ میں علامہ حلبی نے احادیث و آثار دربارہ تکبیر و رفع الیدین عند القنوت نقل کئے ہیں ان سے سنیت اس کی ثابت ہے من شاء التفصیل فلیرجع الیہ[2]۔ فقط۔

---

[1] وتاخیر الوتر الی اخر اللیل لواثق بالانتباہ والا فقبل النوم فان افاق وصلی نوافل والحال انہ صلی الوتر اول اللیل فانہ الافضل (درمختار) ای اذا اوتر قبل النوم ثم استیقظ یصلی ما کتب لہ ولا کراھۃ فیہ بل ھو مندوب ولا یعید الوتر الخ (ردالمختار۔ کتاب الصلوٰۃ ص ۲۴۲ ج ۱) ظفیر غفرلہ۔

[2] ثم اذا اراد القنوت کبر ورفع یدیہ عندنا الخ قال احمد اذا قنت قبل الرکوع کبر قال ابن قدامہ فی المغنی وقد روی ابن عمر انہ کان اذا فرغ من القراءۃ کبر وفی الذخیرۃ رفع یدیہ حذاء اذنیہ وھو مروی عن ابن مسعود وابن عمر وابن عباس وابی عبیدۃ والحق وقد تقدم (غنیۃ المستملی ص ۳۹۷) واجبات صلوٰۃ میں مذکور ہے وقراءۃ قنوت الوتر الخ وکذا تکبیر قنوتہ (درمختار) ای الوتر الخ وجزم الزیلعی بوجوب السجود بترکہ وینبغی ترجیح عدم الوجوب لانہ الاصل ولا دلیل علیہ (ردالمختار۔ باب صفۃ الصلوٰۃ واجبات الصلوٰۃ ص ۴۳۷ ج ۱) ظفیر۔

بغیر دعاء پڑھے رکوع میں چلا گیا یاد دلانے پر دعاء پڑھی پھر دوبارہ رکوع کیا تو کیا حکم ہے

سوال (۱۶۵۹) امام وتر کی تیسری رکعت میں دعاء قنوت سہواً چھوڑ کر رکوع میں چلا گیا اور مقتدی کے تذکیر کہنے پر امام کھڑا ہوا اور دعاء قنوت پڑھ کر دوبارہ رکوع کیا اور آخر نماز میں سجدہ سہو کیا تو وتر ہوئے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں سجدہ سہو سے نماز ہوگئی۔ درمختار میں ہے فان عاد الیه وقنت ولم یعد الرکوع لم تفسد صلوته الخ وسجد السهو[۱] الخ۔ فقط۔

وتر کی تین رکعتیں ایک سلام سے اور رمضان میں مع الجماعت کا جواز

سوال (۱۶۶۰) زید کہتا ہے کہ بعد نماز عشاء تین رکعت نماز وتر ایک سلام سے کوئی چیز نہیں اور جماعت کے ساتھ شرع شریف میں ان کی کہیں اصل نہیں اور ان کے منکر اور تارک کو عنداللہ کچھ مواخذہ نہیں۔

الجواب:۔ زید کا قول غلط ہے۔ وتر کی تین رکعت ایک سلام سے احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں اور جماعت وتر کی رمضان شریف میں مستحب ہے اور افضل ہے۔ شامی میں ہے رجح الکمال الجماعة بانه صلی الله علیه وسلم کان اوتر بهم ثم بین العذر فی تاخره مثل ما صنع فی التراویح فالوتر کالتراویح فکما ان الجماعة فیها سنة فکذلک الوتر[۲] الخ۔ دیکھئے اس عبارت میں کس وضاحت سے سنیت جماعت وتر کی ثابت فرمائی ہے۔ فویل للمنکر۔ فقط۔

جو شخص جماعت سے عشاء نہ پڑھے کیا وہ وتر کا امام بن سکتا ہے

سوال (۱۶۶۱) جس شخص نے فرض عشاء جماعت سے نہیں پڑھی وہ وتروں میں امام کے ساتھ شریک ہو سکتا ہے یا نہیں۔ روایات فقہیہ اس مسئلہ میں متعارض ہیں۔ بعض میں تو عدم جواز مصرح ہے۔ وان وحده ثم فی الوتر وهو لم یصل العشاء فصلی الوتر معهم لا یجوز وتره فی قولهم۔ قاضی خان ص۳۲ لکنه اذا لم یصل الفرض معه لا یتبعه فی الوتر کما فی المنیه جا ص۱۷۳ ارموز ص۹۹ لکن فی الستارخانیة من التتمة انه سئل علی بن احمد عمن صلی الفرض والتراویح وحده اواد التراویح

---

[۱] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل جلد اول ص۶۲۷۔ ۱۲ ظفیر۔ [۲] ردالمحتار باب الوتر والنوافل قبیل باب ادراک الفریضة جلد اول ص۶۶۴۔ ۱۲ ظفیر۔

فقط هل يصلى الوتر مع الامام فقال لا ثم رأيت القهستاني ذكر تصحيح ما ذكره المصنف ره ثم قال لكنه اذا لم يصل الفرض معه لا يتابعه في الوتر۔ ردالمحتار۔ اور بعض روایات میں جواز مُحرّر ہے۔ واذا لم يصل الفرض مع الامام قيل لا يتبعه في التراويح ولا في الوتر وكذا اذا لم يصل معه التراويح لا يتبعه في الوتر والصحيح انه يجوز ان يتبعه في ذلك كله۔ صغیری شرح منیۃ المصلی صفحہ ۲۱۱۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ عند الاحناف مرجح کونسی روایت ہے اور عدت ترجیح کیا ہے۔ اور اگر ان روایات میں تطبیق ہو سکتی ہے تو کس طور پر اور برائے تحصیل ثواب جماعت تو روایت جواز کو ترجیح معلوم ہوتی ہے اور جماعت وتر تابع جماعت تراویح کی ہے یا تابع جماعت عشاء۔ بنابر شق اول ترک جماعت عشاء سے وتروں کا امام کے ساتھ ادا نہ کرنا ظاہرا کوئی وجہ وجیہ نہیں رکھتا اور بنابر شق ثانی خصوصیت رمضان نہ رہی غیر رمضان میں بھی وتر جماعت سے ادا کرنے چاہئیں۔

الجواب:۔ صحیح وراجح روایت صغیری معلوم ہوتی ہے۔ طحطاوی کی تحقیق سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ قوله لبقى الخ قضية التعليل في المسئلة السابقة بقولهم لانها تبع ان يصلى الوتر بجماعة في هذه الصورة لانه ليس بتبع للتراويح ولا للعشاء عند الامام رحمه الله۔ طحطاوی۔ اور شاید کہ روایت عدم جواز مبنی صاحبین رحمہما اللہ کے مذہب پر ہو کہ وہ وتر کو عشاء کے تابع فرماتے ہیں۔ بخلاف قول امام اعظم کے کہ ان کے نزدیک وتر تابع عشاء کے نہیں ہیں۔ پس امام صاحب کے قول پر جواز ظاہر ہے۔ فقط۔

وتر میں مسبوق کا امام کے ساتھ دعاء پڑھ لینا کافی ہے

سوال (۱۶۶۲) رمضان شریف میں جب وتر با جماعت پڑھے جاتے ہیں اگر کوئی شخص وتروں کی دوسری رکعت میں شامل ہوا تو یہ شخص دعائے قنوت امام کے ساتھ پڑھے یا جو رکعت اس کی جماعت سے رہ گئی ہے اس میں دعائے قنوت پڑھے۔ جس وقت امام دعائے قنوت کے واسطے ہاتھ اٹھا دے

ے ردالمحتار علی الدرالمختار باب الوتر والنوافل بحث التراویح صفحہ ۲۹۷ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

یہ اس وقت دعائے قنوت ہی پڑھے یا اور کچھ پڑھے۔

الجواب:- مسبوق صرف امام کے ساتھ دعائے قنوت پڑھے پھر قضاء رکعت اخیر کے وقت نہ پڑھے۔ واما المسبوق فیقنت مع امامہ۔ (درمختار)[1] فقط۔

وتر واجب ہے، مخالف و موافق دلائل | **سوال (۱۶۶۳)** وتر واجب ہیں یا سنت۔

الجواب:- (از جائے دیگر) وتر واجب نہیں بلکہ سنت ہیں۔ چنانچہ ترمذی اور نسائی شریف میں ہے عن علی بن ابی طالب قال لیس الوتر بحتم کھیئۃ المکتوبۃ ولکن سنۃ سنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ الترمذی والنسائی وحسنہ الحاکم۔ اور سبل السلام شرح بلوغ المرام میں ہے ذھب الجمھور الی انہ لیس بواجب اور ابن ماجہ میں ہے ان الوتر لیس بحتم ولا کصلوتکم المکتوبۃ اور تفسیر خازن میں ہے عن عائشۃ رضی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ثلاث ھن علی فریضۃ وھن سنۃ لکم الوتر والسواک وقیام اللیل۔ غرض یہ ہے کہ ان احادیث صحیحہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وتر واجب نہیں چنانچہ یہی مذہب ہے امام ابو یوسفؒ و محمدؒ کا جو امام ابو حنیفہؒ کے بڑے شاگرد ہیں۔ اور اکثر سلف کا بھی یہی مذہب ہے۔ ان سب کے برخلاف امام ابو حنیفہ کا مذہب قوی نہیں ہو سکتا کیونکہ جہاں صحیح حدیث ہو اس کے برخلاف کسی مذہب پر چلنا سراسر غلطی اور محض تعصب ہے مجیب صاحب نے جو عقبہ ابن عامر کی حدیث سے وجوب کا استدلال کیا بالکل غلط ہے کیونکہ اس حدیث میں وجوب کا کہیں ذکر نہیں صرف حدیث مذکور سے فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ نہ وجوب، اگر فضیلت کی حدیث سے وجوب ثابت کرنا ہو تو صبح کی سنتوں کے بارہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رکعتا الفجر خیر من الدنیا وما فیہا رواہ مسلم۔ ان کو بھی واجب کہنا چاہئے۔ حالانکہ کسی نے ان کو وجوب کا حکم نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ ایسی حدیثیں صرف فضائل کے واسطے ہیں نہ وجوب کے واسطے ایسی حدیثوں سے وجوب ثابت کرنا کم فہمی پر دال ہے اور

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الوتر والنوافل قبیل مطلب فی القنوت للنازلۃ جلد اول ص ۶۲۸۔ ۱۲ ظفیر

اور ابوداؤد میں ہے ان رجلا من بنی کنانۃ سمع رجلا بالشام یدعی ابا محمد یقول ان الوتر واجب قال المخدجی خرجت الی عبادۃ بن الصامت فاخبرتہ فقال عبادۃ کذب ابو محمد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول خمس صلوٰت کتبھن اللہ علی العباد مختصراً - مجیب صاحب کی دوسری حدیث "الوتر واجب علی کل مسلم" کے یہ معنی ہیں کہ وتر واجب ہیں کیونکہ واجب بمعنی ثابت ہے - دوسری حدیث اس کی تائید کی باب الغسل المسنون میں موجود ہے - غسل یوم الجمعۃ واجب علی کل محتلم - اگر ہر جگہ واجب کے معنی واجب کے ہوں تو غسل کی حدیث میں بھی واجب ہی کے معنی کرنے چاہئیں حالانکہ اس حدیث کے وجوب کے معنی کسی شارح نے نہیں کئے بلکہ ہر ایک نے اس حدیث کے معنی ثابت کے کئے ہیں کیونکہ غسل جمعہ کسی کے نزدیک واجب نہیں سب کے نزدیک سنت ہے حتی کہ عند الاحناف بھی مسنون ہے - اسی طرح حدیث "الوتر واجب" کے معنی ثابت کے ٹھیرے نہ کہ واجب کے - جب واجب کے معنی نہ ہوئے اس سے استدلال کرنا غلط ٹھیرا اور وتر کا مسنون ہونا ثابت ہوا - چنانچہ سبل السلام میں ہے وان الایجاب قد یطلق علی المسنون تاکیداً کما ذکر فی حدیث غسل الجمعۃ - طالب حق کو اتنا کافی ہے ورنہ دلائل بہت ہیں اگر لکھے جاویں تو مستقل کتاب بن جاتی ہے - مفتی صاحب نے ۳ کی حدیث جو ایک وتر کی ممانعت میں پیش کی ہے وہ بالکل ضعیف ہے اور نہ صحاح ستہ میں موجود ہے - صحاح ستہ کی حدیث جو صحیح اور سب کے نزدیک مسلم ہیں ان کا مقابلہ نہیں کرسکتی کیونکہ جب صحیح حدیث موجود ہو تو اس سے استدلال کیا جاوے گا چنانچہ نسائی شریف میں ہے عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الوتر رکعۃ من آخر اللیل اور ابوداؤد میں ہے عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الوتر حق علی کل مسلم فمن احب ان یوتر فلیفعل ومن احب ان یوتر بثلاث فلیفعل ومن احب ان یوتر بواحدۃ فلیفعل - اس حدیث سے ان لوگوں کے مذہب کی تردید نکلی جو لوگ جزماً تین رکعت وتر کا حکم دیتے ہیں - کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ہر طرح اجازت فرمائی تو تحدید کہاں سے نکالتے ہو خواہ مخواہ شریعت مطہرہ عام کو محدود کرنا کیسی نادانی ہے
جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جن کے ہم تابعدار ہیں انھوں نے ایک وتر اور تین وتر اور پانچ وتر
پڑھنے کی اجازت ورخصت مرحمت فرمائی ہے تو بھلا دوسروں کی بات کس طرح تسلیم کی جائے گی بلکہ
اس رخصت کو محدود کرنا محض تعصب و مذہبی پابندی ہے جس طرح رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
رخصت فرمائی اس طرح کیوں نہ فتویٰ دیا جائے، چاہے کوئی ایک پڑھے چاہے تین چاہے پانچ۔
اور ابن ماجہ میں ہے سأل ابن عمر رجل کیف اوتر قال اوتر بواحدۃ قال انی اخشی ان
یقول الناس البتیراء فقال سنۃ اللہ ورسولہ یرید ھذہ سنۃ اللہ ورسولہ۔
دیکھو اس حدیث میں صاف بیان ہے کہ اس شخص نے حضرت ابن عمر کو ایک وتر پڑھنے کا اعتراض کیا
مگر حضرت ابن عمر نے اس شخص کی ایک نہ مانی بلکہ یہی کہا کہ نہیں ایک پڑھنا حضرت کی سنت ہے تو بھلا
ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ تین سے کم یا زیادہ جائز نہیں۔ اور فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے
وصح عن جماعۃ من الصحابۃ انھم اوتروا بواحدۃ من غیر تقدم نفل قبلھا وفی کتاب
محمد بن نصر وغیرہ باسناد صحیح عن السائب بن یزید ان عثمان قرأ القرآن
لیلۃ فی رکعۃ لم یصل غیرھا وفی المغازی ان سعداً اوتر برکعۃ وفی المناقب
عن معاویۃ انہ اوتر برکعۃ وان ابن عباس استصوبہ۔ ان سب اقوال واحادیث
سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہر طرح رخصت ہے اور بہت دلائل ہیں مگر بسبب عدم گنجائش کے
سما نہیں سکتے اتنے کو ہی کافی سمجھیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردار ہو جاویں کیونکہ
آپ کی فرمانبرداری نجات ہے۔ مفتی صاحب نے التحیات درمیانی کے ثبوت کے واسطے جو
حدیث پیش کی ہے اس سے التحیات کا ثبوت ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں صرف یہی ہے کہ مثل
نماز مغرب کے ہے اس میں التحیات کا کوئی ذکر نہیں مماثلت کے احتمال سے التحیات کا ثبوت
نکالنے میں یہاں مماثلت سے مماثلت تامہ مراد نہیں جیسے کوئی شخص کہے زید مثل شیر کے ہے
اب اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ زید شیر ہی ہو بلکہ صرف یہ مراد ہے کہ زید کی بہادری مثل

شیر کے ہے چنانچہ اس حدیث میں بھی یہی ذکر ہے کہ مثل نماز مغرب کے ہے یعنی عدد میں نماز مغرب کی مثل ہے۔ اگر مماثلت تامہ سمجھتے ہو تو پھر وتروں کو بھی مغرب کی نماز کے مثل فرض عین سمجھنا چاہیے حالانکہ ان کو فرض عین کوئی نہیں قرار دیتا تو اس سے معلوم ہوا کہ یہاں مماثلت تامہ مراد نہیں دوسرا یہ ہے کہ اس میں ذکر ہے کہ نماز مغرب دن کی وتر ہیں اور یہ رات کی وتر ہیں اس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ مماثلت صرف وتر ہونے میں ہے نہ مماثلت کلی۔ ہم خدا کے فضل سے صحاح ستہ وغیرہ میں سے صحیح حدیثیں پیش کرتے ہیں جن میں صریح لفظ ہیں کہ درمیان میں التحیات نہ پڑھنا چاہیے عن ابی ہریرۃ مرفوعاً وموقوفاً لا توتروا بثلاث تشبهوا بصلوٰۃ المغرب وقد صححه الحاکم۔ اور دوسری حدیث عن عائشۃ رض انه کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یوتر بثلاث لا یقعد الا فی اٰخرهن وروی النسائی من حدیث ابی بن کعب نحوه و لفظه یوتر بسبح اسم ربك الاعلیٰ وقل یا ایها الکافرون وقل هو اللّٰه احد ولا یسلم الا فی اٰخرهن۔ ان حدیثوں کے صریح لفظ ہیں کہ حضرت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم درمیان میں التحیات کو نہیں بیٹھتے تھے۔ احتمال والی حدیث بھلا کس طرح مقابلہ کر سکتی ہے۔ اصل وتر پڑھنے کی دو صورتیں ہیں ایک تو وہ جو مذکور ہوئی ہے بغیر التحیات کے اخیر میں سلام پھیرنا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ دو رکعت پڑھ کے سلام پھیر دے اور ایک رکعت علیحدہ پڑھے۔ یہ صورت بہت بہتر ہے اور اسی کو اکثر لوگوں نے پسند کیا ہے۔ مفتی صاحب نے جو قنوت کے بابت تحریر فرمایا ہے کہ قنوت بعد رکوع مکروہ ہے۔ اور پندرہ دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم پر لعنت کی اس میں قبل اور بعد کا ذکر نہیں۔ خبر نہیں مولوی صاحب نے فتویٰ دینے کے وقت سہم ہو کر فتوی لکھا ہے کیونکہ صریح حدیث میں لفظ بعد مذکور ہے اور مفتی صاحب نے قبل اور بعد دونوں کی نفی تحریر کر دی۔ حدیث متفق علیہ تحریر ہے عن ابی ہریرۃ ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا اراد ان یدعو علیٰ احد او یدعو لاحد قنت بعد الرکوع الحدیث۔ در ابن ماجہ۔ عن محمد قال سألت انس بن مالك عن القنوت فقال قنت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد الرکوع۔ عون المعبود وقد روی محمد بن نصر عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقنت بعد الرکعۃ وابوبکر وعمر حتی کان عثمان قنت قبل الرکعۃ۔ قال المنذری۔ وفی روایۃ قال ھذا یقول فی وتر القنوت۔ ان حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ قنوت بعد رکوع پڑھنا چاہیے مکروہ لکھنا بالکل بلا دلیل اور ضد ہے۔ اگر کوئی قبل رکوع قنوت پڑھے تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ جائز نہیں۔ کیونکہ طرفین کی حدیثیں موجود ہیں۔ ہر دو جانب کی حدیثوں پر عمل کرنے کیواسطے کبھی قبل رکوع پڑھے اور کبھی بعد رکوع کیونکہ ایک حدیث پر عمل کرنا اور دوسری پر نہ کرنا امر ناگوار ہے۔ مناسب یہی ہے کہ ہر دو پر عمل کریں تاکہ دونوں میں تعارض نہ رہے

الجواب:۔ (از مولوی مشیت اللہ صاحب دیوبندی)

سب سے پہلے عرض کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جواب میں غور و تنقیح کے بعد تین جزو نکلتے ہیں (۱) وتر سنت ہیں۔ ان کے واجب ہونے پر کوئی دلیل نہیں اور جس نے عقبہ بن عامر کی حدیث سے استدلال کیا ہے بالکل غلط ہے کیونکہ اس میں وجوب کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ نیز الوتر واجب علی کل مسلم سے بھی وجوب پر استدلال کرنا باطل ہے کیونکہ یہاں واجب بمعنی ثابت ہے وجوب اصطلاحی نہیں اور واجب اس معنی میں کثرت سے آتا ہے۔ کما فی باب الغسل المسنون۔ غسل یوم الجمعۃ واجب۔ یہاں سب کے نزدیک واجب بمعنی ثابت ہے کیونکہ غسل یوم جمعہ کو کوئی واجب نہیں کہتا۔

(۲) تین رکعت کی تحدید وتر میں کرنا باطل ہے۔ وتر کا ایک رکعت ہونا بھی نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے ثابت ہے۔ چنانچہ نسائی میں ہے عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الوتر رکعۃ من آخر اللیل۔ اور ابوداؤد میں ہے عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الوتر حق علی کل مسلم فمن احب ان یوتر بخمس فلیفعل ومن احب ان یوتر بثلاث فلیفعل ومن احب ان یوتر بواحدۃ فلیفعل

ان دونوں روایتوں سے ان لوگوں کے مذہب کی تردید نکلی جو جزماً وتر تین رکعت بتلاتے ہیں اس پر دلیل لانی چاہئے کہ تین رکعت کی تحدید کہاں سے کرتے ہو۔ نیز حضرت عائشہ رضی کی روایت انہ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلاث لا یقعد الا فی اٰخرھن سے وتر کو تین رکعت مان کر قعدۂ اولیٰ کی نفی ہوتی ہے پھر التحیات درمیانی کا ثبوت کس طرح ہو سکتا ہے

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قنوت بعد الرکوع پڑھنا بھی ثابت ہے۔ بعد الرکوع اور قبل الرکوع دونوں طرح قنوت پڑھنا بلا کراہت جائز ہونا چاہئے۔ پھر بعد الرکوع قنوت پڑھنا مکروہ کس طرح ہوا۔ یہ تین امور ہیں جن کا مجیب صاحب نے التزام کیا ہے اور اپنی کم فہمی کی داد خود دیتے ہوئے لکھا ہے کہ سب روایتوں کے برخلاف امام ابوحنیفہ رح کا مذہب قوی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جہاں صحیح حدیث ہو اس کے برخلاف کسی مذہب پر چلنا سراسر غلطی اور محض تعصب ہے۔

آپ کو انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہو جائے گا کہ امام ابوحنیفہ رح کا مذہب روایات صحیحہ سے کتنا قریب تر ہے۔ ابوحنیفہ ہی کا کمال فراست اور تفقہ فی الدین ہے جس نے صحیح روایات تو کجا ضعیف روایت کو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ امام صاحب موصوف روایات سے تعامل اور قرائن دیکھ بھال لینے کے بعد ایسا پاکیزہ اور عمدہ محمل نکالتے ہیں جس کے باعث تمام روایات پر اگرچہ متعارض ہی کیوں نہ ہوں عمل کرنا سہل ہو جاتا ہے۔ غیر متعصب اس کا اندازہ کر سکتا ہے، متعصب معاند کے کبھی یہ بات خیال میں نہیں آ سکتی مگر ؎

گر نہ بیند بروز شپرۂ چشم　　چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ہمیں اس سے مقصود کسی پر طعن و تشنیع نہیں نہ ہمارا یہ شیوہ ہے۔ نہ ہم ایسے بیباک ہیں کہ تعصب کے پردہ میں نمودار ہو کر جس امام کی چاہیں توہین کر ڈالیں، البتہ ہم سے اس جواب فتویٰ کا جواب مانگا گیا ہے اس لئے جو کچھ ہمارے نزدیک حق ہے اس کو نمبروار تین جزوں پر تقسیم کرتے ہوئے جواب دیتے ہیں۔ واللہ الموفق للصواب۔

(۱) دربارہ وتر اگرچہ امام ابوحنیفہؒ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ وتر سنت ہیں لیکن صاحب نہایہ جیسے محققین مذہب نے اصح اور راجح روایت وجوب کو قرار دیا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ صرف امام موصوف نے وتر کو واجب قرار دیا یا اور حضرات بھی وجوب کے قائل ہیں۔ جناب مجیب صاحب کی خوش فہمی ہے کہ وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ امام ابوحنیفہؒ اس میں منفرد ہیں۔ کاش کہ شیخ بدرالدین عینی کی اس عبارت سے واقف ہوتے وحکی ابن حزم ان مالکا قال من ترکہ ادب وکانت جرحۃ فی الشہادۃ الخ وفی المصنف عن مجاہد بسند صحیح ھو واجب ولم یکتب الخ وحکی ابن بطال وجوبہ عن اھل القرآن عن ابن مسعود وحذیفۃ وابراھیم النخعی وعن یوسف بن خالد السمتی شیخ الشافعی وجوبہ وحکاہ ابن ابی شیبۃ ایضاً عن سعید بن المسیب وابی عبیدۃ بن عبد اللہ ابن مسعود والضحاک[1] انتھی۔ پس معلوم ہوا کہ ابوحنیفہ ہی وجوب وتر کے قائل نہیں ہوئے بلکہ سلف میں سے ایک جماعت ابوحنیفہ رہ کی طرح واجب کہتی ہے حتی کہ امام مالک کا بھی رجحان خاطر یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس قسم کے زوردار الفاظ ترک واجب ہی کی نسبت کہے جاسکتے ہیں اور حافظ علیم الدین السخاوی تو معلوم ہوتا ہے کہ فرضیت وتر کے قائل ہوگئے ہیں۔ کما فی حاشیۃ بحرالرائق واختار الشیخ علیم الدین السخاوی انہ فرض وعمل فیہ جزءً وساق الاحادیث الدالۃ علی فرضیۃ ثم قال فلا یرتاب ذو فھم بعد ھذا انہا الحقت بالصلوٰت الخمس فی المحافظۃ[2] انتھی۔ اور عجب نہیں امام بخاری رحمہ اللہ کا رجحان بھی وجوب کی طرف ہو کما اشار الیہ الحافظ فی فتح الباری، فرادہ بالترجمۃ عن ابواب التہجد والتطوع یقتضی انہ غیر ملحق بہا ثم قال الحافظ ولولا انہ اورد الحدیث الذی فیہ ایقاعہ علی الدابۃ الا المکتوبۃ لکان اشارۃً الی انہ یقول بوجوبہ[3] انتھی

[1] عمدۃ القاری ابواب الوتر ص ۱۲/۴ جلد ۴ ۱۲ [2] حاشیہ بحرالرائق ص ۴۰/۲ ۱۲ ظفیر [3] فتح الباری ابواب الوتر ص ۳۹۷/۲ ۱۲ ظفیر۔

حافظ کہنے کو تو کہہ گئے کہ بخاری کا صلوٰۃ وتر اور صلوٰۃ لیل کے لئے علیحدہ علیحدہ تراجم رکھنا اس کو مقتضی ہے کہ بخاری وتر کو صلوٰۃ لیل کے ساتھ لاحق نہیں کرتے لیکن یہ دیکھو کہ بخاری ابواب وتر میں وہ حدیث بھی لائے ہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر دابہ پر سوار ہونے کی حالت میں پڑھے ہیں۔ فرمانے لگے بے شک و شبہ یہ کہہ دیا جاتا کہ بخاری وجوب وتر کے قائل ہو گئے ہیں اگر بخاری اس قسم کی حدیث نہ لاتے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دابہ پر وتر پڑھنا ثابت ہے۔ میں کہتا ہوں بخاری یقیناً وجوب وتر کے قائل ہو گئے ہیں۔ نئی بات تو حافظ بھی مانتے ہیں کہ بخاری کا صلوٰۃ لیل اور وتر کے لئے علیحدہ علیحدہ ترجمہ لانا اس کو مقتضی ہے کہ بخاری دونوں کو ایک مرتبہ میں رکھنا نہیں چاہتے لیکن یہ صلوٰۃ وتر کے وجوب کے قائل ہوگئے ہیں بخاری کی اس روایت لانے سے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دابہ پر وتر پڑھنا ثابت ہے۔ اب یہ نسبت ان کی طرف نہیں کی جا سکتی۔ میں کہتا ہوں باوجود اس کے کہ بخاری اس قسم کی حدیث بھی لائے ہیں کہ جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دابہ پر وتر پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔ تاہم یہ بخاری کے اس مقصد کے منافی نہیں جس کو ترجموں کے علیحدہ علیحدہ لانے میں اشارۃً ذکر کر چکے ہیں کیونکہ تم زیادہ سے زیادہ یہی کہو گے کہ جب بخاری وجوب وتر کے قائل ہوئے تو ان کو وہ حدیث نہ لکانی چاہئے تھی جس میں یہ ہے کہ سوار ہونے کی حالت میں دابہ پر وتر پڑھے گئے ہیں کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ وتر واجب ہوں اور دابہ پر سواری کی حالت میں ادا کئے گئے ہوں۔ اس کے بعد میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اس کی دلیل لائیے کہ بخاری کا بھی یہی مسلک ہے کہ واجب خواہ حالت سفر ہی میں کیوں نہ ہو دابہ پر پڑھنا جائز نہیں۔ بخاری شان اجتہاد رکھتے ہیں۔ عجب نہیں کہ وجوب وتر کے قائل ہو کر دابہ پر ادا کرنے کو جائز رکھتے ہوں اور بہتر بات یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ بخاری اس حدیث کو لا کر جس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دابہ پر سوار ہو کر وتر پڑھے ہیں اشارہ کر رہے ہیں کہ دابہ پر وتر کا پڑھے جانا وجوب کے منافی نہیں کیونکہ یہ واقعہ حال لا عموم لہا کے طور پر ہے اور جب معتبر روایات سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف تھی کہ وتر دابہ سے اتر کر زمین پر پڑھا کرتے تھے۔ کما فی الطحاوی

کہ لامحالہ یہ وتر دابہ کے اوپر کسی عذر شدید کی حالت میں پڑھے گئے ہوں گے اور عذر کی حالت میں واجب تو کیا فرض کا ادا کرنا بھی دابہ پر متفق علیہ ہے۔ لہٰذا اس روایت میں وتر کا دابہ پر پڑھا جانا وجوب وتر کے منافی نہیں واللہ اعلم۔ قائلین بسنیۃ الوتر میں سے ایک جماعت وتر کو محض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بطور خصوصیت واجب کہتے ہیں اور پھر آپ کا دابہ پر ادا کرنا انھوں نے مضر نہیں سمجھا۔ الغرض بخاری کی شان اور ان کی عادت پر نظر کرتے ہوئے بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری بھی امام ابوحنیفہ کی طرح وجوب وتر کے قائل ہو گئے ہیں۔ امام ابوحنیفہ کی نسبت تو بعض معاندین اور متعصبین یہ بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ ان کو صحیح روایات کا ذخیرہ نہیں پہنچا۔ امام بخاری کی نسبت کیا کہو گے جو امیر المومنین فی الحدیث ہیں کہ وہ بھی وجوب کے قائل ہو گئے ہیں۔ اب اس قدر فہرست شمار کرنے کے بعد ہمارے مجیب مجتہد کو یہ حق نہیں رہا کہ وہ سبل السلام کی عبارت ذھب الجمھور الی انہ لیس بواجب ہمارے سامنے پیش کر کے یہ دعویٰ کریں کہ ابوحنیفہؒ اس مسئلہ میں منفرد ہیں۔ صاحب سبل السلام اگر واقعی ہمارے مجیب صاحب کے ہم خیال ہیں تو ان کی یہ عبارت بلا شبہ مقام تحقیق میں نظر انداز کرنے کے قابل ہو گی۔ اور اگر ایسا نہیں بلکہ صاحب سبل السلام کی نفی واجب سے نفی فرضیت مراد ہے اور ہمارے مجیب صاحب کو ظاہری الفاظ سے دھوکہ لگا ہے۔ تب حنفیہ کے مقابلہ میں یہ عبارت ہرگز پیش کئے جانے کے قابل نہیں۔ حنفیہ کب فرضیت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ وجوب وتر کے دلائل متعدد ہیں۔ عمدۃ القاری میں شیخ بدرالدین عینی نے سب کو بالاستیعاب بیان کیا ہے۔ آپ کے اطمینان خاطر کے لئے مختصر طور پر زیادہ نہیں دو چار یہاں بھی ذکر کئے دیتا ہوں۔ عن عبد اللہ بن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اجعلوا آخر صلوٰتکم باللیل وترا۔ رواہ مسلم[1]۔ وعنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بادروا الصبح بالوتر۔ رواہ مسلم[2]۔ وعن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اوتروا قبل ان تصبحوا۔ رواہ الا ابی عنہ الا البخاری[3]۔ یہ تین روایتیں ہیں جن میں وتر کی تعلیم بصیغۂ امر مذکور ہے۔ اور اگرچہ بنا بر مذہب اہل تحقیق امر وجوب

---

[1] مشکوٰۃ باب الوتر ص ۱۱۱۔ [2] ایضاً۔ [3] ایضاً ۱۲۔

کے لئے نہیں ہوتا لیکن یہاں امر بالضرور وجوب کے لئے ماننا پڑیگا۔ اس پر منجملہ قرائن متعددہ کے سب سے بڑا اور بہتر قرینہ یہ ہے کہ وتر دراصل وہ نماز ہے جو سورۂ مزمل کے نازل ہونے کے وقت فرض کی گئی تھی اور طبقات ابن سعد کی روایت ان اللہ ایدکم باللیلۃ صلوٰۃ۔ الحدیث سے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نماز پہلے سے شفعاً شفعاً فرض تھی ایتار بعد کو فرض کیا گیا۔ ذکرہ الخطابی فی معالمہ۔ غرض کہ اس میں شک نہیں کہ یہ نماز ایک وقت میں یقیناً فرض تھی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ بعد کو اس نماز کا وجوب ولزوم منسوخ ہوا ہے یا تطویل قراءۃ۔ سو فاقرؤا ما تیسر من القرآن سے تطویل قراءۃ منسوخ ہوگئی ہے اس کا وجوب ولزوم منسوخ نہیں ہوا بدستور باقی ہے۔ چنانچہ وجوب اور لزوم کے نسخ پر کوئی دلیل صریح موجود نہیں ہے ہاں نسخ فرضیت محتمل ہے لہٰذا ان تمام وجوہ کی رعایت کرتے ہوئے حنفیہ فرضیت کا دعویٰ نہیں کرتے وجوب اور لزوم کے مدعی ہیں۔ حتیٰ کہ ہماری اس تقریر سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ وتر کا وجوب سورۂ مزمل کے وقت نزول سے اب تک چلا آرہا ہے منسوخ نہیں ہوا، اور کیونکر کوئی نسخ کا دعویٰ کرسکتا ہے جب کہ نسخ وجوب پر کوئی دلیل موجود نہیں۔ آپ کے پاس اگر کوئی دلیل ہو تو بسم اللہ، ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے، پیش کیجئے۔ ہاں شرط یہ ہے کہ انصاف ملحوظ رہے۔ اور اگر ان تمام روایات کے پیش کرنے سے آپ کی تسکین نہ ہوگی اور یہ معنوی نکتہ کہ امر وجوب کے لئے ہے ہمارے مجیب مجتہد کے سمجھ میں نہ آئے تو اور سنئے۔ ابوداؤد میں ہے عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الوتر حق فلم یوتر فلیس منا۔ الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا۔ الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا[1]۔ قال العینی وھذا حدیث صحیح وفیہ ابوالمنیب وثقہ ابن معین وقال ابن ابی حاتم ھو صالح الحدیث وقال یجول[2]۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کو سنتوں کی طرح نہیں رکھا بلکہ تارک کے حق میں

[1] مشکوٰۃ باب الوتر فصل ثانی ص ۱۱۳ ۱۲ [2] عمدۃ القاری ابواب الوتر ص ۴۱۲/۳ ۱۲ ظفیر۔

وعید شدید فرماکر مادون الفرائض اور مافوق السنن اس کے لئے رتبہ مقرر فرمایا۔ ولیس ہذا الا الوجوب امام ابوحنیفہ اسی کو واجب کہتے ہیں۔ فرض اور واجب میں امام صاحب کے یہاں بین فرق ہے کما فی البحر۔ وذکر حکایۃ فی البدائع ھی ان یوسف بن خالد السمتی کان من اعیان فقہاء البصرۃ۔ فسأل اباحنیفۃ رحمہ۔ عنہ فقال انہ واجب فقال لہ کفرت یا اباحنیفۃ ظنًّا منہ انہ یقول انہ فریضۃ فقال ابوحنیفۃؒ ایھولنی اکفارک ایای وانا اعرف الفرق بین الفرض والواجب کفرق ما بین السماء والارض ثم بین لہ الفرق بینھما فاعتذر الیہ وجلس عندہ للتعلمؓ۔ ۱ھ اتی عمرو بن سعد اور عقبہ بن عامر کی روایت ان اللہ زادکم صلوٰۃ وھی خیر لکم من حمر النعم الحدیث سے بھی وجوب پر استدلال کیا گیا ہے اور طریق استدلال یہ ہے کہ ان روایتوں میں مشروعیت وتر کی نسبت خدا تعالیٰ کی جانب کی گئی ہے۔ نیز چونکہ مزید علیہ کی جنس سے زیادتی ہونی چاہئے اور ظاہر ہے کہ فرائض کی جنس سے واجب ہے اس لئے ان روایتوں سے وجوب کی طرف اشارہ سمجھا گیا ہے چنانچہ تعیین اور تحدید اوقات بھی اس روایت میں اس پر دلالت کرتی ہے کہ وتر واجب ہیں یہاں پر پہونچکر شاید کسی کو بار بار یہ خیال ستائے کہ اگر ان روایات سے وجوب ثابت ہوتا ہے تو چاہئے کہ سنت فجر کو بھی واجب کہدیا جائے کیونکہ سنت فجر کے متعلق بھی انھیں الفاظ کیساتھ اس قسم کی روایت مروی ہے حالانکہ اس کے وجوب کا کوئی قائل نہیں۔ بے شک شبہ کے درجہ میں اگر کوئی بات جاندار ہے تو یہ ہے لیکن بایں ہمہ ابوحنیفہؒ کی وسعت نظر دیکھئے کہ امام موصوف نے جب یہ دیکھا کہ سنت فجر اور وتر میں بالنسبۃ سائر سنن اور نوافل کے اگرچہ الفاظ زور دار استعمال کئے گئے ہیں مگر باوجود اس کے تعامل میں وتر کا سنت فجر سے زیادہ اہتمام کیا گیا ہے صحابہ میں سے کسی سے سفر وحضر میں احیانًا بھی ترک وتر ثابت نہیں۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باوجود مواظبۃ کے ترک وتر ثابت ہونا مشکل ہے اور جس درجہ آپ نے تارک وتر کے بارہ میں

لہ البحر الرائق باب الوتر والنوافل ص $\frac{۳۸}{۲۲}$ ۱۲ ظفیر۔

دعویٰ شاید فرمائی ہے۔ بتارک سنت فجر کے بارہ میں نہیں فرمائی اس بنا پر امام الائمہ نے دونوں میں یہ فرق کیا کہ وتر کو واجب اور سنت فجر کو سنت مؤکدہ قرار دیا۔ وجوب وتر کے دلائل اور بھی بہت ہیں مگر اس وقت اتنے ہی پر اکتفا کرتے ہوئے مجیب صاحب کی خدمت میں باادب عرض کرتا ہوں کہ حضرت بلاشبہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ الوتر واجب علی کل مسلم سے وجوب پر استدلال نہیں ہو سکتا کیونکہ بقول آپ کے یہاں واجب بمعنی ثابت ہے وجوب اصطلاحی مراد نہیں۔ یہ اصطلاح امر مستحدث ہے۔ حدیث میں کاہے کو ہونے لگی۔ یہ سب کچھ سہی مگر حضرت یہ تو فرمایئے کہ لیس الوتر بحتم کہیئۃ المکتوبۃ ولکن سنۃ سنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ الترمذی[1] سے وجوب کی نفی اور سنیت وتر پر کیسے استدلال قائم ہو سکتا ہے۔ یہاں آپ نے کس طرح سے پہچانا کہ سنت سے خاص سنت اصطلاحی مراد ہے جو واجب سے مغایر اور اس سے نیچے کا مرتبہ ہے یہاں یہ کیوں نہیں کہتے کہ سنت سے طریقہ مرضیہ مراد ہے جو واجب اور سنت سب کو شامل ہے چنانچہ سیاق اور سباق روایت بھی اسی امر کی تائید کرتا ہے اس میں اس وجوب کی نفی ہے جو فرض کی طرح ہو مطلق وجوب کی نفی نہیں۔ ہمیں دکھلایا جائے کہ اس کے کونسے لفظ سے وجوب کی نفی ہوتی ہے۔ یہ تو ہم بھی مانتے ہیں کہ حدیث میں فرضیت وتر کی نفی کی گئی ہے لیکن یہ کہ سنت سے خاص سنت اصطلاحی مراد ہے جو کہ واجب کو شامل نہیں اور حدیث سے وجوب کی نفی ہوتی ہے یہ کیونکر اور کس قاعدہ سے آپ نے سمجھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے مجیب مجتہد کو اپنی قرارداد قاعدہ (حدیث میں الفاظ اصطلاحی مراد لینا باطل ہے اصطلاح امر مستحدث ہے) سے یہاں پہنچکر ضرور غفلت ہوئی اس لئے مصداق ہوئے ۔ حفظت شیئاً وغابت عنک اشیاء۔ اور اگر ہمارے مجیب صاحب یہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں الفاظ اصطلاحی ہونا ضروری تو نہیں مگر یہاں سیاق و سباق روایت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سنیت سے سنیت اصطلاحی مراد ہے

---

[1] ترمذی شریف باب ماجاء ان الوتر لیس بحتم ص۶۱ لیس ، الوتر بحتم نہیں ہے بلکہ الوتر لیس بحتم ہے۔ ۱۲ ظفیر۔

عام نہیں جو واجب کو بھی شامل ہے۔ جناب والا اولاً تو یہ سیاق و سباق سے نکلتا نہیں بلکہ برعکس یہ معلوم ہوتا ہے کہ وجوب اصطلاحی کی نفی مقصود نہیں ہے اور اگر ایسا ہی ہے جیسا آپ فرماتے ہیں تو میں بھی کہتا ہوں کہ الوتر واجب میں وجوب اصطلاحی مراد ہے۔ یہاں واجب سے مسنون مراد نہیں میں مانتا ہوں کہ الایجاب قد یطلق علی المسنون تاکیداً مگر یہ کیا ضروری ہے کہ یہاں بھی واجب سے مسنون مراد ہو۔ اس کی آپ دلیل پیش کیجئے۔ ورنہ میں کہتا ہوں اگر آپکا ویسا ہی سیاق و سباق ہے تو یہاں پر بھی سمجھئے کہ حدیث من لم یوتر فلیس منا رواہ احمد[۱]۔ اس کو متقضی ہے کہ الوتر واجب میں واجب سے مسنون مراد نہیں ہے بلکہ وہی مراد ہے جس کے ابوحنیفہ رح قائل ہوئے ہیں کیونکہ عرفاً وجوب بمعنی لزوم مستعمل ہوتا ہے۔ نیز یہ وعید شدید جو امام محمد کی روایت میں ہے ترک واجب ہی پر ہو سکتی ہے۔ غرضیکہ یہ حدیث لیس الوتر بحتم کہیئۃ المکتوبۃ الحدیث سنیۃ وتر کے استدلال میں کسی طرح پیش کئے جانے کے لائق نہیں رہی ابن ماجہ اور خازن کی روایت سو ہمیں سخت تعجب ہے کہ آپ نے اپنے استدلال میں ایسی ضعیف روایتوں کو کیوں پیش کیا جس میں سے خازن کی روایت تو ساقط الاسناد ہے اور ابن ماجہ کی روایت صحیح طور پر یوں ہے ان الوتر لیس بحتم کصلوتکم المکتوبۃ[۲] اور یہ حنفیہ کے کسی طرح معارض نہیں ہو سکتی کیونکہ حنفیہ ایسے وجوب کا انکار کرتے ہیں جو فرضیت کی طرح کا ہو۔ اور ابوداؤد کی وہ روایت جس میں یہ ہے ان رجلاً من بنی کنانۃ یسمی رجلاً بالشام یدعی ابا محمد المخدجی یقول ان الوتر واجب قال المخدجی فرحت الی عبادۃ بن الصامت فاخبرتہ فقال عبادۃ کذب ابو محمد سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول خمس صلوٰۃ کتبھن اللہ علی العباد۔ انتہی۔ مختصراً[۳]۔ اسمیں

---

[۱] مشکوٰۃ عن ابی داؤد۔ باب الوتر ص۱۱۳ ۱۲ ظفیر [۲] یہ حدیث ترمذی میں انھیں الفاظ کے ساتھ حضرت علیؓ سے مروی ہے دیکھئے ترمذی باب ما جاء ان الوتر لیس بحتم ص۶۱ لیکن ابن ماجہ میں اُن الفاظ کے ساتھ ہے جو مجیب اول نے نقل کیا ہے۔ دیکھئے ابن ماجہ باب ما جاء فی الوتر ص۸۳ ۱۲ ظفیر [۳] ابوداؤد باب من لم یوتر جلد۱ ص۲۰۱

عبادہ نے فرضیت کی نفی کی ہے۔ واجب اصطلاحی کی نہیں کی۔ صحابہؓ کے عہد میں واجب کا اطلاق فرض پر کیا جاتا تھا یہی وجہ ہے کہ یوسف بن خالد سمتی نے محض واجب کہنے پر ابوحنیفہؒ کو کافر کہہ دیا۔ جب ابوحنیفہ نے واجب کی حقیقت ان کے سامنے منکشف فرمائی واجب اور فرض میں فرق دکھلایا تب انھوں نے معذرت کی اور تعلیم کی غرض سے بیٹھ گئے۔ ٹھیک اسی طرح سے عبادہ بھی ابو محمد کے واجب کہنے سے یہ سمجھے کہ ابو محمد فرضیت وتر کا قائل ہو گیا ہے چنانچہ یہ سنکر فرمانے لگے کہ ابو محمد نے جھوٹ بولا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ کل پانچ نمازیں فرض ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے (چھٹی کوئی نماز فرض نہیں) یہ تھی اصل حقیقت ہمارے مجیب صاحب اپنی خوش فہمی سے یہ سمجھ بیٹھے کہ عبادہ وجوب اصطلاحی کی نفی فرمارہے ہیں۔ جزو ثانی کو نہیں دیکھا کہ اس سے واجب بمعنی فرض کی نفی مقصود ہے مطلقاً واجب کی نفی مقصود نہیں۔ اس روایت اور موطا مالکؒ کی اس روایت سے جس میں یہ ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا گیا کہ کیا وتر واجب ہیں تو انھوں نے فرمایا، اوتر النبی والمسلمونؐ۔ صاف یہ نہ فرمایا کہ واجب ہیں یا واجب نہیں ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہؓ کے قلوب میں یہ بات راسخ تھی کہ وتر اگرچہ فرض نہیں ہیں سنت بھی نہیں ہیں کیونکہ سنت سے اس میں زیادہ تاکید آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابن عمر نے اوتر النبی والمسلمون جواب میں فرمایا یہ نہ فرمایا کہ مسنون ہیں، مسنون کہنے سے رک گئے ابوحنیفہ رہ اس منشار کو خوب سمجھے وجوب کے قائل ہو گئے۔ نہ وتر کو سنت قرار دیا نہ فرض۔ وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

(۲) اس جزو میں حنفیہ کے دو مسئلہ ہیں (۱) وتر تین رکعت ہیں ایک رکعت ہرگز ہرگز وتر نہیں ہو سکتی (۲) اور یہ تین رکعت وتر دو قعدوں اور ایک سلام سے ہیں، دو سلام یا ایک قعدہ سے نہیں ہیں۔ یہ دو مسئلہ ہیں جن کا مجیب مجتہد حنفیہ پر الزام رکھتے ہوئے انکار کرتے ہیں حالانکہ اقرب الی الروایات بلاشبہ حنفیہ کا مذہب ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض روایات ایسی بھی

سنہ ولہ مشکوٰۃ باب الوتر ص۱۱۳ الفاظ یہ ہیں۔ اوتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واوتر المسلمون ۱۲۔

ہیں جن سے بادی النظر میں وتر کا ایک رکعت ہونا بھی ثابت ہے۔ چنانچہ ابن عمرؓ کی ایک روایت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الوتر رکعۃ من اٰخر اللیل رواہ النسائی [۱]۔ اور ابو ایوب انصاری کی روایت الوتر حق علیٰ کل مسلم فمن احب ان یوتر بخمس فلیفعل ومن احب ان یوتر بثلاث فلیفعل ومن احب ان یوتر بواحدۃ فلیفعل [۲]۔ اور ابن ماجہ کی روایت سئل ابن عمر رجل فقال کیف اوتر بواحدۃ قال انی اخشیٰ ان یقول الناس البتیراء فقال سنۃ اللہ ورسولہ یریدا ھذہ سنۃ اللہ ورسولہ [۳]۔ یہ تین روایتیں ہیں جن کو مجیب صاحب نے وتر کی کم از کم ایک رکعت ہونے کے استدلال میں پیش کیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ وتر کی ایک رکعت بھی ہو سکتی ہیں حالانکہ ان میں سے ابو ایوب انصاری کی روایت تو موقوف ہے کما صرح بہ الحافظ فی التلخیص وصحح ابو حاتم والزیلعی والدار قطنی فی العلل والبیہقی وغیر واحد۔ وھو الصواب۔ غرض کہ اس حدیث کا رفع معلول ہے موقوف ہونا صواب ہے۔ رہی ابن ماجہ اور نسائی کی روایت ان کا ہرگز مطلب یہ نہیں کہ ایک رکعت بلا تقدیم شفعہ کے وتر ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص صلوٰۃ لیل و تہجد پڑھتا ہو اس کے حق میں وتر اخیر کی رکعت ہے کیونکہ اس ایک رکعت کے ملانے سے اس کا آخری شفعہ وتر بن گیا یہ نہیں ہوا کہ صرف ایک رکعت وتر بن گئی چنانچہ اس مقصد کی تائید ابن عمرؓ کی دوسری روایت سے جو بخاری میں ہے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا اخشیٰ احدکم الصبح صلی رکعۃ واحدۃ توتر لہ ما قد صلی۔ انتھی مختصراً [۴]۔ ہوتی ہے اور خود حضرت ابن عمرؓ کا بھی یہ مذہب تھا کہ صرف ایک رکعت وتر ہے بلکہ ان کے نزدیک تین رکعت وتر کو مفصولاً بدو قعدہ بدو سلام پڑھنا جائز تھا۔ چنانچہ طحاوی نے ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ وتر تین رکعت پڑھا کرتے تھے ان روایتوں کا تو یہ حال تھا، باقی بکثرت روایات صحیحہ ایسی ہیں جن سے وتر کا تین ہی رکعت ہونا

---

[۱] مشکوٰۃ عن مسلم باب الوتر ص۱۱۱ ۱۲ [۲] مشکوٰۃ باب الوتر فصل ثانی ص۱۱۲ ۱۲ ظفیر [۳] ابن ماجہ باب ما جاء فی الوتر برکعۃ ص۸۳ ۱۲ ظفیر [۴] مشکوٰۃ باب الوتر فصل اول ص۱۱۱ ۱۲۔

ثابت ہے۔ وفی الطحاوی۔ روایات کثیرۃ تدل عن ان اجماع المسلمین علی ان الوتر ثلث۔ اور تراویح عہد عمر سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ آپ کے اطمینان کے لئے ایسی روایتیں ذکر کرتا ہوں جن سے بالتصریح وتر کا تین رکعت ہونا معلوم ہوتا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے۔ عن ابی سلمۃ عن عبد الرحمٰن انہ سئل عائشۃ کیف کانت صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان فقالت ماکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان وغیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ یصلی اربعًا فلا تسئل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی اربعًا فلا تسئل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی ثلاثًا قالت عائشۃ یا رسول اللہ اتنام قبل ان توتر فقال یا عائشۃ ان عینی تنامان ولا ینام قلبی[1]۔ اور صحیح مسلم میں ہے۔ عن ابن عباسؓ انہ رقد عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاستیقظ وتسوک وتوضأ وھو یقول ان فی خلق السمٰوات والارض واختلاف اللیل والنہار لآیات لاولی الالباب فقرأ ھؤلاء الآیات حتی ختم السورۃ ثم قام فصلی رکعتین فاطال فیھما القیام والرکوع والسجود ثم انصرف فنام حتی نفخ ثم فعل ذلک ثلث مرات ست رکعات کل ذلک یستاک ویتوضأ ویقرء ھؤلاء الآیات ثم اوتر بثلاث[2]۔ اور ابو داؤد کے سوا سنن کی تمام کتابوں میں ہے عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بسبح اسم ربک الاعلیٰ وقل یا ایھا الکفرون وقل ھو اللہ احد۔ اسنادہ حسن[3]۔ اور ترمذی کے سوا سنن کی تمام کتابوں میں ہے۔ وعن ابی بن کعب قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بسبح اسم ربک الاعلیٰ۔ وقل یا ایھا الکفرون وقل ھو اللہ احد۔ اسنادہ صحیح[4]۔ وعن عبد الرحمٰن بن ابزی انہ صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الوتر فقرأ فی الاولیٰ بسبح ربک الاعلیٰ وفی الثانیۃ

---

[1] بخاری باب قیام النبی صلعم باللیل ص ۱۵۴/۱ ۱۲ [2] ظفیر مشکوٰۃ باب صلوٰۃ اللیل ص ۱۰۶ ۱۲ [3] عمدۃ القاری۔ ابواب الوتر ص ۴۰۵/۳ ۱۲ ظفیر [4] عمدۃ القاری ابواب الوتر۔ ص ۴۰۵/۳ ۱۲۔

قل یا یھا الکفرون و فی الثالثۃ قل ھو اللہ احد فلما فرغ قال سبحان الملک القدوس
ثلثا یمد صوتہ بالثالثۃ رواہ الطحاوی و احمد والنسائی واسنادہ[1] حسن کما
صرح بہ الحافظ فی التلخیص۔

ان روایات کے علاوہ اور بھی کثرت سے روایتیں ہیں جن کو بخوف تطویل ترک کرتا ہوں
اگر ضرورت سمجھی گئی تو آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ ذکر کروں گا۔ اس کے بعد میں آپ سے پوچھتا
ہوں کہ ان روایات صحیحہ کے برخلاف ابن ماجہ اور ابو ایوب انصاری کی روایت کو جو در اصل
ان کا فتویٰ معلوم ہوتا ہے مرفوع روایت نہیں۔ معمول بہا بنانا اور جزماً یہ کہنا کہ ایک رکعت
بھی وتر ہے کیا یہ تعجب نہیں ہے۔ روایات صحیحہ کو چھوڑ کر ایک موقوف روایت کے باعث جو
درحقیقت ابو ایوب انصاری کا فتویٰ ہے کوئی جری ناعاقبت اندیش ہی ایسا کہہ سکتا ہے کہ
ایک رکعت بھی وتر ہے۔ مجتہد کوئی کبھی ایسا نہیں کہہ سکتا۔

الحاصل وتر کے ایک رکعت نہ ہونے اور تین رکعت ہونے میں تو کچھ شبہ ہی نہیں اگر گنجائش
ہے تو اس میں ہے کہ یہ تین رکعت وتر دو قعدوں اور دو سلام سے ہیں یا صرف ایک قعدہ اور ایک
سلام سے۔ حنفیہ ان دونوں صورتوں کے سوا ایک تیسری صورت اختیار کرتے ہیں۔ دو قعدوں
اور ایک سلام سے وتر پڑھنے کا حکم دیتے ہیں اور یہ نہیں کہ محض تعصب سے ایسا کیا جا رہا ہے
بلکہ ہمارے پاس اس پر دلائل موجود ہیں۔ صحیح مسلم ص ۲۵۶ میں ہے و لفظہ مختصرا۔ ویصلی
تسع رکعات لا یجلس فیھا الا فی الثانیۃ فیذکر اللہ ویحمدہ ویدعوہ ثم ینھض
ولا یسلم ثم یقوم التاسعۃ ثم یقعد فیذکر اللہ ویحمدہ ویدعوہ ثم یسلم تسلیما
یسمعنا۔ الحدیث۔ شیخ بدرالدین عینی فرماتے ہیں اگرچہ اس روایت سے یہ ایہام ہوتا ہے کہ نو رکعت
دو قعدوں اور ایک سلام سے پڑھی گئی۔ شروع کی سات رکعت میں آپ نے کہیں قعدہ نہیں کیا
مگر درحقیقت یہ بات نہیں۔ حضرت عائشہ نے صلوٰۃ لیل کے قعدوں کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ وتر کے

---

[1] نسائی شریف باب کیف الوتر بثلث ج ۱ ص ۲۴۸ و نصب الرایہ ج ۲ ص ۱۱۹ ۱۲ ظفر

پہلے قعدہ کا ذکر فرماتے ہوئے تین رکعت وتر کا بدو قعدہ اور ایک سلام ثبوت دینی ہیں۔ اتنا فرماکر شیخ بدرالدین عینی ساکت ہوگئے اس کا ثبوت نہیں دیا کہ فی الواقع حضرت عائشہ رضؓ کا یہی مطلب ہے کہ نبی علیہ السلام نے وتر کی دوسری رکعت میں جو مجموعہ رکعات کے اعتبار سے آٹھویں ہوتی ہے قعدہ کیا اور سلام نہ دینے پائے تھے کہ کھڑے ہوکر تیسری رکعت ملا کر قعدہ اخیرہ کے بعد سلام دیا اس کی دلیل نسائی میں ہے۔ یہی روایت متناً و سنداً نسائی لائے ہیں حدثنا سعید عن قتادة عن زرارة بن اوفی عن سعد بن هشام ان عائشة رض حدثته ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان لا یسلم فی رکعتی الوتر۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضؓ کا مطمح نظر یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے وقت دو رکعت پر قعدہ فرماتے تھے اور سلام تیسری رکعت پوری کرنے کے بعد دیتے تھے۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور حنفیہ کی حجت ہے۔ لیکن حافظ مجدالدین ابوالبرکات ابن تیمیہ نے منتقی میں اسی روایت کے نقل کرنے کے بعد یہ لکھا ہے کہ امام احمد نے اس کی تضعیف کی ہے۔ حالانکہ تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ یہ روایت دو سندوں سے مروی ہے۔ امام موصوف جس سند کے ساتھ مسند احمد میں لائے ہیں بلاشبہ وہ سند ضعیف ہے امام احمد نے حدیث کی تضعیف نہیں کی سند کی کی ہے کیونکہ تخریج زیلعی میں جہر بالتسمیہ کے موقع میں خود امام احمدؒ سے رکعات وتر میں جواز وصل مروی ہے پس لامحالہ امام احمد نے مسند احمد کے طریق کی تضعیف کی ہے کیونکہ اس میں یزید بن یعفر ہے۔ وہو ضعیف۔ غرض کہ نسائی کی روایت میں کوئی کلام نہیں۔ وہ صحیح الاسناد ہے۔ مستدرک حاکم میں ایک روایت ہے جس کے لفظ یہ ہیں عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم یوتر بثلاث لا یقعد الا فی اٰخرهن[۱] حافظ نے اور نقلیاً ہمارے مجیب صاحب نے اس روایت سے قعدہ اولیٰ کی نفی کی ہے حالانکہ حافظ جمال الدین زیلعی نے تخریج میں تصریح کی ہے کہ مستدرک حاکم میں یہ روایت بایں الفاظ وارد ہے یوتر بثلاث لا یسلم الا فی اٰخرهن[۲]۔ زیلعی اپنی نقل میں ثقہ ہیں۔ مستدرک کے نسخہ میں یہ لفظ ضرور ہونگے

اور مسند احمد کی روایت ضعیف ہی سہی مگر اس کے لفظ یہ نہیں یوتر بثلاث لا یفصل بینھن ۔ اور نسائی میں ہے عن ابی بن کعب نحوہ ولفظہ یوتر بسبح اسم ربک الاعلیٰ ۔ وقل یاایھا الکفرون وقل ھو اللہ احد ولا یسلم الا فی اٰخرھن[1] ۔ یہ روایتیں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ کی روایت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلاث لا یقعد الا فی اٰخرھن[2] کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وتر تین رکعت پڑھتے تھے اور ایسا قعدہ جس میں سلام دیا جاوے اخیر میں کرتے تھے ۔ اب تمہیں انصاف سے کہو کہ اس سے قعدۂ اولیٰ کی نفی کس طرح نکلی ۔ اس روایت کے سوا ایک اور روایت ہے کما فی الطحاوی ص۱۷۲ عن ابی ھریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا توتروا بثلاث واوتروا بخمس او بسبع او بتسع ولا تشبھوا بصلوٰۃ المغرب ۔ حافظ اس روایت سے قعدہ اولیٰ کی نفی پر استدلال کرتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ تین رکعت وتر ایسی طرح پڑھنے سے جس میں صلوٰۃ مغرب سے مشابہت ہو جائے ۔ مثلاً دو قعدوں اور ایک سلام سے پڑھنے کی ممانعت کی گئی ہے ایک قعدہ اور ایک سلام سے یہ مشابہت نہیں رہتی ، اس لئے حدیث سے قعدۂ اولیٰ کی نفی اور قعدہ ثانیہ کا ثبوت ہوتا ہے ہمیں سخت تعجب ہے کہ قعدۂ اولیٰ کی نفی پر ایسا ضعیف استدلال کیوں کیا گیا ہے ۔ حدیث کے جملۂ ثانیہ کو کیوں نہیں دیکھا جس سے بالتصریح معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مجرد تین رکعت مت پڑھو جس سے صلوٰۃ مغرب سے مشابہت ہو جائے بلکہ پانچ یا سات یا نو رکعت پڑھا کرو اور وتر کے ساتھ شفع اس سے پہلے ملا لیا کرو تاکہ صلوٰۃ مغرب سے مشابہت نہ رہے ترمذی میں ہے عن ثابت البنانی قال قال انس یا ابا محمد خذ عنی فانی اخذت ھذا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واخذ رسول اللہ صلعم عن اللہ ولن یاخذ عن احد اوثق منی قال ثم صلی بی العشاء ثم صلی ست رکعات یسلم بین الرکعتین ثم اوتر بثلاث یسلم فی اٰخرھن ۔ رواہ الترمذی سندہٗ او ترک منہ وھذا المتن

---

[1] عمدۃ القاری ابواب الوتر ص۴۰۵ ج۳ ۱۲ ظفیر۔ [2] عمدۃ القاری ابواب الوتر ص۴۰۴ ج۳ ۱۲ ظفیر

بعینہ بھذا اللفظ۔ فی کنز العمال ص۱۹۶ جلد رابع فی الافعال لا فی الاقوال واحال علی الروحانی وابن عساکر وقال رجالہ ثقات۔ یہ روایت بھی حنفیہ کی حجت ہے اس سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ وتر تین رکعت ہیں اور یہ تین رکعت دو قعدوں اور ایک سلام سے پڑھی جاتی تھی۔ روایت مرجوعہ اور بھی بہت ہیں جن سے تین رکعت ہونا وتر کا بدو قاعدہ اور ایک سلام معلوم ہوتا ہے۔ اس وقت اتنے ہی حصہ پر اکتفا کرتا ہوں اور آثار بکثرت ایسے ہیں جن سے وتر کا تین رکعت بدو سلام ثابت ہوتا ہے اور ایسے بھی جن سے وتر کا تین رکعت ہونا بدو قعدہ ایک سلام معلوم ہوتا ہے۔ حنفیہ کے یہاں روایات مذکورہ بالا کی بنا پر ثانی راجح ہے۔ اور ایک رکعت وتر ہونا سوائے سعد بن ابی وقاص ومعاویۃ بن سفیان اور ذی النورین کے اور کسی صحابی سے ثابت نہیں ہے۔ اگر حافظ اس کو جماعت قرار دیتے ہیں تو حافظ کا فرمانا وصح عن جماعۃ من الصحابۃ انھم اوتروا بواحدۃ من غیر تقدم نفل قبلھا درست ہے تین پر جماعت کا اطلاق کیا جا سکتا ہے لیکن یہ حنفیہ کو مضر نہیں کیونکہ حنفیہ جس امر کے قائل ہیں اس کی تائید میں جم غفیر صحابہ سے آثار مروی ہیں۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے حدثنا حفص بن عمر وعن الحسن انہ قال اجمع المسلمون علی ان الوتر ثلثۃ لا یسلم الا فی اخرھن[1] وفیہ عمرو بن عبید وھو معتزلی۔ عینی میں ہے ولمن قال یوتر بثلث لا یفصل بینھن عمر وعلی وابن مسعود وحذیفۃ وابی بن کعب وابن عباس وانس وابوامامۃ وعمر بن عبد العزیز والفقہاء السبعۃ واھل الکوفۃ وقال الترمذی ذھب جماعۃ من الصحابۃ وغیرھم الیہ۔ اھ۔ جب ترمذی کی تصریح سے صحابہؓ کا ایک عدد[2] حنفیہ کے موافق معلوم ہوتا ہے تو اب حافظ کی تصریح سے ہمارے مجیب صاحب کو خوش نہ ہونا چاہئے حافظ جس کو جماعت کہہ رہے ہیں اس سے دس گنا حنفیہ کی طرف صحابہؓ کا عدد موافق ہے اور طرفہ یہ ہے کہ اجلہ صحابہ حنفیہ کے موافق ہیں۔ قیل للحسن ان ابن عمر کان یسلم فی الرکعتین

---

[1] عمدۃ القاری ابواب الوتر ص۴۰۷/۳ ۱۲ ظفیر۔ [2] مراد ایک بڑی جماعت ہے ۱۲ ظفیر

من الوتر فقال کان عمر افقهنا منه وکان ینهض فی الثانیة بالتکبیر۔ ان اشیاء کی نگہداشت کے بعد کوئی متعصب معاندہی کہہ سکتا ہے کہ ابوحنیفہ کا مذہب روایات کے خلاف ہے۔ غیر متعصب فہیم کبھی ایسا نہیں کہہ سکتا بلکہ جتنی تحقیق و تفتیش کی جائے ابوحنیفہ کا مذہب اقرب الی الروایات معلوم ہوتا ہے۔

(۳) یہ جزو مجمل رکھا گیا ہے۔ تشریح طلب ہے۔ معلوم نہیں قنوت سے کیا مراد لیا ہے اگر قنوت نازلہ ہے تو حنفیہ بھی کہتے ہیں کہ بعد الرکوع پڑھنا چاہئے اور اگر قنوت وتر مراد ہے تب یہ کہنا صحیح نہیں کہ بعد الرکوع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وتر میں قنوت پڑھنا ثابت ہے کیونکہ جن روایتوں میں قنوت بعد الرکوع پڑھنا ثابت ہوتا ہے ان کا صحیح محمل یہ ہے کہ وہ قنوت نازلہ کا حکم ہے۔ بحرالرائق صہ ۴۲ میں ہے وقنت فی ثالثة قبل الرکوع ابداً لما اخرجه النسائی عن ابی بن کعب انه علیه السلام کان یقنت قبل الرکوع ومافی حدیث انس انه علیه السلام قنت بعد الرکوع فالمراد منه ان ذلك کان منه شهرًا فقط بدلیل مافی الصحیح عن عاصم الاحول سألت انسًا عن القنوت فی الصلوٰة قال نعم قلت اکان قبل الرکوع او بعده قال قبله قلت فان فلانًا اخبرنی عنك انك قلت بعده قال کذب انما قنت رسول الله صلی الله علیه وسلم بعد الرکوع شهرًا۔

پس معلوم ہوا کہ وتر میں قنوت قبل الرکوع پڑھنا چاہئے باقی قنوت نازلہ اس میں قبل الرکوع اور بعد الرکوع دونوں طرح کے اقوال ہیں۔ ردالمحتار میں ہے وهو صریح فی ان القنوت النازلة عندنا مختص بصلوٰة الفجر دون غیرها من الصلوٰة الجهریة والسریة وهل القنوت هنا قبل الرکوع او بعده لم اره والذی یظهر لی انه یقنت بعد الرکوع لا قبل بدلیل ان ما استدل به الشافعی علی قنوت الفجر فیه التصریح

۱؎ نصب الرایہ باب صلاۃ الوتر صہ ۱۱۱ ج ۲

بالقنوت بعد الرکوع حملہ علماءنا علی قنوت النازلۃ ثم رأیت شرنبلالی فی مراقی الفلاح صرح بانہ بعدہ واستظھر حموی انہ قبلہ والاظھر ما قلناہ[1] واللّٰہ اعلم۔ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے باوجود اس کے کہ قنوت نازلہ میں دو قول ہیں قبل الرکوع اور بعد الرکوع دونوں طرح پڑھنے کا مشائخ حنفیہ حکم لگاتے ہیں مگر راجح یہ ہے کہ قنوت نازلہ بعد الرکوع پڑھی جائے۔ فقط۔۔۔۔۔۔۔ محمد مشیت اللّٰہ الدیوبندی۔

فصل ثانی ــــ مسائل قنوت نازلہ

کیا قنوت نازلہ نماز فجر میں درست ہے

سوال (۱۶۶۴) عند الاحناف نماز فجر میں کس وقت میں ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت یا اللّٰھم انصر من نصر دین محمد یا اور کوئی دعا پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر کوئی حنفی جس کو فقہ کا علم نہ ہو یا ہو وہ امام شافعی یا امام احمد یا امام مالک رحمہم اللّٰہ کو حقارت کی نگاہ سے دیکھے وہ حنفی پختہ رہ سکتا ہے یا نہ۔

الجواب:۔ حنفیوں کے نزدیک بوقت نزول حادثہ کے صرف صبح کی نماز میں بعد رکوع کے دوسری رکعت میں بلا ہاتھ اٹھائے دعائے قنوت پڑھنا جائز ہے اور باقی نمازوں میں جائز نہیں اور بلا نزول حادثہ کے کسی نماز میں کسی وقت جائز نہیں۔ شامی میں ہے قال الحافظ ابوجعفر الطحاوی انما لا یقنت عندنا فی صلوٰۃ الفجر من غیر بلیۃ فان وقعت فتنۃ او بلیۃ فلا باس بہ فعلہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔[2] اور اس کے بعد شامی میں ہے ان قنوت النازلۃ عندنا مختص بصلوٰۃ الفجر دون غیرھا من الصلوٰت الجھریۃ والسریۃ۔[3] اور پھر اسی میں ہے وانہ یقنت بعد الرکوع لا قبلہ[4] ائمہ اربعہ اپنے مذہب میں سب حق پر ہیں اور ان کا اختلاف از قبیلہ اختلاف امتی رحمۃ ہے

[1] رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۲۳ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۲۳ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [3] رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۲۳ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [4] رد المحتار باب الوتر والنوافل ۱۲ ظفیر۔

اس واسطے کسی مقلد کو جائز نہیں کہ کسی امام کو بنظر حقارت دیکھے بلکہ مقلد کو چاہئے کہ وہ اپنے امام کے مذہب کو صواب محتمل خطاء سمجھے اور دوسرے امام کے مذہب کو غلط محتمل صواب سمجھے۔ درمختار میں ہے فیہا لو سئلنا عن مذہبنا ومذہب مخالفنا قلنا وجوباً مذہبنا صواب یحتمل الخطاء ومذہب مخالفنا خطاء یحتمل الصواب[1]۔ فقط۔

قنوت نازلہ

سوال (۱۶۶۵/۱) قنوت در نماز فجر در موقعہ نوازل خوانده میشود چرا نہ مطلوب است

قنوت نازلہ میں ہاتھ باندھے یا نہیں

سوال (۱۶۶۶/۲) در قنوت مذکورہ امام ومقتدی دست ارسال بکنند یا بندند چنانچہ در وتری بندند و آمین بجہر گویند یا خفیہ۔

الجواب:۔ قنوت در نوازل در صلوٰۃ فجر نزد حنفیہ ثابت ومعمول بہ است قال فی الشامی وهو صریح فی ان قنوت النازلة عندنا مختص بصلوٰة الفجر[2] الخ۔

(۲) امام وجماعت بظاہر درین موقعہ ارسال کنند چراکہ این قنوت بعد الرکوع است کما صرح بہ فی الشامی والذی یظہر لی ان المقتدی یتابع امامه الا اذا جهر فیؤمن وانه یقنت بعد الرکوع لا قبله[3] الخ وظاہر است کہ قومہ محل ارسال است نہ محل قبض یدین وقیاس بر وتر نخواہد شد کہ دران قنوت قبل الرکوع است کہ آں محل قراءۃ ومحل قبض یدین است و آمین خواہ بجہر بگویند یا باخفاء۔ والثانی اولیٰ لانه دعاء والاخفاء بالدعاء اولیٰ۔ فقط۔

عند الاحناف قنوت نازلہ رکوع کے بعد ہے اور صرف نماز فجر میں

سوال (۱۶۶۷) قنوت نازلہ قبل رکوع پڑھنی چاہئے یا بعد رکوع اور کن کن نمازوں میں اور ہاتھ باندھ کر یا کھول کر یا اٹھا کر اور احناف کے یہاں قنوت وتر قبل رکوع پڑھی جاتی ہے کیا قنوت نازلہ کا حکم اس سے علیحدہ ہے

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار مقدمہ ص ۴۵ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی القنوت والنازلۃ ص ۶۲۸۔ ۱۲ ظفیر۔ [3] ایضاً ۱۲ ظفیر۔

کس دلیل سے۔ اور احناف کے بیان جو یہ قاعدہ ہے کہ ہر ذکر طویل مسنونہ اس میں ہاتھ باندھنا اس کا کیا ماخذ ہے۔ جو ہاتھ باندھنا تکبیر تحریمہ کے بعد ثابت ہے وہ رکوع سے جاتے وقت ختم ہو جاتا ہے۔ اب بعد رکوع کھڑا ہونا جدید ہے اس میں ارسال اور اعتماد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا آثار صحابہ سے ثابت ہے یا نہیں۔ اور امام ابو یوسفؒ کا یہ فعل کہ وہ قنوت ہاتھ اٹھا کر پڑھتے تھے اور صاحب فتح القدیر نے جو ایک روایت بسند ابی ہریرہؓ بیان کی ہے کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا رفع راسہ من الرکوع من صلوٰۃ الصبح فی الرکعۃ الثانیۃ یرفع یدیہ فیدعو بھذا الدعاء اللھم اھدنی فیمن ھدیت الخ کیا اس حدیث کی وجہ سے ابو یوسف رحمہ اللہ کے فعل کو قوت ہے یا نہیں۔ اور احناف کا مفتی بہ قول کیا ہے۔

الجواب:۔ قنوت نازلہ بعد الرکوع ہے اور حنفیہ نے صرف نماز صبح میں اسکو اختیار کیا ہے اگرچہ بعض فقہاء نے جملہ صلوٰۃ جہریہ میں بھی جائز رکھا ہے[1]۔ اور کتب فقہ وحدیث سے واضح ہے قنوت صبح جس کو حنفیہ نے نوازل میں غیر منسوخ مانا ہے وہ بعد الرکوع تھا اور اس وقت ارسال اولی معلوم ہوتا ہے[2] کیونکہ رفع کا جواب صاحب فتح القدیر نے یہ دیا ہے

[1] قال الحافظ ابو جعفر الطحاوی انما لا یقنت عندنا فی صلوٰۃ الفجر من غیر بلیۃ فان وقعت فتنۃ او بلیۃ فلا باس بہ فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واما القنوت فی الصلوٰت کلھا للنوازل فلم یقل بہ الا الشافعی الخ وھم بحر ان القنوت النازلۃ عندنا مختص بصلاۃ الفجر دون غیرھا من الصلوٰۃ الجھریۃ والسریۃ وفی شرح النقایۃ معزیا الی الغایۃ وان نزل بالمسلمین نازلۃ قنت الامام فی صلاۃ الجھر (ردالمختار باب الوتر والنوافل فی مطلب فی قنوت النازلۃ ص۶۲۸ ج۱) وھو قول الثوری واحمد وقال جمھور اھل الحدیث القنوت عند النوازل مشروع فی الصلوٰۃ کلھا اھ (البحر الرائق باب الوتر والنوافل ص۴۴ ج۲) ظفیر [2] وھل القنوت ھنا قبل الرکوع ام بعدہ لم ارہ والذی یظھر لی ان المقتدی یتابع امامہ الا اذا جھر فیؤمن وانہ یقنت بعد الرکوع لا قبلہ بدلیل ان ما استدل بہ الشافعی (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

امام ابویوسفؒ کے استدلال کا کہ دعار میں رفع ہونا یہ کلی نہیں ہے بلکہ مخصوص ہے اس دعار کے ساتھ جو خارج عن الصلوٰۃ ہو۔ ولکل وجہۃ ہو مولیہا۔ پس زیادہ بحث کی اس میں ضرورت نہیں ہے ہر ایک قول کی کچھ وجہ نکل سکتی ہے اور نقل روایات کی فرصت نہیں ہے[1]۔ فقط۔

قنوت نازلہ پڑھتے وقت ہاتھ چھوڑے رکھے اور مقتدی آہستہ آمین کہیں

سوال (۱۶۶۸) دارالعلوم دیوبند سے جو دعائے قنوت مطبوعہ اس زمانہ میں پڑھنے کے واسطے شائع ہوئی ہے اسکی ترکیب میں دو امر قابل دریافت ہیں۔ اول یہ کہ دعار پڑھنے کے وقت ہاتھ لٹکائے رکھیں یا اٹھاویں جیسا کہ دعار کے واسطے اٹھائے جاتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ مقتدی آمین بالجہر کہیں یا بہ اخفار۔

الجواب:۔ صبح کی نماز میں بعد رکوع کے جو کہ اس زمانہ میں دعائے قنوت پڑھی جاتی ہے اس میں ہم لوگوں کا معمول یہ ہے کہ ہاتھ لٹکائے رہتے ہیں کیونکہ اس موقعہ پر ہاتھ کا باندھنا نہیں آیا ہے اور اٹھانا بھی حنفیہ کے قواعد سے چسپاں نہیں ہے اس لئے یہی احوط اور بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ چھوڑے رکھیں اور مقتدی آمین بہ اخفار کہیں[2]۔ فقط۔

قنوت نازلہ مغرب وعشار میں درست ہے یا نہیں

سوال (۱۶۶۹) سنا ہے کہ دیوبند میں کوئی فتویٰ چھپا ہے جسمیں عشار کی اخیر رکعت میں دعار پڑھنا لکھا ہے۔

الجواب:۔ یہاں سے جو قنوت چھپا ہے اس میں صبح کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنے کو لکھا ہے اور بعض نے عشار اور مغرب میں بھی جائز لکھا ہے[3]۔ فقط۔

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) علی قنوت الفجر وفیہ النص ایضاً بالقنوت بعد الرکوع حملہ علماؤنا علی القنوت للنازلۃ ثم رأیت الشرنبلالی فی مراقی الفلاح صرح بانہ بعدہ واستظہر الحموی انہ قبلہ والاظہر ما قلناہ واللہ اعلم (رد المحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی القنوت للنازلۃ ص۶۲۸ ج۱) ظفیر۔

[2] ان المقتدی یتابع امامہ الا اذا جہر فیؤمن (رد المحتار باب الوتر والنوافل ص۶۲۵ ج۱) ظفیر۔

[3] ولا یقنت لغیرہ الا النازلۃ فیقنت الامام فی الجہریۃ وقیل فی الکل (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الوتر والنوافل ص۶۲۵ ج۱) ظفیر

فرض نماز میں دفع وبا کے لئے دعا

سوال (۱۶۷۰) مرض وبا کے دنوں میں فرائض کی جماعت یا خاص مغرب اور فجر کی جماعت میں اخیر رکعت میں رکوع کے بعد امام چند دعائیں رفع وبا کے لئے پڑھتا ہے اور جملہ مقتدی بآواز بلند آمین کہتے ہیں۔ ایسا عمل کرنا فرض جماعت میں شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:... شامی میں ہے کہ کسی حادثہ کے وقت صبح کی نماز میں رکوع سے اٹھ کر امام کو دعاء قنوت پڑھنا درست ہے سوائے صبح کے اور نمازوں میں حنفیہ کا مذہب نہیں ہے۔ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ کا مذہب ہے اور یہ بھی شامی میں ہے ولاشک ان الطاعون من اشد النوازل[1]۔ اس لئے طاعون کے وقت بھی دعاء قنوت صبح کی نماز میں رکوع کے بعد پڑھنا درست ہے[2]۔

قنوت نازلہ برائے جنگ طرابلس

سوال (۱۶۷۱) کیا ارشاد ہے علمائے دین کا اس مسئلہ میں کہ موجودہ جنگ طرابلس کے متعلق جو مسلمان اور نصاریٰ میں قائم ہے اگر مسلمانوں کی نصرت اور نصاریٰ کی ہزیمت کے لئے ہندوستان یا ہر جامیں دعائے قنوت پڑھی جاوے تو حنفی مذہب میں مکروہ ہے یا نہیں؟ اگر مقتدیوں کی ناواقفیت کی وجہ سے، امام قنوت کو کسی قدر جہر سے ہاتھ اٹھا کر پڑھے اور حنفی مقتدی خفیہ آمین کہیں تو یہ حنفی مذہب میں مکروہ ہے یا نہیں؟ کیا نازلہ جنگ وغیرہ میں جو دعاء قنوت پڑھی جاتی اس کے لئے شرط ہے کہ خاص خلیفہ یا سلطان پڑھے یا جہاں جنگ قائم ہو وہیں پڑھی جاوے اور دور دور مقامات میں دیگر ائمہ نہ پڑھیں

---

[1] رد المحتار باب الوتر مطلب فی القنوت للنازلۃ ص ۶۲۸/۱ ۱۲ ظفیر۔ [2] ولا یقنت لغیرہ الا لنازلۃ فیقنت الامام فی الجہریۃ وقیل فی الکل (درمختار) قال فی الصحاح النازلۃ الشدیدۃ من شدائد الدھر ولا شک ان الطاعون من اشد النوازل الخ وھو صریح فی ان قنوت النازلۃ عندنا مختص بصلاۃ الفجر دون غیرھا من الصلوات الجہریۃ والسریۃ۔ رد المحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی القنوت للنازلۃ ص ۶۲۸/۱ محمد ظفیر الدین غفرلہ

حاشیہ شامی بحرالرائق کبیری و فتح القدیر ملاحظہ فرما کے اس کا جواب تحریر فرمایا جائے۔ فقط۔

الجواب:۔ قنوت نازلہ عند الحنفیہ جائز ہے مکروہ نہیں ہے۔ اور شامی میں ہے کہ امام اگر جہراً قنوت پڑھے تو مقتدی آمین کہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی امام کا اتباع کرے باقی امام اگر حنفی ہے تو اپنے قاعدہ کے موافق مخفی پڑھے لیکن اگر امام نے بسبب مقتدیوں کی ناواقفیت کے جہر کیا اور مقتدیوں نے آمین کہی تو کراہت نہیں ہے۔ خلیفہ یا سلطان کا قنوت پڑھنا نازلہ کے وقت شرط نہیں ہے۔ ھذا کلہ فی الدر المختار[1] والشامی۔ دستخط مہر

جنگ اٹلی کے موقع سے قنوت نازلہ

سوال (۱۶۷۲) فی الحال نصاریٰ و اٹلی اور مسلمانوں میں جو جنگ ہو رہی ہے اس موقعہ پر قنوت نازلہ کا پانچوں نمازوں میں بعد رکوع رکعت اخیرہ عند الاحناف پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ کلام فقہائے عظام رحمہم اللہ اس بارہ میں مختلف ہے ولا یقنت لغیرہ الا لنازلۃ فیقنت الامام فی الجھریۃ وقیل فی الکل۔ شامی میں ہے واما القنوت فی الصلوٰۃ کلھا للنوازل فلم یقل بہ الا الشافعی وفیہ تحت قولہ فی الکل الخ قد علمت ان ھذا لم یقل بہ الا الشافعی رح وعزا فی البحر الی جمھور اھل الحدیث فکان ینبغی عزوہ الیھم لئلا یوھم انہ قول فی المذھب وفیہ ایضا اذا وقعت نازلۃ قنت الامام فی الصلوٰۃ الجھریۃ لکن فی الاشباہ عن الغایۃ قنت فی صلوٰۃ الفجر ویؤیدہ ما فی شرح المنیۃ الخ شامی ص ۶۲۸/۱

پس معلوم ہوا کہ عند الحنفیہ صرف صلوٰۃ فجر میں نازلہ کے وقت قنوت پڑھے۔ لا غیر فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن۔

---

[1] دیکھئے رد المحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی القنوت للنازلۃ ص ۶۲۸/۱ ۱۲ ظفیر ۲؎ وقد صرح بہ الشامی حیث قال وھو صریح فی ان قنوت النازلۃ عندنا مختص بصلاۃ الفجر دون غیرھا من الصلوات الجھریۃ والسریۃ الخ قنوت نازلہ بعد رکوع پڑھے قبل رکوع نہ پڑھے۔ قال فی الشامی وانہ یقنت بعد الرکوع لا قبل بدلیل ان ما استدل بہ الشافعی علی (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

کس امام کے یہاں قنوت نازلہ فجر میں ہے

سوال (۱۶۷۳) آجکل فجر کی نماز میں دعاء قنوت پڑھنا کس امام کا مذہب ہے۔

الجواب:۔ ایسے حوادث کے وقت دعائے قنوت صبح کی نماز میں حنفیہ نے بھی جائز لکھی ہے۔[1] فقط۔ (لما روا الامام ابو حنیفة عن ابن مسعود رضی الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يقنت فى الفجر قط الا شهرا واحدا لم ير قبل ذالك ولا بعده وانما قنت شهرا يدعو على قوم من العرب ثم تركه (البحر الرائق ۔ باب الوتر ص ۴۴/۲ ۔ ظفیر۔)

قنوت نازلہ جمعہ میں درست ہے یا نہیں

سوال (۱۶۷۴) قنوت نازلہ کا جمعہ میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ بعض روایات کے موافق جن میں تمام جہری نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھنے کو جائز لکھا ہے جمعہ کی نماز میں بھی درست ہے۔[2]

قنوت نازلہ جائز ہے یا نہیں اور جائز ہے تو کیوں

سوال (۱۶۷۵) اس زمانہ میں جو دعاء نازلہ پڑھی جاتی ہے یہ دعاء نماز فجر میں احناف کے نزدیک جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو لیس لك من الامر شئ کا کیا جواب ہے۔ اور اس دعاء نازلہ میں اور قنوت میں جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے۔ جب کسی قبیلہ یا قوم کو بد دعاء کرنا چاہتے تھے فرق ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ بوقت نازلہ دعاء قنوت وغیرہ نماز فجر میں باتفاق حنفیہ جائز ہے۔

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) قنوت الفجر وفیه التصريح بالقنوت بعد الركوع حمله علماءنا على القنوت للنازلة الخ (شامی باب الوتر ص ۶۲۸/۱) ۱ه ولا يقنت لغيره الا لنازلة فيقنت الامام فى الجهرية وقيل فى الكل (در مختار) وهو صريح عندنا ان قنوت النازلة عندنا مختص بصلوٰة الفجر دون غيرها من الصلوٰة الجهرية والسرية (رد المحتار باب الوتر ص ۶۲۸/۱) ظفیر۔

[2] فيقنت الامام فى الجهرية (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۲۸/۱) ظفیر۔

درمختار میں ہے ۔ ولا یقنت لغیرہ الا لنازلۃ[1] الخ دفی الشامی وھو صریح فی ان قنوت النازلۃ عندنا مختص بصلوٰۃ الفجر[2] الخ وفیہ عن شرح المنیۃ فتکون شرعیۃ ای شرعیۃ القنوت فی النوازل مستمرۃ وھو محمل من قنت من الصحابۃ بعد وفاتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وھو مذھبنا وعلیہ الجمھور[3] ۔ پس جب کہ معلوم ہوا کہ مذہب جمہور ائمہ یہی ہے اور صحابہؓ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قنوت نازلہ پڑھا ہے تو اب کسی شبہ کی گنجائش نہیں ہے اور اس کے جواب کی ضرورت نہیں ہے ۔ اور آیۃ لیس لک من الامر شئ کے شان نزول میں اختلاف کثیر ہے ۔ قنوت نازلہ میں نزول اس کا متعین نہیں ہے ۔ کما صرح بہ فی المعالم ۔ تاکہ جواب کی ضرورت ہو اور امام طحاویؒ کا قول خود شامی میں یہ منقول ہے قال الحافظ ابوجعفر الطحاوی انما لا یقنت عندنا فی صلوٰۃ الفجر من غیر بلیۃ فان وقعت فتنۃ او بلیۃ فلا بأس بہ فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[4] الخ فقط ۔

قنوت نازلہ تمام جہری نمازوں میں ہے یا صرف فجر میں

سوال (۱۶۷۶) حنفیہ کے صحیح مذہب اور ارجح اقوال کے اعتبار سے قنوت نازلہ صرف فجر کی نماز میں پڑھنی چاہئے یا تمام جہری نمازوں میں پڑھنا ضروری ہے ۔ اگر کوئی امام صرف فجر کی نماز میں قنوت پڑھے اور دوسری جہری نمازوں میں نہ پڑھے تو اس سے جبراً باقی نمازوں میں پڑھوایا جاوے گا یا نہ ۔ قنوت نازلہ علاوہ فجر کے دیگر نمازوں میں منسوخ ہے یا نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت نازلہ کس وقت تک پڑھا ہے جب تک وہ کام پورا ہوا یا پہلے ہی ترک کر دیا ۔

الجواب :۔ راجح عند الحنفیہ یہ ہے کہ قنوت نازلہ صرف فجر کی نماز میں ہے

۱؎ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی القنوت للنازلۃ ص ۶۲۸ ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر ۲؎ رد المحتار باب ایضاً ۱۲ ظفیر ۳؎ ایضاً ۱۲ ظفیر ۴؎ رد المحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی القنوت للنازلۃ ص ۶۲۸ ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر ۔

تمام جہری نمازوں میں اگرچہ بعض کتب سے اس کی بھی اجازت معلوم ہوتی ہے۔ بہرحال اگر کوئی امام صرف فجر کی نماز میں دعاء قنوت نازلہ پڑھے اور دیگر جہری نمازوں میں نہ پڑھے تو اس پر جبر کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ تمام جہری نمازوں میں پڑھے کیونکہ یہ عند الحنفیہ مختلف فیہ ہے۔ پس احوط اور معمول اکابرؒ کا صرف نماز فجر میں ہے۔ کما فی الشامی بعد نقل کلام الامام الطحاویؒ۔ وھو صریح فی ان قنوت النازلۃ عندنا مختصۃ بصلوٰۃ الفجر دون غیرھا من الصلوات الجھریۃ او السریۃ[۱] -اھ- اور اس کی کچھ تحدید منقول نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یا آپؐ کے بعد صحابہ کرامؓ نے جو قنوت بوقت نوازل پڑھا وہ کس وقت تک پڑھا۔ ظاہر یہ ہے کہ رفع نازلہ تک پڑھا ہوگا جو کہ وجہ اس کی مشروعیت کی ہے۔ چنانچہ فقہاء نے بھی اس کی کچھ تحدید نہ کی اور یہ فرمایا ؛ یقنت لغیرہ الا لنازلۃ[۲] -اھ- درمختار۔ ظاہر لفظ الا لنازلۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت تک وہ نازلہ موجود ہو دعاء مذکور مشروع ہے اور حدیث انسؓ میں ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قنت شہراً ثم ترکہ رواہ ابوداؤد والنسائی[۳]۔ ایک ماہ کے بعد ترک فرمانا یا آپ کا یا اس وجہ سے ہو کہ مقصد پورا ہوگیا اور دعاء مقبول ہوگئی اور آثار بلاء ظاہر ہونے لگے یا آپ کو حکم ہوگیا کہ اب ترک کر دیجئے اب ضرورت نہیں رہی۔ بہرحال اب مشروعیت اس کی تا بقاء نازلہ عند الفقہاء مسلم ہے۔ فقط۔

قنوت نازلہ کا جواز اور اس کا ثبوت

سوال (۱۶۷) قنوت نازلہ جو تقریباً سال بھر سے پڑھی جا رہی ہے اس پر بعض مسلمان یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس کا پڑھنا جائز نہیں ہے اور حدیث انسؓ سے اس کا پڑھنا موقوف ہو چکا ہے؛ عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قنت شہراً ثم ترکہ رواہ ابوداؤد۔ ثم ترک سے اس کا چھوڑنا فرض کہتے ہیں اور یہ بھی

---

[۱] ردالمحتار باب الوتر و النوافل مطلب فی القنوت للنازلۃ ص ۶۲۵ ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر۔ [۲] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب ایضاً ص ۶۲۵ ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر۔ [۳] مشکوٰۃ باب القنوت فصل ثانی ص ۱۱۴ ۔ ۱۲ ظفیر۔

کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں کسی پر لعنت ملامت کرنا یا بد دعا کرنا بھی جائز نہیں ہے، حدیث اور قول امام اعظمؒ سے اس کا ثبوت مانگتے ہیں کہ ثم ترکہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا ہو۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے ولا یقنت لغیرہ الا لنازلۃ فیقنت امام فی الجہریۃ وقیل فی الکل الخ اور ردالمختار معروف بہ شامی میں ہے (قولہ فی الجہریۃ) یوافقہ ما فی البحر والشرنبلالیۃ عن شرح النقایۃ عن الغایۃ وان نزل بالمسلمین نازلۃ قنت الامام فی صلوٰۃ الجہریۃ وھو قول الثوری واحمد اھ وکذا ما فی شرح الشیخ اسمٰعیل عن البنایۃ اذا وقعت نازلۃ قنت الامام فی صلوٰۃ الجہریۃ لکن فی الاشباہ عن الغایۃ قنت فی صلوٰۃ الفجر ویؤیدہ ما فی شرح المنیۃ حیث قال بعد کلام فتکون شرعیۃ ای شرعیۃ القنوت فی النوازل مستمرۃ وھو محل قنوت من قنت من الصحابۃؓ بعد وفاتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وھو مذھبنا وعلیہ الجمہور قال الحافظ ابوجعفر الطحاوی انما لایقنت عندنا فی صلوٰۃ الفجر من غیر بلیۃ فان وقعت فتنۃ اوبلیۃ فلا باس بہ فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ الی ان قال وھو صریح فی ان قنوت النازلۃ عندنا مختص بصلوٰۃ الفجر دون غیرھا من الصلوات الجہریۃ والسریۃ الخ[1]۔ ان عبارات سے واضح ہوگیا کہ عند الحنفیہ بلکہ عند الجمہور قنوت نازلہ بعد وفات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مشروع ہے پس جو شخص اس کا انکار کرے وہ جملہ ائمہ اہل حق کا مخالف ہے اور کتب دینیہ سے ناواقف ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر قنوت نازلہ منسوخ ہوجاتا تو آپ کی وفات کے بعد صحابہؓ اس کو معمول بہ کیوں بناتے وکفی بھم قدوۃ۔ اور حدیث انسؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قنت شھراً ثم ترکہ سے منسوخ سمجھنا قنوت نازلہ کا صحیح نہیں ہے کیونکہ ثم ترکہ کے یہ معنی ہیں کہ

[1] ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی القنوت للنازلۃ ص ۶۲۸ / ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

مہینہ بھر کے بعد آپ نے اس کو چھوڑ دیا کیونکہ مثلاً ضرورت باقی نہ رہی اور جو غرض تھی وہ حاصل ہوگئی وغیرہ۔ اور لعنت کفار پر آیات واحادیث سے برابر ثابت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَى الْکَافِرِیْنَ[1]۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ[2] اسی طرح بکثرت آیات واحادیث سے لعنت برکفار ثابت ہے انکار اس کا سوائے جاہل معاند کے اور کون کر سکتا ہے۔ الغرض حنفیہ کو اپنے ائمہ کے اقوال اور کتب فقہ کی تفصیل و تشریح کو دیکھ کر اس پر عمل کرنا چاہئے۔ منکرین ائمہ یعنی فرقہ غیر مقلدین کی بات سننا نہ چاہئے۔

قنوت نازلہ تمام نمازوں میں اور دعا ہاتھ اٹھا کر۔

سوال (۱۶۷۸) ایک مولوی صاحب اہل حدیث نماز پنجگانہ فرائض کی رکعت اخیرہ میں بعد رکوع ہاتھ اٹھا کر امام دعا پڑھتا ہے اور مقتدی بھی ہاتھ اٹھا کر بطریق دعا آمین کہتے ہیں کیا یہ دعا اس طریق سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ایسا بھی ثابت ہے لہٰذا اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور حنفیہ نے بھی اس کی اجازت دی ہے[3] اگرچہ زیادہ تر روایات صبح کی نماز میں ہیں[4]۔ فقط۔

---

[1] سورۃ البقرہ رکوع ۱۱ — ۱۲ ظفیر۔

[2] سورۃ البقرہ۔ رکوع ۱۹ — ۱۲ ظفیر۔

[3] ولا یقنت لغیرہ الا لنازلۃ فیقنت الامام فی الجھریۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الوتر ص ۶۲۸ ج ۱) ظفیر۔

[4] وھو صریح فی ان القنوت النازلۃ عندنا مختص بصلوٰۃ الفجر دون غیرھا من الصلوات الجھریۃ او السریۃ۔ (رد المحتار۔ باب الوتر ص ۶۲۸ ج ۱) ظفیر۔

فصل ثالث سنن مؤکدہ وغیر مؤکدہ

مسائل سنن مؤکدہ

فجر کی جماعت کے وقت سنت کہاں پڑھی جائے

سوال (۱۶۷۹) صبح کی سنتوں کو امام کی قرارۃ سے اس قدر دور پڑھنا چاہیئے کہ امام کی آواز نہ آئے حالانکہ مساجد بکثرت چھوٹی ہیں سنت پڑھنے والا کہاں تک نہ سننے کی احتیاط کرے، اسکے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ آواز آنے نہ آنے کی قید نہیں ہے صرف مکان علیحدہ ہونا چاہیئے۔ فقط۔

نماز فجر کی صفوں میں سنت کی اجازت نہیں

سوال (۱۶۸۰) فجر کی نماز قائم ہونے کے بعد سنت فجر صف اول یا ثانی میں پڑھنے کا کیا حکم ہے۔ اگر جائز نہ ہو تو علت عدم جواز تحریر فرمائیے۔

الجواب:۔ علت عدم جواز صورۃً مخالفت جماعت اور حدیث اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا المکتوبۃ[2] ہے۔ اور درمختار میں ہے۔ بل یصلیہا عند باب المسجد

---

[1] واذا خاف فوت رکعتی الفجر لاشتغاله بسنتها ترکها لکون الجماعۃ اکمل والا بان رجا ادراک رکعۃ الخ لا یترکها بل یصلیها عند باب المسجد ان وجد مکانا والا ترکها لان ترک المکروہ مقدم علی فعل السنۃ (درمختار) عند باب المسجد ای خارج المسجد کما صرح القہستانی وقال فی العنایۃ لانه لو صلاها فی المسجد کان متنفلا فیه عند اشتغال الامام بالفریضۃ وھو مکروہ فان لم یکن علی باب المسجد موضع للصلاۃ یصلیها فی المسجد خلف ساریۃ من سواری المسجد، واشدها کراھۃ ان یصلیها مخالطا للصف مخالفا للجماعۃ والذی یلی ذالک خلف الصف من غیر حائل اھ (رد المحتار باب ادراک الفریضۃ ص ۶۷ ج ۱ وص ۶۷۱ ج ۱) ظفیر۔

[2] مشکوٰۃ المصابیح، باب الجماعۃ وفضلها فصل اول ص ۹۶ عن ابی ہریرۃ ۱۲ ظفیر۔

وان وجد مکاناً والا ترکہا لان ترک المکروہ مقدم علی فعل السنۃ الخ[۱]۔ اور شامی میں ہے فان کان عند باب المسجد مکان صلاھا فیہ والا صلاھا فی الشتوی او الصیفی ان کان للمسجد موضعان[۲]۔ فقط۔

سنت وفرض کے درمیان دنیاوی باتیں اور اس کا حکم

سوال (۱۶۸۱) زید سنت فجر اور سنت ظہر اور فرضوں کے درمیان کلام دنیاوی کرتا ہے تو سنتوں کا اعادہ ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ اس میں ثواب کم ہوجاتا ہے۔ سنتوں کے اعادہ کی ضرورت نہیں وفیہ اختلاف[۳]۔

مسجد کے اندرونی حصہ میں جماعت کی حالت میں باہر سنت کی گنجائش کی دلیل

سوال (۱۶۸۲) مسجد کے اندر کے درجہ میں جماعت فجر کی ہوتی ہو تو سنتیں باہر کے درجہ میں کس دلیل سے درست ہوں گی جب کہ قراءۃ کی آواز سنائی دیتی ہو تو فاستمعوا پر کس طرح عمل ہوگا۔

الجواب:۔ آثار صحابہؓ سے ایسا ثابت ہے کہ فرض صبح کی قراءۃ کی آواز آتی تھی اور وہ ایک طرف ہوکر صبح کی سنتیں پڑھتے تھے اس لئے امام صاحب نے ایسا حکم دیا کہ علیحدہ ہوکر صبح کی سنتیں پڑھ لے پھر شریک جماعت ہوجاوے تاکہ دونوں فضیلتیں حاصل ہوجائیں[۴]۔

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ باب ادراک الفریضۃ ص ۶۷۱/۱ ۱۲ ظفیر۔ [۲] رد المحتار باب ادراک الفریضۃ ص ۶۷۱/۱ ۱۲ ظفیر۔ [۳] ولو تکلم بین السنۃ والفرض لا یسقطہا ولکن ینقص ثوابہا وقیل یسقط (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۳۶/۱)۔ [۴] وانما خالفناہ فی سنۃ الفجر لشدۃ تاکدھا علی ما مر علی انہا لا تقضی والحدیث المذکور قد اوقفہ ابن عیینہ وحماد بن زید وحماد بن سلمۃ عن ابی ہریرۃ ولما روی الطحاوی وغیرہ عن ابن مسعود رض انہ دخل المسجد وقد اقیمت الصلوٰۃ فصلی رکعتی الفجر فی المسجد الی اسطوانتہ وذالک بحضر حذیفۃ وابی موسیٰ وقد مر تمامہ فی اوقات المکرہۃ فکانت سنۃ الفجر مستثناۃ بادلۃ اخری عارضت حدیث ابی ہریرۃ ورجحت علیہ (غنیۃ المستملی ص ۳۷۹ وص ۳۸۰)۔ ظفیر۔

اگر کسی نے چار رکعت کی نیت توڑ دی تو پھر اس پر کے رکعت واجب ہونگی

سوال (۱۶۸۳) سنت مؤکدہ مثل ظہر چار رکعت کی نیت توڑ دی تو اس کو دو رکعت واجب ہیں یا چار۔

الجواب: چار۔[1] فقط۔

ظہر کی سنت جو فرض کی وجہ سے دو رکعت پر ختم کردی گئیں بعد فرض چار پڑھی جائیں گی

سوال (۱۶۸۴) زید ظہر کی سنت پڑھ رہا تھا ابھی ایک رکعت پڑھی تھی کہ جماعت کھڑی ہو گئی اس نے دو رکعت پوری پڑھ کر سلام پھیر دیا تو اس کو فرضوں کے بعد دو رکعت پڑھنی چاہئے یا چار۔

الجواب: اس کو بعد فرض کے چار رکعت سنت ظہر پڑھنی چاہئے۔[2] فقط۔

ظہر کی جماعت کے وقت آنے والا پہلی سنت کب پڑھے گا

سوال (۱۶۸۵) اگر کوئی شخص ظہر کی نماز کو ایسے وقت آیا کہ جماعت ہو رہی تھی، بغیر سنت پڑھے ہوئے جماعت میں شریک ہوا تو چار سنت کس وقت پڑھے اور کیا نیت کرے قضاء یا ادا؟۔

الجواب: بعد فرض کے چار سنت پڑھے دو سنت سے پہلے یا پیچھے اور نیت سنت ظہر کی کرے۔[2] فقط۔

---

[1] وسن مؤکدا: اربع قبل الظہر واربع قبل الجمعة واربع بعدها بتسلیمة فلو بتسلیمتین لم تنب عن السنة ولذا لو نذرها لا یخرج عنه بتسلیمتین (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۳۰) ولا یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم فی القعدة الاولی فی الاربع قبل الظہر والجمعة الخ (در مختار) اقول قال فی البحر فی باب صفة الصلوٰة ان ما ذکر مسلم فیما قبل الظہر لما صرحوا به من انه لا تبطل شفعة الشفیع بالانتقال الی الشفع الثانی منها ولو افسدها قضی اربعا (رد المحتار، باب ایضاً ص ۶۳۳/۱) ظفیر۔ [2] بخلاف سنة الظہر وکذا الجمعة فانه ان خاف فوت رکعة یترکها ویقتدی ثم یاتی بها علی انها سنة فی وقته ای الظہر قبل شفعه عند محمد وبه یفتی (در مختار) اقول وعلیه المتون لکن رجح فی الفتح تقدیم الرکعتین قال فی الامداد وفی فتاوی العتابی انه المختار (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

فجر کی سنت رہ جائے تو کہاں پڑھی جائے | **سوال** (۱۶۸۶) فجر کی نماز کی سنت فرضوں میں شامل ہونے کی وجہ سے فوت ہو جاویں تو ان کو کس وقت ادا کریں ؟۔

الجواب :۔ درمختار میں ہے ولا یقضیها الا بطریق التبعیة[۱] الخ یعنی فجر کی سنتوں کی قضا نہیں ہے مگر جب کہ فرض کے ساتھ ہو اس صورت میں زوال سے پہلے پہلے قضا کرے اور اگر تنہا سنت فوت ہوں تو اس کی قضا نہیں ۔امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ تو کسی وقت بھی قضا کے قائل نہیں ۔ نہ قبل طلوع شمس نہ بعد طلوع شمس ۔ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ بعد طلوع شمس زوال سے پہلے پہلے پڑھنا بہتر ہے[۲] ۔ فقط ۔

جمعہ کے پہلے کی سنت بعد جمعہ | **سوال** (۱۶۸۷) جو سنتیں جمعہ کے اول پڑھی جاتی ہیں وہ رہ جائیں تو قضا کرے یا نہیں ؟۔

الجواب :۔ جو سنتیں جمعہ کے اول پڑھی جاتی ہیں اگر ان کو نہ پڑھ سکا تو بعد جمعہ کے پڑھے ۔ کما قال فی الدر المختار ۔ بخلاف سنة الظهر وکذا الجمعة الخ ثم یأتی بها علی انه سنة فی وقته[۳] الخ ۔ واللہ اعلم ۔

فجر کی سنت کب تک پڑھ سکتے ہیں | **سوال** (۱۶۸۸) سنت فجر کس وقت تک پڑھنا چاہئے ان کی قضار کا کیا حکم ہے ۔

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) وفی مبسوط شیخ الاسلام انه الاصح لحدیث عائشة انه علیه الصلوٰة والسلام کان اذا فاتته الاربع قبل الظهر یصلیهن بعد الرکعتین وهو قول ابی حنیفة وکذا فی جامع قاضی خان اھ والحدیث قال الترمذی حسن غریب فتح (رد المختار باب ادراک الفریضة ص $\frac{۶۷۳}{۱}$) ظفیر غفرلہ [۱] الدر المختار علی هامش رد المختار باب السنن والنوافل ص $\frac{۶۲۲}{۱}$ ۱۲ ظفیر [۲] واذا فاتته رکعتا الفجر لا یقضیهما قبل طلوع الشمس لانه یبقی نفلا مطلقا وهو مکروه بعد الصبح ولا بعد ارتفاعها عند ابی حنیفة وابی یوسف وقال محمد احب الیّ ان یقضیهما الی وقت الزوال (ہدایہ باب ادراک الفریضة ص ۱۳۳) ظفیر [۳] الدر المختار علی هامش رد المختار باب ادراک الفریضة ص $\frac{۶۷۲}{۱}$ ۱۲ ظفیر ۔

الجواب: اگر صبح کی جماعت ہو رہی ہے تو اگر ایک رکعت کے ملنے کی امید ہے تو سنتیں صبح کی علیحدہ ہو کر پڑھ لے پھر جماعت میں شریک ہو جاوے[1] اور اگر پہلے نہ پڑھے تو پھر بعد فرضوں کے قبل طلوع آفتاب نہ پڑھے۔ اگر پڑھے تو بعد آفتاب نکلنے کے پڑھے[2]۔ فقط۔

ظہر، مغرب اور عشاء کے بعد نوافل

سوال (۱۶۸۹) نفل پڑھنا بعد ظہر و مغرب و عشاء سنت سے ثابت ہے یا نہیں۔

الجواب: سنت سے ثابت ہے[3]۔ فقط۔

فجر کی سنت بعد فرض قبل طلوع آفتاب پڑھنا جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۶۹۰) صبح کی سنت قبل طلوع آفتاب بعد جماعت کے پڑھنا کیسا ہے۔ اگر ناجائز ہے تو ظہر کی سنت قبلیہ بھی نہ پڑھنی چاہیے۔

الجواب: بعد فرض صبح کے قبل طلوع آفتاب سنتیں پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس کی ممانعت حدیث شریف میں آگئی ہے۔ بخاری ومسلم میں بروایت حضرت ابوسعید خدری رضؓ

---

[1] واذا خاف فوت ركعتي الفجر لاشتغاله بسنتها تركها لكون الجماعة اكمل والا بان رجا ادراك ركعة لا يترك ركعها، بل يصليها عند باب المسجد ان وجد مكانا (الدر المختار على هامش رد المختار باب ادراك الفريضة ص ۶۶۷ ج ۱ و ص ۶۷۱ ج ۱) [2] ولا يقضيها الا بطريق التبعية لقضاء فرضها قبل الزوال لا بعده في الاصح (در مختار) واما اذا فاتت وحدها فلا تقضى قبل طلوع الشمس بالاجماع لكراهة النفل بعد الصبح واما بعد طلوع الشمس فكذلك عندهما وقال محمد احب الى ان يقضيها الى الزوال (رد المختار باب ادراك الفريضة ص ۶۷۲ ج ۱) ظفیر۔ [3] عن ام حبيبة قالت قال رسول الله صلى الله عليه من صلى في يوم وليلة ثنتى عشرة ركعة بنى له بيتا في الجنة اربعا قبل الظهر وركعتين بعد المغرب وركعتين بعد العشاء وركعتين قبل صلوٰة الفجر رواه الترمذي (مشكوٰة باب السنن وفضائلها ص ۱۰۳) ويستحب اربع قبل العصر وقبل العشاء وبعدها بتسليمة وان شاء ركعتين وكذا بعد الظهر (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوٰۃ بعد الصبح حتی ترتفع الشمس ولا صلوٰۃ بعد العصر حتی تغیب الشمس[1] اس حدیث سے بعد الصبح اور بعد عصر نوافل و سنن کی ممانعت معلوم ہوئی اور ظہر کے بعد ممانعت نہیں آئی لہٰذا ظہر کی سنتیں پہلے اگر رہ جائیں تو بعد فرضوں کے ان کو پڑھ لیوے اور فقہاء حنفیہ لکھتے ہیں ولا یقضیہا الا بطریق التبعیۃ لقضاء فرضہا قبل الزوال لا بعدہ بخلاف سنۃ الظہر۔ درمختار اور شامی میں ہے واما اذا فاتت وحدہا فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالاجماع لکراہۃ النفل بعد الصبح واما بعد طلوع الشمس فکذلک عندہما وقال محمدؒ احب الی ان یقضیہا الی الزوال[2] ۔الخ فقط۔

ایک رکعت ملنے کی امید پر جماعت فجر کے وقت سنت فجر درست ہے یا نہیں

سوال (۱۶۹۱) شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ اگر فجر کے فرض کی ایک رکعت امام کے ساتھ مل جانے کی امید ہو تو سنتیں ترک نہ کرے یہ صحیح ہے یا نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ جب امام قرات شروع کر دیتا ہے تو سنت فجر کا پڑھنا حرام ہے۔ جہاں تک امام کی آواز جاتی ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہ۔

الجواب:۔ یہ صحیح ہے کہ اگر فرض با جماعت فجر کی ایک رکعت بلکہ عند المحققین تشہد بھی مل سکے تو علیحدہ ہو کر سنتیں ادا کر کے پھر شامل جماعت ہو جاوے وکذا فی الدر المختار والشامی[3]

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گزشتہ) لحدیث الترمذی من حافظ اربع رکعات قبل الظہر و اربع بعدہا حرمہ اللہ علی النار وست بعد المغرب لیکتب من الاوابین بتسلیمۃ او ثنتین او ثلاث۔ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی السنن ص ۶۳۰ ج ۱۔ ظفیر۔

[1] مشکوٰۃ المصابیح۔ باب اوقات النہی ص ۹۴ ۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب ادراک الفریضۃ ص ۶۷۴ ج ۱۔ ظفیر

[3] واذا خاف فوت رکعتی الفجر لاشتغالہ بسنتہا ترکہا لکون الجماعۃ اکمل والا بان رجا ادراک رکعۃ فی ظاہر الروایۃ وقیل التشہد واعتمدہ المصنف والشرنبلالی تبعا للبحر لکن ضعفہ فی النہر لا یترکہا بل یصلیہا عند باب المسجد ان وجد مکانا والا ترکہا۔ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ادراک الفریضۃ ص ۶۷۴ ج ۱ (صرف تشہد کی توقع پر رکعت نہ چھوڑے۔ ظفیر)

اور جو لوگ ایسا کہتے ہیں کہ فجر کے فرضوں کی جماعت شروع ہونے کے بعد مطلقاً سنتیں صبح کی پڑھنی حرام ہیں وہ حنفی نہیں ہیں اور ان کو مذہب حنفی کی خبر نہیں ہے۔ حنفیہ کا یہی مذہب ہے کہ سنتیں پڑھ کر شامل جماعت ہو مگر حتی الوسع جماعت سے علیحدہ ہو کر پڑھے۔ والتفصیل فی کتب الفقہ۔

سنتوں کی نیت میں سنت رسول اللہ کہنا کیسا ہے

سوال (۱۶۹۲) سنن میں سنت رسول اللہ کہنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ وکفی مطلق نیۃ الصلاۃ وان لم یقل للہ لنفل وسنۃ راتبۃ الخ در مختار۔ یعنی سنت و نفل میں مطلق نیت نماز کی بھی کافی ہے اور یقین کرنا کہ سنت فجر ہے یا ظہر احوط ہے۔ اگر سنت رسول اللہ کہے تب بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سنت مؤکدہ کا ترک درست نہیں

سوال (۱۶۹۳) سنت مؤکدہ کو بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر فرصت ہے تو پڑھ لی جاویں اگر فرصت نہ ہو تو نہ پڑھے کچھ حرج نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہ۔

الجواب:۔ سنن مؤکدہ کو ترک نہ کرنا چاہئے۔ حتی الوسع پڑھنا چاہئے[۲]۔ البتہ اگر وقت تنگ ہو گیا ہو کہ صرف فرض پڑھنے کی مقدار وقت باقی ہو تو اس وقت سنتوں کو چھوڑ دے۔ فقط۔

سنتیں مکان پر پڑھنا

سوال (۱۶۹۴) سنتیں مکان پر پڑھنے کی فضیلت ہے۔

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب شروط الصلوٰۃ ص ۳۸۵ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [۲] ولھذا کانت السنۃ المؤکدۃ قریبۃ من الواجب فی لحوق الاثم کما فی البحر ویستوجب تارکھا التضلیل واللوم کما فی التحریر ای علی سبیل الاصرار بلا عذر (رد المحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی السنن والنوافل ص ۶۳۰ ج ۱) ظفیر۔

یہ سنت قبلیہ اور بعدیہ دونوں کے لئے ہے یا کیا۔

بعد مغرب سنتیں | **سوال** (۱۶۹۵/۲) بعد مغرب جو چھ رکعت کی ترغیب دی ہے ان کی دو رکعت ادا کرے تو ہو سکتی ہے یا نہ۔

فرائض کے بعد کی سنتیں فوراً پڑھنا چاہیئے یا دیر بھی کر سکتا ہے | **سوال** (۱۶۹۶/۳) فرضوں کے بعد جو نفل ہیں فرضوں کے بعد فوراً پڑھے یا جب تک وقت باقی ہے پڑھ سکتا ہے۔

الجواب:- (۱) یہ حکم ہر دو سنن کے لئے ہے۔ لیکن اگر بعد فرض کے مکان پر جانے میں راستہ میں یا مکان میں جا کر کچھ حرج واقع ہونے کا احتمال ہے اور امور دنیاوی میں مشغول ہو جانے کا اندیشہ ہے تو پھر مسجد ہی میں سنتیں پڑھ لیوے کیونکہ ایسا بھی ثابت ہے[1]۔

(۲) یہ چھ رکعت جن کی فضیلت بعد مغرب کے آئی ہے علاوہ مغرب کی دو سنت مؤکدہ کے ہیں اور بعض نے فرمایا سنت مؤکدہ بھی اس میں داخل ہیں اور اگر مغرب کی دو سنت کے بعد صرف دو رکعت نفل پڑھ لیوے تو اس میں بھی ثواب ہے[2]۔

(۳) جب تک وقت اس نماز کا ہے ان نوافل کا وقت ہے[3]۔ فقط مگر متصلاً پڑھنا اولیٰ ہے (ظفیر)

---

[1] الافضل فی النفل غیر التراویح المنزل الا لخوف شغل عنها والاصح افضلیة ما کان اخشع واخلص (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الوتر والنوافل) ظفیر۔ [2] ویستحب ست بعد المغرب لیکتب من الاوابین بتسلیمة او ثنتین او ثلاث والاول ادوم واشق وهل تحسب المؤکدة من المستحب ویودی الکل بتسلیمة واحدة اختار الکمال نعم (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۳۱/۱) ظفیر۔ [3] مگر اچھا یہ ہے کہ متصلاً پڑھ لے۔ کیونکہ فقہاء لکھتے ہیں ویکره تاخیر السنة الا بقدر اللهم انت السلام الخ قال الحلوانی لا باس بالفصل بالاوراد واختاره الکمال۔ قال الحلبی ان ارید بالکراهة التنزیهیة ارتفع الخلاف وفی حفظی حمله علی القلیلة (الدر المختار علی هامش رد المحتار۔ باب صفة الصلوٰة ص ۴۹۲/۱) ظفیر۔

ظہر کی چار سنتوں کی حیثیت بعد ادائیگی فرض

سوال (۱۶۹۷) ظہر کے فرض پہلے پڑھ لئے تو اب چار سنت قبلیہ نفل ہو گئی یا سنت مؤکدہ ہی رہی۔

الجواب:۔ جب تک وقت باقی ہے ادا کرنا چار رکعات قبل ظہر کا سنت مؤکدہ ہے۔ اگر قبل از فرض ظہر چار رکعت سنت قبل ظہر والی ادا نہ کی تو بعد فرض کے ادا کرنی چاہئیں[1] فقط

اگر بھول سے سنت کی نیت میں فرض کا نام لے لے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۶۹۸) اگر کوئی شخص بوقت ظہر یا فجر بھول کر بجائے سنت مؤکدہ کی نیت کے فرضوں کی نیت باندھ لے تو سنتیں کیونکر ادا کرے۔ نیت توڑ کر پھر سنتوں کی نیت باندھے یا دل ہی دل میں نیت کرے اور فرض بعد کو پڑھے یا کیا کرے۔

الجواب:۔ نیت توڑ کر پھر سے نیت سنتوں کی باندھے اور دوبارہ تکبیر بہ نیت سنت کہے[2]۔

سنت گھر پر پڑھنا ہی افضل ہے

سوال (۱۶۹۹) میں سنت فجر گھر پر پڑھ لیتا ہوں اور مطابق روایت در مختار وغیرہا اسی کو افضل سمجھتا ہوں۔ مولوی اشرف علی کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ جمیع سنن مؤکدہ کا مسجد میں پڑھنا افضل ہے تاکہ ایہام یا تشبہ اہل بدعت سے

---

[1] بخلاف سنة الظهر وكذا الجمعة ان خاف فوت ركعة يتركها ويقتدى ثم ياتى بها على انها سنة فى وقته اى الظهر (در مختار) على انها سنة اى اتفاق وما فى الخانية وغيرها من انها نفل عنده سنة عندهما فهو من تصرف المصنفين لان المذكور فى المسئلة الاختلاف فى تقديمها او تاخرها والاتفاق على قضائها وهو اتفاق على وقوعها سنة كما حققه فى الفتح وتبعه فى البحر والنهر وشرح المنية (رد المحتار۔ باب ادراك الفريضة ص ۶۶۲/ج۱ وص ۶۶۳/ج۱ ظفير)

[2] رجل افتتح المكتوبة فظن انها تطوع فصلى على نية التطوع حتى فرغ فالصلوة هى المكتوبة ولو كان الامر بالعكس فالجواب بالعكس الخ والنية بدون التكبير ليس بمخارج (عالمگیری کشوری الفصل الرابع فى النية ص ۶۴/ج۱ و ص ۶۵/ج۱ ظفیر)

نہ تھے چونکہ اس دیار میں تارکین سنت نہیں ہیں تو کیا یہاں بھی تشبہ اہل بدعت سے ہوگا یا نہ۔

الجواب:- احادیث میں سنن ونوافل کے مکان میں ادا کرنے کی جو کچھ فضیلت وارد ہوئی ہے وہ مشہور ومعروف ہے اور فقہاء نے بھی سوائے تراویح کے دیگر سنن ونوافل کے مکان میں پڑھنے کو افضل فرمایا ہے[1] اور حضرات اکابر حنفیہ مثل حضرت محدث وفقیہ گنگوہیؒ کا عمل اسی پر دیکھا گیا اور آپ کے اطراف میں جب کہ کوئی فرقہ اہل بدعت کا ایسا بھی نہیں ہے جو تارک سنن ہو تو پھر اس فضیلت میں کوئی اشکال باقی نہیں رہتا۔ فقط۔

فرض کے بعد اور سنت مؤکدہ سے پہلے تسبیح

سوال (۱۷۰۰) ایک شخص بعد نماز فرائض قبل سنت تسبیح وآیۃ الکرسی پڑھتا ہے اور سنت مؤکدہ اس کے بعد ادا کرتا ہے۔ اور میں نے سنا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان نماز فرائض کے بعد فوراً سلام پڑھتے تھے اور سنت مؤکدہ بہت جلد ادا کرتے تھے کیونکہ فرشتہ فرض اور سنت دونوں کو بدرگاہ الٰہی لیجا کر پیش کرتے ہیں۔

الجواب:- آیۃ الکرسی وتسبیحات کا پڑھنا قبل سنن بھی جائز ہے اور معمول بہ اکابر کا ہے۔ اور احادیث سے دونوں امر ثابت ہیں[2]۔ فقط۔

---

[1] والافضل فی النفل غیر التراویح المنزل الا لخوف شغل منہا والاصح افضلیۃ ما کان اخشع واخلص (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۳۸/۱) ظفیر۔

[2] وعن المغیرۃ بن شعبۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول فی دبر کل صلوٰۃ مکتوبۃ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الخ متفق علیہ (مشکوٰۃ باب الذکر بعد الصلوٰۃ ص ۸۸)، وعن علی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی عواد ھذا المنبر یقول من قرأ آیۃ الکرسی فی دبر کل صلوٰۃ لم یمنعہ من دخول الجنۃ الا الموت الخ قال اسنادہ ضعیف (ایضاً ص ۸۹)؛ قال الحلوانی لا باس بالفصل بالاوراد واختارہ الکمال (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صفۃ الصلوٰۃ ص ۴۹۴/۱) ظفیر۔

ظہر کے بعد چار رکعت کا معمول کیسا ہے

سوال (۱۷۰۱) ایک شخص فرض ظہر سے پہلے چار رکعت سنت ظہر پڑھتا ہے اس کے بعد فرض ظہر ادا کرتا ہے۔ جماعت سے فرض ظہر ادا کرنے کے بعد دو رکعت سنت نہیں پڑھتا بلکہ بجائے دو کے چار رکعت سنت اکٹھی پڑھتا ہے اور ہمیشہ ایسا ہی کرتا ہے۔ اس میں کچھ حرج ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ قال ابن الهمام وصرح جماعة من المشائخ انه يستحب اربع بعد الظهر لحديث رووه وهو انه صلى الله عليه وسلم قال من صلى اربعاً قبل الظهر واربعاً بعدها حرمه الله على النار۔ رواه ابوداؤد والترمذي والنسائي[1] ثم اختلف اهل هذا العصر في انها تغاير غير ركعتي الراتبة او بهما وعلى التقدير الثاني قيل تؤدى بهما بتسليمة واحدة اولا فقال جماعة لا لانه ان نوى عند التحريمة السنة لم يصدق في الشفع الثاني او المستحب لم يصدق في السنة ووقع عندي انه اذا صلى اربعاً بعد الظهر بتسليمة او ثنتين وقع عن السنة والمندوب سواء احتسبه الراتبة اولا۔ فتح القدير ص۳۸۶ مصری۔ پس معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص استحباب پر عمل کرے فرض ظہر کے بعد صرف چار رکعت پڑھ لیا کرے دو رکعت سنت علیحدہ نہ پڑھے۔ بنا بر تحقیق شیخ ابن ہمام کوئی حرج نہیں۔

ان چار رکعت میں دو رکعت سنت ہی محسوب ہو جائیں گی خواہ ان کی نیت کرے یا نہ کرے البتہ مختار یہ ہے کہ چار رکعت کو بعد فرض ظہر دو سلام سے پڑھ لیا کرے تا کہ کسی کا خلاف ہی نہ رہے اور اس حدیث پر بھی عمل ہو جائے جس میں یہ ہے عن عائشة رض كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي قبل الظهر اربعاً وبعدها ركعتين۔ الحديث۔ رواه مسلم ابوداؤد۔ اس روایت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مستمرہ یہ تھی کہ دو رکعت سنت بعد فرض ظہر کے پڑھا کرتے تھے اس لئے کمال اتباع سرور کائنات

[1] دیکھیے مشکوٰۃ باب السنن ص۱۰۴ ۱۲ ظفیر۔

صلی اللہ علیہ وسلم، اس لیے جب کہ دو رکعت سنت فرض ظہر کے بعد علیحدہ پڑھنے کا اہتمام کرے چار رکعت پر دوام کرنا دو رکعت سنت علیحدہ نہ پڑھنا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پر عمل کرنے سے مانع ہے۔ آئندہ اس کا خیال رکھنا چاہئے۔ فقط۔

بعد فرض سنت میں تاخیر کس حد تک درست ہے

سوال (۱۷۰۲) بعد فرضوں کے سنتوں کی تاخیر کس مقدار تک مستحب ہے اور کس مقدار سے زائد مکروہ ہے۔ حنفیہ کا مفتی بہ قول مع دلائل بیان فرمائیے۔

الجواب:- درمختار میں ہے ویکرہ تاخیر السنۃ الا بقدر اللھم انت السلام الخ[۱]۔ لیکن مطلب اس کا یہ ہے کہ یہ تقریبی امر ہے اگر کچھ اس سے زیادہ بھی دعاء وغیرہ ہو تو کچھ حرج نہیں ہے اور صحیح یہ ہے کہ فصل باذکار و اوراد میں کچھ مضائقہ نہیں۔ کما ہو معمول مشائخنا قال الحلوانی لا باس بالفصل بالاوراد واختارہ الکمال[۲]۔ فقط۔

بعد فرض سنت گھر میں پڑھے یا مسجد میں

سوال (۱۷۰۳) فرضوں کے سنتیں اپنے اپنے گھروں میں جا کر پڑھنی چاہئے یا مسجد میں۔

الجواب:- فی الشامی۔ لاتفاق کلمۃ المشایخ علی ان الافضل فی السنن حتی سنۃ المغرب المنزل ای فلا یکرہ الفصل بمسافۃ الطریق[۳]۔ شامی اور دوسرے موقعہ میں مذکور ہے والافضل فی النفل غیر التراویح المنزل الا لخوف شغل عنھا والا صح افضلیۃ ما کان اخشع واخلص[۴]۔ اس اخیر عبارت سے واضح ہوا کہ جو اخشع واخلص ہو وہی افضل ہے۔ اگر مسجد میں پڑھنے میں خشوع زیادہ ہے اور اخلاص زیادہ ہے اور گھر جا کر پڑھنے میں خوف تاخیر وغیرہ ہے تو پھر مسجد میں پڑھنا ہی افضل ہے۔ فقط

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صفۃ الصلاۃ ص ۴۹۲ ج ۱۔ ظفیر۔ [۲] ایضاً ۱۲ ظفیر۔ [۳] رد المحتار باب صفۃ الصلاۃ تحت قول ویکرہ تاخیر السنۃ الا بقدر اللھم انت السلام الخ ص ۴۹۵ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

[۴] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۳۸ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

بعد سنن ونوافل دعاء انفراداً ہے اجتماعاً ثابت نہیں

سوال (۱۷۰۴) بعد سنن ونوافل کے بھی دعاء کرنا چاہئے یا نہیں یا سلام پھیرتے ہی اٹھ کر چلا جانا ہے۔ اگر کوئی عالم شخص بعد سنن ونوافل کے دعاء نہ کرے اور یوں ہی چلا جایا کرے تو قابل ملامت ہے یا نہیں۔ جو خود بھی دعاء نہ کرے اور دوسرے دعاء کرنے والوں کو بھی برا بھلا کہے اور دعاء سے منع کرے تو وہ قابل ملامت ہے یا نہ۔

الجواب:۔ فرائض کے بعد دعاء کر کے متفرق ہو جانا چاہئے۔ سنن ونوافل کے بعد اجتماعاً دعا کا پابند مقتدیوں کو نہ کرنا چاہئے۔ فرائض کے بعد کوئی شخص مثلاً گھر جا کر سنتیں پڑھنا چاہتا ہے تو اس کو کیوں پابند کیا جاوے۔ الغرض جو ایسا کرے وہ لائق ملامت کے نہیں ہے اور یہ رسم کہ بعد سنن ونوافل کے بطور خود ہر ایک شخص جس وقت فارغ ہو دعاء کر کے چلا جاوے یا فرائض کے بعد گھر جا کر سنتیں پڑھے اس میں کوئی تنگی نہ ہونی چاہئے فقط

دو شفعہ والی سنتوں میں قرارت

سوال (۱۷۰۵) سنن مؤکدہ ذی شفعین کے ہر شفعہ میں قرارۃ واجب ہے یا ہر شفعہ اولیٰ میں۔

الجواب:۔ چاروں رکعت میں قرارۃ واجب ہے[1]۔ فقط۔

امام کے محراب سے ہٹ کر سنت پڑھنے کی وجہ کیا ہے

سوال (۱۷۰۶) امام کا مصلّٰی جماعت سے علیٰحدہ ہو کر سنت ونوافل ادا کرنے کی اصل علت کیا ہے۔ اگر اس مصلّٰی پر سنت ونوافل ادا کرے تو کیسا ہے۔

الجواب:۔ اصل علت ارتفاع اشتباہ ہے اور یہ بہتر ہے کہ بصورت اشتباہ علیحدہ ہو کر سنن ونوافل پڑھے[2]۔ لیکن اگر اس مصلّٰی پر پڑھے تو یہ بھی درست ہے

---

[1] وتفرض القراءة عملاً فی رکعتی الفرض الخ وکل النفل للمنفرد ولان کل شفع صلاۃ الخ وکل الوتر احتیاطا۔ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۴۴ ج ۱ ظفیر۔

[2] ویکرہ للامام التنفل فی مکانہ لا للموتم وقیل یستحب کسر الصفوف وفی الخانیۃ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

لان بالسلام یحصل الفصل اور جو اصلی علت احادیث میں مذکور ہے کہ خلط فرائض بالنوافل و احتمال گمان زیادۃ فریضۃ۔ وہ اب باقی نہیں ہے۔

سنت قبل الجمعہ نہ پڑھ سکے تو کیا کرے

سوال (۱۷۰۷) چار رکعت سنت قبل جمعہ اگر رہ جائیں تو بعد جمعہ ان کو پڑھے یا نہیں۔

الجواب:۔ بعد ادائے جمعہ سنت قبل جمعہ کو ادا کرنا چاہئے[۱]۔

سنت و فرض کے درمیان دنیاوی باتیں موجب نقص ثواب ہے

سوال (۱۷۰۸) هل الکلام الدنیوی بین السنة التی قبل الظهر والتی قبل الفجر وبین فرضیهما مفسد للسنة ام موجب لانحطاط ثواب السنة؟ وایضا الاکل والشرب؟

الجواب:۔ موجب لنقص الثواب، لامفسد لها۔ قال فی الدر المختار ولو تکلم بین السنة والفرض لا یسقطها ولکن ینقص ثوابها[۲]۔ فقط۔

فجر کی سنت چھوٹ گئی بعد فرض کب پڑھے

سوال (۱۷۰۹) جس نے صبح کی سنت نہیں پڑھی اور فرضوں میں شریک ہوگیا اب وہ سنت کس وقت پڑھے؟۔

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) یستحب للامام التحول لیمین القبلة یعنی یسار المصلی لتنفل او ورد وخیره فی المنیة بین تحویله یمینا وشمالا واماما وخلفا وذهابه لبیته الخ (در مختار) قوله ویکره الخ بل یتحول الخ وکذا ایکره مکثه قاعدا فی مکانه مستقبل القبلة فی صلاة لاتطوع بعدها والکراهة تنزیهیة کما دلت علیه عبارة الخانیة الخ وقال لان المقصود من الانحراف ولدفع وان الاشتباه ای اشتباه انه فی الصلوٰة (رد المحتار قبیل فصل فی القراءة ص ۴۹۵ ج ۱ و ص ۴۹۶ ج ۱) ظفیر۔

[۱] ولا یقضیها الا بطریق التبعیة لقضاء فرضها قبل الزوال لا بعده بخلاف سنة الظهر وکذا الجمعة فانه ان خاف فوت رکعة یترکها ویقتدی ثم یاتی بها علی انها سنة فی وقته قبل شفعه عند محمد وبه یفتی (الدر المختار علی هامش رد المحتار ص ۶۶۲ ج ۱ باب ادراک الفریضة) ظفیر۔

[۲] الدر المختار باب الوتر والنوافل ص ۹۵ ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر۔

الجواب:- اب وہ سنتیں بعد نماز فرض کے قضا نہ کی جاویں گی اگر پڑھے تو بعد آفتاب نکلنے کے۔ یہ نفل ہو جاویں گی[1]۔ فقط۔

فجر و مغرب کی سنتوں میں سورہ کافرون اور اخلاص پر مداومت اور اس کا حکم

سوال (۱۷۱۹) کیا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نماز فجر و مغرب میں یعنی سنتوں میں رکعت اولیٰ میں قل یا یہا الکفرون اور رکعت ثانیہ میں قل ھو اللہ پڑھا کرتے تھے اگر کوئی اس پر مداومت کرے تو نماز مکروہ ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- ہمیشہ ایسا نہیں ہوا کیونکہ حدیث شریف میں یہ آیا ہے کہ سنتوں میں کبھی آپ نے سورہ کافرون اور قل ھو اللہ احد پڑھی ہے اور کبھی قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ الآیۃ اور قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا الآیۃ پڑھی ہے۔ کما ورد فی الحصن الحصین اور اگر کوئی شخص یہی دونوں سورتیں صبح کی سنتوں میں مستحب سمجھ کر پڑھے تو کراہت نہیں ہے لیکن بہتر ہے کہ کبھی اور کوئی سورۃ یا قولوا آمنا الآیۃ وغیرہ پڑھ لیا کرے[2]۔ فقط۔

---

[1] واذا خاف فوت رکعتی الفجر لاشتغاله بسنتها ترکها والا، لا ولا یقضیها الا بطریق التبعیة بقضاء فرضها قبل الزوال لا بعده (در مختار) اما اذا فاتت وحدها فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالاجماع لکراهة النفل بعد الصبح، اما بعد طلوع الشمس فکذالک عندهما وقال محمد احب الی ان یقضیها الی الزوال الخ وقالا لا یقضی، وان قضی فلا بأس الخ وقال الخلاف فی انه لو قضی کان نفلا مبتدأ او سنة کذا فی العنایة یعنی نفلا عندهما سنة عنده کما ذکره فی الکافی اسمٰعیل (رد المحتار باب ادراک الفریضة ص ۶۶۴ و ص ۶۶۳ ج ۱)

[2] وکره عندنا وعند مالک تعیین سورة ای غیر الفاتحة لصلاة من الصلوات الخ وقید الطحاوی والاسبیجابی الکراهة فیما اعتقد ان الصلوٰة لا تجوز بغیرها واما اذا لم یعتقد ذالک ولا زمها لسهولتها علیه او تبرکا بقراءة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایاها کقراءة سبح اسم وقل یا ایها الکافرون والاخلاص. (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

اگر سنت فجر بعد فرض نہ پڑھے تو کیا حرج ہے

سوال (۱۷۱۱) سنت فجر اگر جماعت ترک ہو جانے کی وجہ سے نہ پڑھ سکا تو قبل طلوع آفتاب بعد جماعت کے پڑھنا کیسا ہے۔ بعض لوگ بعد طلوع پڑھنے کو بہتر بتلاتے ہیں۔

الجواب:- فرض پڑھنے کے بعد سنن فجر کو طلوع شمس سے پہلے پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر قضاء ہی کرنی ہے تو طلوع شمس کے بعد کرنی چاہئے ورنہ ضرورت تو اس کی کچھ نہیں ہے کیونکہ مستقلاً سنتوں کی قضا نہیں ہے البتہ اگر فرض بھی قضا ہو گئے ہیں تو پھر ان کے ساتھ زوال سے پہلے پہلے سنتوں کی بھی قضا کرے۔ شامی قول درمختار۔ ولا یقضیھا الا بطریق التبعیة کے تحت میں لکھا ہے ای لا یقضی سنة الفجر الا اذا فاتت مع الفجر فیقضیھا تبعاً لقضائه لو قبل الزوال واما اذا فاتت وحدھا فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالاجماع لکراھة النفل بعد الصبح واما بعد طلوع الشمس فکذلک عندھما وقال محمد احب الی ان یقضیھا الی الزوال کما فی الدرر۔ رد المحتار ۱ھ - فقط۔

نفل بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر

سوال (۱۷۱۲) جن نماز پنجگانہ کے بعد جو نفلیں پڑھی جاتی ہیں آیا ان کو بالالتزام بیٹھ کر پڑھنا چاہئے یا کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔

کیا مسجد پہنچکر پہلے بیٹھے پھر سنت پڑھے؟

سوال (۱۷۱۳/۲) یہاں علی العموم لوگوں کا اعتقاد ہے کہ جب نماز کے لئے مسجد میں جائے تو وضو کرکے پہلے قدرے بیٹھ جائے پھر اٹھ کر نیت نماز کی کرے اور اس کو مثل فرض و واجب کے سمجھتے ہیں۔ یہ احادیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) فی الوتر وقراءة الکافرون والاخلاص فی سنة الفجر والمغرب الخ فلا یکرہ بل یکون حسنا فترکه مطلقاً غیر مستحسن الخ (شرح نقایہ فصل فی القراءة ص ۸۳ ج ۱) ظفیر۔ (۲) رد المحتار باب ادراک الفریضة ص ۶۷۲ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

الجواب (۱) نوافل کو بیٹھ کر پڑھنا اگر کسی عذر کی وجہ سے پایا جاوے تو جائز ہے اور متنفل قائم کے ساتھ فضیلت میں بھی برابر ہوگا کما فی جامع الرموز نقلاً عن النہایۃ ان اجر صلوٰۃ القاعد بعذر یساوی صلوٰۃ القائم بالاجماع[۱] اھ اگرچہ بعض کا قول یہ بھی ہے کہ صورت مذکورہ میں صرف ازالہ مأثم ہے، صاحب عذر اور سالم برابر ہیں لیکن اول اشہر ہے اور اگر بلا عذر نوافل کو متنفل شخص بعد الوتر کے قاعداً پڑھتا ہے تو اس صورت میں مع الجواز ثواب ضرور تنصیف ہوگی۔ قال فی الہدایہ ویصلی النافلۃ قاعداً مع القدرۃ علی القیام لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ القاعد علی النصف من صلوٰۃ القائم[۲] یہ جواز اس صورت میں ہوگا کہ بیٹھ کر پڑھنے میں کوئی ایسا التزام نہ ہو جس سے دیکھنے والوں کو بیٹھ کر پڑھنے کی سنیت یا وجوب کا گمان ہو جاوے جیسا کہ بعض مقامات میں ظہر اور مغرب کے بعد لوگوں میں دو رکعتوں کا بیٹھ کر پڑھنا رائج ہو گیا ہے اور وہاں کے عوام اس نحو کو بشرعاً لازم سمجھتے ہیں ایسے مقامات میں یہ قعود بے شک مکروہ ہے کما فی البحر صفحہ $\frac{۲۲۳}{۲}$ کل مباح یودی الیٰ زعم الجہال سنیۃ امر او وجوبہ فہو مکروہ اھ۔ نقلاً عن القنیۃ۔ پس زید کا اصرار اس قاعدہ میں داخل ہوگیا اور اس عادت کے مٹانے کی کوشش ضروری ہے۔ نفل بعد الوتر اس سے مستثنیٰ ہے۔ اس لئے کہ وہ بحدیث قاعداً ثابت ہے۔ فقط۔

(۲) سنت یہی ہے کہ مسجد میں جاتے ہی بدون بیٹھ جانے کے تحیۃ مسجد کی دو رکعتیں ادا کرے اور اگر پہلے بیٹھ گیا تو یہ ترک اولیٰ ہوگا۔ حدیث صحیحین کو فقہاء نے ترک اولیٰ ہی پر حمل کیا ہے لیکن بیٹھ کر ادا کرنے کو ضروری سمجھنا دو طرح خلاف شروع ہے۔ ایک یہ کہ حدیث صحیحین کے خلاف ہے۔ اذا دخل احدکم المسجد فلا یجلس حتی

---

[۱] جامع الرموز

[۲] ہدایہ باب النوافل صفحہ $\frac{۱۳۳}{۱}$ ۱۲ ظفیر۔

یصلی رکعتین - دوم قاعدہ مذکور کی رو سے بھی یہ طرز اور یہ طریقہ مکروہ ہوگا۔ کما فی الخیریہ ص ۲۳۳ ج ۲
کل مباح یؤدی الی زعم الجھال سنیۃ امر او وجوبہ فھو مکروہ اھ نقلاً
عن الغنیۃ۔

نوافل بیٹھ کر پڑھنے سے ثواب ملتا ہے یا نہیں

سوال (۱۷۱۳) نوافل بیٹھ کر پڑھنے سے ثواب ملتا ہے یا نہ؟ بعد وتر کے نفل کا کیا حکم ہے۔

الجواب: - نوافل اگر بیٹھ کر پڑھے گا بروئے احادیث نصف ثواب ہوجاویگا[۱]

صلوٰۃ الاوابین

سوال (۱۷۱۴) صلوٰۃ اوابین بیس رکعت پڑھنی چاہئے یا چھ رکعت؟ صحیح کیا بات ہے۔

الجواب: - صلوٰۃ اوابین میں دونوں امر صحیح ہیں چھ رکعت بھی آئی ہیں اور بیس بھی۔ جو کچھ کرے بہتر ہے مگر اکثر علماء کا مذہب چھ رکعت پر ہے[۲]۔ فقط۔

---

[۱] ویتنفل مع قدرتہ علی القیام قاعداً ابتداءً وبناءً (الی قولہ) وفیہ اجر غیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی النصف الا بعذر (درمختار) ففی صحیح مسلم عن عبد اللہ بن عمرو قلت حدثت رسول اللہ انک قلت صلوٰۃ الرجل قاعداً علی نصف الصلوٰۃ وانت تصلی قاعداً قال اجل ولکنی لست کاحد منکم (الی قولہ) حدیث البخاری من صلی قائماً فھو افضل ومن صلی قاعداً فلہ نصف اجر القائم الخ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۵۲ ج ۱)

[۲] وان تطوع بعد المغرب بست رکعات کتب من الاوابین الخ (غنیۃ المستملی ص ۳۶۹) وبعد مغرب دو رکعت سنت وبعد ازاں شش رکعت دیگر مستحب است آں را صلوٰۃ الاوابین گویند وبروایتی بعد مغرب بست رکعت آمدہ (مالا بد منہ ص ۶۷) عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی بعد المغرب عشرین رکعۃ بنی اللہ لہ بیتاً فی الجنۃ رواہ الترمذی (مشکوٰۃ باب السنن ص ۱۰۴) ظفیر۔

نفل بعد الوتر بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہو کر

سوال (۱۷۱۵) وتر کے بعد بیٹھ کر نوافل پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر؟ اور ان نوافل کو بیٹھ کر پڑھنے میں ثواب اتنا ہی ہوتا ہے جتنا کھڑے ہو کر پڑھنے میں ہوتا ہے؟۔

الجواب:۔ بیٹھ کر نوافل پڑھنے کا ثواب آدھا ہوتا ہے۔ یہ عموماً اور مطلقاً ہی اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم سے مستثنیٰ ہیں آپ کو پورا ہی ثواب ملتا تھا۔ پس وتر کے بعد نوافل بیٹھ کر پڑھنے میں موافق قاعدہ مذکورہ کے آدھا ثواب ہوگا۔ البتہ بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ وتر کے بعد بیٹھ کر دو نوافل پڑھنا مستحب ہے جیسا کہ قاضی ثناء اللہ صاحب نے بھی اسی کو اختیار فرمایا ہے[۱] کیونکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی ثابت ہے حضرت مولانا گنگوہیؒ نوافل بعد الوتر میں بھی اگر بیٹھ کر پڑھے نصف ثواب فرماتے ہیں اور یہی راجح معلوم ہوتا ہے[۲]۔

وتر کے پہلے اور بعد نوافل

سوال (۱۷۱۶) نماز عشاء میں جو چہار نفل قبل و بعد وتر ہیں ان میں ترجیح کس کو ہے۔

الجواب:۔ نماز عشاء میں بعد فرض عشاء کے دو سنت مؤکدہ ہیں اس کے بعد

---

[۱] ویتنفل مع قدرته علی القیام قاعداً لا مضطجعاً الا بعذر ابتداءً وکذا بناءً بعد الشروع بلا کراهة فی الاصح کعکسه بحر وفیه اجر غیر النبی صلی اللہ علیه وسلم علی النصف الا بعذر (در مختار) اما النبی صلی اللہ علیه وسلم فمن خصائصه ان نافلته قاعداً مع القدرة علی القیام کنافلته قائماً ففی صحیح مسلم عن عبد اللہ بن عمرو قلت حدثت یا رسول اللہ انک قلت صلوٰة الرجل قاعداً علی نصف الصلاة وانت تصلی قاعداً قال اجل ولکنی لست کاحد منکم بحر ملخصاً (رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۵۲ ج ۱) ع

[۲] وبعد وتر دو رکعت نشستہ خواندن مستحب است. در رکعت اولیٰ اذا زلزلت الارض زلزالها و در رکعت ثانیہ قل یا ایها الکفرون خواند (مالا بد منه ص ۶۷) محمد ظفیر الدین غفرلہ۔

چار رکعت یا دو رکعت نفل مستحب ہیں۔ اس کے بعد وتر پڑھے پھر وتر کے بعد نفل نہیں۔ یعنی جیسا کہ رواج ہے کہ بعد وتر کے دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے ہیں اس کا حکم نہیں ہے۔ فقط۔

اقامت کے بعد فجر کی سنت کب تک پڑھ سکتا ہے

سوال (۱۷۱۷) اقامت کے بعد سنتیں فجر کی کب تک پڑھ سکتا ہے؟ اگر سنت نہ پڑھی اور شریک جماعت ہو گیا تو پھر کس وقت سنت پڑھنا چاہیئے اور بعد اقامت کے کس جگہ سنت پڑھے؟۔

الجواب:۔ صبح کے فرضوں کی تکبیر ہونے کے بعد بھی سنتیں صبح کی پڑھنی چاہئیں لیکن اس جگہ نہ پڑھے جس جگہ فرض ہو رہے ہیں بلکہ اگر جماعت اندر مسجد کے ہے تو باہر فرش پر بلکہ علیحدہ فرش سے اگر کوئی جگہ ہو تو وہاں سنتیں پڑھ کر شامل جماعت فرض میں ہو جاوے۔ اگر ایک رکعت فرض کے ملنے کی بھی امید ہے تب بھی سنتیں پڑھ لے[1] اور بعض نے فرمایا ہے کہ التحیات مل جاوے تب بھی پڑھے۔ بہر حال چونکہ تاکید صبح کی سنتوں کی زیادہ ہے اس لئے ان کو نہ چھوڑے لیکن اس جگہ نہ پڑھے جس جگہ جماعت فرض کی ہو رہی ہے۔ اور اس بارہ میں آثار صحابہؓ موجود ہیں اور تحقیق اس کی شرح منیہ میں ہے اور اگر سنتیں نہ پڑھے اور امام کے ساتھ شریک ہو گیا تو بعد فرض کے قبل طلوع شمس سنتیں نہ پڑھے بعد آفتاب نکلنے اور بلند ہونے کے اگر پڑھے اختیار ہے۔ کیونکہ اب وہ نفل ہے جا ہے پڑھے چاہے نہ پڑھے[2]۔ فقط۔

---

[1] واذا خاف فوت رکعتی الفجر لاشتغاله بسنتها ترکها (الی قوله) والا بان رجا ادراک رکعة فی ظاهر المذهب وقیل التشهد واعتمدہ المصنف والشرنبلالی تبعا للبحر. الدر المختار علی هامش رد المحتار ص ۶۷۶ ج ۱ ظفیر۔ [2] لا یترکها بل یصلیها عند باب المسجد ان وجد مکانا والا ترکها لان ترک المکروہ مقدم علی فعل السنة (در مختار) قوله باب المسجد ای خارج المسجد (الی قوله) فاذا کان علی باب المسجد موضع للصلاة یصلیها فی المسجد خلف ساریة من سواری المسجد واشدها کراهة (الفیر حاشیه صفحه آئنده)

مسائل سنن غیر مؤکدہ

وتر کے بعد نوافل درست ہیں

سوال (۱۷۱۸) بعض لوگ کہتے ہیں کہ وتر کے بعد کوئی سجدہ نہیں اور نفل جو وتر کے بعد پڑھی جاتی ہے پڑھنا جائز نہیں۔ یہ کہاں تک درست ہے۔

الجواب:۔ وتر کے بعد نوافل کا پڑھنا جائز ہے۔ چنانچہ بعض صحابہؓ جو عشاء کے بعد وتر پڑھ لیتے تھے وہ آخر رات میں تہجد پڑھتے تھے تو معلوم ہوا کہ وتر کے بعد نوافل ممنوع نہیں ہیں۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد وتر کے دو رکعت نفل پڑھی ہیں۔ البتہ وتر کے بعد یا کسی نماز کے بعد بلا وجہ تنہا سجدہ کرنا ممنوع ہے۔ جیسا کہ درمختار میں ہے لکنہا تکرہ بعد الصلوٰۃ[1]۔ الخ فقط۔

رمضان میں تہجد کی جماعت

سوال (۱۷۱۹) نماز تہجد با جماعت رمضان شریف میں پڑھنا اور اس میں قرآن شریف سننا چاہئے یا نہیں۔

دوسرے نوافل کی جماعت

سوال (۱۷۲۰) علاوہ تراویح و تہجد کے نوافل با جماعت پڑھنا اور اس میں قرآن مجید کا پڑھنا اور سننا جائز ہے یا نہیں۔

رمضان کے بعد تہجد و نوافل کی جماعت

سوال (۱۷۲۱) علاوہ رمضان شریف کے نوافل و تہجد با جماعت جائز ہے یا نہیں۔

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) ان یصلیہا مخالطا للصف مخالفا للجماعۃ (رد المحتار ص ۶۷۱ ج ۱) ۳؎ واما لو فاتت وحدہا فلا تقضی قبل طلوع الشمس (الی قولہ) قولہ احب الی دلیل علی انہ لو لم یفعل لا لوم علیہ الخ وقال الخلاف فی انہ لو قضی کان نفلا مبتدأ او سنۃ (ایضا ص ۶۷۲ ج ۱) ظفیر۔

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب سجود التلاوۃ مطلب فی سجدۃ الشکر ص ۷۳۱ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

الجواب (۱) اقول و باللہ التوفیق۔ نماز تہجد جماعت کے ساتھ پڑھنا بتداعی مکروہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو رمضان کی تین راتوں میں بجماعت نماز پڑھی ہے وہ تراویح کی نماز تھی۔ علامہ شامی کی تحقیق سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ اور حضرت مولانا حجۃ الواصلین قدوۃ العارفین عمدۃ الفقہاء والمحدثین مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہٗ گنگوہی نے اپنے رسالہ تراویح میں بھی تحقیق فرمایا ہے چنانچہ بعد نقل حدیث مذکور فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو صلوٰۃ جداگانہ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کو ہمیشہ منفرداً پڑھتے تھے کبھی بتداعی جماعت نہیں فرمائی الخ۔

اور رسالہ مذکورہ میں دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے صراحۃً ثابت نہیں ہوا کہ جب آپ نے تین روز تراویح پڑھی تو اخیر وقت میں تہجد پڑھا یا نہیں۔ واللہ اعلم۔ مگر فعلِ بعض صحابہؓ سے اس کا نشان ملتا ہے الخ اور پھر تحریر فرماتے ہیں۔ لہٰذا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام رات تراویح پڑھی تو تہجد کا بھی اس میں تداخل ہو گیا الخ الغرض حضرت مولانا قدس سرہ نے یہی تحقیق فرمایا ہے کہ جو نماز باجماعت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف میں تین دن ادا فرمائی۔ وہ تراویح کی نماز تھی اور تہجد کی نماز علیحدہ پڑھی یا تداخل ہو گیا اور یہ کہ تہجد کی نماز میں جماعت نہیں ہے اور یہی اکثر احادیث سے ثابت ہوتا ہے اور علماء و فقہاء حنفیہ نے یہی تحقیق فرمایا ہے۔ اور درمختار میں ہے ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعۃ خارج رمضان ای یکرہ ذلک لو علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعۃ بواحد الخ۔ درمختار اور اس روایت سے جو رمضان شریف میں تطوع بجماعت پڑھنا مفہوم ہوا، مراد اس سے تراویح کی نماز ہے۔ چنانچہ علامہ شامی نے اس موقعہ پر تحریر فرمایا ہے ویؤیدہ ایضاً ما فی البدائع من قولہ ان الجماعۃ فی التطوع لیست بسنۃ الا فی قیام

سلہ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الوتر والنوافل بعد مبحث التراویح ص ۶۶۳/۱ ۱۲ ظفیر۔

رمضان[۱] ۔اھ شامی۔ اور نیز فرمایا والنفل بالجماعة غیر مستحب لانہ لم تفعله الصحابة فی غیر رمضان[۲] الخ شامی۔ اور ظاہر ہے کہ صحابہؓ نے جو جماعت رمضان شریف کی کی ہے وہ تراویح کی جماعت تھی جیسا کہ فعل حضرت عمرؓ و دیگر صحابہؓ سے ظاہر ہے اور قیام رمضان کا اطلاق بھی اس پر کیا گیا ہے۔ فقط۔

رمضان میں بتداعی جماعت نوافل کا حکم

سوال (۱۷۲۲) ماہ رمضان میں بجماعت تداعی کے ساتھ کون تطوع بلا کراہت جائز ہے۔

تداعی اور کراہت کی تفصیل

سوال (۱۷۲۳/۲) کتب فقہ کی عبارات میں تداعی سے کیا مراد ہے اور مکروہ سے کیا مراد ہے تحریمی یا تنزیہی۔

رمضان کے علاوہ مہینوں میں کیا وتر کی جماعت درست ہے

سوال (۱۷۲۴/۳) فتح القدیر کتاب الصلوٰۃ ہدایہ کے اس قول ولا یصلی الوتر بجماعة فی غیر شہر رمضان علیہ اجماع المسلمین کے تحت میں ہے لانہ نفل من وجہ والجماعة فی النفل فی غیر رمضان مکروهة۔ پس رمضان کے سوا وتر اگر بجماعت پڑھے جائیں تو کراہت تحریمی ہوگی یا تنزیہی اس میں تداعی اور غیر تداعی میں فرق ہوگا یا نہ۔

رمضان میں تہجد جماعت سے

سوال (۱۷۲۵/۴) علیٰ ہذا۔ رمضان میں تہجد بجماعت پڑھنے کا کیا حکم ہے۔

رمضان میں تہجد میں اگر دو چار آدمی مل جائیں

سوال (۱۷۲۶/۵) اگر کوئی شخص رمضان میں تہجد شروع کرے اور اس کے ساتھ صرف دو یا چار مسلمان آکر اقتدا کریں تو کیا حکم ہے۔

الجواب: (۱ و ۲) قال فی الدر المختار ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان ای یکرہ ذلک لو علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعة بواحد[۳] الخ۔ ماہ رمضان المبارک میں تداعی کے ساتھ جماعت وتر اور تراویح کی جائز ہے اور

[۱] رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۶۴ ج ۱ ظفیر۔ [۲] ایضاً ظفیر۔ [۳] ایضاً ص ۶۶۳ ج ۱ ظفیر۔

مشروع و مسنون ہے۔ اور باقی نوافل سوائے تراویح کے رمضان شریف میں بھی تداعی کے ساتھ مکروہ ہے اور معنی تداعی کے صاحب درمختار نے بیان فرمائے ہیں ہاں یقتدی اربعۃ بواحد ہے۔

(۳) اتفاقاً کبھی ہو تو کراہت تنزیہی ہے اور اگر مواظبت اس پر کی جاوے تو کراہت تحریمی ہے۔ تداعی کے ساتھ ہو یا بلا تداعی ثم ان کان ذلک احیاناً کما فعل عمرؓ کان مباحاً[۱] غیر مکروہ۔ ای تحریمی۔ وان کان علی سبیل المواظبۃ کان بدعۃ مکروھۃ لانہ خلاف المتوارث۔ شامی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں تداعی اور غیر تداعی برابر ہے۔ لفظ بدعۃ کراہت تحریمیہ پر دال ہے۔ کما لا یخفی۔

(۴) بغیر تداعی کے جائز ہے اور تداعی کے ساتھ مکروہ تحریمی ہے[۲]۔

(۵) ایک یا دو کی اقتداء بلا کراہت جائز ہے اور تین میں خلاف ہے اور اس سے زائد مکروہ ہے (قولہ اربعۃ بواحد) اما اقتداء واحد بواحد او اثنین بواحد فلا یکرہ و ثلاثۃ بواحد فیہ خلاف بحر عن الکافی وھل یحصل بھذا الاقتداء فضیلۃ الجماعۃ ظاھر ما قدمناہ من ان الجماعۃ فی التطوع لیست بسنۃ یفید عدمہ تامل بقی لو اقتدی بہ واحد او اثنان ثم جاءت جماعۃ اقتدوا بہ قال الرحمتی ینبغی ان تکون الکراھۃ علی المتاخرین

[۱] رد المحتار باب الوتر والنوافل بعد مبحث التراویح ص ۶۶۳ ج ۱ ۱۲

[۲] دلیل وہی ہے جو پہلے مسئلہ کی نقل کی گئی لیکن شیخ الاسلام حضرت مدنی رو رمضان میں تہجد بجماعت پڑھا کرتے تھے اور دلیل میں فتح الباری وغیرہ کی عبارت جہاں نقل فرماتے تھے وہاں شامی کی یہ عبارت بھی نقل کرتے تھے والنفل بالجماعۃ غیر مستحب لانہ لم تفعلہ فی غیر رمضان (ایضاً) اور فرمایا کرتے تھے تہجد بھی نوافل رمضان ہی میں داخل ہے مفتی علام نے بدعت کے لفظ کی وجہ سے مکروہ تحریمی لکھ دیا جیسا کہ پہلے مسئلہ میں انہوں نے بحث کی ہے لیکن علامہ شامی نے بدائع وغیرہ کی جو عبارت نقل کی ہے اس سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ طریقہ سنت و استحباب کے خلاف ہے چنانچہ اخیر میں وہ خود لکھتے ہیں وھو کالصریح فی انھا کراھۃ تنزیہ ...

شامی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر شہرت ہو جانے پر جماعت زیادہ ہونے لگے تو تداعی ثابت ہو گئی اور لازم آگئی امام کو چاہئے کہ منع کر دے۔ فقط۔

شب قدر اور شب برات و معراج میں نوافل

سوال (۱۷۲۸) شب قدر۔ شب معراج۔ شب برات وغیرہ جیسی راتوں میں مسجدوں میں جمع ہو کر نوافل اور وظائف پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب: احیاء ان لیالی کا مستحب ہے۔ یہ راتیں عند اللہ بہت متبرک ہیں، ان میں جتنی عبادت کی جائے بہت زیادہ باعث اجر ہے لیکن نوافل باجماعت نہ پڑھنی چاہئیں کیونکہ یہ بدعت و مکروہ[۲] ہے بلکہ اپنے اپنے طور سے تلاوت قرآن مجید و نوافل وغیرہ پڑھنی چاہئیں۔ کسی خاص اجتماع کی ضرورت نہیں۔ فقط۔

رات کو آٹھ رکعت نفل ایک سلام سے اور اس کا طریقہ

سوال (۱۷۲۹) میں نے ایک کتاب رکن دین میں دیکھا ہے کہ شب کو آٹھ رکعت نفل ایک سلام سے پڑھ سکتے ہیں لیکن قعدہ کی نسبت کچھ نہیں لکھا آیا دو رکعت کے بعد قعدہ کرنا اور اس میں درود و دعا پڑھنا چاہئے یا نہیں۔

الجواب: قعدہ ہر دو رکعت کے بعد کرنا چاہئے اور درود شریف اور دعا قعدۂ اخیرہ میں پڑھنی چاہئے[۳]۔ فقط۔

---

[۱] رد المحتار۔ باب ایضاً ص ۶۶۳/۱ ۱۲ ظفیر۔ [۲] واعلم ان النفل بالجماعة علی سبیل التداعی مکروه علی ما تقدم الخ فعلم ان کلاً من صلاة الرغائب لیلة اول جمعة من رجب وصلوٰة البراءة لیلة النصف من شعبان وصلوٰة القدر لیلة السابع والعشرین من رمضان بالجماعة بدعة مکروهة الخ (غنیة المستملی النوافل ص ۴۱۱/۱۲) ظفیر۔ [۳] وتکره الزیادة علی اربع فی نفل النهار وعلی ثمان لیلاً بتسلیمة لانه لم یرد والافضل فیهما الرباع بتسلیمة وقالا فی اللیل المثنی افضل قیل وبه یفتی الخ لان کل شفع صلاة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۳۲/۱) ظفیر

نفل لازم کرنے سے لازم نہیں ہوتا

سوال (۱۷۲۹) کوئی شخص گناہ کرے اور پھر اپنے ذمہ یہ واجب کرلے کہ نماز کے بعد جو نوافل پڑھی جاتی ہیں میں ان کو ضرور پڑھا کرونگا تاکہ نفس گناہ کا ارادہ نہ کرے تو نفل کا پڑھنا اس کے ذمہ واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:- واجب نہیں، واجب یہ ہے کہ توبہ واستغفار کرے۔ فقط۔

نوافل بہ نیت جبر نقصان فرائض

سوال (۱۷۳۰) ایک شخص نوافل اس نیت سے پڑھتا ہے کہ اس سے فرائض کا جبر نقصان ہو جائے۔ لہذا یہ نیت اس کی صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب:- یہ مضمون حدیث شریف میں ہے کہ نوافل سے فرائض کا جبر نقصان ہوتا ہے لہذا یہ نیت اس کی صحیح ہے[1]۔ فقط۔

سکینہ کی مراد

سوال (۱۷۳۱) حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص تہجد کی نماز میں سورۃ کہف پڑھ رہا تھا اس کا گھوڑا متصل بندھا ہوا تھا کہ آسمان سے روشنی نیچے کو اترنے لگی الحدیث۔ حضور سے جب ذکر کیا تو فرمایا کہ وہ سکینہ تھی۔ سکینہ کی شرح عند المحققین کیا ہے اور کثرت نوافل سے نزول اس کا ہونا فی زمانہ ممکن ہے یا نہیں۔

الجواب:- قال فی اللمعات فی شرح الحدیث المذکور قوله السکینة هی الطمانینة وهی فعیلة بمعنی الرحمة وبمعنی التانی والوقار وقیل هی ما یحصل به السکون وصفاء القلب وذهاب الظلمة النفسانیة ونزول الرحمانیة والحضور والذوق[2]۔ فقط (پس سکینہ کی مراد طمانیت، رحمت اور وہ چیز ہے جس سے سکون وصفائی قلب حاصل ہو اور ظلمت نفسانیہ دور ہو اور جو باعث نزول رحمت ہو حضور قلب سے نماز یں ادا کی جائیں تو اس زمانہ میں بھی یہ چیز حاصل ہو سکتی ہے جسے سکینت کہتے ہیں۔ ظفیر)

[1] ویاتی بالسنة مطلقا الخ لکونها مکملات واما فی حقه علیه الصلاة والسلام فلزیادة الدرجات (رد المحتار باب الوتر والنوافل ج۱) ظفیر۔ [2] دیکھئے حاشیہ مشکوۃ باب فضائل القرآن ص ۱۸۴ ۱۲ ظفیر

آٹھ سے زیادہ نفل کی نیت مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی عیدگاہ میں نفل نماز کا حکم اور مسجد کا اندرو باہرا

سوال (۱۷۳۲) آٹھ رکعت نفل کی نیت باندھنا یا اس سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی عیدگاہ کے فرش پر کیسی اور نماز مکروہ ہے۔ مسجد کی فضیلت اندر باہر کی ایک ہے یا کم و زیادہ۔

الجواب:۔ کتب فقہ میں نوافل کے بارہ میں یہ ہے کہ دن کی نفلوں میں چار سے زیادہ اور رات کی نفلوں میں آٹھ سے زیادہ ایک نیت سے مکروہ ہے۔ پس معلوم ہوا کہ رات کو آٹھ رکعت ایک نیت سے پڑھنا بلاکراہت درست ہے البتہ اس سے زیادہ مکروہ ہے اور اس مکروہ سے مراد مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ شامی میں کہا کہ بعض مشائخ اس کو مکروہ نہیں کہتے پس معلوم ہوا کہ مختلف فیہ ہے اور یہ علامت کراہت تنزیہی کی ہے[۱]۔ اور عیدگاہ کے فرش پر سب نمازیں بلاکراہت جائز ہیں۔ اور مسجد کی فضیلت اندر باہر سے برابر ہے[۲] فقط

سنن و نوافل گھر میں افضل ہیں اور عذر کی وجہ سے مسجد میں بھی

سوال (۱۷۳۳) بعد فرض کے سنن اپنے اپنے گھروں میں جا کر پڑھنی چاہیے یا مسجد ہی میں کیونکہ مسجد سے کسی مصلی کا مکان پچاس گز۔ کسی کا سوگز اور کسی کا نصف فرلانگ اور ایک فرلانگ دور ہے اور ظاہر ہے کہ برما و گجرات وغیرہ میں ہر قوم کی عورتیں بے پردہ پھرا کرتی ہیں سوائے مسلمان عورتوں کے۔ مسجد سے فرض پڑھ کر گھر کو جاتے ہوئے کسی دوست مسلمان یا مشرک سے ملیں گے۔ کچھ نہ کچھ دنیا کی

---

[۱] وتکرہ الزیادۃ علی اربع فی نفل النہار وعلی ثمان لیلاً بتسلیمۃ لانہ لم یرد وافضل فیہما الرباع بتسلیمۃ (درمختار) نعم وقع الاختلاف بین المشائخ المتاخرین فی الزیادۃ علی الثمانیۃ لیلاً فقال بعضہم لایکرہ والیہ ذہب شمس الائمۃ السرخسی الخ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی لفظۃ ثمان ص۶۳۲ ج۱ و ص۱۳۳ ج۱ ظفیر)[۲] اما المتخذ لصلاۃ جنازۃ او عید فہو مسجد فی حق جواز الاقتداء وان انفصل الصفوف رفقا للناس (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلاۃ الخ مطلب فی احکام المسجد ص۶۱۵ ج۱) اس سے معلوم ہوا کہ یوں نماز پڑھنے کی بدرجہ اولیٰ اجازت ہے ۱۲ ظفیر۔

باتیں کریں گے۔ غرض کہ مسجد سے گھر تک پہنچتے پہنچتے کئی ایک فسادہیں کیا اس صورت میں سنن کا گھروں میں جاکر پڑھنا افضل ہے یا مسجد ہی ہیں۔

الجواب:۔ قال فی الدر المختار والافضل فی النفل غیر التراویح المنزل الا لخوف شغل عنها الخ اور شامی میں ہے وحیث کان هذا افضل يراعى مالم يلزم منه خوف شغل عنها لو ذهب لبيته او كان فی بيته ما يشغل باله ويقلل خشوعه فيصليها حينئذٍ فی المسجد لان اعتبار الخشوع ارجح[1] الخ ان عبارات سے معلوم ہوا کہ سنن و نوافل کے لئے گھر افضل ہے لیکن اگر راستہ میں یا گھر میں یہ خوف ہو کہ دل پریشان ہو جاوے گا اور خشوع حاصل نہ ہوگا یا تکلم بکلام غیر ضروری کی وجہ سے نقصان ثواب میں ہوگا تو ایسی صورت میں مسجد میں پڑھنا افضل ہے اس لئے کہ زیادہ تر لحاظ خشوع و خضوع کا ہے جس جگہ یہ حاصل ہو وہ افضل ہے۔ فقط۔

صلوٰۃ الاوابین اور تہجد کی رکعتیں اور تراویح کی نماز

سوال ۱۷۳۴: صلوٰۃ الاوابین کم از کم کے رکعت ہیں اور تہجد کی کے۔ اور تراویح کی جماعت مسجد میں افضل ہے یا مکان پر اور کسی مسجد میں تراویح کی دوسری جماعت افضل ہے یا مکان پر۔

الجواب:۔ صلوٰۃ الاوابین کی چھ رکعت ہیں علاوہ دو سنت مؤکدہ مغرب کے[2] اور تہجد کی نماز آٹھ رکعت ہیں زیادہ بارہ تک ہیں اور کم دو رکعت تک[3]۔ نماز تراویح کی جماعت

---

[1] ردالمحتار، باب الوتر والنوافل ص ۶۳۸ ج ۱ ظفیر۔ [2] وست بعد المغرب ليكتب من الاوابين بتسليمة او ثنتين او ثلاث والاول ادوم واشق (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی السنن والنوافل ص ۶۳۱ ج ۱) ظفیر۔ [3] صلوٰۃ الليل واقلها على ما فی الجوهرة ثمان (درمختار) قيد بقوله على ما فی الجوهرة لانه فی الحاوی القدسی قال يصلی ماسهل عليه ولو ركعتين والسنة فيها ثمان ركعات باربع تسليمات (ردالمحتار ايضا فی صلوٰۃ الليل ص ۶۴۲ ج ۱ و ص ۶۴۱ ج ۱) ظفیر۔

مسجد میں افضل ہے[1]۔ دوسری جماعت تراویح کی مسجد میں نہ ہونی چاہئے۔

نفل باجماعت جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۷۲۵) نفل باجماعت جائز ہے یا نہیں میں نے ایک کتاب میں یہ عبارت پڑھی ہے۔ از مخدوم جہانیان در جامع العلوم است کہ ایشاں بعد از چہار رکعت نماز با امامت نمودند سلطان فیروز شاہ وعلماء دراں بودند۔ علماء بیان گفتند، نماز نفل باجماعت نزد امام ابوحنیفہؒ مکروہ است۔ می آورد کہ ایشاں روئے مبارک بر بادشاہ آوردند و فرمودند کہ در کتاب کافی است یجوز للمومنین ان یعمل فی العبادات علی مذھب غیرہ وفی المعاملات لا یجوز والتطوع بالجماعۃ یجوز عند الشافعی علماء بان بقول ایشاں اعتراف نمودند۔ بینوا توجروا۔

الجواب: نفل باجماعت نہ پڑھنی چاہئے کہ صحیح یہی ہے کہ جماعت نفل بتداعی مکروہ ہے اور تفسیر تداعی کی یہ ہے کہ چار مقتدی جماعت میں ہوں یہ باتفاق مکروہ ہے اور تین مقتدی ہوں تو اس میں خلاف ہے اور ایک یا دو مقتدی ہوں تو کراہت نہیں۔ کذا فی الشامی[2]۔ الحاصل چھوڑنا اس جماعت نفل کا جو بجا عید ہوتی تھی ضروری ہے اور اب جب کہ چھوٹ گئی ہے ہرگز پھر جاری کرنی نہ چاہئے ورنہ بدعت کے سے جاری کرنے کا گناہ ہوگا۔ کما جاء فی الحدیث۔ اور جو عبارت جامع العلوم کی مخدوم جہانیاں کے حوالہ سے نقل کی ہے وہ حجت نہیں ہے اس سے استدلال کرنا نہ چاہئے۔ فقط۔

[1] والجماعۃ فیہا سنۃ علی الکفایۃ الخ فالمسجد فیہا افضل قالہ الحلبی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار مبحث فی التراویح ص ۶۶۱/۱) وظاھر کلامھم ھنا ان المسنون کفایۃ اقامتھا بالجماعۃ فی المسجد حتی لو اقاموھا جماعۃ فی بیوتھم ولم تقم فی المسجد اثم الکل (رد المحتار ایضاً) ظفیر۔

[2] ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعۃ خارج رمضان ای یکرہ ذالک علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعۃ بواحد (درمختار) قولہ اربعۃ بواحد اما اقتداء واحد بواحد او اثنین بواحد فلا یکرہ وثلاثۃ بواحد فیہ خلاف (رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۶۳/۱ و ص ۶۶۴/۱) ظفیر

نفل کی جماعت بعد تراویح

سوال (۱۷۳۶) آیا تین آدمی نفل بعد تراویح جماعت سے ادا کر کے ثواب حاصل کر سکتے ہیں یا نماز نفل بعد تراویح باجماعت مطلقاً درست نہیں خواہ تعداد میں ادا کرنے والے تین ہوں یا زائد۔

الجواب :۔ نفل کی جماعت سوائے تراویح کے سنت اور مستحب نہیں ہے بلکہ بعض صورتوں میں مکروہ اور بعض میں مباح ہے اس لئے فضیلت جماعت کی اور ثواب جماعت کا اس میں حاصل نہیں ہے۔ دو تین مقتدی ہوں تو جماعت کی اجازت ہے مگر جماعت نہ کرنا ہی اولیٰ ہے لہٰذا مطلقاً نفل کی جماعت نہ کرنی چاہئے۔ درمختار میں ہے ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعۃ خارج رمضان ای یکرہ ذلک لو علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعۃ بواحد کما فی الدرر۔ ویؤیدہ ایضاً ما فی البدائع من قولہ ان الجماعۃ فی التطوع لیست بسنۃ الا فی قیام رمضان[1] ۔الخ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ سوائے تراویح کے اور کوئی نفل جماعت سے نہ پڑھی جائے

سوال (۱۷۳۷) نماز نفل میں انگلیوں پر شمار کرنا جائز ہے یا نہ۔

الجواب :۔ اگر ایسے شمار یاد نہ رہے تو انگلیوں پر اشارہ سے شمار کرنا درست ہے[2]۔

فرض جہاں پڑھے وہاں سے الگ ہو کر نفل پڑھنا چاہئے

سوال (۱۷۳۸) احادیث سے فرضوں کے بعد جگہ بدل کر سنت نفل پڑھنا مسجد میں ثابت ہوتا ہے یا نہ بعد فرضوں کے

[1] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۶۳ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [2] وکرہ تنزیہا عد الآی والسور فی الید فی الصلوٰۃ مطلقا ولو نفلا (درمختار) قولہ ولو نفلا بیان الاطلاق وھذا باتفاق اصحابنا فی ظاہر الروایۃ وعن الصاحبین فی غیر ظاہر الروایۃ عنہما انہ لا باس بہ وقیل الخلاف فی الفرائض ولا کراھۃ فی النوافل اتفاقا وقیل فی النوافل ولا خلاف فی الکراھۃ فی الفرائض نہر (ردالمحتار باب مایکرہ فی الصلاۃ ص ۶۰۸ ج ۱) ظفیر۔

جگہ بدل کر سنت نفل پڑھنا جو مسنون ہے۔ یہ صرف مسجد کے لئے ہے یا گھر میں نماز پڑھنے والوں
کے لئے بھی مسنون ہے۔

الجواب:۔ قال فی الدر المختار وفی الجوہرۃ۔ ویکرہ للامام التنفل فی مکانہ
لا للموتم وقیل یستحب کسر الصفوف وفی الخانیۃ یستحب للامام التحول لیمین
القبلۃ یعنی یسار المصلی الخ وفی رد المحتار قولہ لا للموتم ومثلہ المنفرد
لما فی المنیۃ وشرحہا اما المقتدی والمنفرد فانہما ان لبثا او قاما الی التطوع
فی مکانہما الذی صلیا فیہ المکتوبۃ جاز والاحسن ان یتطوعا فی مکان
اٰخر الخ قولہ وقیل یستحب کسر الصفوف) لیزول الاشتباہ عن الداخل
المعاین للکل فی الصلوٰۃ البعید عن الامام وذکرہ فی البدائع والذخیرۃ
عن محمد ونص فی المحیط علی انہ السنۃ کما فی الحلیۃ الخ۔ شامی۔[1] ان عبارات
سے واضح ہے کہ عند الحنفیہ بھی کسر صفوف اور آگے پیچھے ہٹ کر سنت و نفل پڑھنا مستحب
ہے اور شامی کی عبارت سے جو منفرد کے بارہ میں ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مکان میں نماز
پڑھنے والے کے لئے بھی تطوع فی مکان آخر بہتر ہے۔ فقط۔

عشاء کی بعد والی سنت کے بعد نفل | **سوال (۱۷۳۹)** بعد نماز عشاء یعنی بعد فرض دو سنت
کے جو دو نفل پڑھتے ہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں یا نہیں۔

الجواب:۔ دو سنت مؤکدہ عشاء کے بعد دو یا چار نفل پڑھنا قبل الوتر مستحب
ہیں جیسا کہ حضرت عائشہ کی حدیث میں ہے قالت ما صلّٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم العشاء قط فدخل علیّ الا صلّٰی اربع رکعات او ست رکعات رواہ
ابوداؤد۔[2]

---

[1] ردالمحتار۔ باب صفۃ الصلاۃ قبیل فصل القراءۃ ص ۴۹۵/ج۱ ظفیر۔

[2] مشکوٰۃ باب السنن ص ۱۰۴ فصل ثانی ۱۲ ظفیر۔

عصر وعشاء کے فرض سے پہلے والی سنتوں کے قعدہ والی میں درود ودعاء پڑھے یا صرف التحیات

سوال (۱۷۴۰) عصر وعشاء کے قبل کی چار سنتوں میں بیچ کے قعدہ میں صرف التحیات پڑھ کر کھڑا ہونا چاہیئے یا درود شریف بھی پڑھے۔

(۲) اگر چار رکعت نفل کی نیت کی جاوے تو ایسی حالت میں اس کے بیچ کے قعدہ میں صرف التحیات پڑھ کر باقی رکعات پوری کرے یا درود ودعا بھی پڑھے۔

الجواب: - (۱ و ۲) درمختار میں ہے کہ سوائے سنت ظہر وجمعہ کے باقی سنن ونوافل ذات اربع رکعات میں قعدۂ اولیٰ میں درود شریف اور تیسری رکعت میں ثناء وتعوذ پڑھے (وفی البواقی من ذوات الاربع یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویستفتح ویتعوذ۔ الخ۔)[۱]

وتر کے بعد نفل کس طرح پڑھے

سوال (۱۷۴۱) وتروں کے بعد دو نفل بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہو کر اور آپ سے کس طرح ثابت ہیں۔

الجواب: - دونوں طرح درست ہے مگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں دوچند ثواب ہے بہ نسبت بیٹھ کر پڑھنے کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیٹھ کر پڑھا ہے لیکن آپ کو بیٹھ کر پڑھنے میں پورا ثواب تھا اور دوسروں کو نصف ثواب ملتا ہے احادیث سے یہ ثابت ہے[۲]۔

جمعہ کے دن دوپہر میں پڑھنا کیسا ہے

سوال (۱۷۴۲) نماز نفل ٹھیک دوپہر میں خصوصاً جمعہ کے دن پڑھنا امام ابو یوسف کے قول سے ثابت ہوتا ہے۔ درمختار میں لکھا ہے

---

[۱] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۳۳ / ۱ ۔ ۱۲ ظفیر۔

[۲] ویتنفل مع قدرته علی القیام قاعداً لا مضطجعاً الا بعذر ابتداءً وکذا بناء بعد الشروع بلا کراهة فی الاصح کعکسه وفیه اجر غیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی النصف الا بعذر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۵۳ / ۱) ظفیر۔

کرہ تحریماً الخ استواء الا نفل یوم الجمعۃ علی قول الثانی المصحح المعتمد کذا فی الاشباہ ونقل الحاوی عن الحلبی ان علیہ الفتوی۔ فتاوی قاضی خاں میں ہے وعن ابی یوسف قال یجوز التطوع عند انتصاف یوم الجمعۃ چونکہ علامہ شامی نے ردالمحتار میں بہت کچھ اختلاف کیا ہے اس وجہ سے بعض منع فرماتے ہیں شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ منع کرنا ہی احوط ہے جیسا کہ شامی میں مذکور ہے[1]۔

نماز عشق

سوال (۱۷۳۳) کوئی دو رکعت نماز عشق اس طرح پڑھے کہ قیام میں جب دفعہ اللہ کا ذکر قلب پر جیسا کہ خارج میں کرتے ہیں کرے اس کے بعد رکوع میں دس دفعہ اور قومہ میں دس دفعہ اور سجدہ میں دس دفعہ پھر جلسہ میں دس دفعہ نماز کے بعد درود اللّٰہم صل وسلم وبارک علیٰ من اسمہ سیدنا محمد عدد ما فی علم اللہ صلوٰۃً دائمۃً بدوام ملک اللہ کثرت سے پڑھے اس کے بعد دعا مانگے اللّٰھم اجعلنی محبوس محبتک ومجنون عشقک ومفتون شوقک ومجنون لقائک واعطنی داء محبتک یا اھل المشتاقین وادم قنی داء محبتک یا ارحم الراحمین قلب پر ذکر جیسا کہ بیرون نماز کیا جاتا ہے نماز میں جائز ہے یا نہیں؟ اس طرح کی نماز پڑھنا طریقت اور شریعت میں جائز ہے یا کوئی اور حکم ہے ذرا تحقیق ہو جاوے تو بہت عمدہ ہے۔ نیز نماز میں تصور شیخ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس جگہ بعض علماء ایسے تصور کرنے والوں کو کافر کہنے لگے ہیں جو کوئی ایسا کرتا ہے کافر ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ نماز عشق جو آپ نے لکھی ہے بقاعدہ شریعت اس کی کچھ اصل نہیں معلوم ہوتی اور طریقت میں بھی وہی عبادت معتبر ہے جو شریعت میں ثابت ہو اور شرعاً جائز ہو شرعاً بطریق مذکور شریعت میں ایسی نماز نہیں ہے لیکن اس میں کوئی امر کفر ومعصیت کا بھی نہیں ہے

---

[1] لکن شراح الھدایۃ انتصروا لقول الامام واجابوا عن الحدیث المذکور باحادیث النھی عن الصلوٰۃ وقت الاستواء فانھا محرمۃ، ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ ص ۳۴۵ ج ۱ ظفیر۔

البتہ خلاف طریق سنت ہے اور چونکہ سوائے ذکر قلبی کے اور کوئی امر زائد اس میں اذکار و صلوٰۃ سے نہیں ہے اس لئے کفر کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ البتہ تصور شیخ نماز میں اس طرح عمداً کرے کہ شیخ کی صورت بالقصد پیش نظر کرے تو یہ ناجائز ہے اگرچہ کفر نہیں مگر ایسا کرنا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ مشائخ رحمہم اللہ جو تصور شیخ کی اجازت دیتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے شیخ سے ایسی محبت ہو جائے کہ بلا ارادہ شیخ کا خیال دل میں رہے اور تعلق قلبی حاصل ہو جائے۔ نہ یہ کہ بالقصد صورت شیخ کو پیش نظر کرے بلکہ مثال تصور شیخ کی جو جائز ہے ایسی ہونی چاہیئے جیسے محب عاشق کو اپنے محبوب کا تصور بلا ارادہ رہتا ہے اس میں کوئی اختیار نہیں ہوتا اور یہی ہے وہ ایک خاص (مرتبہ) یعنی فنا فی الشیخ۔

پس ضروری ہے کہ نماز میں تصور مذکور سے پرہیز کرے۔ باقی بے اختیار حالت پر کوئی حکم نہیں ہو سکتا وہ مجبور و معذور ہے۔ نماز عشق میں جو آپ نے لکھی ہے اگر تصور شیخ (بالاختیار) اور غیر اللہ کی طرف اس میں توجہ نہ ہو تو صرف ذکر قلبی بطریق مذکور علاوہ قراءۃ و تسبیح وغیرہ ضروریات فرائض و سنن و آداب نماز کے ہو تو اس میں صرف اتنا ہی تأمل ہے قیام میں فاتحہ و سورۃ پڑھنے کے بعد ذکر قلبی کے لئے مزید کھڑا رہنا ہے، رکوع کی طرف جانے میں تاخیر کرنا قواعد شرعیہ کے خلاف ہے حکم یہ ہے کہ قراءۃ فاتحہ و سورۃ کے بعد فوراً رکوع کرے اور (اسی طرح) رکوع میں تسبیح سے فارغ ہو کر فوراً قومہ کرے۔ اسی طرح تمام نماز میں حکم ہے پس یہ تاخیر جو ہر جگہ ذکر قلبی کے واسطے ہوگی نماز شرع کے خلاف ہے۔ لہٰذا بندہ کے خیال میں احوط یہ ہے کہ ایسا نہ کرے اور قواعد شرعیہ کے موافق نماز پڑھے۔ نماز سے خارج بہت وقت ایسا ہے کہ اس میں حسب دلخواہ جس قدر چاہے ذکر کرے اور کسی بزرگ نے کسی مرید سے علاجاً یہ فعل کرایا ہے تو ضروری نہیں کہ اس کو ہمیشہ کیا کرے۔ فقط والسلام مع الکرام، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

. . . .

نفل پڑھنے والا کسی دوسرے کے قرآن با آواز بلند پڑھنے کی وجہ سے نماز ترک نہ کرے گا

سوال (۱۷۴۴) ایک شخص مسجد میں نفل پڑھ رہا ہے۔ دوسرا شخص بلند آواز سے دعا مانگنے لگا اور آیات قرآن شریف پڑھنے لگا تو نفل پڑھنے والا نماز توڑ کر اتبیب سنیں یا نفل پڑھتا رہے اور جس نے نفل کی پرواہ نہ کی اس کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ نفل نماز پڑھنے والا نماز نہ توڑے اور جس نے بلند آواز سے دعا مانگنی شروع کی اس نے بیجا کیا اسی کو آہستہ دعا مانگنی چاہئے اور قرآن شریف آہستہ پڑھنا چاہئے نفل نماز پڑھنے والے کو قرآن شریف سننے کی وجہ سے نماز توڑنا نہ چاہئے اور اس میں وہ گنہگار نہ ہوگا۔ گنہگار وہ ہوگا جو ایسے موقعہ پر بلند آواز سے پڑھتا ہے[1]۔ فقط۔

نوافل میں لمبی قراءۃ

سوال (۱۷۴۵) نوافل بقراءۃ طویل پڑھنا بہتر ہے یا تلاوت قرآن مجید بہتر ہے۔

الجواب:۔ نوافل بقراءۃ طویلہ افضل ہیں[2]۔ فقط۔

---

[1] الا انه يجب على القارى احترامه بان لا يقرأ فى الاسواق ومواضع الاشتغال فاذا قرأ فيها كان هو المضيع لحرمة فيكون الاثم عليه دون اهل الاشتغال دفعا للحرج في الزامهم ترك اسبابهم المحتاج اليها وكذا لو قرأ عند من يشتغل بالتدريس او بتكرار الفقه لانه اذا ابيح ترك الاستماع لضرورة المعاش الدنيوى فلأن يباح لضرورة الامر الدينى اولى فيكون الاثم على القارى هذا اذا سبق الدرس على القراءة (غنية المستملى فصل فى احكام زلة القارى فوائد ص ۴۶۵) ظفير

[2] وكثرة الركوع والسجود احب من طول القيام كما فى المجتبى ورجحه فى البحر لكن نظر فيه فى النهر من ثلاثة اوجه ونقل عن المعراج ان هذا قول محمد وان مذهب الامام افضلية القيام وصححه فى البدائع قلت وهكذا رأيته بنسختى المجتبى معزيا لمحمد فقط فتنبه (در مختار) واقوى دليل ايضا على افضلية طول القيام انه صلى الله عليه وسلم كان يقوم الليل الا قليلا وكان لا يزيد على احدى عشرة ركعة الخ (رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۲۴ ج ۱) ظفير

نفل نماز شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے اگر شروع صحیح ہو

سوال (۱۷۴۶) اگر کسی نے نفل نماز شروع کی جب ایک رکعت پڑھ لی تو معلوم ہوا کہ کپڑا ناپاک ہے۔ نماز شروع کرنے کے بعد توڑ دی۔ کیا اس نماز کا اعادہ واجب ہے یا نہیں۔

الجواب: مسئلہ یہ ہے کہ نفل شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے۔ پس جبکہ کسی نے نفل نماز شروع کرنے کے بعد کسی وجہ سے نماز توڑ دی تو اس پر اعادہ اس نماز کا واجب ہے۔ کذا فی کتب الفقہ۔ لیکن درمختار میں ہے کہ اگر شروع ہی صحیح نہ ہو تو اعادہ واجب نہیں ہوتا۔ عبارتہ۔ ولزم نفل شرع فیہ الخ شروعاً صحیحاً[1] الخ چونکہ اس صورت میں شروع ہی صحیح نہیں ہوا اس لئے کہ مصلی کے کپڑے اول ہی سے ناپاک تھے۔ لہٰذا اعادہ اس نماز کا واجب ہوگا۔ فقط۔

عشاء کے پہلے چار سنتیں

سوال (۱۷۴۷) عشاء سے پہلے چار سنتیں پڑھنے کا کیا حکم ہے۔

الجواب: عشاء سے پہلے چار سنت پڑھنا مستحب اور افضل ہے۔ سنت مؤکدہ نہیں ہے[2]۔ کیونکہ سنن مؤکدہ دن رات میں بارہ ہیں چار رکعت قبل ظہر اور دو رکعت بعد ظہر اور دو رکعت بعد مغرب اور دو رکعت بعد عشاء اور دو رکعت قبل فرض صبح۔ یہ کل بارہ[3] رکعت سنت مؤکدہ ہیں۔ اور قبل عصر چار رکعت یا دو رکعت اور قبل عشاء چار رکعت یا دو رکعت یہ مستحب ہیں۔ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ بین کل اذانین صلوٰۃ[4]۔ الحدیث۔ فقط۔

تحیۃ المسجد داخل ہونے کے وقت پڑھے یا بیٹھنے کے بعد

سوال (۱۷۴۸) زید جب وقت مسجد میں آتا ہے تو جلسہ کے کھڑا ہو کر تحیۃ الوضوء و نوافل وغیرہ پڑھتا ہے۔ خالد

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۴۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [2] ویستحب اربع قبل العصر و قبل العشاء و بعدھا بتسلیمۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۳۰ ج ۱) ظفیر۔ [3] وسن مؤکدا اربع قبل الظہر و اربع قبل الجمعۃ و اربع بعدھا بتسلیمۃ الخ و رکعتان قبل الصبح و بعد الظہر والمغرب والعشاء (ایضاً) ظفیر۔ [4] مشکوٰۃ المصابیح باب فضل الاذان فصل اول ص ۶۵۔ ۱۲ ظفیر

کہتا ہے کہ اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف لایا کرتے تھے اور اکثر صحابہ جب وقت مسجد میں داخل ہوتے تھے تو دو رکعت نماز تحیۃ الوضو پڑھ کر جلسہ کرتے تھے۔ اس صورت میں کس کے قول کو ترجیح ہے۔

الجواب:۔ اولیٰ و مستحب یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہونے کے وقت اگر وضو ہے اور وقت میں گنجائش ہے تو پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے پھر بیٹھے[1]۔ اور یہ جو مروج ہو گیا ہے کہ مسجد میں داخل ہو کر پہلے بیٹھ کر پھر تحیۃ المسجد وغیرہ پڑھتے ہیں اس کی کچھ اصل نہیں ہے فقط

صلوٰۃ الاوابین اور اس کی تحقیق

سوال (۱۷۴۹) مشارق الانوار میں صلوٰۃ اوابین کی نسبت لکھا ہے کہ اواب لغت میں اس وقت کو کہتے ہیں کہ جس وقت اونٹ کے بچے کے پیر گرمی سے جلنے لگیں اور وہ وقت گیارہ ساڑھے گیارہ بجے کا ہوتا ہے۔ تو درحقیقت صلوٰۃ اوابین کا وقت بعد مغرب ہے یا یہ وقت ہے۔ یا دونوں وقت ہیں۔ بر تقدیر ثانی اولویت کس کو ہے۔

الجواب:۔ اوابین کے معنی رجوع الی اللہ کرنے والوں کے ہیں۔ پس اس اعتبار سے جملہ نمازوں کو اوابین کہہ سکتے ہیں۔ لیکن احادیث سے دو وقت کی نوافل پر اطلاق صلوٰۃ اوابین کا آیا ہے ایک صلوٰۃ ضحی پر جیسا کہ سوال میں درج ہے اور دوسرے نوافل بعد المغرب پر جیسا کہ کبیری شرح منیہ میں منقول ہے وان تطوع بعد المغرب بست رکعات فہو افضل لحدیث ابن عمر رض انہ علیہ السلام قال من صلی بعد المغرب

---

[1] و یسن تحیۃ رب المسجد وھی رکعتان واداء الفرض دغیرہ وکذا دخولہ بنیۃ فرض او اقتداء ینوب عنھا بلا نیۃ وتکفیہ لکل یوم مرۃ ولا تسقط بالجلوس عندنا (در مختار) والحاصل ان المطلوب من داخل المسجد ان یصلی فیہ لیکون ذالک تحیۃ لربہ الخ ولا تلزم فعلھا بعد الجلوس وھو خلاف الاولی الخ اما حدیث الصحیحین اذا دخل احدکم المسجد فلا یجلس حتی یصلی رکعتین فھو بیان للاولی (رد المحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی تحیۃ المسجد ص ۶۳۵ ج ۱ و ص ۶۳۶ ج ۱) ظفیر۔

ست رکعات کتب من الاوابین وتلا انہ کان للاوابین غفورا[1]۔ الآیۃ۔ پس اس حدیث ثانی کی وجہ سے صلوٰۃ اوابین کا اطلاق اکثر نوافل بعد المغرب پر کیا جاتا ہے قال فی الدر المختار۔ وست بعد المغرب لیکتب من الاوابین[2] الخ۔ اور اس کا انکار نہیں ہے کہ صلوٰۃ ضحیٰ بھی صلوٰۃ اوابین ہے بلکہ اس کو بھی صلوٰۃ اوابین کہہ سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عشاء سے پہلے چار سنتیں اور اس کا ثبوت

سوال (۱۷۵۰) زید کا دعویٰ ہے کہ نماز عشاء سے پہلے چار رکعت سنت کا ثبوت کسی صحیح حدیث سے نہیں ملتا آیا حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ در مختار میں ہے ویستحب اربع قبل العصر وقبل العشاء وبعدھا بتسلیمۃ وان شاء رکعتین[3] الخ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ قبل العصر وقبل العشاء دو یا چار رکعت پڑھنے میں اختیار ہے اور یہ سنن مؤکدہ نہیں ہیں مستحب ہیں چاہے پڑھے چاہے نہ پڑھے مگر پڑھنے میں ثواب ہے اور حدیث بین کل اذانین صلوٰۃ[4] الحدیث سے استحباب نوافل قبل العشاء بھی ثابت ہیں۔ (البتہ مغرب کے پہلے کوئی نفل عند الاحناف نہیں ہے اور اس کی تائید بریدۃ الاسلمی کی حدیث سے ہوتی ہے۔ ظفیر)

بعد نماز دعائے مروجہ میں شرکت خلاف سنت ہے

سوال (۱۷۵۱) ادھر یہ قاعدہ ہے کہ امام فرض مغرب پڑھکر اور سنت یا مزید دو رکعت اور نفل پڑھ کر تین بار دعاء کرتا ہے اب زید کو نفل اوابین پڑھنی ہیں کیا وہ سنت کے متصل نفل پڑھنے میں مشغول ہو یا امام کے

---

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی النوافل ص ۳۶۹ ۱۲ ظفیر۔

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۳۱ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۳۰ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

[4] دیکھئے مشکوٰۃ المصابیح عن البخاری و مسلم باب فضل الاذان ص ۶۵ ۱۲ ظفیر۔

کے ساتھ دعاء کرے۔ اگر نفل پڑھنی بہتر ہیں تو کس جگہ پڑھے جب کہ امام دعاء کر رہا ہے۔

الجواب:۔ وہ شخص جو نوافل اوابین پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ وہ انتظار دعاء مرسوم امام کا نہ کرے کیونکہ یہ طریقہ دعاء کا خود خلاف سنت ہے اور نوافل جہاں موقعہ دیکھے پڑھ لے۔ فقط۔

سنت مؤکدہ اور فرض کے درمیان نوافل

سوال (۱۷۵۲) سنت مؤکدہ اور فرض کے درمیان نوافل پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔ جماعت میں دیر ہو تو نوافل میں مشغول ہونا کیسا ہے۔

الجواب:۔ سنن مؤکدہ پڑھنے کے بعد اگر جماعت میں دیر ہو تو نوافل پڑھنے میں کچھ حرج نہیں۔ سوائے سنت فجر کے اس کے بعد نوافل تا طلوع وارتفاع آفتاب درست نہیں ہیں۔ درمختار میں ہے وکذا الحکم من کراھۃ نفل الخ بعد طلوع فجر سوی سنتہ[1] پس دیگر اوقات میں مثلاً ظہر کی نماز میں سنن مؤکدہ پڑھنے کے بعد اگر بوجہ تاخیر جماعت کوئی شخص نوافل میں مشغول ہو جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ وہ وقت نوافل کی کراہت کا نہیں ہے

عصر کے پہلے چار مستحب

سوال (۱۷۵۳) عصر کے چار مستحب ہمیشہ چار رکعت سنت مؤکدہ کی طرح پڑھا کرتے تھے۔ ایک صاحب بزرگ فرماتے ہیں کہ خاص کر عصر کے چار مستحب اور نفلوں میں بیچ کے تشہد کے بعد درود شریف اور دعاء ضرور پڑھ کر اٹھکر دو رکعت باقی پڑھے۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے کہ سوائے چار سنت قبل ظہر و قبل جمعہ باقی سنن و نوافل درمیان کے تشہد کے بعد درود شریف پڑھے اور شفعہ ثانیہ میں ثناء اور اعوذ بھی پڑھے اس کو شامی نے راجح واقوی کہا ہے۔ اور دوسرا قول درمختار میں یہ لکھا ہے کہ درمیان کے قعدہ میں درود شریف وغیرہ نہ پڑھے۔ مگر اس کو شامی نے ضعیف کہا ہے مگر صاحب تنبیہ نے

[1] الدرالمختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ص ۳۴۹ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

اس کی تصحیح فرمائی ہے۔ پس اس بنا پر بے شک عصر کے قبل چار سنتوں میں درمیان کے تشہد کے بعد درود شریف اور شفعہ ثانیہ میں ثناء وغیرہ پڑھنا چاہیئے۔ باقی اگر کوئی نہ پڑھے تو کچھ حرج نہیں ہے کہ یہ بھی ایک قول ہے وقیل لایاتی فی الکل وصححہ فی القنیۃ۔ درمختار[1]۔ فقط

قضا شدہ فرائض اگر ذمہ ہوں تو کیا سنت ونوافل اسکے لئے درست ہیں

سوال (۱۷۵۴) جس کے ذمہ دو تین سال کی فرض نمازیں قضا ہوں اس کے لئے سنن ونوافل جائز ہے یا نہیں۔ اگر سنن ونوافل پڑھے تو ثواب ملے گا یا نہیں۔

الجواب:۔ سنن ونوافل پڑھنا اس کو درست ہے اور ثواب ملیگا کیونکہ کوئی عمل صالح کسی عمل کرنے والے کا ضائع نہیں ہوتا[2]۔ فقط۔

سنتوں میں قراءت جہری بہتر ہے یا سری

سوال (۱۷۵۵) نوافل وسنن خاموشی سے پڑھنا

---

[1] ولا یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القعدۃ الاولیٰ فی الاربع قبل الظہر والجمعۃ وبعدھا ولو صلی ناسیا فعلیہ السھو وقیل لا، ولا یستفتح اذا قام الی الثالثۃ منھا لانھا لتاکدھا اشبھت الفریضۃ وفی البواقی من ذوات الاربع یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویستفتح ویتعوذ ولو نذرا لان کل شفع صلاۃ وقیل لایاتی فی الکل وصححہ القنیۃ (درمختار) قولہ لان کل شفع صلاۃ قد منا بیان ذالک فی اول بحث الواجبات والمراد من بعض الاذ قولہ قیل لا الخ قال فی البحر ولا یخفی ما فیہ والظاہر الاول زاد فی المنح ومن ثم اولنا علیہ وحکینا ما فی القنیۃ بقیل (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۳۳/۱) ظفیر [2] وسن مؤکدا اربع قبل الظہر واربع قبل الجمعۃ واربع بعدھا بتسلیمۃ الخ شرعت البعدیۃ لجبر النقصان والقبلیۃ لقطع طمع الشیطان ویستحب اربع قبل العصر وقبل العشاء الخ (درمختار) قولہ سن مؤکدا ای استنانا مؤکدا الخ ولھذا کانت السنۃ المؤکدۃ قریبۃ من الواجب فی لحوق الاثم کما فی البحر ویستوجب تارکھا التضلیل واللوم کما فی التحریر (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۳۳/۱) ظفیر۔

بہتر ہے یا گنگنا کرتا کہ خیالات سے نجات ملے۔

الجواب: دن کی نفلوں اور سنتوں میں آہستہ پڑھنا چاہئے جہر نہ کرے اور نہ گنگنا دے۔ البتہ رات کی نفلوں میں اختیار ہے کہ خواہ جہر کرے یا آہستہ پڑھے درمختار میں ہے کمتنفل بالنہار فانہ یسر ویخیر المنفرد فی الجھر ان ادّی۔ کمتنفل باللیل منفرداً۔ الخ درمختار[1]۔ فقط۔

سوال (۱۷۵۶) ظہر، مغرب اور عشاء میں دو رکعت سنت کے بعد دو رکعت نفل پڑھتے ہیں۔ یہ نوافل ہمیشہ پڑھنا اور کبھی نہ ترک کرنا اچھا ہے یا کبھی کبھی ترک کرنا مناسب ہے

(ظہر و مغرب اور عشاء کے بعد کے نوافل پابندی سے پڑھنا ضروری ہے یا کبھی کبھی ترک بھی کرے)

الجواب: نوافل میں اختیار ہے خواہ کبھی ترک کر دے یا ہمیشہ نفل سمجھ کر پڑھتا رہے کہ اس میں یہ اندیشہ نہیں ہے کہ ان کو کوئی فرض سمجھ لے گا۔ اور پھر بھی بہتر ہے کہ گاہ گاہ ترک کر دے[2]۔

فصل رابع

مسائل تراویح

سوال (۱۶۵۷) حوالہ اخبار البرید مؤرخہ ۲۵ رجون ۱۹۱۸ء مطابق ۱۵ رمضان المبارک از کانپور (تراویح کا بیان) بعد نماز عشاء یعنی فرض و سنت کے بعد

(رکعات تراویح)

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صفۃ الصلوٰۃ فصل فی القراءۃ ص۴۹۸ ج۱۔ ۱۲ ظفیر۔

[2] ویستحب اربع قبل العصر وقبل العشاء وبعدھا بتسلیمۃ وان شاء رکعتین وکذا بعد الظہر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الوتر والنوافل ص۶۳۰ ج۱) وبہ یظہران کون ترک المستحب راجعا الی خلاف الاولیٰ ولا یلزم عنہ ان یکون مکروھا (رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص۶۱۱ ج۱) ظفیر۔

بیس رکعتیں تراویح پڑھنا مسنون ہے۔ جو لوگ آٹھ یا گیارہ مع وتر بتاتے ہیں غلط ہے۔ اگر آٹھ رکعت تراویح غلط ہے تو اس کے کیا معنی ہیں جو شیخ ابن الہمام حنفی فتح القدیر میں لکھتے ہیں فحصل من هذا كله ان قيام رمضان سنة احدى عشر ركعة بالوتر في جماعة فعله عليه السلام ثم تركه لعذر وكونها عشرين سنة الخلفاء الراشدين افسوس کہ اگر آپ جواز کا فتویٰ نہ دیتے تو غلط بھی نہ کہتے۔ کیونکہ کسی بات کو بغیر تحقیق غلط کہہ دینا انسانیت سے بعید ہے۔ اب فدوی آں جناب سے ملتمس ہے کہ اگر واقعی آٹھ رکعت ثابت نہ ہوں تو مع دلیل تحریر فرمادیں اور ماسوا اس کے بیس رکعت کا ثبوت کسی صحیح حدیث سے ہم کو بتائیں تاکہ اس کے ثواب سے ہم بھی محروم نہ رہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ بیس رکعت تراویح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے تو اس کا ثبوت صحیح روایت سے پیش کریں۔

الجواب:- جمہور حنفیہ تمام بیس رکعات تراویح کو سنت مؤکدہ فرماتے ہیں اور یہی محقق وراجح ہے لہذا اس بارہ میں علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کا قول بمقابلہ جمہور حنفیہ کے قابل تسلیم نہیں ہے[1] اور البرید کے حوالہ سے جو آپ نے یہ نقل کیا ہے کہ جو لوگ

---

[1] وهي عشرون ركعة الخ بعشر تسليمات (در مختار) وهو قول الجمهور وعليه عمل الناس شرقا وغربا وعن مالك ست وثلاثون وذكر في الفتح ان مقتضى الدليل كون المسنون منها ثمانية والباقي مستحبا وتمامه في البحر وذكرت جوابه فيما علقته عليه (رد المحتار مبحث التراويح ص۶۶۰) وذكر في الاختيار ان ابا يوسف سأل ابا حنيفة عنها وما فعله عمر فقال التراويح سنة مؤكدة ولم يتخرصه عمر من تلقاء نفسه ولم يكن فيه مبتدعا ولم يأمر به الا عن اصل لديه وعهد من رسول الله صلى الله عليه وسلم (البحر الرائق باب الوتر والنوافل ص۶۶/۲) حاصل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس رکعت صحابہ کے اجماع سے تراویح رائج کیں۔ سوچنا یہ ہے کہ بغیر کسی اصل کے ایسا حکم آپ کیسے کر سکتے تھے۔ پھر مصنف ابن شیبہ طبرانی اور بیہقی میں یہ حدیث موجود ہے جس کے راوی حضرت عبد اللہ بن عباس ہیں (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

آٹھ یا گیارہ مع وتر الخ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ محض آٹھ رکعت تراویح پڑھتے ہیں اور لوگوں کو اسی کا حکم کرتے ہیں اور اس سے زیادہ کو بدعت جانتے ہیں اور اس سے منع کرتے ہیں یہ غلط ہے تو اس میں امام ابن ہمام رحمہ اللہ کی تغلیط نہیں ہے بلکہ غیر مقلدوں کی تغلیط مقصود ہے جو بیس رکعت کی بدعت عمری بتلاتے ہیں۔ والعیاذ باللہ۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام اتبعوا سنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المهدیین فکیف تکون سنۃ الخلفاء بدعۃ۔ فقط۔

جامع مسجد میں تراویح کے باوجود دوسری مسجد میں بھی تراویح درست ہے

سوال (۱۷۵۸) جب کہ جامع مسجد شہر میں ہمیشہ سے جماعت تراویح ہوتی چلی آئی ہو تو ایک دوسری مسجد میں جو جامع مسجد کے قریب ہے جماعت تراویح قائم کرنا کیسا ہے کیا اس دوسری مسجد کو ضرار کا حکم ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ اس دوسری مسجد میں جو کہ جامع مسجد سے قریب ہے جماعت تراویح قائم

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر" ایک راوی کی وجہ سے جو یقیناً عہد صحابہؓ کے بعد کے ہیں ضعیف قرار دیکر بیس رکعت کا انکار کسی طرح درست نہیں۔ حضرت عائشہؓ کی حدیث جو رمضان وغیر رمضان دونوں سے متعلق ہے اس سے استدلال کسی طرح درست نہیں اس لئے کہ تراویح صرف دو تین رات پڑھی گئی پھر اس بیس رکعت والی حدیث کے ساتھ اجماع صحابہ ہے اور یہ مسلّم ہے کہ آٹھ رکعت تراویح کی بدعت صرف سو سال سے غیر مقلدوں نے جاری کی ہے اس سے پہلے تراویح آٹھ رکعت کہیں جماعت کے ساتھ پڑھنا ثابت نہیں۔ پھر حدیث عائشہ میں چار چار رکعت ایک سلام سے مذکور ہے اور غیر مقلدین دو دو رکعت ایک سلام سے پڑھتے ہیں اس کے لئے آپ حضرت الاستاذ شیخ الحدیث مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی مدظلہ کا رسالہ "رکعات تراویح" مذکور پڑھیں جو مدرسہ مفتاح العلوم مئو ضلع اعظم گڈھ سے شائع ہوا ہے رکعات تراویح پر اس سے بہتر کتاب اب تک دیکھنے میں نہیں آئی ۱۲ ظفیر۔

کرنا طریق سنت کے موافق ہے۔ جماعت تراویح ہر ایک مسجد میں ہونا محمود ہے۔ موجب ثواب ہے۔ پس مسجد ضرار کا حکم دینا اس دوسری مسجد کو فتوی دینے والے کی جہالت اور عدم واقفیت ہے حکم شریعت سے[1] فقط۔

محلہ کے لوگوں سے کہنا کہ اپنی مسجد میں تراویح پڑھا کرو کیسا ہے

سوال (۱۷۵۹) جواب استفتار نمبر ۳۱ میں بڑی طوالت ہوگئی ہے اور مقدمہ عدالت میں دائر ہے اور لوگوں نے دوسری طرف سے ایک شہادت اس قسم کی دی ہے کہ میں نے اس سے کہا ہے کہ وہ جامع مسجد کی جماعت میں تراویح کے لئے شریک نہ ہو بلکہ یہ محلہ کی مسجد ہے اس میں جماعت تراویح ہوتی ہی نہیں، قرآن پاک سنے۔ اگرچہ میں نے یہ الفاظ نہیں کہے لیکن جب کہ حلفی شہادت ہوگئی ہے تو اس کو تسلیم کرتے ہوئے بھی مجھے ایک سوال کرنے کی ضرورت ہے کہ کسی شخص سے باستحقاق اہل محلہ ایسا کہنے سے مسجد کے لئے ضرار کا حکم ہونا چاہیئے۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے ومسجد حیه افضل من الجامع[2] اھ اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ مسجد محلہ اہل محلہ کے حق میں جامع مسجد سے افضل ہے اور شامی نے لکھا ہے لان له حقا علیه فیودیه[3] یعنی محلہ والے پر مسجد محلہ کا حق ہے اس کو ادا کرنا چاہئے پس اگر ایک محلہ والے نے دوسرے محلے والے کو ایسا بھی کہا ہو کہ جامع مسجد کی جماعت تراویح میں شریک نہ ہو محلہ کی مسجد میں جماعت تراویح ہوتی ہے اس میں شریک ہو اور قرآن شریف کو سنو تو یہ بات بے موقع نہیں ہے بلکہ ایسا کہنا اچھا ہے اور ایسا ہی کہنے کا

---

[1] وهل المراد انها سنة كفاية لاهل كل مسجد من البلدة او مسجد واحد منها او من المحلة ظاهر كلام الشارح الاول واستظهر ط الثاني ويظهر لي الثالث الخ (رد المحتار باب الوتر والنوافل مبحث صلوٰة التراويح ص ۶۶۰/۱) ظفير [2] الدر المختار على هامش رد المحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها مطلب في احكام المسجد جلد اول ص ۶۱۷ ۱۲ ظفير [3] رد المحتار باب ما يفسد الصلوٰة الخ مطلب في احكام المسجد جلد اول ص ۶۱۷ ۱۲ ظفير۔

درکرنا شریعت میں حکم ہے کہ محلہ کی مسجد کو آباد کرنا چاہئے اور جماعت پنجگانہ اور جماعت تراویح وہاں قائم کرنا چاہیئے اور دوسرے اہل محلہ کو بھی اس کی ترغیب دینی چاہئے۔ پس مسجد ضرار کا حکم دینا مسجد مذکور کو بوجہ مذکورہ بالکل غلط ہے اور ایسا فتویٰ دینے والے کی جہالت اور عدم علم پر دال ہے ایسا کلمہ مسجد کی نسبت کوئی جاہل بھی نہیں کہہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہدایت فرماوے اور مسلمانوں کو توفیق خیر و اتفاق و اصلاح فرماوے۔ آمین۔ ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ۔ فقط۔

رکعات تراویح اور ابن ہمام | **سوال** (۱۷۶۰) حضرت آپ نے اس فتوی میں تحریر فرمایا ہے کہ علامہ ابن ہمام رح کا یہ قول بمقابلہ جمہور حنفیہ کے قابل تسلیم نہیں (بہت خوب) ہم پوچھتے ہیں کہ علامہ ابن ہمامؒ کے اس قول کی تردید جمہور حنفیہ کس دلیل سے کرتے ہیں انبعوسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین والی حدیث پر ہمارا بھی صاد ہے مگر سوال یہ ہے کہ کسی صحیح حدیث یا روایت سے ثابت بھی ہے یا یوں ہی زبانی خرچ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم آٹھ رکعت کا ثبوت ایسا دیں گے کہ آپ کو انکار کی گنجائش نہ ہوگی بشرطیکہ بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیں۔ لیجئے سردست ایک حدیث عاجز نقل کرتا ہے۔ پہلی حدیث صحیح بخاری میں ہے قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمٰن انہ سأل عائشۃ کیف کانت صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان فقالت ماکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ یصلی اربعًا فلا تسئل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی اربعًا فلا تسئل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی ثلثًا قالت عائشۃ فقلت یارسول اللہ اتنام قبل ان توتر فقال یاعائشۃ ان عینی تنامان ولا ینام قلبی (بخاری۔ کتاب النبی، پارہ پانچ) اب یہ تو فرمائیں کہ غیر مقلدوں کی تغلیط کیونکر ہوئی۔ ابھی آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ بمقابلہ جمہور

حنفیہ کے علاوہ ابن ہمام کا قول قابل تسلیم نہیں۔ اور پھر لکھتے ہیں کہ اس سے تغلیط غیر مقلدین کی ہوئی نہ کہ ابن ہمام کی۔ مولانا ارشاد خداوندی پر بھی تو عمل کیا کریں۔ جب بولا کرو انصاف سے

الجواب: قال فی شرح المنیة تنبیہ علم من هذہ المسئلة ان التراویح عندنا عشرون رکعة بعشر تسلیمات وهو مذهب الجمهور وعند مالك ست وثلثون رکعة احتجاجاً بعمل اهل المدینة وللجمهور مارواه البیهقی باسناد صحیح عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون علی عهد عمر بعشرین رکعة وعلی عهد عثمان وعلی مثله[1] الخ۔ اس سے خلفائے راشدین کا طریقہ معلوم ہو گیا اور جمہور حنفیہ کا مذہب بھی معلوم ہو گیا۔ اور حدیث بخاری کا جواب یہ ہے کہ وہ تہجد کی نماز کا بیان ہے تراویح کا نہیں ہے جیسا کہ لفظ ولا فی غیرہ اس پر دال ہے۔ کیونکہ غیر رمضان میں تراویح نہیں لہذا اس سے ایسی نماز مراد لی جاوے گی جو رمضان اور غیر رمضان دونوں میں ہو سو وہ نماز تہجد ہے۔ وفی الدرالمختار التراویح سنة مؤکدة لمواظبة الخلفاء الراشدین الخ وهی عشرون رکعة قال فی ردالمحتار قوله وهی عشرون رکعة هو قول الجمهور وعلیه عمل الناس شرقاً وغرباً[2] الخ۔ فتبیله وکیف لا وقد ثبت عنه صلی الله علیه وسلم علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین عضوا علیها بالنواجذ کما رواه ابوداؤد[3]۔ فقط

تراویح کے بعد بآواز بلند درود و سلام کا ثبوت نہیں

سوال (۱۷۶۱) بعد ادائے چار رکعت نماز تراویح کے جلسہ کر کے اٹھتے وقت بعض دیار میں تسبیح آہستہ پڑھ کر درود بر خواجہ عالم کے بعد بآواز بلند صلاۃ بر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نعرہ بلند کرتے ہیں اس کی اصل کسی کتاب میں شرعاً پائی جاتی ہے یا نہیں۔

الجواب: اس کی اصل بہ ہئیت کذائیہ شریعت میں کچھ نہیں ہے۔ فقہاء نے

---

[1] غنیة المستملی ص ۳۸۸ ۱۲ ظفیر۔ [2] ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث التراویح جلد اول ص ۶۶۰ ۱۲ ظفیر۔ [3] ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث التراویح ص ۶۵۹ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

یہ لکھا ہے کہ ہر ترویحہ تراویح میں یعنی چار رکعت کے بعد اختیار ہے کہ تسبیح پڑھے یا قرآن شریف پڑھے یا رکعات نفل پڑھے یا کچھ نہ کرے اور شامی میں ہے کہ قہستانی میں ہے کہ بعد ہر ترویحہ کے سبحان ذی الملک والملکوت[1] الخ تین بار پڑھے۔ احقر کہتا ہے کہ کلمہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کی بہت فضیلت احادیث صحیحہ میں وارد ہے اس لئے تکرار اس کا افضل ہے اور یہی معمول و مختار تھا حضرت محدث و فقیہ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا۔ فقط۔

تراویح کی بیس رکعتیں

سوال (۱۷۶۲) رمضان میں تراویح کے رکعت پڑھنی چاہئے۔

الجواب: بیس رکعت تراویح پڑھنی چاہئے[2]۔ فقط۔

معاوضہ کی نیت ہو اور زبان سے نہ کہے تو کیا اس صورت میں بھی لین دین ناجائز ہے

سوال (۱۷۶۳) قیام رمضان میں ختم قرآن شریف کے غرض سے حافظ قاری کو لینے دینے کی نیت سے قرآن شریف سننا سنانا اور بعد میں لینا دینا کیسا ہے۔ نیت دونوں کی لینے دینے کی ہوتی ہے بغیر اس کے کوئی سنتا سناتا نہیں۔ اگر کسی مسجد میں قرآن شریف نہ سنا جاوے اور محض تراویح پڑھنے پر اکتفاء کیا جاوے تو وہ لوگ فضیلت قیام رمضان سے محروم ہوں گے یا نہیں۔

الجواب: اجرت پر قرآن شریف پڑھنا درست نہیں ہے اور اس میں ثواب نہیں ہے اور بحکم المعروف کالمشروط جن کی نیت لینے دینے کی ہے وہ بھی اجرت کے حکم میں ہے اور ناجائز ہے[3] اس حالت میں صرف تراویح پڑھنا اور اجرت کا قرآن شریف نہ سننا بہتر ہے اور صرف تراویح ادا کر لینے سے قیام رمضان کی فضیلت حاصل ہو جاوے گی۔

---

[1] رد المحتار مبحث التراویح ص۶۶۱ ج۱ ۱۲ ظفیر۔ [2] وھی عشرون رکعۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار مبحث التراویح باب الوتر والنوافل ص۶۶۰ ج۱) ظفیر۔ [3] وان القراءۃ بشیٔ من الدنیا لا تجوز وان الآخذ والمعطی آثمان لان ذالک یشبہ الاستیجار علی القراءۃ ونفس الاستیجار علیہا لا یجوز (رد المحتار باب قضاء الفوائت مطلب فی بطلان الوصیۃ ص۶۸۷ ج۱) ظفیر۔

کس عمر کا لڑکا تراویح پڑھا سکتا ہے

سوال (۱۷۰۴) کتنی عمر کا لڑکا قرآن شریف تراویح میں سنا سکتا ہے۔ ایک لڑکے کی عمر تقریباً سولہ سال ختم ہونے آئی وہ کلام اللہ تراویح میں سنا سکتا ہے یا نہیں۔ اس لڑکے کے مونچھ داڑھی وغیرہ کچھ نہیں اور ایسا لڑکا جو پندرہ سولہ برس کا ہو وہ اگلی صف میں بڑے آدمیوں کے ساتھ کھڑا ہو کر دوسرے کا سن سکتا ہے یا نہ۔ اور اگر تیرہ چودہ سال کا ہو وہ بھی اگلی صف میں کھڑا ہو کر سن سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر دوسری علامت بلوغ کی مثل احتلام وغیرہ کے لڑکے میں موجود نہ ہو تو شرعاً پندرہ برس کی عمر پوری ہونے پر بلوغ کا حکم دیا جاتا ہے[1]۔ پس جس لڑکے کو سولہواں سال شروع ہو گیا ہے اس کے پیچھے تراویح اور فرض نماز سب درست ہے اگرچہ بے ریش ہو اور ایسی عمر کا لڑکا اگلی صف میں بھی کھڑا ہو سکتا ہے۔ اور تیرہ یا چودہ برس کا امام نہیں ہو سکتا[2] لیکن تراویح میں بتلانے کی وجہ سے اس کو اگلی صف میں کھڑا کر سکتے ہیں۔

تراویح میں ختم قرآن سنت ہے

سوال (۱۷۰۵) حافظ کو تراویح میں قرآن سنانا واجب ہے یا مستحب۔ درصورت وجوب اگر کوئی شخص پڑھتے وقت ریاء و نمود سے بچنے کی اپنے میں قوت نہ رکھتا ہو تو اس کو سنانا جائز ہے یا نہ۔ درصورت عدم جواز نہ سنانے سے قرآن شریف کا کوئی حق یا مواخذہ اس کے ذمہ باقی رہے گا یا نہیں۔ اگر رہے گا تو چھٹکارہ کی کیا صورت ہے۔

الجواب:۔ تراویح میں قرآن شریف سننا اور سنانا سنت اور مستحب ہے اور خوف ریاء و عجب کی وجہ سے چھوڑا نہ جاوے اور حتی الوسع کوشش حصول اخلاص کی کی جاوے اور لوجہ اللہ

---

[1] بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال الخ فان لم یوجد فیھما شئ فحتی یتم لکل منھما خمس عشرۃ سنۃ بہ یفتی لقصر اعمار اھل زماننا (الدر المختار کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام ص ۱۳۲ ج ۵) ظفیر

[2] لا یصح اقتداء رجل بامرأۃ وخنثی وصبی مطلقا ولو فی جنازۃ ونفل علی الاصح (درمختار) قال فی الھدایۃ وفی التراویح والسنن المطلقۃ الخ والمختار انہ لا یجوز فی الصلوات کلھا (رد المحتار باب الامامۃ ص ۵۳۹ ج ۱) ظفیر۔

بلا معاوضہ سنایا جاوے۔ یہ بڑے اجر و ثواب کا کام ہے اور اس میں فضیلت ہے[1]۔ باقی اگر کسی عذر سے تراویح میں کسی حافظ نے قرآن شریف نہ پڑھا اور ویسے تلاوت کرتا رہتا ہے تو مواخذہ سے بری ہے۔ قال اللہ تعالیٰ لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعہا۔ فقط۔

ترویحہ میں مناجات درست ہے یا نہیں

سوال (۱۷۶۶) مولانا کرامت علی جونپوری نے صلوٰۃ تراویح میں ہر ترویحہ کے ایک مناجات لکھی ہے وہ معتبر دلیل سے ثابت ہے یا نہیں۔ اس کو چھوڑ کر دوسری مناجات بھی پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب:- ہر ترویحہ میں تسبیح و تہلیل اور درود شریف و استغفار وغیرہ درست ہے، کوئی خاص مناجات ضروری نہیں ہے۔ سبحان ذی الملک والملکوت الخ کو شامی وغیرہ میں نقل کیا ہے اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے، اور کلمہ سبحان اللہ والحمد للہ الخ کا تکرار کرنا زیادہ اچھا ہے[2]۔ فقط۔

تراویح میں قرآن سننے سے قرآن کا ثواب ملتا ہے یا نہیں

سوال (۱۷۶۷) زید کہتا ہے کہ تراویح کے اندر دو چیزیں ہیں، اول قراءۃ جو فرض ہے، دوم سنت مؤکدہ۔ جب تراویح کے اندر قرآن شریف پڑھا گیا تو دونوں چیزوں میں سے صرف ایک چیز کا ثواب حاصل ہوا یعنی اگر سنت مؤکدہ کا ثواب حاصل کیا تو قراءۃ کے ثواب سے محروم رہا۔ بعد نماز تراویح

---

[1] والختم مرۃ سنۃ ومرتین فضیلۃ وثلاثا افضل ولا یترک الختم لکسل القوم (درمختار) ای قراءۃ الختم فی صلاۃ التراویح سنۃ (ردالمحتار مبحث التراویح ص ۶۶۲ ج ۱ ظفیر)۔

[2] ویجلس ندبا بین کل اربعۃ بقدرہا وکذا بین الخامسۃ والوتر ویخیرون بین تسبیح وقراءۃ و سکوت، وصلاۃ فرادیٰ (درمختار) قال القہستانی فیقال ثلاث مرات سبحان ذی الملک والملکوت، سبحان ذی العزۃ والعظمۃ والقدرۃ والکبریاء والجبروت سبحان الملک الحی الذی لا یموت سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح لا الٰہ الا اللہ نستغفر اللہ نسألک الجنۃ ونعوذ بک من النار (ردالمحتار مبحث التراویح ص ۶۶۱ ج ۱ ظفیر)۔

اسی وقت کسی سے قرآن پڑھوا کر سن لیا جائے تاکہ دونوں کا ثواب حاصل ہو جاوے۔ زید اسی قسم کے مسائل پر عمل کرنے کی تاکید کرتا ہے آیا یہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ یہ قول اس کا غلط ہے۔ تراویح میں قرآن شریف پڑھنے سے قرآن شریف کا بھی ثواب تالی وسامعین کو ہوتا ہے۔ اور جو شخص ایسے مسائل بیان کرتا ہے اور ان پر مصر ہے وہ لائق امام بنانے کے نہیں ہے۔ فقط۔

کیا شیعہ حافظ جماعت میں مل کر لقمہ دے سکتا ہے

سوال (۱۷۶۸) اگر تراویح میں امام غلطیاں کرتا ہے اور سامع بھی چوک جاتا ہے اور شیعہ حافظ موجود ہے اگر وہ نیت کر کے اقتدا میں آکر بتائے تو عند الحنفیہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر شیعہ ایسا ہے کہ نہ تبرا گو ہے اور نہ منکر صحبت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہے اور نہ قائل قذف حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا ہے تو اس صورت میں لقمہ دینا جائز ہے اس کے بتلانے سے لقمہ لینے والے کی نماز اور اس کے مقتدیوں کی نماز صحیح ہے[1] اور اگر وہ شیعہ غالی ہے جس میں امور مذکورہ موجود ہوں یعنی تبرائی ہو اور منکر صحبت حضرت خلیفہ اول ہو اور حضرت صدیقہ کے افک کا قائل ہو تو چونکہ ایسا رافضی مرتد وکافر ہے اس لئے اس کے بتلانے سے اور امام کے لقمہ لینے سے نماز امام کی اور اس کے مقتدیوں کی باطل ہو جاوے گی[2]۔ فقط۔

---

[1] وفتحہ علی غیر امامہ الخ بخلاف فتحہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقا لفاتح وآخذ بکل حال الا اذا سمعہ المؤتم من غیر مصل ففتح بہ تفسد صلاۃ الکل (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص۵۸۱/۱) ظفیر [2] کیونکہ ایسا شیعہ کافر ہے لہٰذا اس کا لقمہ خارج کا لقمہ ہوا جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ ویفسدھا الخ فتحہ علی غیر امامہ (ایضاً) ایسے شیعوں کے کافر ہونے کی صراحت ہے وبھذا ظہر ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الالوہیۃ فی علی او ان جبرئیل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبۃ الصدیق او یقذف السیدۃ الصدیقۃ فھو کافر (رد المحتار فصل فی المحرمات ص۳۹۸/۲) ظفیر۔

کیا تراویح میں سورہ والضحیٰ کے بعد ہر سورہ کے ختم پر اللہ اکبر کہنا سنت ہے

سوال (۱۷۹۹) چوں ختم کلام اللہ شریف در تراویح کردہ شود بعض حفاظ سورۂ والضحیٰ تا آخر قرآن بر اختتام ہر سورہ اللہ اکبر می خوانند کہ علاوہ از تکبیر رکوع می باشد و گمان می کنند کہ سنت است۔

الجواب:- فقہاء رحمہم اللہ ایں قسم اذکار و ادعیہ را بر خارج از صلوٰۃ یا بر صلوٰۃ نافلہ کہ منفرداً ادا کردہ شود محمول فرمودہ اند در فرائض و ہمچنیں در نوافل و سنن کہ با جماعت ادا کردہ شود مکروہ فرمودہ اند، پس قول مانعین دریں بارہ صواب است و قول مجوزین خطا۔ قال فی الدر المختار بل یستمع وینصت الخ وان قرأ الامام آیۃ ترغیب وترھیب وکذا الامام لا یشتغل بغیر القرآن وما ورد حمل علی النفل منفرداً الخ (درمختار) قولہ حمل علی النفل منفرداً افاد ان کلاً من الامام والمقتدی فی الفرض والنفل سواء اما الامام فی الفرائض فلما ذکرنا من انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یفعلہ فیہا وکذا الائمۃ من بعدہ الی یومنا ھذا فکان من المحدثات ولانہ تثقیل علی القوم فیکرہ واما فی التطوع فان کان فی التراویح فکذلک الخ شامی ص ۳۶۶ ج ۱۔ فقط۔

گھر کے اندر تراویح میں محرم وغیر محرم عورتوں کی اقتداء درست ہے یا نہیں

سوال (۱۸۰۰) شخصے فرض نماز عشاء بجماعت در مسجد در ماہ رمضان ادا نمودہ تراویح و وتر در خانۂ خود می خواند و در تراویح ختم قرآن میخواند بعض زنان محرمات وے و بعض زنان غیر محرمات دراں خانہ آمدہ زیر اقتدائے آں حافظ تراویح و وتر ادا می نمایند ایں اقتداء جائز است یا نہ۔

الجواب:- بوجود زنان محرم کراہت مرتفع می شود۔ کما یظھر من عبارۃ الدر المختار[2]۔

---

(۱) رد المحتار فصل فی القراءۃ ص ۵۰۸ و ص ۵۰۹ ۱۲ ظفیر۔ (۲) کما تکرہ امامۃ رجل لھن فی بیت لیس معھن رجل غیرہ ولا محرم منہ کاختہ او زوجتہ او امتہ، اما اذا کان معھن واحد ممن ذکر او امھن فی المسجد لا یکرہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الامامت ص ۵۲۹ ج ۱) ظفیر۔

وفی رد المختار۔ وافاد ان المراد بالمحرم ما کان من الرحم[1]۔ فقط۔

کیا تراویح اس طرح پڑھی جائے کہ پہلی رکعت میں کوئی سورہ ہو اور دوسری میں صرف اخلاص

سوال (۱۷۷۱) تراویح کی نماز اس طرح پڑھنا جائز ہے کہ نہیں۔ مثلاً اول رکعت میں سورۂ تکاثر دوسری میں سورۂ اخلاص یا پہلی میں سورۃ العصر دوسری میں سورۂ اخلاص۔

الجواب:۔ تراویح کی نماز اس طرح بھی ہو جاتی ہے مگر اس کو لازم نہ سمجھا جاوے اور پابندی اس کی نہ کی جاوے۔ بالترتیب اگر ہر ایک رکعت میں سورۂ پڑھی جاوے تو یہ اچھا ہے[2]۔

گھر میں تراویح باجماعت ادا کرے اور مسجد نہ جائے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۷۷۲) تراویح کی نماز گھر میں باجماعت ادا کرنا اور مسجد میں نہ جانا کیسا ہے۔

الجواب:۔ اس صورت میں یہ حکم ہے کہ مسجد میں ادا کریں۔ وظاہر کلامہم هنا ان المسنون کفایة اقامتها بالجماعة فی المسجد حتی لو اقاموها جماعة فی بیوتهم ولم تقم فی المسجد اثم الکل کذا فی الشامی[3] ص۵۲۱ لیکن اگر کوئی جماعت سے اس طرح پڑھے کہ مسجد کی جماعت بند نہ ہو تو یہ درست ہے مگر یہ لوگ مسجد کی فضیلت سے محروم رہیں گے۔ (رد المحتار ص۶۶۰/۱ میں ہے وان صلی احد فی البیت بالجماعة لم ینالوا فضل جماعة المسجد۔ ظفیر)

چھٹی ہوئی تراویح کی رکعتیں کب پڑھے

سوال (۱۷۷۳) ایک آدمی مسجد میں اس وقت داخل ہوا کہ نماز عشاء کے فرض ہو چکے تھے اور تراویح میں سے دو چار رکعت ہونے کے بعد

---

[1] رد المحتار باب الامامت ص۵۲۹/۱ ۱۲ ظفیر۔ [2] ثم بعضهم اختار وا قل هو الله احد فی کل رکعة وبعضهم اختاروا قراءة سورة الفیل الی آخر القرآن وهذا احسن القولین لانه لا یشتبه علیه عدد الرکعات ولا یشتغل قلبه بحفظها کذا فی التجنیس (عالمگیری کشوری فصل فی التراویح ص۱۱۷/۱) ظفیر۔ [3] رد المحتار مبحث فی التراویح ص۶۶۰/۱ ۱۲ ظفیر۔

شامل ہوا تو اب بقیہ تراویح کس طرح پوری کرے آیا جب امام ہر چہار رکعت پر بیٹھے اسوقت موقع پاکر یا جب امام بیسوں رکعت پوری کر چکے۔ دریں حالت وتر باجماعت پڑھے یا بقیہ تراویح پوری کرنے کے بعد۔

الجواب:۔ اگر درمیان میں موقع ملے امام کے ترویحہ میں بیٹھنے کے وقت اس وقت پڑھ لے ورنہ امام کے ساتھ وتر باجماعت پڑھ کر پیچھے پوری کرلے[1]۔ فقط۔

نابالغ کے پیچھے تراویح درست نہیں

سوال (۱۷۷۴) تراویح میں اگر نابالغ امام ہو تو بالغین و نابالغین کو اس کی اقتدار جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ نابالغ کے پیچھے تراویح پڑھنے میں اختلاف ہے مگر اصح یہ ہے کہ جائز نہیں[2]۔ فی المنیۃ وذکر فی بعض الفتاوی انہ لا یجوز ان یؤم البالغین فی التراویح) وھو المختار[3]۔ فقط۔

نابالغ کی امامت تراویح میں درست نہیں

سوال (۱۷۷۵) عمر نے بعمر سیزدہ سالہ قرآن حفظ کرکے بہ صحت الفاظی مسجد میں بجماعت مقتدیان تراویح پڑھائی اور فرض و وتر اس کے استاد نے پڑھائے۔ زید کہتا ہے کہ بسبب نابالغی عمر تراویح مقتدیان ناقص ہیں آیا اس صورت میں تراویح صحیح ہوئی یا بقول زید ناقص رہی۔

---

[1] واذا فاتتہ ترویحۃ او ترویحتان فلو اشتغل بہا یفوتہ الوتر بالجماعۃ یشتغل بالوتر ثم یصلی ما فاتہ من التراویح وبہ کان یفتی الشیخ الامام الاستاذ ظہیر الدین کذا فی الخلاصہ (عالمگیری کشوری باب التراویح ص ۱۱۶/۱) ظفیر۔ [2] ولا یصح اقتداء رجل بامرأۃ وخنثی وصبی مطلقا ولو فی جنازۃ ونفل علی الاصح (در مختار) قولہ ونفل علی الاصح قال فی الہدایۃ فی التراویح [illegible] فی المطلقۃ جوزہ مشائخ بلخ ولم یجوزہ مشائخنا ومنہم من حقق الخلاف فی النفل المطلق بین ابی یوسف ومحمد والمختار انہ لا یجوز فی الصلوات کلہا اھ (رد المحتار باب الامامۃ ص ۵۳۹/۱ و ص ۵۴۰/۱) ظفیر۔ [3] غنیۃ المستملی بحث تراویح ص ۳۹۰ ۱۲ ظفیر

الجواب:- صحیح یہ ہے کہ نابالغ سبزدہ سالہ لڑکے کے پیچھے نہ فرائض و واجب صحیح ہیں اور نہ نوافل و تراویح۔ پس قول زید صحیح ہے کہ مقتدیوں کی تراویح نہیں ہوئی[1]۔ فقط

نماز تراویح اور وتر کے بعد دعا ثابت ہے یا نہیں

سوال (۱۷۷۶) بعد نماز تراویح دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں۔ اور رمضان شریف میں وتر پڑھ کر دعا مانگنا ثابت ہے یا نہیں

الجواب:- بعد ختم تراویح دعا مانگنا درست ہے اور مستحب ہے اور معمول سلف و خلف ہے۔ پھر وتر کے بعد دعا ضروری نہیں ہے ایک بار کافی ہے۔ یعنی ختم تراویح کے بعد کافی ہے۔ فقط۔

تہجد و تراویح آنحضرت صلعم سے ثابت ہے

سوال (۱۷۷۷) تہجد اور تراویح کا پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا نہیں۔ اگر ثابت ہے تو کے رکعت۔

الجواب:- تہجد کی نسبت آیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف اور غیر رمضان شریف میں گیارہ رکعت تہجد مع الوتر سے زیادہ نہ پڑھتے تھے یعنی اکثر یہ عادت مبارکہ تھی[2]۔ اور تراویح آپ نے تین رات پڑھی ہیں پھر صحابہؓ نے آپ کے بعد اس پر مواظبت فرمائی لہذا تراویح باجماعت سنت ہوگئی[3] والتفصیل فی المطولات نقط

---

[1] والمختار انہ لا یجوز فی الصلوات کلھا اھ (رد المحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۴۲) ظفیر [2] عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن انہ اخبرہ انہ سأل عائشۃ ام المومنین کیف کانت صلوٰۃ رسول اللہ علیہ وسلم فی رمضان قالت ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزید فی رمضان ولا غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ یصلی اربعا فلا تسئل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی اربعا فلا تسئل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی ثلثا الخ (نسائی شریف باب کیف الوتر بثلث ص ۱۹۱ ج ۱) ظفیر [3] عن ابی ذر قال صمنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یقم بنا شیئا من الشھر حتی بقی سبع فقام بنا حتی ذھب ثلث اللیل فلما کانت السادسۃ لم یقم بنا فلما کانت الخمسۃ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

تر ویحہ تراویح میں وعظ کا رواج درست ہے یا نہیں

سوال (۱۷۷۸) عام طور پر مساجد میں نماز تراویح میں ہر چہار رکعت کے بعد تسبیح پڑھی جاتی ہے مگر ایک مسجد میں اس کے برخلاف اس قلیل عرصہ میں وعظ کہا جاتا ہے۔ آیا دونوں امر جائز ہیں۔

الجواب:- ہر چہار رکعت تراویح کے بعد مشروع و مستحب یہ ہے کہ تسبیح و تہلیل درود شریف وغیرہ پڑھیں اگر ضروری وعظ بھی کبھی ہو جاوے جس کی ضرورت ہو تو کچھ مضائقہ نہیں مگر التزام اس کا ہر ترویحہ میں وعظ ضرور کہا جاوے اچھا نہیں ہے کما قال فی الدر المختار، ویخیرون بین تسبیح وقراءت وسکوت وصلوٰۃ فرادیٰ[۲] الخ درمختار۔ فقط۔

تراویح کے متعلق چند سوالات

سوال (۱۷۷۹) رمضان شریف میں کلام مجید بلا سامع کے پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ پانی پت ضلع کرنال میں رواج ہے کہ دو حافظ کلام مجید پڑھتے ہیں دس رکعت میں ایک حافظ اور دس رکعت میں ایک حافظ اس طرح جائز ہے یا نہیں اگر تراویح میں حافظ غلطی سے تیسری رکعت کے واسطے کھڑا ہو گیا اور تیسری رکعت میں یاد آنے کے بعد چوتھی رکعت بھی ادا کی تو یہ چار رکعتیں مانی جاویں گی یا دو۔ اگر دو مانی جاویں گی جیسا کہ اشتہار میں ہے تو آخری دو رکعت میں جو کلام مجید پڑھا ہے اس کو لوٹانے کی ضرورت ہے یا نہیں اگر حافظ نے کلام مجید شروع کیا اور کسی وجہ سے درمیان میں ایک دور وزنہ پڑھا۔ مثلاً دس پارے تک پڑھا بعد اس کے دوسرے حافظ نے پندرہ پارہ تک پڑھا تو اب حافظ سابق جو شروع کرے تو گیارھویں پارہ سے یا سولھویں پارہ سے شروع کرے۔

الجواب:- اگر قرآن شریف خوب یاد ہو بلا سامع کے بھی پڑھنا درست ہے

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) قام بنا حتی ذہب شطر اللیل الخ رواہ ابو داؤد وغیرہ (مشکوٰۃ باب قیام اللیل) التراویح سنۃ مؤکدۃ لمواظبۃ الخلفاء الراشدین للرجال والنساء اجماعاً (الدر المختار علی ہامش رد المحتار مبحث صلاۃ التراویح ص ۶۵۹ ج ۱) ظفیر۔ [۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار مبحث صلاۃ التراویح ص ۶۶۱ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر

اگر کہیں بھولا یا شبہ ہوا تو بعد سلام کے دیکھ لیوے اور اگر غلطی ہو تو لوٹا لیوے مگر بہتر یہ ہے کہ سامع ہو تاکہ اطمینان رہے۔ اور پانی پت میں جو یہ رواج ہے یہاں بھی بعض مساجد میں ایسا ہوتا ہے یہ بھی جائز ہے[1]۔ اور بصورت چار رکعت پڑھنے کے جو قرآن شریف آخر کی دو رکعت میں ہوا اس کو اعادہ کی ضرورت نہیں ہے[2] اور جب پہلے حافظ نے دس پارے پڑھے پھر دوسرے نے پندرہ تک پڑھے تو پہلا حافظ جب آوے تو اختیار ہے خواہ سولہویں سے پڑھے یا گیارھویں سے لیکن اپنا قرآن پورا کرنے کے لئے بہتر ہے کہ گیارھویں سے شروع کرے۔ فقط

تراویح کے تارک کا حکم | **سوال** (۱۷۸۰) جو لوگ تراویح نہیں پڑھتے ان کیلئے کیا حکم ہے

الجواب:۔ تراویح عند الحنفیہ سنت مؤکدہ ہیں اور جماعت بھی تراویح میں سنت ہے، تارک اس کے مُسئی اور آثم ہیں[3]۔ فقط۔

---

[1] والافضل ان یصلی التراویح بامام واحد فان صلوھا بامامین فالمستحب ان یکون انصراف کل واحد علی کمال الترویحۃ فان انصرف علی تسلیمۃ لا یستحب ذالک فی الصحیح (عالمگیری کشوری فصل فی التراویح ص $\frac{115}{1}$) ظفیر [2] وعن ابی بکر الاسکاف انہ سئل عن الرجل قام الی الثالثۃ فی التراویح ولم یقعد فی الثانیۃ فان تذکر فی القیام ینبغی ان یعود و یقعد و یسلم وان تذکر بعد ما سجد للثالثۃ فان اضاف الیہا رکعۃ اخری کانت ھذہ الاربعۃ عن تسلیمۃ واحدۃ (ایضاً ص ۱۱۱) واذا فسد الشفع وقد قرأ فیہ لا یعتد بما قرأ فیہ ویعید القراءۃ لیحصل لہ الختم فی الصلوٰۃ الجائزۃ (ایضاً ص $\frac{116}{1}$) ظفیر [3] ونفس التراویح سنۃ علی الاعیان عندنا الخ والجماعۃ فیھا سنۃ علی الکفایۃ الخ وان تخلف واحد من الناس وصلاھا فی بیتہ فقد ترک الفضیلۃ (عالمگیری کشوری ص $\frac{115}{1}$) قولہ والجماعۃ فیھا سنۃ علی الکفایۃ الخ افاد ان اصل التراویح سنۃ عین فلو ترکھا واحد کرہ (رد المحتار مبحث صلاۃ التراویح ص $\frac{66}{1}$) ظفیر۔

شبینہ جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۶۸۱) ایک شب میں چار حفاظ کا قرآن شریف شبینہ ختم کرنا درست ہے یا نہ۔

الجواب:۔ قرآن شریف کو ایسی جلدی پڑھنا کہ حروف سمجھ میں نہ آویں اور مخارج سے ادا نہ ہوں ناجائز ہے۔ پس اگر شبینہ میں ایسی جلدی ہوگی تو وہ بھی ناجائز ہے۔ کما فی الدر المختار ویجتنب المنکرات ھذرمۃ القراءۃ۔[۱] الخ فقط۔

سورۂ اخلاص تراویح کی ہر رکعت میں پڑھنا درست ہے یا نہیں

سوال (۱۶۸۲) بعض لوگ تراویح میں یہ مقرر کر لیتے ہیں کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ مع سورۂ اخلاص پڑھتے ہیں یہ کراہت سے خالی ہے یا نہ۔

الجواب:۔ شامی نے لکھا ہے واختار بعضھم سورۃ الاخلاص فی کل رکعۃ[۲] الخ اس سے معلوم ہوا کہ اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط۔

حافظ کو تنگ کرنے کے لئے تراویح کے وقت شور و غل جائز نہیں

سوال (۱۶۸۳) بعض حافظوں کی عادت ہوتی ہے کہ جولڑکا نیا محراب سنانے والا ہوتا ہے اس کے سنانے کے وقت جا کر اس کو گھبرانے اور بھلانے کے لئے زور سے پاؤں پیٹتے اور کھنکارتے اور کھانستے ہیں ایسے حافظوں کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اغلوطات سے منع فرمایا ہے یعنی جو امور کسی مسلمان کو غلطی میں ڈالیں ان سے احتراز لازم ہے۔[۳] فقط۔

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار مبحث صلاۃ التراویح ص ۶۶۳/۱ ۱۲ ظفیر۔ [۲] رد المحتار مبحث صلاۃ التراویح ص ۶۶۲/۱ ۱۲ ظفیر۔

[۳] عن معاویۃ قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن الاغلوطات رواہ ابوداؤد (مشکوۃ کتاب العلم ص ۳۵) ظفیر۔

قرآن اس قدر تیز پڑھنا مناسب نہیں کہ سمجھ میں نہ آوے

سوال (۱۸۴/۱۷۸۴) بعض حافظ تراویح میں ایسا جلدی قرآن شریف پڑھتے ہیں کہ سوائے یعلمون اور تعلمون کے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا اور بعض مقتدی بھی ایسا پڑھنے کو بوجہ جلدی ختم ہوجانے تراویح کے پسند کرتے ہیں۔ ان دونوں کا کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے ویجتنب المنکرات هذرمة القراءة وترك تعوذ وتسمية وطمانينة[1] الخ یعنی ختم قرآن میں منکرات سے احتراز کرے یعنی جلدی پڑھنے سے اور اعوذ بسم اللہ اور اطمینان کے چھوڑنے سے اس سے معلوم ہوا کہ ایسا پڑھنا امر منکر ہے۔ جو بجائے ثواب کے سبب معصیت ہوجاتا ہے۔ فقط۔

بھول جانے کی وجہ سے خاموش ہو کر سوچنا کیسا ہے

سوال (۱۸۵/۱۷۸۵) بعض حافظ پڑھتے پڑھتے بھول جاتے ہیں تو کبھی حالت قیام میں چپ کھڑے ہوکر سوچنے لگتے ہیں اور کبھی قعدہ میں قبل تشہد یا بعد تشہد سوچنے لگتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔

بھولتے وقت ادھر ادھر سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۷۸۶/۱۸۶) بعض حافظ پڑھتے پڑھتے بھول کر خاموش تو نہیں ہوتے مگر کبھی اس سورۃ میں اور کبھی اس سورۃ میں ادھر ادھر پڑھتے رہتے ہیں اگر یاد آگیا تو پھر سیدھے پڑھنے لگتے ہیں اور نہ یاد آیا تو کچھ دیر تک پریشان رہکر رکوع کر کے نماز ختم کر دیتے ہیں۔ مگر یاد آنے اور نہ آنے دونوں صورت میں وہ سجدہ سہو کرتے ہیں آیا سجدہ سہو کرنا چاہیئے یا نہیں۔

الجواب:۔ (۱ و ۲) ان دونوں صورتوں میں سجدہ سہو کر لینا چاہیئے۔ والحاصل انه اختلف فی التفکر الموجب السهو فقیل ما لزم منه تاخیر الواجب او الرکن عن محله بان قطع الاشتغال بالرکن او الواجب قدر اداء رکن وهو الاصح

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار مبحث التراویح ص ۶۶۳/۱ ۱۲ ظفیر۔

وقیل مجرد التفکر الشاغل للقلب وان لم یقطع الموالات[1] الخ فقط۔

تراویح میں غلط لقمہ دیکر پریشان کرنا

سوال (۱۷۸۷) بعض پرانے حافظ نئے حافظ کو تراویح میں لقمہ غلط دیکر پریشان کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ یہ بھی انھی اغلوطات میں سے ہے جن کی ممانعت حدیث شریف میں آئی ہے[2]۔ فقط۔

نیت باندھ کر لقمہ دے پھر نیت توڑے یہ کیسا ہے

سوال (۱۷۸۸) بعض حافظ دوسرے حافظ کا پڑھنا نماز سے خارج بیٹھے سنا کرتے ہیں جب وہ بھول جاتا ہے تو یہ جلدی سے صف میں یا قریب صف کے نیت باندھ کر اس کو بتا دیتے ہیں اور پھر فوراً نیت توڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ بعض ناخدا ترس اسی صورت میں کبھی ایسا بھی کرتے ہیں کہ بغیر وضو کے یا پانی پر قدرت ہوتے ہوئے تیمم کر کے نیت باندھ کر بتا دیتے ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں لقمہ دینے والے اور لقمہ لینے والے کا کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ اگر نیت باندھکر بتلا دیں گے تو قاری کی نماز میں کچھ خلل نہ آدیگا مگر اس کو نیت توڑنے کا گناہ ہوگا اور قضا لازم ہوگی اور جو بے وضو بتلایا، یا باوجود پانی کے تیمم کر کے بتلایا اور قاری نے لے لیا تو اس کی نماز فاسد ہوئی اور مقتدیوں کی بھی نماز فاسد ہوئی[3]۔ فقط۔

لیٹے لیٹے تراویح کے وقت گفت گو کرنا

سوال (۱۷۸۹) بعض مقتدی ایسا کرتے ہیں کہ جب حافظ تراویح میں دو تین یا اور زیادہ پارے پڑھتا ہے تو یہ صف سے دور نماز سے باہر خاموش بیٹھے یا لیٹے رہتے ہیں یا چپکے چپکے گپ شپ کیا کرتے ہیں مگر خاموشی کی

[1] رد المحتار باب سجود السہو ص۶۹۴ تحت قولہ واعلم انہ اذا شغلہ الخ ۱۲ ظفیر۔ [2] عن معاویۃ قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن الاغلوطات رواہ ابو داؤد (مشکوٰۃ کتاب العلم ص۳۵) ظفیر۔ [3] وان فتح علی امامہ لم تفسد (عالمگیری کشوری باب سابع ما یفسد الصلوٰۃ ص۹۱ ج۱) ظفیر

حالت میں بھی قرآن شریف سننا ان کا مقصود ہرگز نہیں ہوتا پس ان کو سننے کا ثواب ملیگا یا کیا اور اس فعل کا شریعت میں کیا حکم ہے۔

الجواب: ظاہر ہے کہ بات چیت کرنا ایسے وقت گناہ ہے اور مبطل ثواب ہے اور چپ لیٹے بیٹھے رہنا اگرچہ بہ نیت سننے کے نہ ہو مگر کان میں آواز آتی ہے تو سننے کا ثواب مل جاوے گا[۱]۔ فقط۔

ایک حافظ کا دو مسجدوں میں تراویح پڑھانا

سوال (۱۷۹۰) بعض حافظ ایسا کرتے ہیں کہ مسجد میں تراویح پڑھا کر آتے ہیں پھر اسی وقت دوسری مسجد میں بھی پڑھا دیتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب: اس کو مکروہ لکھا ہے اگرچہ تراویح ہو جاتی ہیں[۲] (عالمگیری میں ناجائز لکھا ہے اور اسی پر فتوی ہے۔ ظفیر)

ختم قرآن پر الم مفلحون تک پڑھنا مستحب ہے

سوال (۱۷۹۱) مولانا عبدالحی نے تراویح میں ہم المفلحون تک ختم کرنے کو جائز لکھا ہے یعنی جب قرآن شریف ختم کرے تو اخیر رکعت میں الف لام میم سے مفلحون تک پڑھے اور فتاوی عالمگیری میں بھی ترتیب ختم کی ہم المفلحون تک لکھی ہے صحیح اس بارہ میں کیا ہے اور ایک آیتہ سے دوسری آیت کی طرف منتقل ہونے کا کیا حکم ہے۔ بعض لوگوں نے مفلحون تک پڑھنے کو مکروہ کہا ہے۔

الجواب: جو کچھ مولانا عبدالحی صاحبؒ نے اس بارہ میں لکھا ہے وہی صحیح ہے فقہاء حنفیہ نے بھی ختم قرآن میں صرف اسی کو مستحب لکھا ہے کہ سورۂ بقرہ کی شروع کی

---

[۱] یجب الاستماع للقراءة مطلقا (درمختار) ای فی الصلاة وخارجها (ردالمحتار فصل فی القراءة ص ۵۰۹ ج ۱) ظفیر۔

[۲] عالمگیری میں سوال مذکور کا جواب عدم جواز لکھا ہے۔ الفاظ یہ ہیں امام یصلی التراویح فی مسجدین فی کل مسجد علی الکمال لا یجوز کذا فی محیط السرخسی۔ الفتوی علی ذالک کذا فی المضمرات (عالمگیری مصری ص ۱۰۹ ج ۱ باب التراویح) ظفیر۔

آیات پر ختم کرے کہ یہ حدیث سے ثابت ہے اس کے سوائے متفرق جگہ آیتوں کو پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے کما سیجئی عن شرح المنیۃ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خیر الناس الحال المرتحل ای الخاتم المفتح[1] انتہی شرح منیہ کبیری۔ فقط۔

چھٹی ہوئی تراویح وتر میں پڑھ سکتا ہے

سوال (۱۷۹۲) زید کہتا ہے کہ جس شخص کی بعض تراویح باقی ہوں وہ امام کے ساتھ وتر پڑھ سکتا ہے بعد وتر پڑھنے کے پھر تراویح باقی ماندہ کو پورا کرے۔ عمر کہتا ہے کہ پہلے تراویح باقیماندہ کو پورا کرے پھر وتر پڑھے جب تک تراویح پوری نہ ہوں وتروں میں امام کے ساتھ شریک نہ ہو۔ درمختار وغیرہ میں وقت تراویح بعد العشاء بیان کیا ہے۔ خواہ قبل وتر ہو خواہ بعد وتر۔ شارح ہدایہ نے اسی قول کی تصدیق کی ہے شامی میں بھی اسی قول کی تصدیق ہے۔ تحقیق مسئلہ کیا ہے۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے فلو فاتہ بعضہا وقام الامام الی الوتر اوتر معہ ثم صلی ما فاتہ[2]۔ یعنی اگر بعض تراویح اس کی رہ گئی اور امام وتر کے لئے کھڑا ہوا تو وتر امام کے ساتھ پڑھ لیوے بعد وتر کے باقی تراویح پوری کرلے اور نیز درمختار میں ہے ووقتہا بعد صلوٰۃ العشاء الی الفجر قبل الوتر وبعدہ فی الاصح[3]۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ وقت تراویح کا نماز عشاء کے بعد ہے فجر تک وتر سے پہلے اور پیچھے اصح مذہب میں پس جب کہ اصح ہونا اس کا معلوم ہوا تو اب جائے تردد کچھ نہیں۔ فقط۔

تراویح میں مقدار قرأت مسنونہ

سوال (۱۷۹۳) یکم رمضان کو حافظ محراب سنانے کیلئے تیار ہوا۔ ایک مقتدی نے انکار کیا کہ ہم قرآن شریف نہیں سنتے امام و دیگر مقتدیان نے اسے جواب دیا کہ تم نہیں سنتے ہم سنیں گے۔ اس پر شخص اول نے کہا کہ چھوٹی سورتوں سے

---

[1] دیکھئے رد المحتار باب صفۃ الصلوٰۃ فصل فی القراءۃ تحت قولہ وان یقرأ منکوسا الخ ۱/۵۱۹ اذا ختم الخ ج۱ ۱۲ ظفیر۔

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار مبحث التراویح باب الوتر والنوافل جلد اول ص ۶۵۹ ۱۲ ظفیر

[3] ایضاً ص ۶۵۹ ج۱ ۱۲۔

پڑھاؤ۔ شخص معترض تو انا دتنا درست ہے۔ اس صورت میں شرعاً کیا ارشاد ہے۔

الجواب:- فقہاء نے ایسا لکھا ہے افضل اس زمانہ میں اس قدر پڑھنا ہے تراویح میں کہ مقتدیوں پر بھاری نہ ہو۔ پس شخص مذکور کے قول کو بھی اسی پر حمل کیا جاوے گا کہ مناسب مقتدیوں کے حال کے سورتوں سے تراویح کا پڑھنا ہے نہ یہ کہ قرآن شریف کے سننے سے انکار ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ تراویح میں پورا قرآن ختم نہ کراؤ بلکہ سورتوں سے تراویح پڑھو تو اس میں کچھ قباحت نہیں ہے۔ درمختار میں ہے وفی فضائل رمضان للزاهدی افتی ابوالفضل الكرمانی والوبری انه اذا قرأ فی التراويح الفاتحة وآية او آيتين لا يكره ومن لم يكن عالماً باهل زمانه فهو جاهل[1]۔ الخ

دس دس رکعت دو مسجدوں میں پڑھانا کیسا ہے

سوال (۱۷۹۴) ایک مسجد میں خطیب امام مقرر ہے۔ تراویح اس قاعدہ سے پڑھاتے ہیں کہ عشاء کے فرض دوسرا شخص پڑھاتا ہے اور تراویح کی دس رکعت میں سوا پارہ حافظ صاحب پڑھتے ہیں باقی تراویح کو سورۃ سورۃ تراویح کی جماعت والوں میں سے ایک شخص پڑھاتے ہیں۔ اس کے بعد وہ حافظ صاحب دوسری مسجد میں جاکر وہی سوا پارہ دس رکعت تراویح میں پڑھاتے ہیں یہ صورت جائز ہے یا نہ

الجواب:- قال فی العالمگيرية امام يصلی التراويح فی مسجدين فی كل مسجد على الكمال لا يجوز كذا فی محيط السرخسی[2]۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ دس دس تراویح دو مسجدوں میں پڑھانا درست ہے مگر کچھ لینا بمعاوضہ قرآن شریف ختم کرنے کے درست نہیں ہے۔ کما درد اقرء والقرآن ولا تاکلوا به۔ فقط۔

مرد کی اقتداء عورتیں پردہ کے پیچھے کر سکتی ہیں

سوال (۱۷۹۵) اگر کوئی امام نماز فرض یا تراویح پڑھاتا ہو اور مستورات کسی پردہ یا دیوار کے پیچھے فاصلہ سے مقتدی بنکر نماز پڑھیں

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الوتر والنوافل بحث التراويح ص ۶۶۲/۱ ۱۲ ظفیر۔

[2] عالمگیری کشوری فصل فی التراویح جلد اول ص ۱۱۵ ۱۲ ظفیر۔

تو عورتوں کی نماز جائز ہے یا نہیں اور امام کی نماز میں کچھ خلل تو نہیں آتا۔

الجواب :۔ ان مستورات کی نماز درست ہے[1]۔

چار رکعت تراویح جس میں قعدۂ اولیٰ نہیں کیا

سوال (۱۷۹۶) اگر امام صلوٰۃ تراویح میں تیسری رکعت کے واسطے کھڑا ہو گیا اور چاروں رکعت پوری کر لی لیکن دو رکعت پر قعدہ نہیں کیا تھا۔ ایسی صورت میں سجدہ سہو کرنے سے دو رکعت ہوں گی یا چار۔

الجواب :۔ درمختار شامی بیان تراویح میں اس کی تصریح ہے کہ ایسی صورت میں دو رکعت تراویح ہوتی ہیں فلو فعلها بتسليمة فان قعد لكل شفعة صحت بكراهة والا نابت عن شفع واحد به يفتى۔ قوله به يفتى۔ لم ارمن صرح بهذا اللفظ هنا وانما صرح به فى النهر عن الزاهدى فيما لو صلى اربعًا بتسليمة وقعدة واحدة[2] الخ شامی ص ۶۶۲ ۔ فقط۔

بسم اللہ کا تراویح میں جہراً پڑھنا کیسا ہے

سوال (۱۷۹۷) ص ۵۶۰ اضلاع پشاور وغیرہ میں بوقت ختم تراویح کسی سورۃ کے اول میں بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو جہراً نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے جہر ثابت نہیں اور جزو قرآن ہونا جہر کو مستلزم نہیں۔ حالانکہ علمائے ہندوستان ایک دفعہ جہر کرتے ہیں۔ اور فتاوی مولانا عبدالحی صاحب میں ایک بار جہراً پڑھنا مسنون لکھا ہے۔ اس کے جہر کی کیا وجہ ہے۔

الجواب :۔ جہر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایک جگہ اس لئے ہے کہ وہ تمام قرآن کا جزو ہے۔ اور ایک جگہ بھی جہر نہ ہونے میں سامعین کا قرآن سننا پورا نہ ہوگا پس یہ بنار جہر کی معلوم

---

[1] كما تكره امامة الرجل لهن فى بيت ليس معهن رجل غيره ولا محرم منه الخ اما اذا كان معهن واحد ممن ذكر او امهن فى المسجد لا يكره (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الامامة ص ۵۲۹ ج ۱) ظفير [2] رد المحتار باب الوتر والنوافل مبحث التراويح ص ۶۶۰ ج ۱ و ص ۶۶۱ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

۵۶۰

ہوتی ہے ورنہ ظاہر ہے کہ جزو قرآن شریف ہونا جہر کو مستلزم نہیں مگر چونکہ تمام قرآن شریف کا ختم تراویح میں مسنون ہے اس لئے جہر بالتسمیہ کو بھی سنت کہا گیا ہے[1]۔ فقط۔

تراویح میں تسبیحات سرّاً مناسب ہے

سوال (۱۷۹۸) تراویح کی ہر چہار رکعت میں جو تسبیح پڑھی جاتی ہے سبحان ذی الملک والملکوت الخ امام اور مقتدی جہراً پڑھیں یا سرّاً یا امام ومقتدیوں کے حکم میں کچھ فرق ہے۔

الجواب:۔ تسبیح مذکور باخفاء پڑھنا بہتر ہے جہر کرنا خصوصاً جہر مفرط کرنا نہ چاہئے امام بھی باخفاء پڑھے اور مقتدی بھی باخفاء پڑھیں۔ کما فی الحدیث۔ یا ایہا الناس اربعوا علی انفسکم فانکم لا تدعون اصم ولا غائبا الحدیث[2]۔ فقط۔

تراویح پر بخوشی حافظ کو نذرانہ دینا کیسا ہے

سوال (۱۷۹۹) ایک مولوی صاحب بہت دیندار پرہیزگار حافظ قرآن ہیں وہ ہر سال رمضان میں ایک قصبہ کی مسجد میں جاکر نماز تراویح میں قرآن شریف سنایا کرتے ہیں پس بعد ختم کے مقتدی وغیرہ حسب مقدار بلا جبر واکراہ وبلا گفتگو حسبۃ للہ حافظ صاحب کو کچھ دیتے ہیں یعنی نقد روپیہ اور حافظ صاحب بھی خوشی سے قبول کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میرا مقصود اس مال اور کسب دینا نہیں ہے میرا مقصود تو ثواب اور ادائے سنت مؤکدہ ہے اور یادداشت قرآن مجید ہے۔ روپیہ پیسہ ہونا نہ ہونا میرے نزدیک مساوی ہے۔ اور تفسیر عزیزی کی عبارت مندرجہ سوال کو جواز اجرت علی العبادت معلوم ہوتا ہے اس صورت میں شرعاً کیا ہے۔

الجواب:۔ فقہاء نے یہ قاعدہ لکھدیا ہے المعروف کالمشروط کذا فی الشامی وغیرہ۔ پس اگر ان حافظ صاحب کو معلوم ہے کہ ان کو قرآن شریف سنانے پر کچھ روپیہ ملے گا اور لینا دینا معروف ہے تو ان حافظ صاحب کو کچھ لینا قرآن شریف ختم کرکے درست

---

[1] وھی (ای البسملۃ) اٰیۃ واحدۃ من القرآن کلہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صفۃ الصلاۃ ص۴۵۸ ج ۱) ظفیر۔
[2] مشکوٰۃ المصابیح باب ثواب التسبیح الخ فصل اول ص۲۰۱۔ ۱۲ ظفیر۔

نہیں ہے اور اس میں تالی وسامع دونوں ثواب سے محروم ہیں۔ اور حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر اس حالت پر محمول ہے کہ اس عبادت پر کچھ لینا دینا معروف نہ ہو تاکہ کلام فقہاء اور ارشاد شاہ صاحب میں تعارض نہ ہو۔ فقط۔

کیا تراویح میں ہر سورہ کے شروع میں بسم اللہ جہراً پڑھنا چاہیے

سوال (۱۸۰۰) ایک مولوی حافظ قرآن بھی ہیں اور قاری بھی ہیں وہ نماز تراویح میں ہر سورۃ پر بعد از فاتحہ بسم اللہ جہر سے پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس میں نہ کوئی قباحت ہے نہ کراہت۔ بالجہر پڑھنے کے ثبوت میں یوں فرماتے ہیں کہ تراویح میں جیسا کہ تکمیل قرآن قراءۃ مقصود اور سنت مؤکدہ ہے ویسا ہی تکمیل قرآن سماعۃً بھی مقتدیوں کے حق میں مقصود ہے لہٰذا تراویح میں جب تک بسم اللہ جہر سے ہر سورۃ نہ پڑھی جاوے گی اختلاف مقتدیوں کے حق میں رفع نہ ہوگا۔ اور اختلاف بھی مجتہدین ہی کا نہیں بلکہ ائمہ قراءۃ کا بھی ہے۔ آیا ہر سورۃ پر بعد از فاتحہ تراویح میں بسم اللہ جہر سے پڑھنا کیسا ہے۔ اور تسمیہ میں قاری حنفی کو اپنے ائمہ مجتہدین کا اتباع کر کے بالسر پڑھنا چاہیے یا ائمہ قراءۃ کے اتباع سے بالجہر پڑھنا چاہیے۔

الجواب: در مختار میں ہے کما تعوذ سمّٰی الخ سرًّا الخ قولہ سرًّا الخ قال فی الکفایۃ عن المجتبی والثالث انہ لایجہر بہا فی الصلوٰۃ عندنا خلافاً للشافعی وفی خارج الصلوٰۃ اختلاف الروایات والمشائخ فی التعوذ والتسمیۃ قیل یخفی التعوذ دون التسمیۃ والصحیح انہ یتخیّر فیہما ولکن یتبع امامہ من القراء وہم یجہرون بہما الاحمزۃ فانہ یخفیہما ۱ھ شامی[2] ص ۳۲۹/ج ۱۔ جلد اول۔

---

[1] وان القراءۃ لشئی من الدنیا لاتجوز وان الاٰخذ والمعطی اٰثمان لان ذالک یشبہ الاستیجار علی القراءۃ ونفس الاستیجار علیہا لایجوز فکذا ما اشبہ الخ ولاضرورۃ فی جواز الاستیجار علی التلاوۃ (رد المحتار باب قضاء الفوائت مطلب بطلان الوصیۃ الخ ص ۶۸۷/ج ۱) ظفیر۔

[2] رد المحتار باب صفۃ الصلوٰۃ فصل ص ۴۵۷/ج ۱، ۱۲ ظفیر۔

اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے اندر حنفیہ کے نزدیک باتفاق بسم اللہ کو سراً پڑھنا چاہئے اس میں حنفیہ میں سے کسی کا خلاف نہیں ہے اور اطلاق صلاۃ شامل ہے نماز فرض اور نفل وتراویح وغیرہ کو اور یہ بھی اس عبارت سے واضح ہوا کہ اتباع امام من القراء خارج صلوٰۃ میں ہے نہ صلاۃ میں اور اس پر ہم نے اپنے اساتذہ علماء احناف کو پایا ہے۔ فقط۔

ختم قرآن پر دوسری آیتوں کا پڑھنا کیسا ہے

سوال (۱۸۰۱) رمضان شریف میں ختم قرآن میں حافظ صاحب انیس رکعتوں میں قرآن پاک ختم کرتے ہیں اور بیسویں رکعت میں الٓمٓ سے مفلحون تک پڑھ کر اسی رکعت میں یہ آیات پڑھتے ہیں اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ۔ دَعْوٰهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ الخ عَمَّا يَصِفُونَ تک پڑھ کر رکوع کرتے ہیں یہ جائز ہے یا بدعت۔

الجواب: یہ تو بعض روایات میں آیا ہے کہ ختم قرآن کے بعد الٓمٓ سے شروع کر کے چند آیات مثل مفلحون تک پڑھدیا جاوے اور فقہاء نے بھی اس کی اجازت دی ہے اور یہ مستحب ہے[1]۔ اس کے سوا دیگر آیات کا اس وقت پڑھنا منقول نہیں ہے لہٰذا ترک کر دینا مناسب ہے۔ فقط

عورتوں کی جماعت تراویح

سوال (۱۸۰۲) چند عورت حافظ قرآن مجید یہ چاہتی ہیں کہ تراویح میں قرآن مجید اپنی جماعت سے ختم کریں ان کا یہ فعل کیسا ہے۔

(۱۸۰۳) عیدین کی نماز بھی چند عورتیں جماعت سے پڑھ سکتی ہیں یا نہیں۔ کیا عورت عورتوں کی امام بن سکتی ہے یا نہیں۔

---

[1] ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ وان یقرأ منکوسا الا اذا ختم فیقرأ من البقرۃ (درمختار) قال فی شرح المنیۃ وفی الولوالجیہ من یختم القرآن فی الصلاۃ اذا فرغ من المعوذتین فی الرکعۃ الاولی یرکع ثم یقرأ فی الثانیۃ بالفاتحۃ وشئی من سورۃ البقرۃ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خیر الناس الحال المرتحل ای الخاتم المفتتح ۱۵ (ردالمحتار فصل فی القراءۃ ص ۱/۵۱) ظفیر۔

الجواب:- عورتوں کی جماعت اس طرح کہ عورت ہی امام ہو مکروہ ہے، خواہ تراویح کی جماعت ہو یا غیر تراویح کی سب میں عورت کا امام ہونا عورتوں کیلئے مکروہ ہے[1]

ایک ماہ کم پندرہ سال لڑکے کی امامت تراویح میں درست ہے یا نہیں

سوال (۱۸۰۴) جس لڑکے کی عمر یکم رمضان ۳۶ھ کو ۱۴ سال گیارہ ماہ کی ہوگی اس کو امامت تراویح جائز ہے یا نہیں۔ نیز وتر میں امامت جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- مسئلہ یہ ہے کہ اگر لڑکے میں اور کوئی علامت بلوغ کی مثل احتلام و انزال کے نہ پائی جاوے تو پورے پندرہ برس کی عمر ہونے پر شرعاً وہ بالغ سمجھا جاتا ہے پس جس لڑکے کی عمر یکم رمضان شریف کو ۱۴ سال ۱۱ ماہ کی ہو اس کی امامت تراویح اور وتر میں درست نہیں ہے کیونکہ صحیح مذہب حنفیہ کا یہی ہے کہ نابالغ کی امامت فرائض و نوافل اور واجب میں درست نہیں ہے[2]۔ کذا فی الدر المختار والشامی (البتہ اگر کوئی علامت بلوغ کی پائی جاتی ہو تو درست ہوگی۔ ظفیر)

ترویحہ میں صلوٰۃ بآواز بلند پڑھنا کیسا ہے

سوال (۱۸۰۵) نماز تراویح میں ہر چہار رکعت کے بعد بیٹھکر چند منٹ صلوات پکارا جاتا ہے بعند الحنفیہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- نماز تراویح میں ہر چہار رکعت کے بعد کچھ دیر بیٹھنا اور تسبیح و تہلیل اور درود شریف وغیرہ پڑھنا مستحب ہے۔ ہر ایک تسبیح و تہلیل وغیرہ پڑھتا رہے[3] مل کر

---

[1] ویکرہ تحریما جماعۃ النساء ولو فی التراویح (در مختار) افاد ان الکراھۃ فی کل ما تشرع فیہ جماعۃ الرجال فرضا ونفلا (رد المحتار باب الامامۃ ص ۵۲۸ ج ۱) ظفیر

[2] ولا یصح اقتداء رجل بامرأۃ وخنثی وصبی مطلقا ولو فی جنازۃ ونفل علی الاصح (در مختار) والمختار انہ لا یجوز فی الصلوات کلھا (رد المحتار باب الامامۃ ص ۵۳۶ ج ۱) ظفیر

[3] ویجلس ندبا بین کل اربعۃ بقدرھا وکذا بین الخامسۃ والوتر ویخیرون بین تسبیح وقراءۃ وسکوت وصلاۃ فرادی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار مبحث التراویح ص ۶۶۱ ج ۱) ظفیر

اور آواز ملا کر پڑھنا ضروری نہیں ہے بلکہ یہ اچھا نہیں ہے۔ فقط

تراویح میں دو دو کی نیت کرنی چاہئے

سوال (۱۸۰۶) تراویح میں دو دو کی نیت کرے یا چار چار کی۔

الجواب:۔ تراویح میں دو دو رکعت پر سلام پھیرنا بہتر ہے۔ کما فی الدر المختار[1]۔ فقط۔

تراویح میں سجدۂ تلاوت رکوع سے ادا ہو جائے گا یا نہیں

سوال (۱۸۰۷) اگر تراویح میں ختم رکوع پر سجدۂ تلاوت آوے تو رکوع میں سجدہ ادا ہو جاوے گا یا نہیں۔ اور جو شخص خارج نماز سجدۂ تلاوت کرے تو سجدہ ادا ہو جاوے گا یا نہیں۔

الجواب:۔ رکوع میں اگر نیت سجدہ کی کرلے تو سجدۂ تلاوت ادا ہو جاتا ہے اور سجدہ میں بلا نیت کے بھی ادا ہو جاتا ہے[2]۔ اور سجدہ تلاوت کا جو نماز میں واجب ہوا خارج نماز سے کرنا جائز نہیں ہے[3]۔ فقط۔ (تراویح میں سجدۂ تلاوت رکوع میں نہیں کرنا چاہئے ظفیر)

بسم اللہ کا جہر سے پڑھنا کیسا ہے

سوال (۱۸۰۸) کیا کوئی روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ بسم اللہ ہر سورۃ کے ساتھ نازل ہوئی ہے احتیاطاً تراویح میں جہر کے ساتھ ہر سورۃ پڑھی جاوے علاوہ بسم اللہ کے۔ اگر جہر سے پڑھا تو گنہگار ہوگا۔

---

[1] وهي عشرون ركعة بعشر تسليمات فلو فعلها بتسليمة فان قعد بكل شفع صحت بكراهة والا نابت عن شفع واحد به يفتى (الدر المختار على هامش رد المحتار مبحث التراويح ص ۶۶۱ ج ۱)

ظفير [2] وتؤدى بركوع صلاة اذا كان الركوع على الفور من قراءة آية او آيتين وكذا الثلاث على الظاهر كما في البحر ان نواه اى كون الركوع لسجود التلاوة على الراجح تؤدى بسجودها كذا الخ اى على الفور وان لم ينو الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب سجود التلاوة ص ۷۲۳ ج ۱) ظفير [3] ولو تلاها في الصلاة سجدها فيها لا خارجها كما مر (ايضاً ص ۷۲۲ ج ۱) ظفير۔

الجواب :- اکثر روایات میں یہ آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرارۃ الحمد سے شروع فرماتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ بسم اللہ کا جہر نہ فرماتے تھے۔ یہی مذہب ہے امام ابوحنیفہ کا۔ پس ہر ایک سورۃ کے ساتھ جہر نہ کرنا چاہئے۔ صرف تمام قرآن شریف میں ایک دفعہ کسی سورۃ میں جہر سے پڑھ دیوے[1]۔ والتفصیل فی کتب الفقہ۔ فقط۔

نماز تراویح چار رکعت کی نیت سے پڑھی جائے تو قعدۂ اولی و درود وغیرہ کا کیا حکم ہے

سوال (۱۸۰۹) تراویح میں اگر چار رکعت کی نیت کی جائے تو قعدۂ اولی میں بعد تشہد کے درود شریف اور رکعت ثالث میں قبل فاتحہ ثنا پڑھنا چاہئے یا نہیں۔

الجواب :- چاہئے۔ کما فی الدر المختار۔ وفی البواقی من ذوات الاربع یصلی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویستفتح ویتعوذ[2] الخ۔ تراویح اگرچہ سنت مؤکدہ ہے لیکن چار رکعت ایک سلام سے پڑھنا یہ سنت مؤکدہ نہیں ہے۔ بخلاف ظہر کی چار رکعت سنت کے کہ ان کا ایک سلام سے پڑھنا سنت مؤکدہ ہے اور تراویح میں افضل دو دو رکعت پر سلام پھیرنا ہے۔ درمختار میں ہے التراویح سنۃ مؤکدۃ لمواظبۃ الخلفاء الراشدین الخ وھی عشرون رکعۃ بعشر تسلیمات[3]۔ الخ۔ فقط۔

تیس سال کی عمر والے کے پیچھے تراویح بلا کراہت درست ہے

سوال (۱۸۱۰) ایک حافظ کے ڈاڑھی مونچھ نہیں ہے اور ان کی عمر ۳۰ سال کی ہے۔ ان کے پیچھے نماز تراویح وغیرہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :- ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں کچھ کراہت نہیں ہے۔ نماز بلا کراہت

---

[1] وکما تعوذ سمی الخ سرا (درمختار) قال فی الکفایۃ عن المجتبی والثالث انہ لا یجھر بھا فی الصلاۃ عندنا الخ (رد المحتار باب صفۃ الصلاۃ فصل ص ۴۵۷ ج ۱) ظفیر۔

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۳۳ ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر۔

[3] ایضاً مبحث التراویح ص ۶۶۰ ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر۔

ان کے پیچھے صحیح ہے[1]۔ فقط۔

تراویح میں آٹھ رکعت والی حدیث راجح ہے یا بیس والی

سوال (۱۸۱۱) رکعات تراویح میں ہر دو احادیث کا مقابلۃً کیا حال ہے۔ آٹھ رکعت والی حدیث جو کتاب قیام اللیل امام محمد بن نصر مروزی میں ہے اور بیس رکعات مصنف ابن ابی شیبہ عام مشہور ہے۔

الجواب:۔ بیس رکعت تراویح والی حدیث امت مرحومہ نے معمول ٹھیرائی ہے۔ لہٰذا وہی اولیٰ بالعمل ہے اور سنت بیس تراویح ہیں[2]۔ فقط۔

(ائمہ اربعہ میں سے کسی کے نزدیک بیس رکعت سے کم تراویح نہیں ہیں بیس یا اس سے زیادہ رکعتیں ہیں، آٹھ رکعتوں پر عمل صرف ہندوستان کے غیر مقلدوں کا ہے اور وہ بھی صرف سو سال سے ورنہ ساری امت میں بیس یا زیادہ رکعتوں پر عمل جاری رہا اور اب بھی ہے۔ ظفیر)

دوکانوں میں تراویح پڑھنا کیسا ہے

سوال (۱۸۱۲) کسی بازار کے مصلی محض کاروبار کے نقصان کا اندیشہ خیال کر کے الگ الگ جماعت تراویح کریں یہ فعل ان کا کیسا ہے۔

الجواب:۔ نماز تراویح مسجد میں پڑھنا اور ختم تراویح مسجدوں میں سننا سنت ہے بلا عذر مسجد میں نہ جانا اور دوکانوں پر تراویح پڑھنا ترک سنت ہے[3]۔ فقط۔

---

[1] سئل العلامۃ الخ عن شخص بلغ من السن عشرین سنۃ وتجاوز حد الانبات ولم ینبت عذارہ فہل یخرج بذلک من حد الامردیۃ الخ فاجاب بالجواز من غیر کراہۃ وناہیک بہ قدوۃ (رد المحتار باب الامامۃ ص ۵۲۵ ج ۱) ظفیر۔ [2] التراویح سنۃ مؤکدۃ لمواظبۃ الخلفاء الراشدین الخ ہی عشرون رکعۃ بعشر تسلیمات الخ (در مختار) وہی عشرون رکعۃ ہو قول الجمہور وعلیہ عمل الناس شرقا وغربا (رد المحتار مبحث التراویح ص ۶۶۰ ج ۱) اس مسئلہ کے لئے دیکھا جاوے رسالہ رکعات تراویح۔ مصنفہ شیخ الحدیث حضرت الاستاذ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی۔ شائع کردہ مفتاح العلوم مئوناتھ بھنجن ضلع اعظم گڈھ ۱۲ ظفیر۔ [3] والجماعۃ فیہا سنۃ علی الکفایۃ فی الاصح فلو ترکہا اہل مسجد اثموا، لا لو ترک بعضہم وکل ما شرع بجماعۃ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

جس کی تراویح رہ گئی ہو وہ پہلے وتر جماعت سے پڑھ لے پھر تراویح پڑھے

سوال (۱۸۱۳) شخصے کہ از وبعض تراویح فوت شدہ بود ودر بعض آں اقتدا بامام کرد چوں امام برائے خواندن وتر برخاست شخص مذکور را بنا بر مذہب حنفی چہ حکم است آیا اولاً وتر باہیں امام برخواند وبعد ازاں تراویح فائتہ را۔ یا نخستین تراویح متروکہ بخواند وبعد ازاں وتر را تنہا ادا نماید ازیں دو صورت اولیٰ وافضل کدام است۔

الجواب: جواب اصل سوال این است کہ بصورت مذکورہ شخص مذکور اولاً وتر بجماعت گزارد وبعد ازاں تراویح باقیماندہ ادا نماید لکی تحصل لہ فضیلۃ جماعۃ الوتر فی رمضان کمارجحہ الکمال وعلیہ عملنا وعمل مشائخنا وقال فی ردالمحتار فی شرح قول الدر المختار وھل الافضل فی الوتر الجماعۃ ام المنزل تصحیحان، رجح الکمال الجماعۃ بانہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اوتر بہم ثم بین العذر فی تاخرہ مثل ما صنع فی التراویح فالوتر کالتراویح فلما ان الجماعۃ فیہا سنۃ فکذالک الوتر۔ بحر وفی شرح المنیہ والصحیح ان الجماعۃ فیہا افضل۔ الخ۔ فقط۔

کیا بین تراویح اور بعد ختم قرآن دعا مکروہ ہے

سوال (۱۸۱۴) فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ تراویح میں اور ختم قرآن کے وقت دعا مکروہ ہے۔

جماعت سے ختم قرآن پر دعا

سوال (۱۸۱۵) جماعت کے ساتھ قرآن ختم ہونے کے وقت دعا مکروہ ہے اس واسطے کہ اس طرح دعا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں۔ یہ دونوں مسائل صحیح ہیں یا نہیں۔

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گزشتہ) فالمسجد فیہ افضل (الدر المختار) وان صلی احد فی البیت بالجماعۃ لم ینالوا فضل جماعۃ المسجد (ردالمحتار مبحث التراویح ص ۶۶۰ ج ۱) ظفیر ۱؎ ردالمحتار مبحث التراویح قبیل باب ادراک الفریضۃ ص ۶۶۴ ج ۱ وص ۶۶۵ ج ۱) ۱۲ ظفیر۔

الجواب: صحیح یہ ہے کہ ختم قرآن کے بعد اور ہمیشہ نماز تراویح کے بعد دعاء مسنون[۱] مستحب ہے اور حدیث میں ہے کہ یہ وقت اجابت دعاء کا ہے اس لئے معمول ہمارے اکابر اور مشائخ کا دعاء بعد التراویح و بعد ختم ہے۔ فقط

سوال (۱۸۰۶) ہر چوتھی تراویح کے بعد دعاء مانگنی جائز ہے کہ مسنون۔

ہر ترویحہ میں دعاء مسنون ہے یا مستحب

الجواب: تراویح کی ہر چہار رکعت کے بعد دعاء مانگنا تسبیح وتہلیل و درود شریف پڑھنا جائز اور مستحب ہے جو کچھ کرے بہتر ہے کسی خاص امر کی ضرورت اور تخصیص نہیں[۲] ہے لیکن تسبیح جیسے سبحان ذی الملک والملکوت الخ یا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔ پڑھتے رہنا زیادہ اچھا ہے اور معمول اکابر ہے[۳]۔ فقط

سوال (۱۸۰۷) زید کہتا ہے کہ جو لوگ بوجہ عذر شرعی کے روزہ نہیں رکھتے وہ نماز تراویح نہ پڑھیں ان کو ثواب ضرور ہوگا۔ بکر کہتا ہے کہ شخص معذور یا غیر معذور جو روزہ نہ رکھے

یہ کہنا غلط ہے کہ جو عذر شرعی کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے وہ تراویح بھی نہ پڑھے

---

[۱] عن معاذ بن جبل قال اخذ بیدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی احبک فقلت انا احبک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تدع ان تقول فی دبر کل صلوٰۃ رب اعنی علی ذکرک الخ (مشکوٰۃ ص۸۸) عن ابی امامۃ قال قیل یا رسول اللہ ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل الآخر و دبر الصلوٰۃ المکتوبات رواہ الترمذی (ایضاً ص۸۹) ظفیر۔

[۲] ویستحب الجلوس بین الترویحتین قدر ترویحۃ ثم هم مخیرون فی حالۃ الجلوس ان شاءوا سبحوا وان شاءوا قعدوا ساکتین۔ (عالمگیری کشوری ص۱۱۲/۱) ظفیر۔

[۳] یجلس ندباً بین کل اربعۃ بقدرها وکذا بین الخامسۃ والوتر ویخیرون بین تسبیح وقراءۃ وسکوت وصلوٰۃ فرادی (در مختار) قولہ بین تسبیح قال القہستانی فیقال ثلاث مرات سبحان ذی الملک والملکوت الخ (رد المحتار باب الوتر والنوافل مبحث التراویح ص۶۶۱/۱) ظفیر۔

وہ تراویح بھی نہ پڑھے بلکہ جو روزہ نہ رکھے ایسے شخص کا تراویح پڑھنا الٹا عذاب ہے۔ ان دونوں میں کس کا قول صحیح ہے۔

الجواب: ۔ زید کا قول صحیح ہے بکر غلط کہتا ہے[1]۔ فقط۔

آں حضرت صلعم نے تراویح کے رکعت پڑھیں

سوال (۱۸۱۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر میں تراویح کے رکعت پڑھی ہیں۔

الجواب: ۔ بیس تراویح پر اجماع ہے اور احادیث سے ثابت ہے پس بیس رکعت تراویح پڑھنی چاہیے[2]۔ فقط (آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بیس رکعت تراویح پڑھی۔ مصنف ابن ابی شیبہ۔ طبرانی اور بیہقی میں یہ حدیث موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر راوی عبداللہ بن عباس ہیں۔ ظفیر)

کیا ترویحہ میں نصیحتوں کا پڑھکر سنانا درست ہے

سوال (۱۸۱۹) کیا تراویح کے ترویحہ میں بجائے تسبیح کے لقمان کی نصیحتیں۔ تذکرہ دربیان ادب استاد و ذکر دوزخ و بہشت وغیرہ وغیرہ کا بیان درست ہے۔

الجواب: ۔ یہ بھی درست ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ یہ وقت تسبیح وغیرہ میں گذارے[3]۔ فقط۔

---

[1] تراویح کے لئے روزہ شرط نہیں ہے۔ التراویح سنۃ مؤکدۃ لمواظبۃ الخلفاء الراشدین للرجال والنساء اجماعا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الوتر والنوافل مبحث فی التراویح ص ۶۵۹ ج ۱ ظفیر) [2] وھی عشرون رکعۃ حکمتہ مساواۃ المکمل بعشر تسلیمات ھو قول الجمھور وعلیہ عمل الناس شرقا وغربا (رد المحتار مبحث التراویح ص ۶۶۰ ج ۱ ظفیر) [3] ویجلس ندبا بین کل اربعۃ بقدرھا وکذا بین الخامسۃ والوتر ویخیرون بین تسبیح وقراءۃ وسکوت وصلاۃ فرادی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار مبحث صلاۃ التراویح ص ۶۶۱ ج ۱) ظفیر۔

ختم تراویح کے دن الم مفلحون کے بعد بعض دوسری آیتوں کا پڑھنا ثابت نہیں ہے

سوال (۱۸۲۰) اکثر حافظ بروز ختم قرآن شریف در صلوٰۃ تراویح بعد ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ کے مختلف آیات مثل اِنَّا لِلّٰہِ وانا الیہ راجعون ؕ وان رحمۃ اللّٰہ قریب من المحسنین وغیرہ پڑھتے ہیں اس کا شرعاً ثبوت ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ فقہاء نے صرف اس قدر لکھا ہے الخ واذا ختم فیقرء من البقرۃ الخ (درمختار) وفی الشامی قال فی شرح المنیر وفی الولوالجیہ من یختم القران فی الصلوٰۃ اذا فرغ من المعوذتین فی الرکعۃ الاولیٰ یرکع ثم یقرء فی الثانیۃ بالفاتحۃ وشیٔ من سورۃ البقرۃ لان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال خیر الناس الحال المرتحل ای الخاتم المفتتح[1] الخ۔ پس ماسوا اس کے ثابت نہیں ہے لہٰذا اس پر اصرار کرنا بدعت و مکروہ ہے۔ فقط۔

کیا تراویح کے لئے امام مقرر کرنا درست نہیں ہے

سوال (۱۸۲۱) جس طرح پنجوقتہ نمازوں کے لئے امام کو مقرر کیا جاتا ہے اسی طرح ماہ رمضان میں تراویح کے لئے امام مقرر کرنا جائز ہے یا نہ۔

الجواب:۔ چونکہ مسئلہ یہ ہے کہ الامور بمقاصدہا اور یہ بھی ہے المعروف کالمشروط۔ پس اگر کسی حافظ کو ختم قرآن شریف کے لئے تراویح کا امام بنایا جاوے تو ظاہر ہے کہ اس سے مقصود امامت نہیں ہے بلکہ قرآن شریف کا ختم ہے لہٰذا اس پر جو کچھ اجرت دی لی جاوے گی وہ ختم قرآن شریف کی وجہ سے ہے نہ بوجہ امامت محضہ کے۔ پس حسب قاعدہ لا یجوز اخذ الاجرۃ علی قراءۃ القراٰن تراویح میں ختم قرآن پر اجرت لینا دینا جائز نہ ہوگا۔ قال فی ردالمختار۔ وقال العینی فی شرح الھدایہ ویمنع القاری للدنیا والاٰخذ والمعطی اٰثمان فالحاصل ان ماشاع فی زماننا من قراءۃ الاجزاء

[1] ردالمحتار فصل فی القراءۃ قبیل باب الامامۃ ص ۵۱۱/۱ ۱۲ ظفیر۔

بالاجرۃ لا یجوز الخ۔ شامی ص ۳۵ جلد خامس۔ فقط۔ (بلا اجرت مقرر کرنا امام تراویح کا درست وافضل ہے۔ البتہ اجرت پر جائز نہیں۔ ظفیر)

غیر مقلد کے پیچھے حنفی اگر تراویح پڑھیں تو بقیہ رکعات کب پوری کریں وتر کے پہلے یا بعد

سوال (۱۸۲۲) اگر امام غیر مقلد ہو اور تراویح بیس رکعت کی بجائے آٹھ رکعت پڑھائے تو حنفیہ کو کس طرح سے بقیہ تراویح پوری کرنی چاہئے آیا وتر امام کے ساتھ پڑھ کر تراویح بقیہ پوری کریں یا وتر چھوڑ کر تراویح پوری کرنے کے بعد۔

الجواب:۔ بقیہ تراویح بعد وتر کے پڑھ سکتے ہیں اور ایسا بھی کر سکتے ہیں کہ وتر امام کے ساتھ نہ پڑھیں بعد پورا کرنے تراویح کے پڑھیں[2]۔ فقط

ایک ختم سے زیادہ پڑھنا تراویح میں کیسا ہے

سوال (۱۸۲۳) تراویح میں حافظ قرآن جو تین چار ختم پڑھتے ہیں یہ کیسا ہے۔ سنت مؤکدہ صرف ایک ختم ہے باقی کا کیا حکم ہوگا۔ نیز اگر ایک حافظ چند مساجد میں ختم پڑھے تو کیا حکم ہوگا اور دوسری مسجد والوں کو ثواب ختم کا ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے والختم مرۃ سنۃ ومرتین فضیلۃ وثلاثاً افضل[3] الخ۔ اور دوسری مسجد میں بھی دوسرا ختم درست ہے اور دوسری مسجد والوں کو سنت ختم کا ثواب حاصل ہوگا۔ فقط۔

دوسری رکعت میں بھول کر کھڑا ہوگیا۔ پھر یاد آیا تو کیا کرے

سوال (۱۸۲۴) اگر تراویح کی رکعت ثانیہ میں بجائے بیٹھنے کے کھڑا ہوگیا بعد میں یاد آیا تو کیا کرے۔

---

[1] ردالمحتار کتاب الاجارۃ مطلب الاجارۃ فی الطاعۃ ص ۴۷/۵ ۱۲ ظفیر۔ [2] والا صح ان وقتہا بعد العشاء الی آخر اللیل قبل الوتر وبعدہ لانہا نوافل سنت بعد العشاء (ہدایہ باب النوافل فصل قیام رمضان ص ۱۳۴/۱) ظفیر۔ [3] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث فی التراویح ص ۶۶۲/۱ ۱۲ ظفیر۔

الجواب :- سجدہ سے پہلے پہلے اگر یاد آجائے تو بیٹھ جائے اور سجدہ سہو کرے واما النفل فیعود مالم یقیدہ بالسجدۃ[1] - فقط -

سجدۂ تلاوۃ سجدۂ نماز سے ادا ہوتا ہے یا نہیں

سوال (۱۸۲۵) اگر امام نے تراویح میں سجدۂ تلاوۃ سجدۂ صلوٰۃ کے ساتھ ادا کیا یعنی تین سجدے کئے تو نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب :- نماز میں جس وقت آیۃ سجدہ کو تلاوۃ کرے اسی وقت سجدۂ تلاوت کرلینا چاہئے اور اگر مؤخر کیا اور نماز کے سجدوں کے ساتھ کیا تو سجدۂ سہو لازم ہے اور بعد سجدہ سہو کے نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ ولذا کان المختار وجوب سجود السہو لو تذکرھا بعد محلھا الخ شامی[2] باب سجود التلاوۃ الخ فقط۔

(قصداً سجدۂ تلاوت کا مؤخر کرنا درست نہیں ہے۔ آیت سجدہ کے فوراً بعد یا زیادہ سے زیادہ تین آیت بعد سجدۂ تلاوت کرلینا ضروری ہے ورنہ گنہگار ہوگا۔ فعلی الفور لصیرورتھا جزأمنھا ویاثم بتاخیرھا (درمختار) فوجب اداؤھا مضیقا کما فی البدائع ثم تفسیر الفور عدم طول المدۃ بین التلاوۃ والسجدۃ بقراءۃ اکثر من اٰیتین او ثلاث حلیہ (ردالمحتار۔ باب سجود التلاوۃ ص ۷۲۲/۱ ظفیر)

کیا تراویح لمبی نہیں ہونی چاہئے

سوال (۱۸۲۶) ایک شخص جماعت تراویح میں یہ اعتراض کرتا ہے کہ لوگ دن بھر کے تھکے ماندے ہوتے ہیں اس لئے امام کو اتنی لمبی رکعتیں نہ کرنی چاہئے تو امام کو کیا کرنا چاہئے۔

الجواب :- امام کو قراءۃ ہلکی ہی کرنی چاہئے۔ البتہ ایک دفعہ ختم قرآن شریف تراویح میں ہوجانا سنت ہے۔ ایک ایک پارہ روز ہوجایا کرے اس سے کم نہ ہو[3]۔ فقط

---

[1] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب سجود السہو ص ۶۹۶/۱ ۱۲ ظفیر [2] ردالمحتار باب سجود التلاوۃ ص ۷۲۲/۱ ۱۲ ظفیر

[3] والختم مرۃ سنۃ ومرتین فضیلۃ وثلاثا افضل ولا یترک الختم لکسل القوم لکن فی الاختیار الافضل زماننا قدر مالا یثقل علیھم واقرہ المصنف وغیرہ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار مبحث صلاۃ التراویح ص ۶۶۲/۱ ظفیر

تراویح کی چار رکعت کے بعد کیا کرے

سوال (۱۸۲۷) تراویح میں بعد چار رکعت کے جو جلسہ کرتے ہیں اس جلسہ میں تسبیح پڑھنی چاہیئے یا ساکت بیٹھا رہے اور ہر جلسہ میں بعد تسبیحات کے دعا مانگنا بھی ضروری ہے یا نہیں۔ بعض جگہ اس کا رواج ہے کہ ہر جلسہ میں تسبیح کے بعد دعا ضرور مانگتے ہیں۔ اور تارک پر ملامت کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ تسبیحات جو ماثور ہیں پڑھیں خاموش نہ رہیں اور ہر ترویحہ میں دعا مانگنا ضروری نہیں ہے[1] اور جب کہ اس کو ضروری سمجھا جاوے اور تارک پر ملامت ہو تو پھر ترک کرنا لازم ہے۔ کما صرح بہ الفقہاء[2]۔ فقط

تراویح کی پہلی رکعت میں بیٹھنے لگا، مگر اشارہ پاکر کھڑا ہوگیا، کیا حکم ہے

سوال (۱۸۲۸) امام تراویح کی پہلی رکعت میں کھڑے ہونے کے بجائے بیٹھنے کا قصد کرتا تھا کہ پیچھے سے اشارہ کیا گیا اور وہ سیدھا کھڑا ہوگیا، دو رکعت پوری ہونے کے بعد سلام پھیرا سجدہ سہو نہیں کیا نماز ہوئی یا نہ اگر نہیں ہوئی تو علم ہونے پر بجماعت ادا کرے یا تنہا۔

کیا سجدۂ سہو ہوگا

سوال (۱۸۲۹) کیا ایسی صورت میں سجدۂ سہو لازم ہے۔

ذرا سا بیٹھا پھر کھڑا ہوگیا تو کیا سجدہ واجب ہے

سوال (۱۸۳۰) امام بیٹھنے کے ارادہ سے اللہ اکبر

---

[1] یجلس ندبا بین کل اربعۃ وکذا بین الخامسۃ والوتر ویخیرون بین تسبیح وقراءۃ وسکوت وصلاۃ فرادی (در مختار) قولہ بین تسبیح قال القہستانی فیقال ثلاث مرات سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی العزۃ والعظمۃ والقدرۃ والکبریاء والجبروت، سبحان الملک الحی الذی لا یموت سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح لا الٰہ الا اللہ نستغفر اللہ نسألک الجنۃ ونعوذ بک من النار کما فی منہج العباد ۱۵ (رد المحتار مبحث صلاۃ التراویح ص ۶۶۱ ج ۱) ظفیر

[2] قال الطیبی من اصر علی امر مندوب وجعلہ عزما ولم یعمل فقد اصاب منہ الشیطان من الاضلال (مرقاۃ المفاتیح ص ۱۴ ج ۲) ظفیر

کہتا ہے۔ مقتدی نے بصورت نشست دیکھتے ہوئے بآواز بلند اللہ اکبر کہا امام فوراً دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا اس وقفہ میں کوئی کلمہ التحیات کا بھی زبان سے نہیں نکلا، اس وقفہ سے سجدۂ سہو لازم نہیں ہوگا۔

پہلی اور تیسری رکعت میں کتنی دیر بیٹھنے سے سجدہ سہو لازم ہوتا ہے

سوال (۱۸۳۱/۴) اگر پہلی اور تیسری رکعت میں سہواً بیٹھ کر کھڑا ہو جاوے تو کتنے وقفہ سے سجدہ سہو لازم ہوگا۔

جلسہ استراحت سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا

سوال (۱۸۳۲/۵) جلسہ استراحت کرنے سے سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں نماز ہو گئی اور اعادہ کی ضرورت نہ تھی اور سجدۂ سہو بھی لازم نہیں ہوا کیونکہ ایک رکعت کے بعد اگر کسی قدر بیٹھ کر کھڑا ہو جاوے تو اس کو بھی فقہاء نے جائز لکھا ہے چہ جائیکہ محض ارادہ بیٹھنے کا کیا ہو اور پورے طور پر بیٹھا بھی نہ ہو کہ کھڑا ہو گیا تو اس صورت میں نہ سجدہ سہو لازم ہے نہ اعادہ نماز کی ضرورت ہے۔ شامی میں ہے۔ ھذا اذا کانت القعدۃ طویلۃ اما الجلسۃ الخفیفۃ التی استحبہا الشافعی فترکہا غیر واجب عندنا بل ھو الافضل[1] الخ

(۱)۔ نماز ہو گئی۔

(۲)۔ نہیں آتا۔[2]

(۳)۔ اس قدر وقفہ سے سجدہ سہو لازم نہ ہوگا۔[3]

(۴)۔ طویل قعدہ سے سجدہ سہو لازم آتا ہے جیسے بقدر التحیات پڑھنے کے مثلاً یا اس کے قریب ہو باقی جلسہ خفیفہ سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔[4]

---

[1] ردالمحتار باب صفۃ الصلاۃ قبیل مطلب مہم فی تحقیق متابعۃ الامام ص ۴۳۸ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر [2] ایضاً [3] ایضاً [4] ایضاً ولکن القعدۃ فی اخر الرکعۃ الاولی والثالثۃ فیجب ترکہا ویلزم من فعلہا ایضاً تاخیر القیام الی الثانیۃ او الرابعۃ عن محلہ وھذا اذا کانت القعدۃ طویلۃ اما الجلسۃ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

(۵)۔ اس سے سجدۂ سہو لازم نہ آوے گا۔[۱] فقط۔

بعض آیتوں کے بعد تراویح میں بعض کلمات

سوال (۱۸۳۳) نماز تراویح میں حافظ صاحب بعض سورتوں کے اختتام پر نماز ہی میں بعض الفاظ غیر قرآنیہ عربی میں پڑھتے تھے مثلاً سورہ مرسلات کی آخری آیت فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ کے بعد آمنا باللہ کہتے تھے اس سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ حنفیہ اس قسم کی دعاؤں کو نماز میں پڑھنے کو منع فرماتے ہیں۔ لیکن اگر نوافل میں ایسا کیا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور تراویح بھی فاسد نہ ہوگی۔[۲] فقط۔

ایک شخص تراویح میں ہر سورہ کے شروع میں بسم اللہ جہر سے پڑھتا ہے کیا حکم ہے

سوال (۱۸۳۴) زید صلوٰۃ تراویح میں ہر سورۃ کے شروع میں بسم اللہ جہر سے پڑھتا ہے۔ شرعی حکم کیا ہے۔

الجواب:۔ حنفیہ کے نزدیک نماز میں بسم اللہ کا جہر نہیں ہے اخفا سنت ہے تراویح ہو یا غیر تراویح البتہ خارج عن الصلوٰۃ جہر و اخفا حسب اتباع اپنے امام کا قرار دیں سے کرے۔ شامی میں ہے والثالث انہ لا یجہر بہا فی الصلوٰۃ عندنا خلافاً للشافعی وفی خارج الصلوٰۃ اختلاف الروایات والمشایخ فی التعوذ والتسمیۃ قیل یخفی التعوذ دون التسمیۃ والصحیح انہ یتخیر فیہما ولکن یتبع امامہ من القراء وہم یجہرون بہا الا حمزۃ فانہ یخفیہما[۳] الخ شامی۔ باقی اگر کوئی شخص نوافل میں باتباع

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) الخفیفۃ التی استحبہا الشافعی رح فترکہا غیر واجب عندنا بل ہو الافضل کما سیاتی (رد المحتار باب صفۃ الصلوٰۃ قبیل مطلب ہم فی تحقیق متابعۃ الامام ص ۴۳۸/۱) ظفیر

[۱] ایضاً ۱۲ ظفیر [۲] والمؤتم لا یقرأ مطلقا الخ بل یستمع اذا جہر وینصت اذا اسر الخ وان قرأ الامام اٰیۃ ترغیب و ترہیب وکذا الامام لا یشتغل بغیر قراٰن وما ورد حمل علی النفل منفرداً (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صفۃ الصلوٰۃ فصل فی القراءۃ ص ۵۰۹/۱) ظفیر [۳] رد المحتار باب صفۃ الصلوٰۃ فصل ص ۴۵۷/۱ ۱۲ ظفیر۔

اپنے امام کے قرأت میں سے جہر کرے تو اس پر طعن نہ کرنا چاہیے۔ فقط۔

ہر ترویحہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا درست ہے یا نہیں

سوال (۱۸۳۵) تراویح کے ہر ترویحہ میں بعد تسبیح وتہلیل کے امام اور مقتدیوں کا ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا یا صرف مقتدی کا ہاتھ اٹھا کر ہر ترویحہ میں دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں۔ یا بعد ختم تراویح کے دعا مانگنا چاہیے۔

ترویحہ کے بعد دعا سے روکا جائے یا نہیں

سوال (۱۸۳۶) جو حافظ برابر عادۃً ہر ترویحہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتا ہو اس کو ممانعت بالجبر کرنا جائز ہے یا نہیں۔

کیا دعا مانگنا منع ہے

سوال (۱۸۳۷) اگر کوئی حافظ ترویحہ میں دعا بایں خیال مانگتا ہو کہ اس کا ثبوت نہیں ہے۔ اس سے مقتدیوں کا فرمائش کرنا دعا ضرور مانگیں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ حافظ کا خلاف امر مقتدیان کرنا موجب عدم جماعت تراویح و باعث رنجش عوام ہو تو ایسی صورت میں حافظ موصوف کو کیا کرنا چاہیے۔

الجواب:- تراویح کے ہر ایک ترویحہ میں تسبیح وتہلیل وغیرہ ادعیہ ماثورہ کا پڑھنا منقول ہے[1] اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا صرف بعد ختم جملہ تراویح یعنی بست رکعت معمول ہے پس ایسا ہی کرنا چاہیے کما ورد ماراٰہ المومنون حسناً فھو عند اللہ حسنٌ۔

(۲)۔ ظاہر یہ ہے کہ اس کو تشدد سے منع نہ کیا جاوے۔

(۳)۔ حافظ موصوف کو اس صورت میں مقتدیوں کا کہنا ماننا ضروری نہیں ہے اور نہ مقتدیوں کو اپنے امام کو ایسا حکم کرنا چاہیے کیونکہ امام متبوع ہوتا ہے نہ تابع۔ کما ورد فی الحدیث انما جعل الامام لیؤتم بہٖ[2]۔ الحدیث۔ فقط

[1] ویجلس بین کل اربعۃ وکذا بین الخامسۃ والوتر، ویخیرون بین تسبیح وقراءۃ وسکوت وصلاۃ فرادیٰ (درمختار) قولہ بین تسبیح قال القہستانی فیقال ثلاث مرات سبحان ذی الملک والملکوت الخ (رد المحتار مبحث التراویح ص ۶۶۱ ج ۱) ظفیر۔

[2] مشکوٰۃ باب ما علی الماموم من المتابعۃ فصل اول ص ۱۰۱ ۱۲ ظفیر۔

تراویح سنت رسول ہے یا سنت خلفاء راشدین ہے

سوال (۱۸۳۸) نماز تراویح سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے یا حضرت عمرؓ کی ایجاد ہے۔

الجواب:- نماز تراویح سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت خلفائے راشدینؓ ہے[1]

تراویح میں سجدہ سہو لازم آئے تو کر سکتا ہے

سوال (۱۸۳۹) اگر تراویح میں ایسا سہو ہو جاوے جس سے سجدۂ سہو واجب ہو تو سجدہ سہو کر سکتے ہیں یا نہیں۔

یہ کہنا غلط ہے کہ تراویح میں سجدہ سہو نہیں

سوال (۱۸۴۰) بعض لوگ کہتے ہیں کہ تراویح میں سجدہ سہو ہے ہی نہیں۔ کیا یہ صحیح ہے۔

الجواب:- (۱) ترک واجب سے جس طرح تمام نمازوں میں سجدہ سہو لازم ہے تراویح میں بھی لازم ہے[2]۔

(۲) صحیح نہیں ہے۔ فقط۔

کیا نماز تراویح ایک سلام سے جائز ہوگی

سوال (۱۸۴۱) رمضان میں تراویح کی نماز ایک سلام سے جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- تراویح اگر ایک سلام سے اس طریقہ پر پڑھی جائیں کہ ہر شفعہ کے بعد قعود بھی نہیں کیا تو پھر یہ تمام رکعتیں ایک شفع کے قائم مقام ہوں گی۔ اور اگر ہر شفعہ پر قعود کیا ہے تو اگرچہ

---

[1] التراویح سنة مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين (در مختار) ای اکثرهم لأن المواظبة وقعت فی اثناء خلافة عمر رضی الله عنه ووافقه على ذالك عامة الصحابة و من بعدهم الى يومنا هذا بلا نكير وكيف لا وقد ثبت عنه صلى الله عليه وسلم عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا بالنواجذ كما رواه ابوداؤد بحر (رد المحتار مبحث التراويح ص ۶۵۹ ج ۱) ظفير۔

[2] والسهو فی صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب سجود السهو ص ۷۰۵ ج ۱) ظفير۔

اس طرح تراویح ادا ہو جاتی ہیں لیکن یہ فعل کراہت سے خالی نہیں۔ سنت یہی ہے کہ بیس رکعات دس تسلیمات کے ساتھ ادا کی جائیں۔ درمختار میں ہے وھی عشرون رکعۃ بعشر تسلیمات فلو فعلھا بتسلیمۃ فان قعد لکل شفع صحت بکراھۃ والا نابت عن شفع بہ یفتی۔ الخ۔[1] درمختار مع الشامی جلد اول ص ۶۷۴ وفی البحر لا یخفی ما فیہ لمخالفۃ المتوارث مع تصریحھم بکراھۃ الزیادۃ علی ثمان فی مطلق التطوع لیلاً فلان یکرہ ھنا اولی الخ۔ بحرالرائق جلد اول ص ۶۷ فقط۔

تراویح بلا عذر شرعی ترک کرنا کیسا ہے

سوال (۱۸۴۲) تراویح کو بلا عذر قصداً ترک کرنا اور یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ترک کی ہیں اس لئے ہم بھی ترک کرتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ تراویح سنت مؤکدہ ہیں بلا عذر ان کو ترک کرنے والا عاصی و گناہگار ہے۔ خلفائے راشدینؓ و جمیع صحابہؓ و سلف صالحین سے ان کی مواظبت ثابت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خود فرمایا ہے کہ مجھے خیال ہے کہ کہیں فرض نہ ہو جائیں۔ یہی ایک چیز ہے کہ جس کی وجہ سے آپ نے مواظبت نہیں کی۔ حقیقت میں آپ کا مواظبت نہ فرمانا ہی خود انکے اہتمام کی بین دلیل ہے۔ کسی شخص کا یہ عذر کرنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک کی ہیں، میں بھی ترک کرتا ہوں قطعاً نا قابل قبول اور ناواقفیت پر مبنی ہے[2]۔ فقط۔

---

[1] ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث التراویح ص ۶۶۶ ج ۱، ۱۲ ظفیر۔

[2] التراویح سنۃ مؤکدۃ لمواظبۃ الخلفاء الراشدین للرجال والنساء اجماعا (درمختار) وواظب علی ذالک عامۃ الصحابۃ ومن بعدھم الی یومنا ھذا بلا نکیر وکیف لا وقد ثبت عنہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین عضوا علیھا بالنواجذ کما رواہ ابوداؤد (ردالمحتار مبحث صلوٰۃ التراویح ص ۶۵۹ ج ۱) ظفیر۔

دو رکعت تراویح کی نیت کی مگر دوسری پر نہ بیٹھا تو کیا حکم ہے

سوال (۱۸۴۳) ایک شخص نے دو رکعت تراویح کی نیت کی اور سہواً دوسری رکعت پر نہ بیٹھا بلکہ تیسری پر بیٹھا اور سجدہ سہو کیا تو ایک رکعت ضائع گئی یا تینوں۔

الجواب :۔ اگر سجدہ سہو کرلیا تو دو رکعت تراویح ہوگئی اور اگر سجدہ سہو نہ کیا تو بوجہ نقصان کے واجب الاعادہ ہے[1]۔ فقط۔

کیا مستقل امام کو حق تراویح ہے یا دوسرے مقررہ حافظ کو

سوال (۱۸۴۴) بکر ایک مسجد میں امام مقرر ہوا اور حافظ قرآن ہے اور زید بھی حافظ قرآن ہے۔ وہ زمانہ بعید سے اس مسجد میں تراویح پڑھاتا ہے۔ اب بکر کہتا ہے کہ میں اب امام مقرر ہوا ہوں تراویح پڑھانے کا حق مجھ کو ہی ہے اور وہ حافظ کہتا ہے کہ میرا قدیمی حق ہے۔ تو کس کو حق ہے۔

الجواب :۔ صورت مسئولہ میں جب کہ بکر امام مقرر ہو گیا ہے تو تراویح کی امامت کا حق بھی اسی کو حاصل ہے[2]۔ فقط۔

بعد نماز فرض آنے والے جماعت وتر میں شریک ہو سکتے ہیں

سوال (۱۸۴۵) دو سہ مرد بعد ادائے نماز فرض کہ امام بجماعت تراویح مشغول است دراں مسجد حاضر شدند آں اشخاص نماز فرض بجماعت ادا نمایند یا علیحدہ علیحدہ خوانندہ شامل جماعت شوند و باز ش نماز وتر را با جماعت خوانند یا تنہا۔

الجواب :۔ تکرار جماعت در مسجد محلہ مکروہ است پس آں کساں کہ بعد جماعت

---

[1] وذکر الامام الصفار فی نسختہ من الاصل انہ ان لم یقعد حتی قام الی الثالثۃ علی قیاس قول محمدؒ یعود ویقعد وعندھما لا یعود ویلزمہ سجود السہو کذا فی الخلاصہ (عالمگیری مصری باب النوافل ص۱۰۶ ج۱ ظفیر)

[2] واعلم ان صاحب البیت ومثلہ امام المسجد الراتب اولی بالامامۃ من غیرہ مطلقا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الامامۃ ص۵۲۲ ج۱ ظفیر)

زائتض آمدند نماز فرض علیحدہ خواندہ[1] شامل جماعت تراویح شوند و وتر بجماعت ادا نمایند[2]. الغرض شریک شدن او شاں را بجماعت وتر جائز است. کما صرح بہ فی الطحطاوی[3]. فقط۔

پندرہ سال سے زیادہ عمر ہے مگر علامت بلوغ ظاہر نہیں تو امامت کا کیا حکم ہے

سوال (۱۸۴۶) زید کی عمر قمری مہینوں کے اعتبار سے ۱۵ سال ۴ ماہ کی ہے اور کوئی علامت بلوغ کی بظاہر نہیں ہے تو زید کے پیچھے نماز تراویح وغیرہ درست ہے یا نہ۔

الجواب:۔ شریعت میں جب کہ کوئی علامت بلوغ کی ظاہر نہ ہو تو قمری حساب سے پورے پندرہ برس کی عمر ہونے پر حکم بالغ ہونے کا کر دیا جاتا ہے۔ درمختار[4]۔ لہذا زید کے پیچھے نماز فرائض و نماز تراویح پڑھنا درست ہے۔ فقط۔

تراویح وتر سے پہلے بہتر ہے اور بعد میں جائز ہے

سوال (۱۸۴۷) تراویح وتر سے پہلے پڑھنی چاہئے یا بعد وتر کے ایک شخص پہلے وتر پڑھ کر پھر تراویح پڑھتا ہے۔

الجواب:۔ طریق مشروع دربارہ تراویح یہ ہے کہ عشاء کے بعد وتر سے پہلے

---

[1] وروی عن انس ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانوا اذا فاتتہم الجماعۃ فی المسجد صلوا فی المسجد فرادی (رد المحتار باب الاذان مطلب فی کراہۃ تکرار الجماعۃ فی المسجد ص۳۶۶ ج۱) ظفیر۔ [2] وکان رجل قد صلی الفرض وحدہ فلہ ان یصلیہا مع ذالک الامام لان جماعتہم مشروعۃ فلہ الدخول فیہا معہم (رد المحتار باب الوتر والنوافل مبحث التراویح ص۶۶۳ ج۱) ظفیر۔ [3] قولہ فلیراجع الخ قضیۃ التعلیل فی المسئلۃ السابقۃ بقولہم لانہ تبع ان یصلی الوتر بجماعۃ فی ھذہ الصورۃ لانہ لیس بتابع للتراویح ولا للعشاء عند الامام رحمہ اللہ تعالی انتہی حلبی (الطحطاوی علی الدر المختار مبحث التراویح ص ج۱) ظفیر۔ [4] والسن الذی یحکم ببلوغ الغلام والجاریۃ اذا انتہیا الیہ خمس عشرۃ سنۃ عند ابی یوسف ومحمد وھو روایۃ عن ابی حنیفۃ وعلیہ الفتوی (عالمگیری مصری کتاب الحجر باب ثانی فصل ثانی ص۶۲ ج۵) ظفیر۔

تراویح پڑھ کر پھر وتر پڑھیں۔ لیکن اگر تراویح بعد وتر کے پڑھے تو یہ بھی صحیح ہے۔ درمختار میں ہے ووقتھا بعد صلوٰۃ العشاء الی الفجر قبل الوتر وبعدہ فی الاصح[1] الخ۔ فقط۔

تراویح کی ۱۶ رکعت پڑھی اور بقیہ چار رکعت تہجد کے وقت تو کیا حکم ہے

سوال (۱۸۴۸) اگر حافظ نے تراویح میں ۱۶ رکعت پڑھا اور چار رکعت اس وقت نہ پڑھی کہ کوئی اور پڑھا دیتا ہو تو اگر حافظ چار رکعت تہجد میں جماعت سے پڑھا دے تو جائز ہے یا نہیں کہ خود تراویح کی نیت کرے اور بقیہ مقتدی تہجد کی یا وہ بھی بقیہ چار رکعتیں تراویح کی نیت سے پڑھیں تو یہ فعل جائز ہے یا نہیں خصوصاً جب کہ تداعی کے ساتھ اجتماع کیا جاتا ہو۔

الجواب:۔ تراویح اگر چار رکعت چھوڑ دی اور آخر شب میں اس کی جماعت کر لی تو درست ہے[2] اور سوائے تراویح کے دیگر نوافل کی جماعت بتداعی یعنی تین چار آدمیوں سے زیادہ کی جماعت درست نہیں ہے مکروہ ہے۔ اسی طرح تہجد کی جماعت بھی مکروہ ہے[3]۔ فقط۔

شبینہ کا حکم

سوال (۱۸۴۹) اگر شبینہ یعنی ختم قرآن مجید نفلوں میں جماعت کے ساتھ کیا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر شبینہ یعنی ختم قرآن جماعت نفل کے ساتھ ہے تو یہ مکروہ ہے یعنی ناجائز ہے کیونکہ نفل کی جماعت تداعی کے ساتھ مکروہ ہے اور مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے جو قریب حرام کے ہے۔ پس ناجائز کہنا اس کو صحیح ہو گیا اور تفسیر تداعی کی یہ ہے کہ چار مقتدی ہوں اور تین میں اختلاف ہے[4]۔ فقط۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار بحث صلاۃ التراویح ص ۶۵۹ ج ۱ ظفیر۔ [2] ووقتھا ای صلاۃ التراویح بعد صلاۃ العشاء الی الفجر قبل الوتر وبعدہ فی الاصح (الدر المختار علی ہامش رد المحتار بحث التراویح ص ۶۵۹ ج ۱) ظفیر
[3] ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعۃ خارج رمضان ای یکرہ ذالک لو علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعۃ بواحد الخ (ایضاً باب الوتر والنوافل بحث التراویح ص ۶۶۳ ج ۱) ظفیر۔ [4] ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعۃ خارج رمضان ای یکرہ ذالک لو علی التداعی بان تقتدی اربعۃ بواحد (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۶۶۳ ج ۱) ظفیر

آں حضرت ﷺ نے رمضان میں جو نماز پڑھی وہ تراویح تھی

سوال (۱۸۵۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کی تین شبوں میں جو گیارہ رکعتیں نماز نفل با جماعت کبریٰ پڑھی تھی یہ نماز تہجد تھی یا غیر تہجد۔ اگر غیر تہجد تھی تو نماز تہجد کو جس کی ادائیگی پر بوجہ امتثال حکم الٰہی وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ اور يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّيْلَ کے آپ کو مداومت حاصل تھی۔ بعد نماز مذکور کے آپ نے اس کو ادا فرمایا، یا نہیں۔ مفصل و مدلل تحریر فرمائیے۔

الجواب:۔ محققین نے فرمایا کہ وہ نماز تراویح تھی اور چونکہ نوافل میں تداخل ہو جاتا ہے اور ایک نماز دوسری کے قائم مقام ہو جاتی ہے اس لئے اگر کسی شب میں تمام رات تراویح پڑھے تو تہجد بھی اس میں ادا ہو جاتا ہے۔ کما فی السنن و تحیۃ المسجد والوضوء۔ اور تحقیق اسکی حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہٗ محدث و فقیہہ گنگوہی نے رسالہ الرائے النجیح فی عدد التراویح میں مفصلاً فرمائی ہے اور تمام شبہات کا جواب مدلل اس میں لکھا ہے اس کو دیکھ لیجئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کوئی شبہ ازراہ انصاف باقی نہ رہے گا۔ ان کی تحقیق کا حاصل یہی ہے کہ تین دن جو جماعت کے ساتھ آپ ﷺ نے نوافل پڑھے وہ نماز تراویح تھی نماز تہجد نہ تھی۔ اور جملہ شبہات واردہ کا اس میں جواب احادیث و آثار سے دیا ہے[1]۔ فقط

وظیفہ کی وجہ سے جماعت تراویح کا ترک درست نہیں

سوال (۱۸۵۱) ایک شخص عشاء کی سنت اور وتر کے درمیان ایک وظیفہ کا عادی ہے۔ رمضان میں چونکہ وتر با جماعت ہوتے ہیں تو وظیفہ کب پڑھنا چاہئے اگر وظیفہ پڑھتا رہے تو بارہ تراویح فوت ہوتی ہیں اور آٹھ ملتی ہیں تو وہ آٹھ تراویح پڑھ کر وتر کی جماعت میں شریک ہو جاوے یا کیا۔ یا جماعت وتر کو چھوڑے یا وظیفہ کو رمضان شریف میں ترک کر دے۔

---

[1] نیز مسئلہ تراویح کے لئے پڑھئے "رکعات تراویح" مذیل شائع کردہ مدرسہ مفتاح العلوم مئو ضلع اعظم گڈھ ۱۲ ظفیر۔

الجواب: وظیفہ کی وجہ سے جماعت تراویح اور جماعت وتر کو نہ چھوڑنا چاہیے اور تراویح بیس[1] رکعت پڑھنی چاہئیے۔ وظیفہ اگر پڑھنا ہو تو بعد وتر کے یا اور کسی وقت پڑھ لے غرض یہ کہ اس وظیفہ کی وجہ سے کسی واجب اور سنت کو ترک نہ کرے بلکہ وظیفہ ہی کو ترک کردے یا دوسرے وقت پڑھے۔

تراویح کی چار رکعت بعد درود

سوال (۱۸۵۲) تراویح کی چار رکعت کے بعد جو لوگ درود بر خواجہ عالم کہتے ہیں یہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب: تراویح کی چار رکعت کے بعد جو لوگ کہتے ہیں "درود بر خواجہ عالم" اس طرح کہنے میں کچھ حرج بھی نہیں ہے مگر یہ درود شریف نہیں ہے اور درود شریف پڑھنے میں زیادہ ثواب ہوتا ہے بہتر یہ ہے کہ اس کی جگہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کریں یا اور کوئی درود شریف پڑھا کریں، یا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھا کریں[2]۔ فقط۔

تراویح پڑھے اور دن میں روزہ نہ رکھ سکے

سوال (۱۸۵۳) جس روز رات کو تراویح پڑھے اگر صبح کو روزہ نہ رکھے تو کیا حکم ہے۔

الجواب: اگر کوئی عذر ہے مثلاً مرض یا سفر ہے تو روزہ نہ رکھنا مباح و درست ہے کچھ گناہ نہیں اور بے عذر قضا کرنا رمضان کے روزہ کا گناہ کبیرہ ہے جس کا بدلہ تمام عمر کے روزوں سے بھی نہیں ہو سکتا۔ کما ورد فی الحدیث من افطر یوما من رمضان من غیر رخصة ولا مرض، لم یقض عنه صوم الدهر کله وان صامه رواه احمد والترمذی وغیرهما الخ[3]

---

[1] والجماعة فیها سنة علی الکفایة الخ وهی عشرون رکعة، الخ بعشر تسلیمات (الدر المختار علی ہامش رد المحتار مبحث التراویح ص ۶۶۰، ظفیر۔ [2] یجلس ... ندبا بین کل اربعة بقدرها وکذا بین الخامسة والوتر ویخیرون بین تسبیح وقرأة وسکوت وصلاة فرادی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الوتر والنوافل مبحث التراویح ص ۶۶۱ ج ۱۔

[3] مشکوٰة ص ۱۷۷، ۱۲ ظفیر۔

تراویح میں پورا قرآن پڑھنا افضل ہے

سوال (۱۸۵۴) تراویح میں پورا قرآن پڑھنا افضل ہے یا سورہ فیل سے تراویح پڑھنا اولیٰ ہے؟

الجواب: درمختار میں ہے والختم مرة سنة الخ ولا یترك الختم لکسل القوم (الدر المختار)[1] اس کا حاصل یہ ہے کہ ختم قرآن تراویح میں ایک بار سنت ہے اور سستی قوم کی وجہ سے اس کو ترک نہ کریں۔ اسی پر عمل ہے اور یہی معمول بہ ہے۔ باقی تفصیل شروح میں ہے۔ فقط

سجدہ تلاوت تراویح میں

سوال (۱۸۵۵) تراویح میں اگر سجدہ رکوع کے ختم پر آوے یا سورۃ کے ختم پر آوے تو کس طرح ادا کرنا چاہئے۔

الجواب: جس جگہ ختم پر آیت سجدے کی آوے اس کی ادائیگی کی دو صورتیں ہیں یا یہ کہ فوراً سجدۂ تلاوت کر کے پھر اٹھ کر آگے سے چند آیات پڑھ کر پھر رکوع کرے۔ دوسری یہ کہ رکوع میں نیت سجدۂ تلاوت کی کرے سجدہ ادا ہو جاتا ہے۔ مگر فوراً رکوع کرے[2]۔ فقط (دوسری صورت مناسب نہیں ہے، اس لئے کہ صرف امام کی نیت کافی نہیں ہے مقتدی کا سجدۂ تلاوت رہ جاوے گا اور بعد سلام ادا کرنا ہوگا۔ ولو نواها فی رکوعه ولم ینوها المؤتم لم تجزه ویسجد اذا سلم الامام ویعید القعدة (درمختار) فوراً سجدہ مستقل کرنا چاہئے ختم سورہ پر سجدہ ہو، تو سجدۂ تلاوت سے اٹھ کر دوسری سورت کی دو تین آیتیں پڑھ کر پھر رکوع کرے۔ وان کانت السجدة اخر السورة یقرأ من سورة اخریٰ ثم یرکع (رد المحتار) رکوع کے ختم پر سجدہ ہو تو سجدہ بعد دوسری رکوع کا کچھ حصہ پڑھ کر نماز کے لئے رکوع کرے واللہ اعلم۔ ظفیر)

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار مبحث التراویح ص۶۶۳ ج۱ ۱۲ ظفیر [2] ولو تلاها فی الصلاة سجدها فیها لا خارجها لما مر (درمختار) والاصل فی ادائها السجود وهو افضل ولو رکع لها علی الفور جاز والآلا (الخ) ۱۲ ھ رد المحتار ص۷۲۲ ج۱) پہلی صورت ہی پر عمل کرے تاکہ سنت طریقہ پر ادائیگی ہو۔ یعنی دو مسنون تکبیروں اور دو مستحب قیام کے درمیان سجدۂ تلاوت ادا ہو سکے وھی سجدة بین تکبیرتین مسنونتین جهرا وبین قیامین مستحبین (درمختار باب سجود التلاوة) ظفیر۔

صرف لقمہ دینے کے لئے تراویح میں شرکت

سوال (۱۸۵۶) جو شخص نماز تراویح میں اس نیت سے شریک ہو کہ امام غلطی کر رہا ہے اس کو بتلا کر علیحدہ ہو جاؤں گا تو اس نیت سے وہ مقتدی ہو گیا یا نہیں؟ اگر امام کو لقمہ دیکر علیحدہ ہو گیا تو امام کی نماز ہوئی یا نہیں؟ اور شبینہ کا کیا حکم ہے؟۔

الجواب:۔ مقتدی ہو گیا اور نماز پوری کرنی اس کے ذمہ لازم ہو گئی۔ امام تو لقمہ لے لیگا، اسے کیا خبر کہ یہ بتلا کر علیحدہ ہو جاوے گا۔ نماز امام کی ہو گئی۔ اس نیت سے شریک ہونا برا ہے وہ نماز اس کے ذمہ پوری کرنی لازم ہے[1]۔ شبینہ اگر قرآن شریف کو صحیح اچھی طرح پڑھنے کے ساتھ ہو تو عمدہ ہے لیکن جیسا کہ اس زمانہ میں ہوتا ہے اکثر سبب معاصی کا ہوتا ہے ترک کرنا چاہئے۔ فقط۔

دو جگہ ایک شخص تراویح پڑھا سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۸۵۷) امام اگر دو جگہ تراویح پڑھا دے تو ہو جاتی ہے یا نہیں؟۔ (۲) ۲۷ رمضان شریف کو قرآن شریف ختم کر کے غزل الوداع مسجد میں پڑھی جاتی ہے جائز ہے یا نہیں؟۔

الجواب:۔ دو جگہ تراویح ہو جاتی ہیں[2]۔ فقط (اگر دونوں جگہ پوری پوری تراویح پڑھا دے تو مفتی بہ قول کے مطابق دوسری مسجد والے کی تراویح درست نہ ہوگی۔ عالمگیری میں صراحت ہے، حاشیہ پر حوالہ دیکھیں۔ ظفیر)

(۲) یہ درست نہیں[3]۔ فقط۔

---

[1] ومن شرع فی نافلة ثم افسدها قضاها (الی قوله) ولنا ان المودی وقع قربة فیلزم الاتمام ضرورة صیانته عن البطلان (ہدایہ باب النوافل ص ۱۳۱ ج ۱) ظفیر۔ [2] ولو ام فی التراویح مرتین فی مسجد واحد کره (الی قوله) وان صلی فی المسجدین اختلف المشائخ فیه حکی عن ابی بکر الاسکاف انه لا یجوز یعنی لا یجوز تراویح اهل المسجد الثانی واختاره ابو اللیث وقال ابو نصر یجوز لاهل المسجدین جمیعا (غنیة المستملی ص ۳۸۹) امام یصلی التراویح فی مسجدین علی الکمال لا یجوز کذا فی محیط السرخسی والفتوی علی ذالک کذا فی المضمرات (عالمگیری کشوری ص ۳) [3] من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد متفق علیه (مشکوٰة ص ۲۷) ظفیر

تراویح کی آٹھ رکعت صحیح ہیں یا بیس رکعت

سوال (۱۸۵۸) تراویح کی آٹھ رکعت پڑھنی چاہئے یا بیس رکعت؟ مشرح و مدلل تحریر فرمائیے۔ اور فاتحہ خلف الامام و آمین بالجہر میں کیا حکم ہے، صاف تحریر فرمادیں اور وتر کی تین رکعتیں کیسے اس طرح ہیں کہ دو رکعت پر قعود اولیٰ ہے؟

الجواب: - فتح القدیر میں ہے نعم ثبتت العشرون من زمن عمرؓ فی المؤطا عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر بن الخطاب بثلاث وعشرین رکعۃ وروی البیہقی فی المعرفۃ عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمن عمر بن الخطابؓ بعشرین رکعۃ والوتر قال النووی فی الخلاصۃ اسنادہ صحیح وفی المؤطا باحدی عشرۃ رکعۃ وجمع بینھما بانہ وقع اولاً ثم استقر الامر علی العشرین فانہ متوارث فتحصل من ھذا کلہ ان قیام رمضان سنۃ احدی عشر رکعۃ بالوتر فی فعلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ترکہ لعذر الخ فیکون سنۃ وکونھا عشرین سنۃ الخلفاء الراشدین وقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین ندب الی سنتھم (الی ان قال) فتکون العشرون مستحباً۔ الخ[1] اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ سنت خلفاء راشدین بیس رکعت تراویح ہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت خلفاء راشدین کے اتباع کا حکم فرمایا ہے پس کہنا غیر مقلدین کا کہ بیس رکعت بدعت عمری ہے۔ جہالت ہے۔ حدیث　اور شامی میں ہے قولہ وھی عشرون رکعۃ ھو قول الجمھور وعلیہ عمل الناس شرقاً وغرباً۔ الغرض اس میں کچھ تامل نہیں ہے کہ کمام عن فتح القدیر۔ پس حنفیہ کے لئے یہ دلیل کافی ہے۔ پس اگر بالفرض یہ بات ثابت ہو کہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بیس رکعت تراویح کا ہونا صحیح حدیث سے ثابت نہیں تو حضرت عمرؓ کے زمانہ سے تو بالاتفاق صحیح طریق سے ثابت ہے اور سنت خلفائے راشدین خود واجب الاتباع ہے۔ پھر بیس رکعت کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا

---

[1] فتح القدیر بحث تراویح ص ۴۰۷ ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر۔

ہوسکتا ہے۔

الرأی النجیح والحق الصریح نیز ایضاح الادلۃ مولوی سید اصغر حسین صاحب سے بذریعہ ویلو طلب فرمالیں۔ پہلے دونوں رسالوں میں تراویح کی پوری تحقیق ہے اور حق الامر ظاہر فرمادیا ہے اور ایضاح الادلہ مصنفہ حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ میں مسائل اختلاف رفع الیدین و فاتحہ خلف الامام و آمین بالجہر وغیرہ خوب تشریح کے ساتھ مذکور ہیں۔ احادیث صحیحہ سے مسائل امام صاحب ثابت کئے ہیں۔ غیر مقلدان کے جوابات سے عاجز ہیں۔ کتب مذکورہ ضرور منگا کر مطالعہ فرمائیں بندہ کو فرصت اول ان دلائل کے نقل کرنے کی نہیں اور کچھ لکھنا تحصیل حاصل ہے۔ بدون مطالعہ کتب مذکورہ غیر مقلدین کی دھوکہ دہی سے بیچارے مقلدین نجات نہ پاویں گے۔ تین وتروں میں درمیانی قعدہ کا ثبوت ایسا بدیہی ہے کہ اس کا انکار اہل حق اور اہل دین کا کام نہیں۔ یہ جرأت غیر مقلدین کو ہی ہے۔ صلاۃ اللیل مثنی مثنی فاذا خشی الصبح صلی واحدۃ فاوترلہ ما صلی حدیث صحیح ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ بعد دو رکعت کے تشہد ہے۔ فتح القدیر میں ہے واخرج الحاکم قیل للحسن ان ابن عمرؓ کان یسلم فی الرکعتین من الوتر فقال عمرؓ کان افقہ منہ نھض بینھن فی الثانیۃ اس میں دو رکعت کے بعد نہوض مصرح ہے۔ اور نہوض بعد بیٹھنے کے ہوتا ہے۔ نیز فتح القدیر میں ہے قال الطحاوی حدثنا ابو بکر حدثنا ابوداؤد حدثنا ابو خالد قال سألت ابا العالیۃ عن الوتر فقال علمنا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الوتر مثل صلوٰۃ المغرب ھذا وتر اللیل وھذا وتر النھار۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ وتر مثل صلاۃ مغرب ہیں۔ فقط۔

تراویح میں تین بار قل ہو اللہ پڑھنا کیسا ہے **سوال (۱۸۵۹)** در تراویح سہ بار قل ہو اللہ خواندن جائز است یا مکروہ؟۔

بعد تراویح مناجات و نوافل جائز ہے یا نہیں **سوال (۱۸۶۰)** در تراویح بعد ترویحہ مناجات

لہ فتح القدیر بحث تراویح باب الوتر ص ۳۷۲/۱ وص ۳۷۳/۱ ۱۲ ظفیر

ونوافل جائز است یا نہ؟

الجواب:۔ درترویحہ سہ بار قل اللہ خواندن مکروہ نیست[1]۔ البتہ لازم پنداشتن آں مکروہ خواہد شد۔ پس التزام آں نباشد۔

(۲) درتراویح بعد ہر ترویحہ دعا ومناجات وذکر وتسبیح وتہلیل ودرود شریف ونوافل ہمہ جائز است[2]۔ فقط۔

تراویح چھوڑنے کا گناہ

سوال (۱۸۶۱) تراویح قضا کرنے سے گناہ ہوگا یا نہ؟۔

الجواب:۔ ترک سنت کا گناہ اس کو ہوگا[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

تراویح کی رکعتوں میں اختلاف کا فیصلہ

سوال (۱۸۶۲) فریق اول کہتا ہے کہ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان وغیر رمضان میں گیارہ رکعت تھی جیسا کہ حدیث حضرت عائشہ سے ثابت ہے۔ تراویح وغیرہ سب اس میں داخل ہے۔ فریق ثانی کہتا ہے کہ تراویح علیٰحدہ نماز ہے وتر وتہجد نہیں اس لئے بیس رکعت پڑھنا چاہئے۔ اس میں حق بات کیا ہے؟۔

الجواب:۔ گیارہ رکعت جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آئی ہے وہ تہجد اور وتر کی نماز ہے جیسا غیر رمضان کا لفظ اس کا قرینہ صاف موجود ہے کیونکہ غیر رمضان میں تراویح نہیں ہوتی۔ تراویح بیس رکعت ہیں اور اجماع صحابہ اس پر ہے۔ قال فی الدر المختار۔ قولہ

---

[1] ولا یکرہ تکرار السورۃ فی رکعۃ او رکعتین فی التطوع لان باب النفل واسع (الی قولہ) فدل علی جواز التکرار فی التطوع (غنیۃ المستملی ص ۳۴۳) وقراءۃ قل ھو اللہ احد ثلث مرات عند ختم القرآن لم یستحسنھا بعض المشائخ وقال الفقیہ ابو اللیث ھذا شیئ استحسنہ اھل القرآن وائمۃ الامصار فلا باس بہ الا ان یکون الختم فی المکتوبۃ فلا یزید علی مرۃ (غنیۃ المستملی ص ۴۹۴) ظفیر۔ [2] ثم ھم مخیرون فی حالۃ الجلوس ان شاءوا سبحوا وان شاءوا قعدوا ساکتین الخ (عالمگیری کشوری ص ۱۱۴/۱)

[3] وھی سنۃ للرجال والنساء جمیعا ونفس التراویح سنۃ علی الاعیان (عالمگیری کشوری ص ۱۱۴/۱) ظفیر۔

عشرون رکعۃ ھو قول الجمہور وعمل الناس شرقاً وغرباً۔[1] مؤطا امام مالکؒ میں یہ حدیث موجود ہے حدثنا مالک عن یزید بن رومان انہ قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطابؓ فی رمضان بثلث وعشرین رکعۃ۔ قولہ بثلث وعشرین رکعۃ قال البیہقی والثلث ھو الوتر ولا ینافیہ الروایۃ السابقۃ فانہ وقع اولا ثم استقر الامر علی العشرین فروی البیہقی باسناد صحیح انھم یقومون فی عہد عمر بعشرین رکعۃ وفی عہد عثمان وعلی مثلہ۔[2] فقط

حدیث تراویح

سوال (۱۸۶۳) حدیث ابن خزیمہ اور ابن حبان نے جس کو اپنی صحیحین میں بروایت عبداللہ بن جابر قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شہر رمضان ثمان رکعات واوتر الحدیث نقل کیا ہے اور اگر وہ غیر مقلدین اس کو اپنی حجت گردانتے ہیں تو اس حدیث کی اسناد پورے طور پر مع جرح وقدح تحریر فرماویں۔

الجواب:۔ صحیح ابن خزیمہ وابن حبان یہاں موجود نہیں جن میں ان کی سند کو دیکھا جائے اس روایت کی توجیہ علمائے محققین نے ذکر کی ہے وہ نقل کئے دیتا ہوں۔ فتح القدیر میں ہے قدمنا فی باب النوافل عن ابی سلمۃ ابن عبدالرحمٰن سألت عائشۃ رضی کیف کانت صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان فقالت ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ الحدیث الی ان قال نعم ثبتت العشرون من زمن عمرؓ فی المؤطا عن یزید رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر بن الخطابؓ بثلاث وعشرین رکعۃ وروی البیہقی فی المعرفۃ عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمان عمر بن الخطابؓ بعشرین رکعۃ والوتر قال النووی فی الخلاصۃ اسنادہ صحیح الخ[3] پس معلوم ہوا کہ بیس رکعت تراویح سنت خلفاء راشدین ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الوتر والنوافل [2] غنیۃ المستملی ص ۳۸۸ [3] فتح القدیر باب التراویح ص ۳۳۴ ج ۱ ظفیر

لہذا ضروری ہے کہ سنت خلفاء راشدین کو معمول بہا کرنا چاہئے۔ فقط۔

اگر ایک حافظ ایک ہفتہ میں ایک مسجد میں قرآن تراویح میں ختم کرکے دوسرے ہفتہ میں دوسری مسجد میں تو کیا حکم ہے	**سوال** (۱۸۶۴) بعض حافظ پانچ سات روز میں ایک مسجد میں قرآن شریف

تراویح میں پورا ختم کرکے دوسری مسجد میں دوسرا ختم تراویح میں سناتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں اور دوسری مسجد والوں کی تراویح ہو جاتی ہے یا نہیں؟ حافظ لوگ اور بعض عالم اس کو جائز بتلاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حافظ کو ایک ختم سنت ہے دوسرا ختم نفل ہے اور مقتدی کے واسطے ختم سنت ہے تو سنت والوں کی نماز نفل والے کے پیچھے کیسے ہوگی؟ اس کی تحقیق فرمائیں۔

الجواب: - ایک مسجد میں پانچ سات روز میں قرآن شریف ختم کرکے دوسری مسجد میں دوسرا ختم حافظوں کو کرنا درست ہے اور دوسری مسجد والوں کی تراویح صحیح ہے کیونکہ تراویح کی نماز تمام رمضان شریف میں سنت مؤکدہ ہے پس دوسری مسجد میں جو حافظ نے تراویح پڑھائی وہ بھی سنت مؤکدہ ہوئی۔ اور مقتدیوں کی تراویح بھی سنت مؤکدہ ہوئی۔ لہذا دونوں کی نماز مستحسن ہوئی۔ علاوہ بریں نفل پڑھنے والے کے پیچھے سنت بھی ہو جاتی ہیں اور یہ شبہ کہ ختم قرآن شریف ایک بار سنت مؤکدہ ہے دوسرا اور تیسرا ختم نفل ہے ساقط ہے کیونکہ نماز امام کی سنت مؤکدہ ہے ختم کے سنت نہ ہونے سے وہ نماز سنت ہونے سے خارج نہیں ہوئی اور مقتدیوں کی نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا لیکن افضل اور بہتر اس زمانہ میں یہ ہے کہ امام حافظ ایک ختم سے زیادہ تراویح میں نہ پڑھے تاکہ مقتدیوں کو گراں نہ ہو کما فی الدر المختار لکن الاختیار الافضل فی زماننا قدر ما لا یثقل علیہم وفی الشامی ومنہم من استحب الختم فی لیلۃ السابع والعشرین رجاء ان ینالوا لیلۃ القدر[1] الخ فقط۔

تراویح میں بعض آیتیں سہواً چھوٹ جائیں اور امام دوسرے تیسرے دن پڑھ دے تو جائز ہے یا نہیں	**سوال** (۱۸۶۵) تراویح میں امام کا بعض آیۃ سہواً چھوڑ دینا اور دوسرے تیسرے دن

[1] رد المحتار ص ۶۶۳ / ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر

ان آیات کو متفرق طور سے یکے بعد دیگرے پڑھ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور پورے ختم کا ثواب بلا کراہت ہوگا یا مع الکراہت۔ ایک عالم کہتے ہیں کہ پڑھنے والے اور سننے والے کو اگرچہ ثواب ختم کامل جائے گا مگر گناہ بھی ہوگا کیونکہ سورۂ مائدہ کی آیتیں سورۂ توبہ کے ساتھ پڑھی گئیں، یہ کہنا ان کا صحیح ہے یا غلط؟۔

نابالغ کے پیچھے تراویح پڑھنے والا گنہگار ہے یا نہیں

سوال (۱۸۶۶/۲) نابالغ حافظ کے پیچھے تراویح ہو جاتی ہے یا نہ۔ اگر کوئی باصرار پڑھے تو اس کو کچھ گناہ ہوگا یا نہیں؟۔

الجواب:۔ پورے ختم کا ثواب ہو جاوے گا اور جب کہ فراموشی سے ایسا ہوا ہے تو اس میں کچھ گناہ اور کراہت نہیں ہے[1]۔

(۲) صحیح مذہب کے موافق نابالغ کے پیچھے نماز تراویح وغیرہ صحیح نہیں ہے ورنماز نہیں ہوتی جو ایسا کرے گا اس کی نماز تراویح وغیرہ نہ ہوگی۔ ہکذا فی الدر المختار والشامی وغیرہما[2]! فقط۔

حافظ کو آمد و رفت کا کرایہ دینا اور کھانا کھلانا معاوضہ میں داخل ہے یا نہیں

سوال (۱۸۶۷) ایک حافظ کو شعبان کے آخر میں بلایا گیا اور سب لوگوں نے چندہ کر کے آمد و رفت کا کرایہ واقعی دیا اور تمام مہینہ رمضان شریف ان کو عمدہ کھلایا پلایا تو یہ صورت قرآن شریف سننے کی بلا عوض محسوب ہوگی یا یہ صورت ناجائز ہے اور ان کو کچھ زائد اس کے عوض میں نہیں دیا جاتا اگر یہ صورت نہ کی جاوے تو وہ حافظ

[1] واذا غلط فی القرأۃ فی التراویح فترك سورۃ او اٰیۃ وقرأ ما بعدها فالمستحب ان یقرأ المتروکۃ ثم المقروۃ لیکون علی الترتیب کذا فی فتاوی قاضی خان (عالمگیری مصری ص ۱۱/۱) ظفیر۔ [2] ولا یصح اقتداء رجل بامرأۃ وخنثی وصبی مطلقا ولو فی جنازۃ ونفل علی الاصح (در مختار) قوله ونفل علی الاصح قال فی الهدایه وفی التراویح والسنن المطلقة جوزه مشائخ بلخ ولم یجوزه مشائخنا ومنهم من حقق الخلاف فی النفل المطلق بین ابی یوسف ومحمد والمختار انه لا یجوز فی الصلوات کلها (رد المحتار ص ۵۴۱/۱) ظفیر۔

سناتے نہیں ۔

الجواب :- آمد ورفت کا کرایہ دیکر حافظ کو باہر سے بلانا اور اس کا قرآن شریف بلا معاوضہ سننا جائز اور موجب ثواب ہے اور جب کہ وہ باہر سے آیا ہوا اور بلایا ہوا مہمان ہے تو اس کو عمدہ کھلانا جائز ہے اور ثواب ہے ۔ فقط ۔

چودہ برس کے لڑکے کے پیچھے تراویح درست ہے یا نہیں

سوال (۱۸۶۸) چودہ برس کے لڑکے کے پیچھے تراویح پڑھنا کیسا ہے ۔

الجواب :- چودہ برس عمر کے لڑکے کے پیچھے فرائض اور تراویح کچھ درست نہیں ہے ۔ صحیح یہی ہے کہ جب تک لڑکا پورے پندرہ برس کا نہ ہو جائے اسکے پیچھے تراویح نہ پڑھیں ہدایہ و شامی وغیرہ میں ایسا ہی لکھا ہے البتہ اگر چودہ برس کی عمر میں بلوغیت کے آثار پیدا ہو چکے ہوں اور وہ کہے میں بالغ ہو چکا تو اسکے پیچھے درست ہوگی ظفیرا

تراویح میں امام وسامع کو برابر کھڑا کرنا کیسا ہے اور سامع کو اجرت دینا جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۸۶۹) تراویح میں اگر امام وسامع برابر میں کھڑے ہوں امام کو عذر سماعت ہو یا نہ ہو کیسا ہے اور سامع کو اجرت پر مقرر کرنا کیسا ہے ۔

الجواب :- اگر کچھ ضرورت ہو مثلاً یہ کہ امام کی سمجھ میں سامع کا بتلانا دور سے نہ آوے تو برابر کھڑا ہونا درست ہے اور بلا ضرورت اچھا نہیں ہے اور سامع کو اجرت پر مقرر کرنا بھی اچھا نہیں ہے بلکہ ناجائز ہے ۔ کیونکہ قرآن شریف کے پڑھنے اور سننے پر اجرت لینا حرام ہے ۔

حدیث تراویح کے متعلق سوال

سوال (۱۸۷۰) عن السائب بن یزید ان عمر بن الخطابؓ جمع الناس فی رمضان علی ابی بن کعب وعلی تمیم الداری علی احدی وعشرین رکعۃ قال ابن عبد البر ھو محمول علی ان الواحدۃ الوتر ۔۔۔ یہ حدیث آپ نے

۱؎ ولا یجوز للرجال ان یقتدوا بامرأۃ او صبی الخ وفی التراویح والسنن المطلقۃ جوزہ مشائخ بلخ ولم یجوزہ مشائخنا الخ والمختار انہ لا یجوز فی الصلوات کلہا لان نفل الصبی دون نفل البالغ الخ (ہدایہ باب الامامۃ ص ۱۱۱ ج ۱) ظفیر ۔

بحوالہ عینی جلد دوم صفحہ ۳۵۷ تحریر فرمائی ہے۔ مہربانی فرما کر یہ بھی تحریر فرماویں کہ کونسی عینی میں ہے عینی شرح ہدایہ میں یا عینی شرح بخاری اور کس چھاپہ کے صفحہ ۳۵۷ پر ہے اور کس مسئلہ کے بیان میں ہے۔

الجواب: - عن السائب بن یزید ان عمرؓ ابن الخطاب جمع الناس فی رمضان علی ابی ابن کعب وعلی تمیم الداری علی احدی وعشرین رکعة الخ قال ابن عبد البر ھو محمول علی ان الواحدة للوتر۔ عینی شرح ہدایہ جلد خامس کتاب صلوٰۃ التراویح ص ۱۹۱ مطبوعہ یوسفی میں یوں نقل فرماتے ہیں قال عبد البر فی شرح الموطا روی غیر مالک فی ھذا الحدیث احدی وعشرون وھو الصحیح (فقط محمد ابراہیم مدرس مدرسہ ہذا)

تراویح سنت ہے یا واجب یا نفل

سوال (۱۸۷۱) صلوٰۃ تراویح سنت مؤکدہ ہے یا واجب یا نفل۔

الجواب: - قال فی الدر المختار التراویح سنة مؤکدة لمواظبة الخلفاء الراشدین الخ وفی الشامی وکیف لا وقد ثبت عنه صلی اللہ علیه وسلم علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین عضوا علیها بالنواجذ کما رواہ ابوداؤد[۱] (پس معلوم ہوا کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ ظفیر)

کوئی بیس رکعت تراویح تسلیم کرے اور پھر کبھی تیرہ یا اکتالیس پڑھ لے تو گناہگار ہوگا یا نہیں

سوال (۱۸۷۲) اگر کوئی شخص بیس رکعات تراویح کے سنت ہونے کا اعتقاد رکھتے ہوئے کبھی گیارہ، تیرہ، اکتالیس رکعتیں پڑھ ڈالے تو کیا گناہگار ہوگا نیز کیا اعداد مذکورہ احادیث میں آئی ہے۔

الجواب: - تراویح بیس رکعت سنت مؤکدہ ہیں اس کا خلاف کرنے والا حنفیہ

---

[۱] ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث صلاۃ التراویح ص ۶۵۹/۱ ۱۲ ظفیر۔

کے نزدیک تارک سنت ہے (اور سنت کے خلاف کرنا برا ہے ۔ اور امام مذکورہ حدیث میں آئے ہیں مگر حنفیہ کے نزدیک تمام احادیث پر پوری بصیرت کے ساتھ غور کرنیکے بعد یہی بیس راجح ہے اور حضرت عمرؓ کی تحریک سے اسی پر صحابہ کا اجماع ہوا ۔ واللہ اعلم ۔ ظفیر)

پوری تراویح ایک سلام سے

سوال (۳، ۱۸۰) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں جو مرقوم ذیل ہے ۔ زید کہتا ہے کہ بیس تراویح ایک تکبیر اور تسلیم واحد سے جائز ہیں اور بکر کہتا ہے کہ خلاف سنت اور مکروہ ہے اور دلیلیں دونوں کے پاس موجود ہیں ۔

الجواب :۔ اقول وباللہ التوفیق ۔ تراویح کے مسئلہ میں قول بکر کا حق ہے جیسا کہ در مختار میں ہے فعلها بتسليمة فان قعد لكل شفع صحت بكراهة وفي الشامي اى صحت عن الكل وتكره ان تعمد وهذا هو الصحيح الخ شامی ص ۶۶۰/۱ ۔

چھوٹی ہوئی آیتیں کو تراویح میں کہاں دہرائے

سوال (۴، ۱۸۷) ہمارے ملک میں حافظ عام طور سے جاہل ہیں وہ ایسا کرتے ہیں کہ تراویح میں قرآن شریف پڑھتے ہیں اور سہواً درمیان سے دو تین آیتیں چھوٹ گئیں یا ضمہ ، فتحہ ، کسرہ چھوٹ گیا تو دوسری رکعت یا دوگانہ میں ان چھوٹی ہوئی آیتوں کو پھر پڑھتے ہیں لیکن جس دوگانہ میں یہ آیتیں چھوٹ گئی تھیں اس کا اعادہ نہیں کرتے دریافت طلب یہ امر ہے کہ آیات کے چھوٹ جانے سے تغیر معنی کے سبب فساد نماز لازم آتا ہے تو اعادہ نماز کا لازم ہے یا نہیں ؟ یا تغیر معنی کی خبر نہ ہونے کی وجہ سے اعادہ لازم نہیں آتا ؟

۱؎ وهي عشرون ركعة بعشر تسليمات (در مختار) وهو قول الجمهور وعليه عمل الناس شرقا وغربا (رد المحتار ۔ باب الوتر والنوافل بحث صلاة التراويح ص ۶۶۰/۱ ظفیر ۔

۲؎ ترك السنة لا يوجب فسادا ولا سهوا بل اساءة لو عامدا (در مختار) فتاركها يستوجب اساءة اى التضليل واللوم (رد المحتار مطلب سنن الصلاة ص ۴۳۲/۱)

ع۵ سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ زید بیس رکعات بیک سلام کو جائز بلا کراہت کہتا ہے لیکن یہ کہنا درست نہیں ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ جائز مع الکراہت ہے ۔ جمیل الرحمٰن ۔

الجواب: - اگر قراءۃ کی غلطی کسی ایسے دوگانہ میں موقع پر آئی ہو جو فساد صلوٰۃ کا موجب ہو تو اس دوگانہ کا اعادہ ضروری ہے اور اگر ایسی غلطی ہے جو مفسد صلوٰۃ ہو تو نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ نماز ہو جاتی ہے۔ پس درمیان میں آیات کے چھوٹنے یا ضمہ فتح کسرہ کی غلطی کرنے میں بھی یہی حکم ہے۔ مثلاً چند آیات کے درمیان میں چھوٹ جانے سے تغیر معنی نہیں ہوا تو وہ دوگانہ صحیح ہو گیا۔ صرف ختم قرآن کے لئے دوسرے دوگانہ میں ان آیات کا اعادہ کر لیا جائے یہ کافی ہے۔ فقط (واذا غلط فی القراءۃ فی التراویح فترك سورۃً وآیۃً وقرأ ما بعدها فالمستحب له ان یقرأ المتروکۃ ثم المقروءۃ لیکون علی الترتیب کذا فی قاضی خان واذا فسد الشفع وقد قرأ فیه لا یعتد بما قرأ فیه ویعید القراءۃ لیحصل له الختم فی الصلوٰۃ الجائزۃ الخ فتاوی عالمگیری ص ۱۱۸ ج ۱ مصری)

تراویح سنانے کی اجرت

سوال (۱۸۷۵) مردمان زید را برائے خواندن قرآن مجید در نماز تراویح دعوت نمودند و بعد ختم کردن زید سامعین چندہ کردہ قدرے معین فیما بینہم از سکہ انگریزی با و دادند و نیز این دادن در عرف مروج است الا آنکہ ہنگام دادن گفتند کہ این قابل شمانیست و نیت طرفین للہ بود۔ آیا زید را این روپیہ گرفتن درست است یا نہ؟ وسامعین را دادن روا باشد یا نہ؟

شبینہ

سوال (۱۸۷۶) ختم قرآن نمودن شریعت بیک شب کہ در عرف بہ ختم شبینہ شہرت دارد چیست؟

الجواب: - اصل اینست کہ بر تلاوۃ قرآن شریف و ختم قرآن حسب اجرت و معاوضہ گرفتن حرام است و ثواب تالی و سامعین را باطل می کند کما فی الشامی کتاب الاجارۃ قال تاج الشریعۃ فی شرح الهدایۃ ان القرآن بالاجرۃ لا یستحق الثواب لا للمیت ولا للقاری (الی ان قال) والآخذ والمعطی آثمان الخ فاذا لم یکن للقاری ثواب لعدم النیۃ الصحیحۃ فاین یصل الثواب الی المستأجر[1] الخ پس اگر در صورت مسئولہ

---

[1] رد المحتار کتاب الاجارۃ ص ۴۷ ج ۵ ۱۲ ظفیر۔

حسب عرف و رواج کہ بمنزلہ شرط صریحی است اگر زید قاری راخیال وارادہ اخذ مال از سامعین بود ولدادۂ سامعین ہم بدادن مقدارے از مال بود درین صورت موافق تصریح فقہاء ثواب قاری وسامعین باطل شد و سنت قرآن شریف ادا نہ شد۔ واگر در نیت قاری وسامعین گرفتن و دادن روپیہ نہ بود بعد از ختم محض لوجہ اللہ وابتغاء مرضات اللہ روپیہ بقاری دادند واو قبول کرد جائز خواہد شد۔ فالعبرۃ لنیۃ القاری والسامعین۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام انما الاعمال بالنیات ولکل امرئ ما نوی الحدیث (رواہ البخاری وغیرہ)

(۲) در درمختار و در ردالمحتار گفتہ ویجتنب المنکرات ھذرمۃ القراءۃ درمختار۔ قولہ ھذرمۃ بفتح الھاء وسکون الذال وفتح الراء سرعۃ الکلام والقراءۃ قاموس شامی صفحہ ۶۳ جلد ۱۔ ازیں عبارت معلوم شد کہ اگر درشبینہ سرعت قراءۃ بحد ہذرمہ باشد مکروہ است کہ ہذرمہ قراءۃ را از منکرات شمردہ اند۔ فقط۔

تنہا تراویح بآواز پڑھے یا آہستہ | **سوال (۱۸۷۷)** مرد تراویح جماعت سے پڑھیں یا علیحدہ علیحدہ؟ اگر تنہا پڑھیں تو بلند آواز سے یا آہستہ آہستہ؟۔

عورتیں وتر کی جماعت کریں یا نہیں | **سوال (۱۸۷۸/۲)** وتر کی جماعت عورتیں کریں یا نہیں؟

سنت بعد تراویح شروع کریں | **سوال (۱۸۷۹/۲)** رمضان شریف میں اگر تراویح شروع ہوگئیں تو دو سنت جو بعد فرض کے ہیں پڑھ کر تراویح میں شریک ہو یا بعد میں پڑھے۔

ایک مسجد میں تراویح کی دوسری جماعت | **سوال (۱۸۸۰/۲)** تراویح و وتر کی جماعت ہوگئی تو دوسری جماعت کریں یا نہیں؟۔

الجواب:۔ والجماعۃ فیہا سنۃ علی الکفایۃ (درمختار۔ باب التراویح) ویخیر المنفرد فی الجہر ان ادی (الی قولہ) کمتنفل بالليل منفردا صفحہ ۵۵۶ (درمختار ملخصا) فی فصل القراءۃ۔ مرد جماعت سے پڑھیں اگر کوئی شخص جماعت سے رہ جائے اور تنہا پڑھے تو آہستہ پڑھے یا بلند آواز سے دونوں درست ہے مگر آواز سے بہتر ہے۔

(۲) وتر کی جماعت عورتیں نہ کریں (ویکرہ تحریما جماعۃ النساء ولو فی التراویح الخ (در مختار علی الشامی ص ۵۲۸ ج ۱) فقط۔

(۳) فرض اور سنت پڑھ کر تراویح میں شامل ہو۔ فقط (و وقتہا بعد صلاۃ العشاء قال الشامی ص ۶۵۹ ج ۱)

(۴) دوبارہ اس مسجد میں نہ کریں۔ع۔ فقط (ولو ترک الجماعۃ فی الفرض لم یصلوا التراویح جماعۃ (در مختار) جمیل الرحمن)

کیا ایک سلام سے بیس رکعت تراویح درست ہے

سوال (۱۸۱) بست رکعت تراویح بیک سلام گذاردن جائز است یا نہ؟

الجواب:۔ بست رکعت تراویح بیک سلام مکروہ تحریمی است (فلو فعلہا بتسلیمۃ فان قعد لکل شفع صحت بکراھۃ والا نابت عن شفع واحد شامی ص ۶۶۰ ج ۱۔ جمیل الرحمن)

ع دلیل اس کی یہ ہے کہ ایک ہی مسجد میں تراویح کی متعدد جماعتوں کی وہی نوعیت لوٹ آتی ہے جس سے بچلنے کے لئے خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے متفرق طور پر پڑھنے والوں کو ایک امام کی اقتداء پر جمع فرمایا تھا۔ عن عبد الرحمن بن عبد القاری قال خرجت مع عمر بن الخطاب لیلۃ فی رمضان الی المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون یصلی الرجل لنفسہ ویصلی الرجل بصلاتہ الرھط فقال عمر انی اری لو جمعت ھؤلاء علی قارئ واحد لکان امثل ثم عزم فجمعھم علی ابی بن کعب الخ کبیری للحلبیؒ ص ۳۸۳ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی مسجد میں متعدد جماعتوں کا سلسلہ حسب ارشاد فاروقی طریق امثل کے خلاف ہے وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکوا بہا وعضوا علیہا بالنواجذ (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی) جمیل الرحمن

فصل خامس

مسائلِ تہجد

جس کی نمازیں قضا ہوں وہ قضا ادا کرے یا تہجد، کون بہتر ہے

سوال (۱۸۸۲) جس شخص کی نمازیں زیادہ قضاء ہوئی ہوں اس کو تہجد کے وقت یا دیگر اوقات مناسبہ میں نماز تہجد یا نوافل پڑھنی بہتر ہیں یا قضائے عمری۔

الجواب:- درمختار میں ہے وقضاء الفرض والواجب والسنة فرض وواجب وسنة[1] یعنی فرض کا قضاء کرنا فرض اور واجب کا قضاء کرنا واجب اور سنت کا سنت ہے حاصل یہ کہ قضاء عمری واقعی کی ادائیگی میں سستی اور کاہلی اور تاخیر اچھی نہیں ہے۔ جہاں تک ہو سکے اور جب وقت ملے فرائض اور وتر کی قضاء نماز ادا کی جاوے تو بہتر ہے[2]۔ لیکن صلوٰۃ تہجد جس کی قرآن شریف اور احادیث شریف میں بہت فضیلت آئی ہے چنانچہ صحیح مسلم میں ہے افضل الصلوٰۃ بعد الفریضة صلوٰۃ اللیل[3] یعنی صلوٰۃ فرائض کے بعد نماز تہجد کی افضل ہے۔ پس اس فضیلت کا اقتضاء تو یہی ہے کہ اس کو ہرگز نہ چھوڑا جاوے۔ اور یہ فضیلت بغیر نوافل قضاء نمازوں کے اس وقت پڑھنے سے حاصل نہیں۔ قال فی رد المختار۔ ان التهجد لا يحصل الا بالتطوع فلو نام بعد صلاة العشاء ثم قام فصلى

---

[1] الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب قضاء الفوائت ص ۶۸۶ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] وجمیع اوقات العمر وقت للقضاء الا الثلاثة المنهية (درمختار) وهى الطلوع والاستواء والغروب (رد المحتار باب قضاء الفوائت ص ۶۸۶ ج ۱) ظفیر۔ [3] مشکوٰۃ میں مسند احمد سے یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ منقول ہے، افضل الصلوٰۃ بعد المفروضة صلوٰۃ فی جوف اللیل رواہ احمد (مشکوٰۃ باب التحریض فی قیام اللیل ص ۱۱۰) اور ان مذکورہ الفاظ کیلئے دیکھئے رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۶۰ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر

فوائت لا یسمی تھجداً (ص۵۰۵) [1] یعنی تہجد نام ہے بعد صلوٰۃ عشاء آخر رات میں اٹھ کر نوافل پڑھنے کا پس اگر کوئی شخص اس وقت بجائے نفل اپنی دن کی نماز قضاء کو پڑھے تو اس کا نام تہجد نہ ہوگا یعنی وہ ثواب جو نماز تہجد کا ہے وہ اس سے حاصل نہیں ہوتا پس ایسی صورت میں اگر زیادہ نہ ہو سکے تو کم از کم دو رکعت پڑھ لیا کریں اور یہ صلوٰۃ تہجد کا کمتر درجہ ہے۔ قال فی ردالمحتار واقل التھجد رکعتان واوسطہ اربعۃ واکثرہ ثمان [2] ص۵۰۵ فقط

تہجد میں مختلف دعائیں کب پڑھی جائیں | **سوال** (۱۸۸۳) احادیث میں ادعیہ مختلفہ تہجد میں وارد ہیں وہ بعد ثناء ہیں یا تکبیر تحریمہ سے پیشتر۔

الجواب:۔ وہ ادعیہ تکبیر تحریمہ سے پیشتر پڑھنی چاہئے [3]۔ فقط

تہجد بعد عشاء قبل از وتر پڑھنا کیسا ہے۔ | **سوال** (۱۸۸۴) جو شخص پچھلی رات میں تہجد پڑھنے پر قادر نہ ہو تو وہ بعد عشاء قبل از وتر نوافل پڑھ لے یا بعد از وتر پڑھے۔

الجواب:۔ حدیث طبرانی کے الفاظ یہ ہیں وما کان بعد صلوٰۃ العشاء فھو من اللیل [4]۔ یہ روایت نوافل قبل الوتر اور بعد الوتر دونوں کو شامل ہے۔ لیکن بہتر قبل از وتر ہے۔ فقط

تہجد کی رکعتیں اور قراءت | **سوال** (۱۸۸۵) زید نماز تہجد بقراءۃ طویل اسطرح سے پڑھتا ہے

---

[1] ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی صلاۃ اللیل ص۶۴۱ ج۱ ۱۲ ظفیر [2] ایضاً ۱۲ ظفیر [3] عن ابن عباس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام من اللیل یتھجد قال اللھم لک الحمد انت قیم السموات الخ متفق علیہ وعن عائشۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام من اللیل افتتح صلاتہ فقال اللھم رب جبرئیل الخ (مشکوٰۃ باب ما یقول اذا قام من اللیل ص۱۰۱) ظفیر [4] ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی صلوٰۃ اللیل ص۶۴۲ ج۱) اس حدیث کو نقل کرکے علامہ شامیؒ نقل کرتے ہیں وھذا یفید ان ھذہ السنۃ تحصل بالتنفل بعد صلوٰۃ العشاء قبل النوم (ایضاً) ظفیر۔

کرتا ہے ایک پارہ، گاہے دو پارہ، گاہے سہ پارہ ایک رکعت میں پڑھ لیتا ہے باقی تین رکعات میں مختصر سی سورتیں پڑھ کر ختم کرتا ہے یہ کیسا ہے۔

الجواب: ۔ نماز تہجد آٹھ رکعت افضل ہے اور بہتر یہ ہے کہ قراءۃ جملہ رکعات میں قریب قریب برابر رکھے اور جائز یہ بھی ہے جو صورت سوال میں مذکور ہے[1]، فقط

تہجد میں ہر رکعت میں سورۂ اخلاص ضروری نہیں ہے

سوال (۱۸۸۶) تہجد کی نماز میں سورۂ اخلاص کا ملانا ہر مرتبہ فرض ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔ جائز ہے مگر کچھ ضروری نہیں ہے۔ فقط۔

تہجد میں قرأت جہری

سوال (۱۸۸۷) تہجد کی نفلوں میں قرآن شریف پکار کر پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟۔

الجواب: ۔ جائز و مستحب ہے[2]۔ فقط۔

تہجد میں چھوٹی اور لمبی سورت کی قرأت

سوال (۱۸۸۸) تہجد کے نوافل میں جو سورۂ اخلاص پڑھی جاتی ہے اول رکعت میں ۱۲ مرتبہ دوسری میں گیارہ دفعہ سلسلہ وار گھٹتی ہے تو ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۂ مزمل کا پڑھنے والا اعلیٰ رہے گا یا سورہ اخلاص ترتیب مذکور کا۔

الجواب: ۔ فرضوں میں تکرار سورۃ کو مکروہ لکھتے ہیں اور نوافل میں درست ہے

---

[1] واقلها علی ما فی الجوهرة ثمان ولو جعله اثلاثا فالاوسط افضل ولو انصافا فالاخیر افضل (الدر المختار) قید بقوله علی ما فی الجوهرة لانه فی الحاوی القدسی قال یصلی ما سهل علیه ولو رکعتین و سنة فیها ثمان رکعات بأربع تسلیمات (رد المحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی صلاة اللیل ص ۶۴۱/۱) ومن التعلیل ان المنفرد یسوّی بین الرکعتین فی الجمیع اتفاقا شرح المنیة (رد المحتار فصل فی القراءة

[2] ص ۵۰۵/۱) ظفیر ۲ ویخیر المنفرد فی الجهر الخ کمتنفل باللیل منفردا فلو ام جهر (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی القراءة ص ۴۹۸/۱) ظفیر۔

لہٰذا سورۂ اخلاص کا مکرر پڑھنا تہجد میں درست ہے[1] لیکن اگر بڑی بڑی سورتیں مثل سورۂ یٰسین و سورۂ مزمل وغیرہ کے پڑھے تو یہ اولیٰ ہے اور اس میں ثواب زیادہ ہوگا[2]۔ فقط۔

وقت تہجد | **سوال** (۱۸۸۹) تہجد کا وقت کب تک رہتا ہے۔

الجواب:۔ تہجد کا وقت صبح صادق سے پہلے پہلے رہتا ہے[3]۔ فقط۔

تہجد کی کتنی رکعتیں افضل ہیں | **سوال** (۱۸۹۰) احادیث میں نماز تہجد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زائد سے زائد دس رکعت ثابت ہے اور مع وتر گاہ تیرہ رکعت گاہ گیارہ رکعت گاہ نو رکعت گاہ سات رکعت (مشکوٰۃ شریف) جو شخص تہجد پڑھے وہ بغرض اتباع اسی طرح پڑھے یا مقرر کرلے۔

الجواب:۔ اکثر چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعت تہجد پڑھی ہیں اور تین وتر، اس لئے فقہاء حنفیہ نے آٹھ رکعت پر مواظبت کو مستحب فرمایا ہے اور اگر گنجائش نہ ہو تو دو یا چار رکعت بھی کافی ہیں۔ والتفصیل فی الشامی[4]۔ فقط۔

---

[1] لا باس ان یقرأ سورۃ ویعیدھا فی الثانیۃ الخ ولا یکرہ فی النفل شئ من ذالک (الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی القراءۃ ص۵۰۹/۱ ظفیر) [2] وعن عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قام بعشر آیات لم یکتب من الغافلین ومن قام بمائۃ آیۃ کتب من القانتین ومن قام بالف آیۃ کتب من المقنطرین رواہ ابوداؤد (مشکوٰۃ باب صلوٰۃ اللیل ص۱۰۷ ظفیر) [3] وصلاۃ اللیل الخ لو جعلہ اثلاثاً فالاوسط افضل ولو انصافا فالاخیر افضل (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی صلاۃ اللیل ص۶۴۲/۱) عن عائشۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فیما بین ان یفرغ من صلوٰۃ العشاء الی الفجر احدی عشرۃ رکعۃ الخ (مشکوٰۃ باب صلوٰۃ اللیل ص۱۰۵ فصل اول ظفیر) [4] وصلاۃ اللیل واقلہا علی ما فی الجوہرۃ ثمان (در مختار) قید بقولہ علی ما فی الجوہرۃ لانہ فی الحاوی القدسی قال یصلی ما سہل علیہ ولو رکعتین والسنۃ فیہا ثمان رکعات باربع تسلیمات (رد المحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی صلاۃ اللیل ص۶۴۲/۱ ظفیر)

تہجد کی نماز اندھیرے میں | **سوال** (۱۸۹۱) تہجد کی نماز اندھیرے میں ہوسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- ہوسکتی ہے[۱]۔ فقط۔

عشاء بعد فوراً تہجد پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں | **سوال** (۱۸۹۲) اگر کوئی شخص کسی مجبوری کی وجہ سے یہ خیال کرکے کہ میری آنکھ تہجد کے وقت نہیں کھلے گی اور عشاء کی نماز کے بعد تہجد کی نماز ادا کرلے تو ادا ہو جائے گی یا نہیں۔

الجواب:- ایک حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز عشاء کے بعد جو نوافل پڑھے جائیں گے وہ نماز تہجد میں شمار ہوں گے اور ثواب تہجد کا اس سے حاصل ہو جاوے گا۔ جیسا کہ شامی میں حدیث طبرانی نقل کی ہے وروی الطبرانی مرفوعاً لابد من صلوٰۃ بلیل ولو حلب شاۃ وما کان بعد صلوٰۃ العشاء فھو من اللیل وھذا یفید ان ھذہ السنۃ تحصل بالتنفل بعد صلوٰۃ العشاء قبل النوم[۲] الخ فقط۔

تہجد کی رکعتیں کس قدر لمبی ہوں | **سوال** (۱۸۹۳) حدیث شریف میں ہے ثم صلی رکعتین طویلتین الخ ثم صلی رکعتین وھما دون اللتین قبلھا الحدیث دوگانہ اول مابعد سے کس قدر طویل تھا۔ مثلاً ایک شخص تہجد میں دو پارہ پڑھنا چاہتا ہے ہر دوگانہ میں کس قدر پڑھے۔

آں حضرت کے قدم کا تورم | **سوال** (۱۸۹۴/۱) حدیث میں ہے کہ قیام کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حتی تورمت قدماہ الحدیث جب کہ تعداد تہجد آٹھ رکعت تھی تو قدر قراءۃ کس قدر تھی کہ پاؤں مبارک پر ورم ہو جاتا تھا۔

قراءۃ فی التہجد کی مقدار صحابہ میں | **سوال** (۱۸۹۵/۲) قراءۃ تہجد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم آثار سے کس قدر ثابت ہے۔

---

[۱] نماز کے لئے روشنی ضروری نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندھیرے میں بھی نماز پڑھا کرتے تھے ۱۲ ظفیر۔
[۲] رد المحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی صلوٰۃ اللیل ص ۶۳۰ ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر۔

بعد تکبیر تحریمہ دعائیں

سوال (۱۸۹۶/۴) چند ادعیہ احادیث میں منقول ہیں کہ بعد تکبیر تحریمہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے مثلاً انی وجہت وجہی الخ عند الاحناف قبل از تکبیر تحریمہ پڑھیں یا بعد میں۔

تہجد کے موقع پر پہلے دو ہلکی رکعتیں تہجد کی ہوتی تھیں یا تحیۃ الوضوء کی

سوال (۱۸۹۷/۵) اول دوگانہ تہجد حضور جو خفیفتین لکھا یہ تحیۃ الوضوء ہے یا کیا۔

یہ دعاء کہاں پڑھی جائے

سوال (۱۸۹۸/۶) دعاء اللّٰھم اجعل فی قلبی نوراً الخ منقول ہے یہ دعاء بعد تہجد پڑھیں یا اول یا بعد سنت فجر۔

یہ دعاء کھڑے ہوکر پڑھی جائے یا بیٹھ کر

سوال (۱۸۹۹/۷) عن ابن عباس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام من اللیل یتہجد اللھم لک الحمد الخ یہ دعاء کھڑے ہوکر پڑھے یا بیٹھ کر۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت کی نیت سے تہجد کبھی کم کبھی زیادہ پڑھی جائیں یا نہیں

سوال (۱۹۰۰/۸) جو شخص تہجد مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنا چاہے تو گاہ دس رکعت گاہ آٹھ رکعت گاہ چھ گاہ چار پڑھے یا روزمرہ آٹھ رکعت پڑھے۔

وقت تہجد

سوال (۱۹۰۱/۹) وقت تہجد متوسط کونسا ہے۔

الجواب: (۱ و ۲) کبھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی رکعات کو بہت طویل فرماتے تھے۔ کئی کئی پارے ایک رکعت میں پڑھتے تھے[۱]۔ یہی وجہ ورم قدمین مبارکین کی تھی۔

---

[۱] عن حذیفۃ انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی من اللیل وکان یقول اللّٰہ اکبر ثلثا ذو الملکوت والجبروت والکبریاء والعظمۃ ثم استفتح فقرأ البقرۃ ثم رکع فکان رکوعہ نحوا من قیامہ فکان یقول فی رکوعہ سبحان ربی العظیم ثم رفع راسہ من الرکوع فکان قیامہ نحوا من رکوعہ یقول لربی الحمد فکان سجودہ نحوا من قیامہ فکان یقول فی سجودہ سبحان ربی الاعلیٰ ثم رفع راسہ وکان (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

اب اگر کسی کو دو پارے آٹھ رکعت میں پڑھنے ہوں تو اختیار ہے خواہ پاؤ پاؤ ایک ایک رکعت میں پڑھے یا پہلی رکعتوں میں کچھ زیادہ پڑھے اور پچھلی رکعتوں میں کم پڑھے سب جائز اور سنت ہے (۳) کچھ تحدید اس میں منقول نہیں ہے[1]۔

(۴) قبل از تکبیر تحریمہ[2]۔ (۵) یہ بھی احتمال ہے[3]۔ (۶) جس وقت پڑھ لے بہتر ہے (۷) جس وقت اٹھے اس وقت پڑھ لے (۸) اکثر عادت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آٹھ رکعت پڑھنے کی تھی باقی حسب موقع کم وبیش بھی پڑھتے تھے (۹) آخر شب افضل ہے فقط

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گزشتہ) یقعد فی ما بین السجدتین نحواً من سجوده وکان یقول رب اغفر لی رب اغفر لی فصلی اربع رکعات قرأ فیھن البقرة وآل عمران والنساء والمائدة او الانعام شك شعبة رواه ابوداؤد (مشکوٰة باب صلوٰة اللیل فصل ثانی ص۱۰۸) اس حدیث سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ تہجد میں قرأت کس قدر لمبی ہوتی تھی کہ از بقرہ تا مائدہ پڑھ جاتے تھے۔ واللہ اعلم۔ محمد ظفیر الدین۔ جعلہ اللہ من الصالحین۔

[1] وصلاة اللیل اقلها علی فی الجوھرة ثمان ولو جعله اثلاثاً فالاوسط افضل ولو انصافاً فالاخیر افضل (درمختار) لو جعله اثلاثاً ای لو اراد ان یقوم ثلثه وینام ثلثیه فالثلث الاوسط افضل من طرفیه لان الغفلة فیه اتم والعبادة فیه اثقل ولو اراد ان یقوم نصفه وینام نصفه فقیام نصفه الاخیر افضل الخ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب صلاة اللیل ص۶۴۱ ج۱ وص۶۴۲ ج۱) قرآن پاک میں ہے یاایھا المزمل قم اللیل الا قلیلا نصفه او انقص منه قلیلا او زد علیه ورتل القرآن ترتیلا۔ پھر اخیر سورہ میں ہے ان ربك یعلم انك تقوم ادنی من ثلثی اللیل ونصفه وثلثه (مزمل ۱-۲) ان آیات سے معلوم ہوا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام نماز تہجد میں لمبا ہوا کرتا تھا۔ نصف رات یا دو ثلث یا ایک ثلث مسلسل نماز میں کھڑا رہے اور یہی اس کا روزانہ معمول ہو تو پھر "حتی تورمت قدماہ" پہ کیا اشکال باقی رہ جاتا ہے اور جب قیام لمبا ہوتا تھا تو کھلی بات ہے کہ قرأت بھی لمبی (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ ص۳ تک)

نماز تہجد کی رکعتیں | **سوال** (۲۰۱۹) نماز تہجد کی رکعتوں کی ابتدائی اور انتہائی حد کہاں تک ہے

ترک تہجد کا نقصان کیا ہے | **سوال** (۳/۱۹۰۳) نماز تہجد کو شروع کرنے اور سستی کے سبب سے دو چار روز ترک کرنے سے کوئی نقصان مالی وجسمی ہوگا یا نہ ہوگا؟

نماز تہجد کس طرح ادا کی جائے | (۴/۱۹۰۴) نماز تہجد کے ادا کرنے کی کیا ترکیب ہے یعنی اس کے واسطے کوئی خاص دعا ہے؟ اور کوئی خاص خاص سورت مقرر ہیں؟ ہم کلام مجید میں سے جو سورتیں چاہیں پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟۔

نماز اشراق وغیرہ | **سوال** (۵/۱۹۰۵) نماز اشراق ونماز چاشت و نماز اوابین ان سب نمازوں کی نیت اور ترتیب سے بھی مطلع فرمائیے گا۔

الجواب:۔ (۱) کم از کم چار رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت تہجد میں مسنون ہیں اور شامی میں لکھا ہے کہ اگر صرف دو رکعت بھی پڑھ لے تو ثواب تہجد کا حاصل ہو جائیگا[1] فقط

(۲) تہجد شروع کرکے چھوڑنے سے مالی نقصان کچھ نہیں ہوتا اور شرعاً گنہگار بھی نہیں ہوتا لیکن بلا عذر ایسا کرنا مذموم ہے اور نقصان دینی روحانی اس سے حاصل ہوتا ہے اور نقصان جسمانی

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ ۲ و ۳) ہوتی ہوگی اور یہی بات تھی بھی۔ چنانچہ قرآن نے اعلان کیا "علم ان سیکون منکم مرضی واخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ واخرون یقاتلون فی سبیل اللہ فاقرؤا ما تیسر من القرآن (مزمل ۔ ۲) یعنی اتنی قرأت کی جائے جو سہل ہو واللہ اعلم

[2] وعن ابی یوسف انه یضم الیه قوله انی وجهت الی اخره الخ ومارواه محمول علی التهجد الخ والاولی ان یاتی بالتوجه قبل التکبیر (ہدایہ باب صفۃ الصلوٰۃ ص ۹۲/۱) ظفیر [3] عن زید بن خالد الجهنی انه قال لارمقن صلوٰة رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فصلی رکعتین خفیفتین ثم رکعتین طویلتین الخ مشکوٰۃ باب صلوٰۃ اللیل ص ۱۰۶) ظفیر۔

[1] قال فی الشامی اقول فینبغی القول بان اقل التهجد رکعتان الخ ایضاً فی رسائل الارکان لبحر العلوم مولانا عبد العلی علی ص ۱۳۵ تحت حدیث المسلم عن ابن عبد اللہ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

یہ ہے کہ تیزی و چالاکی جاتی رہتی ہے اور سستی بڑھ جاتی ہے[۱]۔

(۳) تہجد کے لئے خصوصیت کسی سورۃ کی شرعاً نہیں ہے۔ بعض بزرگوں نے جو سورتیں بتلائی یا لکھی ہیں وہ ہرگز لازمی و ضروری نہیں۔ یاد ہوں تو مضائقہ نہیں۔

(۴) اوابین و اشراق و چاشت سب میں صرف نفل نماز کی نیت کر لینا کافی ہے کسی خاص نماز اور وقت کا نام لینا کچھ ضروری نہیں[۲] اور عوام اور ناواقفوں کو لمبی لمبی نیت بتلا کر پریشان کرنا جہالت ہے اور جونسی سورت چاہے پڑھے۔

کتبہ اصغر حسین عفی عنہ۔ الجواب صحیح مہر

تہجد کی آٹھ رکعتیں ہیں یا بارہ

سوال (۱۹۰۶) ایک شخص نے ایک مولوی سے دریافت کیا کہ جناب تہجد کی نماز کی کے رکعات ہیں اور ترتیب اس کی کیا ہے۔ مولوی صاحب نے جواب دیا کہ تہجد کی نماز آٹھ رکعت ہیں۔ اس پر سائل نے کہا کہ بعض کتب میں بارہ رکعات لکھی ہیں اور علماء بھی بارہ رکعت کے قائل ہیں۔ اس پر مولوی صاحب نے یہ کہا کہ یہ لوگ جاہل ہیں اور وہ سب کتابیں غلط ہیں اور تم اسلام سے خارج ہو آیا تہجد کی نماز بارہ رکعت حدیث سے ثابت ہے یا نہیں بارہ رکعت کے مجوزین کو جہلاء کہنا درست ہے یا نہیں اور سائل کو خارج از اسلام کہنا جائز ہے یا نہیں۔ بر تقدیر عدم جواز کلمہ خارج از اسلام (کافر) کا مصداق کون بنے گا اور یہ کلمہ کس پر عائد ہوگا اور اس مولوی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اور وتر کی نماز ایک رکعت ثابت ہے یا نہیں و در حدیث عائشہ رضؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یوتر ما نقص من سبع

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گزشتہ) قال زعم البعض ان ھذا انوع اخر لصلوٰتہ علیہ السلام ان صلوٰۃ اللیل اثنا عشر رکعۃ والوتر الخ اھ وایضاً الی الشامی ذکر فی الحلیہ ایضاً ما حاصلہ انہ یکرہ ترک تھجد اعتادہ بلا عذر لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لابن عمر یا عبد اللہ یا عبد اللہ لا تکن مثل فلان کان یقوم اللیل ثم ترکہ متفق علیہ شامی ص۲۱۶ ج۱ و ص۴۵۵ ج۱ ۔

[۲] وفی الکبیری المصلی اذا کان متنفلاً سواء کان ذلک النفل سنۃ مؤکدۃ او غیرھا یکفیہ نیۃ مطلق الصلوٰۃ ولا یشترط تعیین ذلک النفل الخ کبیری ص۲۴۵ ۔ جمیل الرحمٰن۔

ولا باکثر من ثلث عشرۃ رواہ ابوداؤد سے جو بعض وتر کو ایک رکعت اور تہجد کو بارہ رکعت ثابت کرتے ہیں یہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ تہجد کے بارہ میں روایات مختلف ہیں کم سے کم دو اور چار اور زیادہ سے زیادہ بارہ تک وارد ہوئی ہیں لیکن اکثری طور سے نماز تہجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آٹھ رکعت تھی اسی بنا پر فقہاء حنفیہ نے فرمایا ہے کہ تہجد میں سنت آٹھ رکعات ہیں۔ درمختار میں ہے واقلہا علی ما فی الجوھرۃ ثمان الخ قال فی رد المحتار فی الحاوی القدسی قال یصلی ما یسھل علیہ ولو رکعتین والسنۃ فیھا ثمان رکعات باربع تسلیمات وھذا بناء علی ان اقل تھجدہ صلی اللہ علیہ وسلم کان رکعتین وان منتھاہ کان ثمان رکعات اخذا مما فی المبسوط السرخسی الخ[1] اور حضرت قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ مالا بد منہ میں فرماتے ہیں۔ ونماز تہجد از چار رکعت کمتر نیامدہ واز دوازدہ رکعت زیادہ ہم بہ ثبوت نہ پیوستہ الخ[2] پس تتبع حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بارہ رکعت تک تہجد میں ثابت ہیں اور اکثر آٹھ رکعت ہیں، پس انکار کرنا بارہ رکعت کا خود جہل اس قائل کا ہے اور پھر اس پر تکفیر سائل وغیرہ کی کرنا دوسری جہالت ہے اور معصیت سخت ہے کہ خوف کفر ہے۔ حدیث شیخین میں ہے ایما رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدھما رواہ الشیخین عن ابن عمر مرفوعاً[3] اور ہر چند کہ تکفیر قائل میں احتیاط کی جاوے گی بوجہ احتمال تاویل کے لیکن فسق میں اس کے کچھ کلام نہیں ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے الا ان یتوب، اور وتر میں تین رکعت سے کم نہیں ہے یہی صحیح اور راجح ہے اور یہی مذہب حنفیہ کا ہے اور جن روایات میں ایک رکعت وتر کی وارد ہے اس کی تاویل کی گئی ہے کما ہو المعروف عند العلماء۔ روایت ترمذی، ابوداؤد، نسائی میں ہے سألنا عائشۃ

---

[1] رد المحتار۔ باب الوتر والنوافل مطلب فی صلوٰۃ اللیل ص ۶۴۰ ج ۱ و ص ۶۴۱ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

[2] مالا بد منہ مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ فصل نوافل ص ۶۸۔ ۱۲ ظفیر۔

[3] مشکوٰۃ باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم فصل اول ص ۴۱۱۔ ۱۲ ظفیر۔

بای شئ کان یوتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان یقرأ فی الاولیٰ بسبح اسم ربک الاعلیٰ وفی الثانیۃ بقل یاایہا الکفرون وفی الثالثۃ بقل ھو اللہ احد والمعوذتین[1]۔ اور بعض روایات میں معوذتین مذکور نہیں ہے اور عدم جواز ایتار بواحدۃ کے دلائل شرح منیہ وغیرہ میں بسوط ہیں۔ نہی عن البتیراء متعدد طرق سے ثابت ہے۔ زیادہ بسط کی اس موقعہ پر گنجائش نہیں ہے۔ فقط۔

صلوٰۃ تہجد کا وقت

سوال (۱۹۰۷) صلوٰۃ تہجد کا وقت بعد نصف شب کے ہے یا پہلے جیساکہ آیت او انقص منہ قلیلا او زد علیہ الخ سے معلوم ہوتا ہے یا دونوں وقتوں میں جائز ہے۔ برتقدیر جواز اولویت کس کو ہے۔

الجواب:۔ بعد عشاء کے جو نوافل پڑھے وہ صلوٰۃ اللیل ہے اور تہجد میں داخل ہے کما فی الشامی وما کان بعد صلوٰۃ العشاء فھو من اللیل وھو یفید ان ھذہ السنۃ تحصل بالتنفل بعد العشاء قبل النوم الخ قلت قد صرح بذلک فی الحلیۃ[2] الخ اور افضل وقت تہجد کا اخیر شب ہے جیساکہ احادیث میں وارد ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

تہجد کی قضا

سوال (۱۹۰۸) اگر تہجد کی نماز قضا ہوجائے تو اس کی قضا پڑھنی بارہ بجے سے پہلے درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ تہجد کی نماز کی قضا نہیں ہے لیکن دوپہر سے پہلے پڑھ لینا اچھا ہے[3]۔ فقط

نماز تہجد جماعت سے پڑھی جائے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۹۰۹) اگر نماز تہجد بعد نماز فرض عشاء مابین سنت و وتر ادا کرے بارہ رکعت یا ۸ یا ۴ یا ۶ یا چار اور اکثر آدمی شوقین نماز تہجد

---

[1] مشکوٰۃ باب الوتر ص۱۱۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی صلوٰۃ اللیل ص۶۴۰ ج۱ ۱۲ ظفیر۔ [3] وعن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نام عن حزبہ او عن شئ منہ فقرأہ فیما بین صلوٰۃ الفجر وصلوٰۃ الظہر کتب لہ کانما قرأہ من اللیل رواہ مسلم (مشکوٰۃ باب القصد فی العمل ص۱۱۰) ظفیر۔

ہوں تو اگر اس نماز کو جماعت سے ادا کرے یا اخیر شب میں جماعت سے پڑھ لے تو کچھ حرج یا گناہ تو نہیں۔ سنا گیا ہے معتبر ذرائع سے کہ جناب مولانا گنگوہیؒ نے کہیں لکھا ہے کہ اس نماز کو جماعت سے پڑھ لے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ مستحبات سے ہے۔

الجواب: بعض احادیث سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد نماز عشاء قبل النوم اگر نوافل تہجد پڑھ لی جائیں تو ثواب تہجد کا حاصل ہوتا ہے۔ وهذا يفيد ان هذه السنة تحصل بالتنفل بعد صلوة العشاء قبل النوم[1] اور جماعت سے ادا کرنا تہجد کا مکروہ ہے اگر بتداعی ہو، درمختار میں ہے ای یکره ذلك لو على سبيل التداعى بان يقتدى اربعة بواحد الخ[2] اور حضرت مولانا گنگوہیؒ جماعت تہجد کے جواز کو صحیح نہیں کہتے، حضرت مولانا اس سے منع فرماتے تھے (شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ سے جائز کہتے تھے مگر صرف رمضان میں، سال کے دوسرے حصول میں نہیں۔ اور آپ کا رمضان میں اسی پر عمل تھا۔ ظفیر)

فصل سادس

مسائل صلوٰۃ التسبیح

صلوٰۃ التسبیح میں تسبیح کے اوقات

سوال (۱۹۱۰) صلوٰۃ التسبیح کی پہلی اور تیسری رکعت میں تسبیح کس وقت پڑھے۔ شافعیہ کے نزدیک جلسہ استراحت میں ہے حنفیہ کے نزدیک کس وقت ہے اور راجح قول کیا ہے۔

الجواب: یہی راجح اور معمول بہ ہے کہ بیٹھ کر تسبیح پڑھ کر اٹھ کر فاتحہ اور سورۃ کے بعد تسبیح ۱۵ دفعہ پڑھے[3]

---

[1] رد المحتار مطلب فی صلوٰۃ اللیل ص ۶۴۲ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار مطلب فی کراہیۃ الاقتداء فی النفل ص ۶۶۳ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [3] فیعد انشاء خمسة عشر مرة ثم بعد القراءة وفي ركوعه والرفع منه الخ وقال انها المختار من الروايتين والرواية الثانية ان يقتصر في القيام على خمسة عشر مرة بعد القراءة (رد المحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی صلاۃ التسبیح ص ۶۴۳ ج ۱ ظفیر۔

صلوٰۃ التسبیح کی جماعت مکروہ ہے | **سوال** (۱۹۱۱) صلوٰۃ التسبیح کی جماعت درست ہے یا نہیں

الجواب:- جماعت نوافل کی خواہ صلوٰۃ التسبیح ہو یا کوئی دوسرے نوافل اگر بتداعی ہو مکروہ ہے[1]۔ فقط۔

صلوٰۃ التسبیح کا ثواب | **سوال** (۱۹۱۲) صلوٰۃ التسبیح کا ثواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ اپنے چچا حضرت عباسؓ کو فرمایا تھا اوروں کو بھی ایسا ہی ثواب ملے گا یا نہیں۔

صلوٰۃ التسبیح میں سہو | **سوال** (۱۹۱۳/۲) صلوٰۃ التسبیح میں اگر سہو ہو جاوے تو سبحان اللہ والحمد للہ سجدہ سہو میں کہے یا سبحان ربی الاعلیٰ کہے، قیام میں سبحان اللہ الخ ۲۵ مرتبہ کہے یا ۱۵ مرتبہ۔ اگر قیام میں ۲۵ مرتبہ کہے گا تو دوسرے سجدہ کے بعد نہ کہے گا۔ یہ درست ہے یا نہیں۔

الجواب:- (۱ و ۲) حدیث شریف میں ہے ان الاعمال بالنیات - الخ ولکل امرء ما نوی۔ الحدیث[عہ]۔ پس مدار ثواب کا نیت پر ہے۔ اگر لوجہ اللہ خالص نیت سے کوئی پڑھے گا تو ثواب بھی اسی قدر ثواب ملے گا۔ حضرت عباسؓ کو جو تعلیم فرمائی تھی وہ ان کی خصوصیت نہ تھی جیسے آپ کی دیگر ادعیہ و اعمال کی تعلیم و بشارت ثواب عام تھی۔ سجدہ سہو میں سبحان ربی الاعلیٰ کہے اور قیام میں پندرہ دفعہ سبحان اللہ الخ کہے[2]۔ حاصل یہ ہے کہ صلوٰۃ التسبیح فرض واجب تو ہے نہیں لیکن اگر پڑھے تو اسی طریقہ سے پڑھے جو سلف سے منقول ہے اپنی طرف سے اس میں ایجاد کرنا درست نہیں ہے۔ فقط۔

آخری جمعہ رمضان میں صلوٰۃ التسبیح باجماعت کا ثبوت نہیں | **سوال** (۱۹۱۴) رمضان شریف کے

---

[1] ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعۃ خارج رمضان ای یکرہ ذالک لو علی سبیل التداعی ان یقتدی اربعۃ بواحد (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۶۳/۱) ظفیر

[2] الروایۃ الثانیۃ ان یقتصر فی القیام علی خمسۃ عشرۃ مرۃ بعد القراءۃ (رد المحتار باب الوتر والنوافل مطلب صلوٰۃ التسبیح ص ۶۶۳/۱) ظفیر۔

عہ مشکوٰۃ قبیل کتاب الایمان ۱۲ ظفیر۔

آخر جمعہ میں صلوٰۃ التسبیح باجماعت پڑھائی جاتی ہے اس کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے۔ امام یہ کہتا ہے کہ جاہل لوگ صلوٰۃ التسبیح نہیں پڑھ سکتے لہٰذا ان کو امام کی متابعت میں ثواب مل جاوے گا۔ اعتباراً بصلوٰۃ الکسوف والخسوف والاستسقاء۔

الجواب: اس کی کچھ اصل نہیں ہے اور اس سے نمازہائے فوت شدہ کا کفارہ نہیں ہوتا یہ خیال غلط ہے اور امام کا خیال بھی غلط ہے۔ بدعت کا ارتکاب اس خیال سے درست نہیں۔ فقط۔

تسبیح معروفہ کب کب پڑھی جائے

سوال (۱۹۱۵) صلوٰۃ التسبیح میں تسبیح معروفہ پندرہ مرتبہ قبل از قرأۃ اور دس بار بعد از قرأۃ شامی میں منقول ہے اور حدیث میں بعد سجدہ دوم دس مرتبہ وارد ہے۔ عند الاحناف عمل کس پر ہے اور بعد سجدہ کے اگر پڑھے تو تکبیر کہہ کر پھر پڑھ کر کھڑا ہو یا کیونکر۔

الجواب: شامی نے دونوں صورتیں لکھی ہیں اور دونوں منقول ہیں لیکن بہتر وہ صورت معلوم ہوتی ہے جو موافق احادیث مشہورہ کے ہے کہ بعد قرأۃ کے پندرہ بار اور سجدہ ثانیہ سے اٹھ کر دس بار تسبیح مذکور پڑھے پھر اٹھے[1]۔ فقط۔

صلوٰۃ تسبیح کے قومہ میں ہاتھ کھلا رکھے

سوال (۱۹۱۶) صلوٰۃ تسبیح کے قومہ میں ہاتھ باندھے رکھے یا کھلے رکھے۔

الجواب: کھلے رکھنا ہی معمول بہ ہے۔ فقط۔

---

[1] عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال للعباس بن عبد المطلب یا عباس یا عماہ الا اعطیک الخ اذا انت فعلت ذالک غفر اللہ لک ذنبک الخ ان تصلی اربع رکعات تقرأ فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب وسورۃ فاذا فرغت من القرأۃ فی اول رکعۃ وانت قائم قلت سبحان اللہ والحمد للہ الخ خمس عشرۃ مرۃ ثم ترکع فتقولہا وانت راکع عشرا ثم ترفع راسک من الرکوع فتقولہا الخ (مشکوٰۃ ص۱۱۷ باب صلوٰۃ التسبیح) ظفیر۔

صلوٰۃ التسبیح کی چار رکعتیں ایک سلام سے یا دو سے

سوال (۱۹۱۷) صلوٰۃ تسبیح چار رکعت ایک سلام سے پڑھنا اولیٰ ہے یا دو سلام کے ساتھ اور اگر تسبیح بجائے دس کے پندرہ دفعہ پڑھ لے بھول کر تو سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ صلوٰۃ التسبیح دو رکعت یا چار رکعت کی نیت کرے دونوں طرح جائز ہے اگر چار رکعت کی نیت ہو تو درمیان کے قعدہ میں درود شریف پڑھ لیوے اور تسبیح اگر دس کی جگہ پندرہ پڑھ لیوے تو سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔ فقط۔

اگر تسبیحات میں ایک جگہ بھول جائے تو دوسری جگہ ادا کر سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۹۱۸) صلوٰۃ التسبیح میں اگر کسی موقع کی تسبیح بھول کر دوسرے رکن میں تکبیر کہتا ہوا چلا گیا اور اس رکن میں دوگنی تسبیح پڑھ لی تو سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہ۔

الجواب:۔ اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور سجدہ سہو لازم نہ ہوگا۔ فقط۔

الباب التاسع فی ادراك الفریضة

جماعت میں شریک ہونا

بوقت اقامت فرض کیوں حکم ہے کہ منفرد فرض کی نیت توڑ دے مگر سنت و نفل کی نہ توڑے

سوال (۱۹۱۹) ایک شخص نے اپنے رسالہ رکن الدین میں عالمگیری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اگر کوئی مغرب یا فجر کے فرض علیحدہ پڑھ رہا ہو اگر دوسری رکعت کے سجدہ سے پہلے جماعت قائم ہو گئی تو نماز توڑ کر جماعت میں مل جاوے۔ اب شبہ یہ ہے کہ جماعت سنت ہے اور اعمال کے باطل کرنے پر قرآن میں نہی وارد ہے۔ اور فجر کی سنت کے متعلق لکھا ہے کہ جب تک قعدہ اخیرہ کے ملنے کی امید ہے تو سنتیں نہ توڑے۔ اور چار رکعت سنت کے متعلق لکھا ہے کہ اگر تیسری رکعت میں جماعت قائم ہوئی ہے تو چار پوری کر کے شریک جماعت ہو۔ شبہ یہ ہے کہ

سنتوں کو فرضوں پر فضیلت کس قاعدے سے حاصل ہے کہ فرض توڑے جاویں اور سنت نہ توڑی جاویں۔

الجواب: ـ یہ ابطال عمل چونکہ واسطے اکمال کے ہے اس لئے جائز ہے۔ اور ممنوع نہیں ہے بلکہ بہتر ہے اور ثواب کا کام ہے[1]۔ اور فجر کی سنتوں میں یہ بھی مسئلہ ہے کہ قعدۂ اخیرہ کے ملنے تک کی بھی امید ہو تو سنتیں پڑھ کر شامل جماعت ہو جاوے تاکہ ثواب بھی مل جاوے اور سنتیں بھی ادا ہو جاویں[2]۔ غرض یہ کہ مسائل مذکورہ صحیح ہیں[3]۔ فقط۔

---

[1] والقطع وان کان ابطالا للعمل وهو منهی لقوله تعالیٰ ولا تبطلوا اعمالکم فالابطال لفضل الاکمال لا یکون ابطالا (شرح وقایہ باب ادراک الفریضۃ ص ٢٠٩/١) ظفیر

[2] واذا خاف فوت رکعتی الفجر لاشتغاله بسنتها ترکها لکون الجماعة اکمل والا بان رجا ادراک رکعة فی ظاهر المذهب وقیل التشهد واعتمده المصنف والشرنبلالی تبعا للبحر لکن ضعفه فی النهر لا یترکها بل یصلیها عند باب المسجد ان وجد مکانا الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ادراک الفریضۃ ص ٦٦٧/١) ظفیر۔

[3] سوال میں جو اشکال سنت کے نہ توڑنے پر ہے اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ فرض اگر پڑھ رہا ہے تو اسے توڑ کر پھر اسے ہی امام کے ساتھ ادا کرے گا۔ تو وہاں ابطال للاکمال ہے۔ بخلاف سنت کے کہ اسے ترک کر کے اسے نہ پڑھے گا بلکہ فرض پڑھے گا تو یہ ابطال للاکمال نہ ہوا۔ لہٰذا نہ توڑنے کی صورت میں سنت بھی ادا ہو جائے گی اور فرض کی فضیلت بھی حاصل کر لے گا۔ والشارع فی نفل لا یقطع مطلقاً ویتمه رکعتین وکذا سنة الظهر وسنة الجمعة اذا اقیمت او خطب الامام یتمها اربعا علی القول الراجح لانها صلاة واحدة ولیس القطع للاکمال بل للابطال خلافا لما رجحه الکمال (الدر المختار علی هامش رد المحتار۔ باب ادراک الفریضۃ ص ٦٦٨/١) ظفیر

تکبیر کہنے کے بعد امام کا دیر تک رکے رہنا پھر تحریمہ باندھنا کیسا ہے

سوال (۱۹۲۰) ایک شخص نے ظہر کی سنتوں کی نیت باندھی، صرف ایک رکعت پڑھی تھی کہ تکبیر ہو گئی جس وقت تک شخص مذکورہ کی چار رکعت پوری ہوئی امام مصلے پر نہیں گیا جب وہ چاروں رکعتیں ادا کر چکا تب امام صاحب مصلے پر پہنچے اور پہلی ہی تکبیر سے نماز ادا کی گئی۔ نماز ہو گئی یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں نماز ہو گئی اور تکبیر کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ کما فی الدر المختار صلی السنۃ بعد الاقامۃ او حضر الامام بعدھا لا یعیدھا[1]۔ بزازیہ۔ فقط۔

کن وجوہ سے نماز توڑ سکتا ہے

سوال (۱۹۲۱) انسان کن کن عذرات سے بلا ارتکاب گناہ نماز توڑ سکتا ہے۔

الجواب:- درمختار باب ادراک الفریضہ میں اس کی تفصیل کی ہے اس کو دیکھ لیں[2] اور اگر خاص صورت پیش آئی ہو تو اس کو دریافت کر لیں کہ فلاں صورت میں قطع کرنا نماز کا صحیح ہے یا نہیں۔ درمختار میں یہ بھی ہے کہ انجاء غریق و حریق کی وجہ سے توڑنا نماز کا واجب ہے اور ایک درہم کا نقصان ہوتا ہو تو قطع کرنا نماز کا جائز ہے واجب نہیں ہے اھ شامی میں کلیہ قاعدہ یہ لکھا ہے ان القطع یکون حرامًا ومباحًا ومستحبًا وواجبًا فالحرام لغیر عذر والمباح

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الاذان ص ۳۷۱ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

[2] ع یقطعھا لعذر احراز الجماعۃ کما لو ندت دابۃ او فار قدرھا او خاف ضیاع درھم من مالہ او کان فی النفل فجئ بجنازۃ وخاف فوتھا قطعہ لامکان قضائہ ویجب القطع لنحو انجاء غریق او حریق ولو دعاہ ابویہ فی الفرض لا یجیبہ الا ان یستغیث بہ وفی النفل ان علم انہ فی الصلاۃ فدعاہ لا یجیبہ والا اجابہ قائمًا لان القعود مشروط للنفل وھذا قطع للنفل ویکتفی بتسلیمۃ واحدۃ ھو الاصح غایۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ادراک الفریضۃ ص ۶۶۶ ج ۱) ظفیر۔

اذا خاف فوت مال والمستحب القطع للاکمال والواجب لاحیاء نفس الخ۔

جماعت چھوڑ کر دوسری مسجد میں اس لئے جانا کہ پوری جماعت پائے کیسا ہے

سوال (۱۹۲۲) ایک شخص مسجد میں آیا جماعت ہو رہی تھی، پھر وہ شخص باین خیال دوسری مسجد میں چلا گیا کہ وہاں پوری جماعت مل جاوے گی اور ایک شخص قاعدہ اخیرہ میں آیا اور چل دیا، چلا جانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ بہتر ان کو اسی مسجد میں جماعت میں شریک ہونا ہے[۲]۔ فقط۔

فجر کی سنت فرض سے پہلے نہ پڑھ سکے، تو پھر اسے کب ادا کرے

سوال (۱۹۲۳) جو شخص فجر کی جماعت میں شامل ہو گیا اور سنتیں نہیں پڑھیں وہ بعد فرض کے سنت پڑھے یا سورج کے نکلنے کے بعد پڑھے۔

الجواب:۔ وہ شخص بعد فرض کے آفتاب کے نکلنے سے پہلے سنتیں نہ پڑھے کہ یہ مکروہ ہے اگر چاہے آفتاب نکلنے کے بعد زوال سے پہلے پہلے پڑھ لیوے یہ بہتر ہے کما فی الشامی واما اذا فاتت وحدھا فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالاجماع لکراھۃ النفل بعد الصبح واما بعد طلوع الشمس فکذلک عندھما وقال محمد رح احب ان یقضیھا الی الزوال الخ[۳] شامی ص ۶۸۲ ج ۱۔

---

[۱] ردالمحتار باب ادراک الفریضۃ ص ۶۶۷ ج ۱، ۱۲ ظفیر۔ [۲] وکذا لو فاتت احدھم تکبیرۃ الافتتاح او رکعۃ او رکعتان ویمکنہ ادراکھا فی غیرہ لا یذھب الیہ لانہ صار محرزا فضیلۃ الجماعۃ فی مسجدہ فلا یترک حقہ (غنیۃ المستملی فصل فی احکام المسجد ص ۵۶۵) وکرہ تحریما للنھی خروج من لم یصل من مسجد اذن فیہ الا لمن ینتظم بہ امر جماعۃ اخری ولمن صلی الظھر والعشاء وحدہ مرۃ فلا یکرہ خروجہ بل ترکہ عند الشروع فی الاقامۃ فیکرہ لمخالفۃ الجماعۃ بلا عذر (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب ادراک الفریضۃ ص ۶۶۸ ج ۱، ص ۶۶۹ ج ۱) ظفیر [۳] ردالمحتار باب ادراک الفریضۃ ص ۶۷۲ ج ۱، ۱۲ ظفیر۔

ایک رکعت پڑھ چکنے کے بعد جماعت ظہر شروع ہو گئی تو دوسری رکعت پوری کر کے جماعت میں شریک ہو جائے

سوال (۱۹۴۴) ایک شخص ظہر کے وقت قبل جماعت چار رکعت پڑھ رہا ہے۔ ایک رکعت یا دو ادا کر چکا ہے کہ فرض کی جماعت قائم ہوئی تو یہ سنت پڑھنے والا کیا کرے۔ اپنی نماز پوری کرے یا ایک رکعت پڑھ چکا ہے تو ایک اور رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے۔ یا دو رکعت پڑھ چکا ہے تو چار پوری کرے یا ہر حال میں اسکو پورا کرنا ہو گا یا چھوڑ کر جماعت میں شریک ہو جائے۔

الجواب:- اگر ایک رکعت سنتوں کی پڑھ چکا ہے تو دو رکعت پوری کر کے سلام پھیر کر جماعت میں شامل ہو جاوے۔ محققین حنفیہ نے اسی کو راجح فرمایا ہے۔ اور دوسرا قول کہ وہ بھی مفتی بہ ہے اس بارہ میں یہ ہے کہ بہر حال چار سنت پوری کرے لیکن محقق ابن ہمامؒ نے قول اول کو راجح فرمایا ہے۔ کذا فی الشامی[1]۔ فقط

جماعت چھوڑ کر دوسری مسجد کا امام ..... جا سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۹۴۵) ایک شخص مسجد میں ایسے وقت آیا کہ جماعت ہو رہی تھی، وضو کر کے چلا گیا جماعت میں نہیں ملا چونکہ وہ دوسری مسجد کا پابند نمازی ہے یعنی وہی امام وہی مقتدی وہی مؤذن ہے اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب:- اس کو ایسا ہی کرنا چاہئے تھا۔ اس کے حق میں اس مسجد سے جانا اور یہاں کی جماعت میں شریک ہونا مکروہ نہیں ہے[2]۔

[1] والشارع فی نفل لا یقطع مطلقا ویتمہ رکعتین وکذا سنۃ الظہر وسنۃ الجمعۃ اذا اقیمت او خطب الامام یتمہا اربعا علی القول الراجح لانہا صلاۃ واحدۃ ولیس القطع للاکمال بل للابطال خلافا لما رجحہ الکمال (درمختار) حیث قال وقیل یقطع علی راس الرکعتین وھو الراجح لانہ یتمکن من قضائہا بعض الفرض ولا ابطال فی التسلیمۃ علی الرکعتین فلا یفوت فرض الاستماع والاداء علی الوجہ الاکمل بلا سبب الخ (رد المحتار باب ادراک الفریضۃ ص ۶۶۸ ج ۱) ظفیر [2] وکرہ تحریما للنہی خروج من لم یصل (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

سنت شروع کرتے ہی جماعت شروع ہوجائے تو کیا کرے

سوال (۱۹۲۶) ایک شخص جماعت شروع ہونیکے قریب ہی اگر سنت کی نیت باندھ لیتا ہے فوراً اقامت ہوتی ہے تو دو رکعتوں میں الحمد وسورۃ والتحیات وغیرہ کچھ نہیں پڑھتا غالباً سبحان اللہ وغیرہ کہہ لیتا ہو۔ بہرحال سجدہ وغیرہ کرکے سلام پھیر کر امام کے الحمد ختم کرنے سے پہلے شریک جماعت ہوجاتا ہے۔ اسقدر عجلت جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- ایسے وقت میں یہ ضروری ہے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر کر شریک جماعت ہوجاوے اور بسبب پانے جماعت کے اگر عجلت اور اختصار کرے تو یہ بھی مناسب ہے لیکن ایسی عجلت درست نہیں ہے کہ فرض قراءۃ وغیرہ متروک ہوجاوے[1]۔

کوئی نفل کی نیت سے عشاء کی جماعت میں ملگیا تو کیا وہ سنت و وتر بھی دہرلے گا

سوال (۱۹۲۷) اگر کوئی عشاء کی نماز ادا کرچکا پھر جماعت ہوتے دیکھا تو اس میں بھی شامل ہوگیا۔ اب سنت و وتر پڑھے یا نہیں۔

الجواب:- سنت و وتر نہ پڑھے (وہ پہلے ادا کرچکا ہے۔ اور یہ نفل کے حکم میں ہے ظفیر)

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) من مسجد اذن فیہ الا لمن ینتظم بہ امر جماعۃ اخری او کان الخروج لمسجد حیہ ولم یصلوا فیہ (درمختار) قولہ الا لمن ینتظم بہ امر جماعۃ اخری بان کان اماما او مؤذنا تتفرق الناس بغیبتہ الخ وظاہر الاطلاق ان لہ الخروج ولو عند الشروع فی الاقامۃ (ردالمحتار باب ادراک الفریضۃ مطلب فی کراہیۃ الخروج من المسجد بعد الاذان ص ۶۶۸ ج ۱) ظفیر۔

[1] والشارع فی نفل لا یقطع مطلقا ویتمہ رکعتین (درمختار) قولہ مطلقا ای سواء قید الاولی بسجدۃ اولا (ردالمحتار باب ادراک الفریضۃ ص ۶۶۸ ج ۱) من فرائضہا التی لا تصح بدونہا التحریمۃ الخ ومنہا القیام الخ ومنہا القراءۃ الخ ومنہا الرکوع الخ الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ ص ۴۱۱ ج ۱) ظفیر۔

ریل کے خیال سے نیت توڑدے تو کیا حکم ہے اور امام کو مختصر کرنے کو کہے یا نہیں

سوال (۱۹۲۸) ایک شخص نے نجیب آباد کے اسٹیشن کی مسجد میں بروز جمعہ آکر امام سے یہ کہا کہ ہم ڈیڑھ بجے کی گاڑی سے جارہے ہیں تم چھوٹا خطبہ اور چھوٹی قرارت نماز میں پڑھنا۔ نماز شروع ہونے پر ایک رکعت اچھی طرح ادا ہوئی۔ دوسری رکعت میں امام نے قرارت شروع کی تھی کہ شخص مذکور کو آمد ریل کا خیال ہوا۔ یہ شخص نیت توڑکر باہر نکل آیا اور اسٹیشن پر چلا گیا اور جو اس کے ہمراہی مسافر تھے انھوں نے نماز باطمینان پوری کرکے ریل میں سوار ہوئے۔ امام کو چھوٹی قرارت اور خطبہ کا تقاضا کرنا اور نیت توڑنا کیسا ہے۔

الجواب: ایسی حالت میں کہ مقتدیوں میں سے کسی کو بے اطمینانی اور سخت حاجت ہو تو امام کو تخفیف قراءۃ و خطبہ میں کرنا بہت اچھا اور مناسب ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ امام کو نماز میں تخفیف کرنی چاہئے کہ مقتدی بعض صاحب حاجت ہوتے ہیں الحدیث[1]۔ باقی نماز شروع کرکے توڑنے کے بارہ میں یہ حکم ہے کہ اگر چار آنہ کا نقصان ہوتا ہو یا باندی ابلنے لگے یا اس کی سواری بھاگ جائے تو نماز توڑنا درست ہے۔ اسی طرح کوئی دوسرا اس قسم کا نقصان اور ضرورت پیش آجائے تب بھی قطع کرنا نماز کا درست ہے۔ کذا فی الدر المختار[2]۔

صبح کی سنت بوقت جماعت پر اعتراض کا جواب

سوال (۱۹۲۹) ایک شخص طعن کرتا ہے کہ صبح کی سنتیں باوجود جماعت قائم ہوجانے کے حنفی لوگ پڑھتے رہتے ہیں؟۔

الجواب: امام صاحب کے مذہب کے موافق حدیث و قرآن شریف دونوں پر عمل ہوجاتا ہے۔ بعض احادیث میں چونکہ سنت فجر کی زیادہ تاکید آئی ہے اور صحابہؓ کا عمل

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فایکم ما صلی بالناس فلیتجوز فان فیہم الضعیف والکبیر وذا الحاجۃ متفق علیہ (مشکوۃ باب ما علی الامام) ظفیر ۱۲

[2] ویقطعہا لعذر احراز الجماعۃ لہ او خاف ضیاع درہم من مالہ (درمختار) ان القطع یکون حراماً ومباحاً ومستحباً وواجباً فالحرام لغیر عذر والمباح اذا خاف فوت مال (ردالمحتار باب ادراک الفریضۃ ص ۶۶۶ ج ۱) ظفیر۔

ایسا رہا ہے کہ فرضوں کے شروع ہونے کے بعد انھوں نے سنتیں صبح کی پڑھی ہیں اور سنتیں پڑھ کر شریک جماعت ہوئے ہیں چنانچہ وہ آثار کتب میں منقول ہیں امام نے اس پر عمل فرمایا ہے۔ پھر اعتراض اور طعن فضول ہے اور غلطی ہے[۱]۔ فقط۔

ظہر کے پہلے کی سنت فرض کے بعد فوراً پڑھے یا دو رکعت سنت کے بعد۔

سوال (۱۹۳۰) اور جو شخص امام کے ساتھ فرض ظہر میں شریک ہوا اور سنت رہ گئی ہوں تو سنت کی قضا بعد فرض کے معاً یا سنت ثنائی پڑھ کر اگر اختلاف فقہاء ہے تو اولیٰ اور راجح اور اقویٰ اس میں کیا ہے قضائے سنت رباعی بعد ادائے فرض ظہر معاً یا سنت ثنائی بعد ظہر کے پڑھ کر سنت رباعی قضا کرے۔

الجواب:۔ جو شخص امام کے ساتھ شامل ہوا فرض ظہر میں تو چار رکعت سنت پہلے پڑھے اور دو رکعت بعد کو۔ مگر فتح القدیر نے عکس کو ترجیح دی ہے۔ پس اختیار ہے جو کرے درست ہے۔ اور راجح دو رکعت کو مقدم کرنا ہے۔ ثم یاتی بھا فی وقتہ قبل شفعہ عند محمد وبہ یفتی (در مختار) اقول وعلیہ المتون لکن رجح فی الفتح تقدیم الرکعتین کذا فی الشامی[۲]

---

[۱] عن عائشۃ رض قالت لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی شئ من النوافل اشد منہ تعاھدا علی رکعتی الفجر رواہ الشیخان، وعنھا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رکعتی الفجر خیر من الدنیا وما فیھا رواہ مسلم (آثار السنن باب التطوع للصلوات الخمس) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تدعوا رکعتی الفجر ولو طردتکم الخیل رواہ احمد وابوداؤد واسنادہ صحیح (ایضا باب فی تاکید رکعتی الفجر) انما قلناہ فی سنۃ الفجر لشدۃ تاکیدھا الخ لما روی الطحاوی وغیرہ عن ابن مسعود رض انہ دخل المسجد وقد اقیمت الصلوٰۃ فصلی رکعتی الفجر فی المسجد

[۲] رد المحتار باب ادراک الفریضۃ ص ۶۷۳/۱ ۱۲ ظفیر۔ الی اسطوانۃ وذالک بمحضر حذیفہ

(وانی ہو علی غنیۃ المستملی ص ۳۴۸)

فجر کی سنت شروع کر دینے کے بعد اقامت ہو تو کیا کرے

سوال (۱۹۳۱) ایک شخص نے فجر کی سنت شروع کی دفعۃً مؤذن تکبیر کہنے لگا اور فرض نماز باجماعت شروع ہو گئی تو اس شخص کو نیت توڑ کر جماعت میں شریک ہونا چاہئے یا سنت پوری کرکے۔

الجواب:۔ بعد ادا کرنے سنت کے شریک جماعت ہو۔[1]

سنت پڑھے بغیر جو جماعت فجر میں شریک ہو وہ اس وقت سنت نہ پڑھے

سوال (۱۹۳۲) ایک شخص نے سنت فجر کی نہیں پڑھی اور جماعت میں شریک ہو گیا تو بعد جماعت کے فوراً سنت پڑھے یا بعد طلوع آفتاب کے۔

الجواب:۔ بعد فرض کے اسی وقت نہ پڑھے بلکہ بعد آفتاب کے طلوع ہونے اور بلند ہونے کے اگر چاہے پڑھے قال فی الشامی واما اذا فاتت وحدھا فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالاجماع لکراھۃ النفل بعد الصبح واما بعد طلوع الشمس فکذلک عندھما وقال محمد احب الی ان یقضیھا الی الزوال الخ[2]۔ فقط۔

جماعت ہوتے وقت فجر کی سنت مسجد سے خارج میں پڑھی جائے

سوال (۱۹۳۳) ایک مسجد میں چھ صف کی جگہ ہے تو فجر کی سنت کہاں پڑھی جاوے۔ (بوقت جماعت)

الجواب:۔ بہتر یہ ہے کہ سنت فجر کی علیحدہ جگہ میں مسجد سے خارج میں پڑھیں۔ اگر ایسا موقع نہ ہو تو جماعت اگر اندر کے درجہ میں ہو رہی ہو تو باہر پڑھیں اور اگر باہر ہو رہی ہے تو اندر پڑھیں بمجبوری ایسا بھی درست ہے کہ پیچھے کی صفوف میں سنت پڑھیں۔ بہر حال چھوڑنا سنت کا نہ چاہئے جب تک جماعت کا کوئی جزو مل سکے[3]۔ فقط۔

[1] والشارع فی نفل لا یقطع وکذا سنۃ الظہر الخ الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۶۶۸ باب ادراک الفریضۃ ، ظفیر ۔ [2] رد المحتار باب ادراک الفریضۃ ص ۶۷۲ ج ۱ ظفیر ۔ [3] واذا خاف فوت رکعتی الفجر لاشتغالہ بسنتھا ترکھا لکون الجماعۃ اکمل والا بان رجا ادراک رکعۃ لا یترکھا بل یصلیھا عند باب المسجد ان وجد مکانا والا ترکھا، لان ترک المکروہ مقدم (تفصیل حاشیہ صفحہ آئندہ)

فجر کی سنت بوقت جماعت | **سوال (۱۹۲۴)** فجر کی سنتوں میں جب کہ تکبیر ہو چکی اور امام نے قرارت شروع کردی۔ شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ اگر امام کے ساتھ رکعت مل جانے کی امید ہو تو سنتیں ترک نہ کرے یہ صحیح ہے یا نہیں اور بعض مولوی یہ بھی کہتے ہیں کہ سنتیں پڑھنی جب کہ امام نے قرارت شروع کردی حرام ہیں جس جگہ تک امام کی آواز جاتی ہے اور یہ بھی مطلع فرمایا جاوے کہ جو شخص بلاعذر اور جب کہ یہ بھی معلوم تھا کہ مجھ کو امام کے ساتھ ایک رکعت مل جاوے گی اور پھر وہ جماعت میں شریک ہو گیا تو یہ شخص گنہ گار ہے یا نہیں۔

الجواب: جیسا شرح وقایہ میں لکھا ہے ایسا ہی دیگر کتب فقہ میں بھی لکھا ہے بلکہ درمختار اور شامی میں یہ تحقیق کیا ہے کہ اگر امام کے ساتھ التحیات بھی مل سکے تو سنتیں صبح کی پڑھکر شریک جماعت ہو مگر یہ ضروری ہے کہ جماعت کے برابر یا اس درجہ میں جس میں جماعت ہو رہی ہے

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) مقدم علی فعل السنة (درمختار) قوله والا تركها قال فی الفتح وعلی هذا ای علی كراهة صلاتها فی المسجد ينبغي ان لا يصلی فيه اذا لم يكن عند بابه مكان لان ترك المكروه مقدم علی فعل السنة غير ان الكراهة تتفاوت فان كان الامام فی الصيفی فصلاته اياها فی الشتوی اخف من صلاتها فی الصيفی، وعكسه واشد ما يكون كراهة ان يصليها مخالطا للصف كما يفعله كثير من الجهلة اه والحاصل ان السنة فی سنة الفجر ان ياتی بها فی بيته والا فان كان عند باب المسجد مكان صلاها فيه والا صلاها فی الشتوی او الصيفی ان كان للمسجد موضعان، والا فخلف الصفوف عند سارية لكن فيما اذا كان للمسجد موضعان والامام فی احدهما ذكر فی المحيط انه قيل لا يكره لعدم مخالفة القوم وقيل يكره لانهما كمكان واحد قال فاذا اختلف المشائخ فيه فالافضل ان لا يفعل قال فی النهر وفيه افادة انها تنزيهية اه لكن فی الحلية قلت وعدم الكراهة اوجه للآثار التی ذكرناها اه ثم هذا كله اذا كان الامام فی الصلاة اما قبل الشروع فياتی بها فی ای موضع شاء (ردالمحتار باب ادراک الفریضة ص ۶۷۱ ج ۱) ظفیر۔

کھڑے ہو کر سنتیں نہ پڑھے کہ یہ مکروہ ہے اور حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے اور فقہاء حنفیہ نے بہ تصریح فرمائی ہے کہ مسجد کے دروازہ کے پاس یا علیحدہ کوئی سہ دری وغیرہ یا حجرہ ہو اس میں سنتیں پڑھ کر شامل جماعت ہو، امام اور جماعت کے پاس سنتیں نہ پڑھے۔ امام کی قراءۃ کی آواز آنا مانع سنتوں کے پڑھنے کو نہیں ہے۔ آواز آنے نہ آنے پر فقہاء نے مدار سنتوں کے پڑھنے نہ پڑھنے کا نہیں رکھا[1] اور چونکہ صبح کی سنتوں کی تاکید زیادہ آئی ہے اس لئے باوجود علیحدہ جگہ ہونے کے سنتوں کا چھوڑنا برا ہے کیونکہ جب شریعت میں یہ ثابت ہے کہ جماعت ہوتے ہوئے سنتیں علیحدہ پڑھنا ممنوع نہیں ہے تو پھر بلا وجہ سنتوں کا ترک کرنا اچھا نہ ہوگا۔ فقط۔

جماعت کے وقت پہنچنے والا کیا کرے

سوال (۱۹۳۵) جماعت ہو رہی ہے پیچھے سے نمازی داخل ہوا اگر آخری سجدہ یا التحیات میں امام ہو تو اس کو جماعت میں شامل ہونا ضروری ہے یا اختیاری۔ اور اگر صبح کا وقت ہو تو ایسی صورت میں کیا کرے۔

الجواب: صبح کی جماعت ہو یا غیر صبح کی شامل جماعت ہو جاوے[2]۔

جماعت صبح کے وقت سنت

سوال (۱۹۳۶) امام صبح کی نماز با آواز بلند پڑھ رہا ہے کوئی شخص مسجد کے حجرہ میں یا صحن کے حجرہ میں سنن صبح ادا کرے مگر آواز قراءۃ امام کی اس کے کانوں میں بخوبی آرہی ہے اور یہ شخص یہ جانتا ہے کہ میں سنن پڑھ کر جماعت میں شریک ہو جاؤں گا، سنن اس حالت میں پڑھنی جائز ہیں یا نہیں؟۔

---

[1] اذا خاف فوت رکعتی الفجر لاشتغاله بسنتها ترکها لکون الجماعة اکمل والا بان رجا ادراک رکعة فی ظاهر الروایة وقیل التشهد واعتمده المصنف والشرنبلالی تبعا للبحر لکن ضعفه فی النهر لا یترکها بل یصلیها عند باب المسجد ان وجد مکانا والا ترکها (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ادراک الفریضة ص ۶۶۴ / ۱ ج ۱ ظفیر)

[2] ولا یکون مصلیا جماعة اتفاقا لمن ادرک رکعة من ذوات الاربع الخ لکنه ادرک فضلها ولو بادراک التشهد (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ادراک الفریضة ص ۶۷۳ / ۱ ج ۱ ظفیر)

الجواب:۔ حجرہ میں ایسی حالت میں سنت صبح پڑھنا چاہیئے، اس میں کچھ حرج نہیں ہے کہ آواز قراءۃ امام اس کے کانوں میں پہنچے البتہ یہ ناجائز ہے کہ اسی درجہ میں سنت پڑھے جس میں امام فرض پڑھ رہا ہے۔ ود لیلہ قال فی الشامی والحاصل ان السنۃ فی سنۃ الفجر ان یأتی بہا فی بیتہ والا فان کان عند باب المسجد مکان صلاھا فیہ والا صلاھا فی الشتوی والصیفی ان کان للمسجد موضعان والا فخلف الصفوف عند ساریتہ وایضا قال وینبغی ان لا یصلی فیہ اذا لم یکن عند بابہ مکان الخ ص ۶۷۱ ج ۱۔

> اگر جماعت ہو رہی ہو تو فجر کی سنت کب پڑھے

سوال (۱۹۳۷) اگر جماعت فجر کی ہو رہی ہے تو سنت پڑھے یا جماعت میں شریک ہو جاوے؟ اگر شریک جماعت ہو گیا تو وقت ضرورت کے سنت بعد نماز ادا کرے یا بعد طلوع آفتاب؟۔

الجواب:۔ سنت فجر بعد شروع ہونے جماعت کے اگر کوئی جگہ علیحدہ مسجد کے ہو پڑھ لے کیونکہ ان کی تاکید بہت وارد ہے بشرطیکہ جماعت میں شرکت کی توقع ہو۔ اور اگر سنت فجر نہ پڑھ سکا تو بعد طلوع آفتاب کے پڑھے فرض کے بعد متصل نہ پڑھے بلکہ بعد طلوع آفتاب کے پڑھے۔ اور اپنے وقت سے ٹل کر سنت مؤکدہ نہیں رہتی۔ مگر بعد طلوع آفتاب کے پڑھ لینا بہت بہتر ہے[1]۔ ھکذا فی کتب الفقہ۔ فقط۔

کتبہ رشید احمد عفی عنہ ۱۹/۱۲/۲۹ھ

[1] لو ما اذا فاتت وحدھا فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالاجماع لکراھۃ النفل بعد الصبح واما بعد طلوع الشمس فکذلک عندھما وقال محمد احب الی ان یقضیھا الی الزوال کما فی الدرر وقیل ھذا قریب من الاتفاق لان قولہ احب الی دلیل علی انہ لو لم یفعل لا لوم علیہ وقالا لا یقضی وان قضی فلا بأس بہ (الی ان قال) فی انہ لو قضی کان نفلا الخ ص ۶۷۲ ج ۱ شامی۔

الباب العاشر

فی قضاء الفوائت

قضا نمازوں کی ادائیگی

وقت کی تنگی یا بھول جانے کی وجہ سے وقتی نماز قضا سے پہلے پڑھی جا سکتی ہے

سوال (۱۹۳۸) اگر کسی شخص کی نماز ظہر قضا ہوگئی اور وہ عصر کو مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ اقامت ہو رہی ہے یا وقت بالکل تنگ ہے یا عصر کا وقت کافی ہے مگر وہ اس کو بھول گیا جس وقت نماز عصر ادا کر چکا تب اس کو یاد آیا کہ میری نماز ظہر قضا ہوگئی۔ اس حالت میں قضائے ظہر بعد عصر کے پڑھ سکتا ہے کہ نہیں۔ اور ایسے ہی صبح کی سنت کہ جب جماعت ہوتی ہو اب اس کو سنت پڑھنی چاہیے یا جماعت میں شریک ہو جاوے۔ اگر جماعت میں شریک ہوگیا تو ان سنتوں کی قضا کس وقت تک پڑھ سکتا ہے۔

الجواب:۔ اگر بھول گیا یا وقت اتنا تنگ ہو گیا کہ اگر ظہر کی قضا کرتا ہے تو عصر کا وقت نکل جاوے گا تو ایسی حالت میں عصر صحیح ہوگئی ظہر بعد میں پڑھے[1]۔ اور اگر اقامت ہو رہی ہے اور ظہر پڑھنے کی صورت میں عصر کی جماعت نہ ملے گی تو ظہر پہلے پڑھے اور عصر بعد میں اگرچہ جماعت فوت ہو جائے۔ اور صبح کی جماعت اگر تیار ہے یا ہو رہی ہے تو اگر ایک رکعت ملنے کی اور بقول بعض فقہاء تشہد ملنے کی امید ہے تو سنت فجر پہلے پڑھے پھر شریک

[1] الا استثناء من اللزوم فلا یلزم الترتیب اذا ضاق الوقت المستحب حقیقة اذ لیس من الحکمة تفویت الوقتیة لتدارك الفائتة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب قضاء الفوائت ص۶۸۰/۱ و ص۶۸۱/۱) ظفیر۔

جماعت صبح ہو جاوے[1]۔ اور اگر سنت بالکل متروک ہو جاوے اور جماعت میں شریک ہو گیا تو پھر سنت کی قضا نہیں ہے۔ اگر پڑھے تو بعد ارتفاع آفتاب پڑھے نفل ہو جاوے گی فقط

نماز فائتہ کا سبب

سوال (۱۹۲۹) نماز فائتہ میں سبب جمیع وقت کی طرف منسوب ہوتا ہے اس لئے کہ واجب علی صفات الکمال ثابت ہو۔ میرے غبی ہونے کی وجہ سے اسکا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔ سبب کیا چیز ہے۔ اس کے جمیع وقت کی طرف مضاف ہونے کے کیا معنی ہیں۔ ادا میں وجوب علی صفت الکمال نہ ہونا چاہئے اور فائتہ میں ہونا چاہئے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔

الجواب: وقت میں ادا کرنے سے بوجہ تعذر کے جمیع وقت کو سبب نہیں کہہ سکتے بلکہ جزء مقدم متصل بالادار کو سبب کہا جاتا ہے اور جب وقت گذر گیا اور نماز فوت ہو گئی تو اب تمام وقت کو سبب کہنے میں کچھ دشواری نہیں اور وقت سبب ظاہری نماز کا ہے کیونکہ جب وقت آتا ہے حکم نماز پڑھنے کا ہوتا ہے۔ یہی معنی سببیت کے ہیں مثلاً جب ظہر کا وقت آتا ہے حکم ہوتا ہے صلوا صلوٰۃ الظہر و قس علیہ۔

نماز روزے کی قضا

سوال (۱۹۳۰) نماز روزے قضا ہوئے یہ معلوم نہیں کہ کتنی مدت کے قضا ہوئے تو ادا کی کیا صورت ہوگی۔

الجواب: اندازہ کرے جس قدر مدت کی نماز روزوں کا اندازہ ہو انکی قضا کرے

---

[1] واذا خاف فوت رکعتی الفجر لاشتغاله بسنتها ترکها لکون الجماعة اکمل والا بان رجا ادراك رکعة فی ظاهر المذهب وقیل التشهد واعتمده المصنف والشرنبلالی تبعا للبحر (ایضاً باب ادراک الفریضة ص ۶۷/۱ ظفیر) ولا یقضیها الا بطریق التبعیة لقضاء فرضها قبل الزوال لا بعده (درمختار) واما لو اذا فاتت وحدها فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالاجماع لکراهة النفل بعد الصبح واما بعد طلوع الشمس فکذلك عندهما (رد المحتار ایضاً، ظفیر)

قضاشدہ نمازوں کی قضا

سوال ([illegible]) [illegible] تقریباً ۱۲ یا ۱۳ سال کے نماز روزہ قضا ہیں جو اس نے دانستہ [illegible] کئے ہیں۔ وہ نماز روزہ ما فات کو ادا کرنا چاہتا ہے تو کس صورت سے ادا کرے۔

الجواب:۔ نماز روزہ کی قضا کرے اندازاً جتنے برسوں کی نماز بعد بلوغ کے اور روزے قضا ہو گئے ہوں اس کو ادا کرے۔ فقط۔

نماز قصر کی قضا قصر ہی ہوگی

سوال (۱۹۴۲) نماز قصر کی قضا قصر ادا کرنی چاہئے یا پوری۔

الجواب:۔ نماز قصر کی قضا قصر ہی پڑھنی چاہئے۔[1]

کیا قضا نماز مسجد میں درست نہیں ہے

سوال (۱۹۴۳) مانعی می فرماید کہ بمسجد صلوٰۃ قضا گذاردن حرام است و دلیلش این کہ قضاء صلوٰۃ معصیت است و اظہار معصیت حرام و بمسجد اظہار میشود بخانہ گذاردن باید۔

الجواب:۔ درمختار میں قضاء فوائت کو مسجد میں مکروہ لکھا ہے یعنی مکروہ تحریمی اور دلیل یہی ہے کہ نماز کو وقت سے مؤخر کرنا معصیت ہے اس لئے اس کو ظاہر نہ کرے اور علامہ شامیؒ نے اس کے متعلق یہ لکھا ہے کہ غرض یہی ہے کہ اظہار نہ کرے بلکہ ایسی طرح قضا کرے کہ کسی کو خبر نہ ہو اگر مسجد میں بھی قضاء کرنے سے کسی کو معلوم نہ ہو کہ یہ نفلیں پڑھ رہا ہے یا فرض تو مسجد میں بھی درست ہے۔ غرض ایسی طرح قضاء کرے کہ حتی الوسع کسی پر اظہار نہ ہو، عبارت شامی یہ ہے: والظاہر ان الممنوع ھو القضاء مع الاطلاع علیہ سواء کان فی المسجد او غیرہ[2]۔ فقط۔

---

[1] والقضاء یحکی ای یشابہ الاداء سفرا وحضرا لانہ بعد ما تقرر لا یتغیر۔ (درمختار) قولہ سفرا وحضرا ای لو فاتتہ صلاۃ السفر وقضاھا فی الحضر یقضیھا مقصورۃ کما لو اداھا (ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ص ۷۴۵ ظفیر)

[2] ردالمحتار باب قضاء الفوائت جلد اول ص ۶۷۹ ۱۲ ظفیر۔

قضاء عمری کا مروجہ طریقہ ثابت نہیں بے اصل ہے

سوال (۱۹۴۴) ایک اردو کتاب میں تحریر ہے کہ کفارہ قضاء عمری کے لئے نماز بہ ترکیب ذیل ادا کرنی چاہئے۔ ہر رکعت میں آیۃ الکرسی ایک ایک مرتبہ اور سورہ کوثر گیارہ گیارہ مرتبہ بعد سورہ فاتحہ پڑھے یہ جائز ہے یا مکروہ اور اسی طرح پر اور نمازوں کی نسبت بھی کئی کئی سورۃ مختلف مقامات کی ہر رکعت میں پڑھنے کے لئے تحریر ہے۔

الجواب:۔ اس کی کچھ اصل نہیں ہے اور اس ترکیب سے نفل پڑھنے میں قضاء عمری حاصل نہیں ہوتی۔ اول تو خود قضاء عمری کی کچھ اصل نہیں ہے بلکہ فقہاء نے اس کو مکروہ لکھا ہے اور ثانیاً اس ہئیت اور کیفیت کے ساتھ پڑھنا قضاء عمری کے لئے ثابت نہیں ہے اور یہ طریق قضاء کا خلاف قواعد شرعیہ ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ جس قدر نمازیں کسی کے ذمہ فائتہ ہوں بیقین یا بظن غالب ان کو قضاء کرے اور محض توہم کی بناء پر قضاء عمری ثابت نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے۔ شامی میں درمختار کے اس قول پر وما نقل ان الامام قضی صلوٰۃ عمرہ الخ لکھا ہے[۱] انہ لم یصح ذلک عن الامام الخ فالوجہ کراھۃ القضاء لتوھم الفساد الخ

حیلۂ اسقاط

سوال (۱۹۴۵) اسقاط یعنی حیلہ جو کہ جنازہ کی نماز کے قبل یا بعد دیا جاتا ہے ورثاء میت پر واجب ہے کہ نہیں۔ وہ حیلہ یہ ہے۔ گیہوں یک من ساڑھے بارہ سیر اور زرنقد کم از کم سوا روپیہ اور قرآن مجید۔ اور غرض حیلہ دینے والوں کی یہ ہے کہ مردہ کی تمام قضا شدہ روزہ و نماز حج وغیرہ کا یہ کفارہ ہو جاتا ہے اور یہ کل جنازہ کی نماز پڑھانے والے کو دیتے ہیں اور حیلہ لینے والے بیٹھ جاتے ہیں اور ہاتھ میں قرآن شریف لے لیتے ہیں اور ایک دعاء بڑی سی پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے قبول کیا۔

الجواب:۔ حیلہ اسقاط مذکور ورثاءِ میت پر واجب نہیں اور ایسی وصیت کو بھی فقہاء نے جائز نہیں رکھا۔ قال فی الدر المختار۔ ونص علیہ فی تبیین المحارم فقال

---

[۱] رد المحتار باب الوتر والنوافل قبیل مطلب فی الصلوٰۃ علی الدابۃ ص ۶۵۳/۱ ج ۱۲ ظفیر۔

لا یجب علی الولی فعل الدور وان اوصی به المیت لانها وصیة بالتبرع والواجب علی المیت ان یوصی بما یفی بما علیه ان لم یضق الثلث عنه فان اوصی باقل وامر بالدور وترك بقیة الثلث للورثة او تبرع به لغیرهم فقد اثم بترك ما وجب علیه[1]۔ فقط۔

صاحب ترتیب پہلے فوت شدہ نمازیں پڑھے گا اگرچہ جماعت ترک ہوجائے

سوال (۱۹۷۶) اگر صاحب ترتیب مسجد میں آوے اور آگے جماعت ہوتی ہو تو کیا کرے۔ آیا جماعت میں شامل ہو جاوے یا اس سے پہلے جو اس کی ایک نماز قضا ہے اس کو پڑھ کر شامل ہو۔

الجواب: صاحب ترتیب اپنی فوت شدہ نماز پہلے پڑھے اگرچہ جماعت ترک ہوجاوے[2]۔ فقط۔

جس کی نمازیں قضا ہیں وہ نماز کس ترتیب سے پڑھے

سوال (۱۹۷۷) ایک شخص کے ذمہ چند نمازیں قضا ہیں اب اس کو فجر کی نماز ادا نہیں ملی بلکہ قضا ہوگئی اب یہ پہلے فجر کی نماز پڑھے یا پہلے قضا شدہ نمازیں پڑھے۔

الجواب: اگر قضا نمازیں سابق کی چھ یا اس سے زیادہ ہیں تو ترتیب اس سے ساقط ہوگئی۔ وہ شخص فجر کی نماز فوت شدہ کو، قبل ادا کرنے فوائت سابقہ کے پڑھ سکتا ہے[3]۔ فقط۔

---

[1] رد المحتار باب قضاء الفوائت مطلب فی اسقاط الصلوٰة عن المیت ص ۶۸۶/۱ ۱۲ ظفیر

[2] الترتیب بین الفرض الخمسة والوتر اداءً وقضاءً لازم الخ فلم یجز فجر من تذکر انه لم یوتر الخ الا اذا ضاق الوقت الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب قضاء الفوائت ص ۶۷۹/۱) ظفیر۔

[3] الترتیب الخ لازم الخ الا اذا ضاق الوقت الخ او نسیت الفائتة او فاتت ستة اعتقادیة (در مختار) یعنی لا یلزم الترتیب بین الفائتة والوقتیة ولا بین الفوائت اذا کانت الفوائت ستا (رد المحتار باب قضاء الفوائت ص ۶۷۹/۱ و ص ۶۸۰/۱) ظفیر۔

بہت سی قضا شدہ نمازوں والا کیسے ادا کرے

سوال (۱۹۴۸) اگر کسی شخص کی بے انتہا نمازیں فوت ہوئی ہیں جس کی تعداد اس کو معلوم نہیں۔ اب اگر وہ شخص صلوٰۃ فائتہ کو ادا کرنا چاہتا ہے ایسی حالت میں اگر وہ تحری کرے یعنی اپنے خیال سے ایک تعداد معین کرے تو کیا یہ ترتیب کے ساتھ ادا کرے گا یا ترتیب کی ضرورت نہ ہوگی۔ اگر ایک ہی وقت میں ایک دن کی پانچوں فائتہ نمازیں پڑھ لی تو جائز ہوگا یا نہیں۔ یعنی نماز وقتی صبح کے پڑھنے کے بعد اب نماز خمسہ جو فوت شدہ ہیں اسی وقت ادا کرنا چاہتا ہے تو یہ صورت جائز ہوگی یا نہیں

الجواب :۔ تحری کرکے جس قدر سنین و شہور و ایام کی نمازیں فوت شدہ تحری میں آویں ان کو قضا کرنا شروع کر دے اور بوقت قضا دل میں نیت اور خیال کرے، یا زبان سے بھی کہدے کہ سب سے پہلے ظہر یا عصر وغیرہ قضا کرتا ہوں۔ اسی طرح پھر دوسرے وقت نیت کرے کیونکہ پہلی نماز قضا ہو جانے کے بعد جو اس کے بعد ہے وہ پہلی فائتہ ہو جاوے گی۔ اور جو صورت سوال میں لکھی ہے کہ ایک دن کی تمام نمازیں فوت شدہ ایک وقت میں پڑھ لیا کرے یہ درست ہے۔ فقط۔

ایک سال کی نماز جس کی قضا ہو اس پر ترتیب لازم نہیں

سوال (۱۹۴۹) ایک شخص کے ذمہ مثلاً ایک سال کی نمازیں قضا پڑھنی ہیں۔ ان نمازوں کے قضا کرنے میں اس پر ترتیب ضروری ہے یا نہیں یعنی ترتیب وار قضا کرے یا جس طرح چاہے۔ اور جب پورے سال کی قضا پڑھ چکے گا تو صاحب ترتیب ہو گا یا نہیں۔ اور کچھ روز تک قضا نماز پڑھی پھر چھوڑ دی تو پھر مابقی کو پڑھے گا یا اول سے۔ اور درمیان میں چھوڑ دینے سے کچھ خرابی تو نہیں ہے۔

الجواب :۔ قضا کرنے میں اس پر کچھ ترتیب لازم نہیں ہے جس طرح چاہے قضا کر لیوے۔[1]

---

[1] ولیلزم الترتیب الخ الا اذا ضاق الوقت الخ او فاتت ستۃ اعتقادیۃ (در مختار) یعنی لا یلزم الترتیب بین الفائتۃ والوقتیۃ ولا بین الفوائت اذا کانت الفوائت ستا الخ (رد المحتار باب قضاء الفوائت ص ۶۸۶ ج ۱۔ ظفیر)

اور جس وقت کل فوائت ادا کرے گا صاحب ترتیب ہو جاوے گا۔ بلکہ جس وقت قضا کرتے کرتے چھ نمازوں سے کم مثلاً پانچ نمازیں اس کے ذمہ رہ جاویں گی اسی وقت ترتیب واجب ہو جاوے گی اور جس قدر نمازیں قضا کریں وہ ہو گئیں۔ اور اگر درمیان میں قضاء پڑھنا چھوڑ دیا اور پھر شروع کیا تو جس قدر بعد قضاء سابق باقی رہیں انہیں کو قضاء کرنا لازم ہے[1] فقط

قصر پڑھتا رہا اگر معلوم ہوا کہ وہ مسافر نہ تھا تو کیا کرے

سوال (۱۹۵۰) کسی شخص نے عرصہ دو یا تین ماہ کا ہوا اس خیال سے کہ وہ مسافر ہے نماز قصر پڑھی بعد کو معلوم ہوا کہ وہ در اصل مسافر نہ تھا تو کیا اب اسے ان نمازوں کی قضاء کرنی ضروری ہے، اگر ہے تو کس طریقہ سے۔

الجواب:- ان نمازوں کو قضاء کرنا ضروری ہے اور طریقہ قضاء کا معروف ہے۔ مثلاً جتنے دنوں کی نماز قصر پڑھی ان کو شمار کرکے وہ سب نمازیں مع وتر کے قضاء کریں[2] اور سنتوں کی قضاء نہیں ہے۔ فقط۔

اگر وقت میں تمام مرتب قضا کی گنجائش نہ ہو تو کیا کرے

سوال (۱۹۵۱) اگر فجر کے وقت

---

[1] ولا یعود لزوم الترتیب بعد سقوطه بکثرتها الفوائت بعود الفوائت الی القلة بسبب القضاء لبعضها علی المعتمد لان الساقط لا یعود وکذا لا یعود الترتیب بعد سقوطه بما فی المسقطات السابقة (درمختار) قوله بسبب القضاء لبعضها کما اذا ترك رجل صلاة شهر مثلا ثم قضاها الا صلاة ثم صلی الوقتیه ذاکرا لها فانها صحیحة اھ بحر. قید بقضاء البعض لانه لو قضی الکل عاد الترتیب عند الکل قوله علی المعتمد هو اصح الروایتین وصححه ایضاً فی الکافی والمحیط والمعراج وغیره وعلیه الفتوی وقیل یعود الترتیب واختاره فی الهدایة وردّه فی الکافی والتبیین وا طال فیه فی البحر (رد المحتار باب قضاء الفوائت ص ۶۸۴/۱) ظفیر [2] جب نماز نہیں ہوئی تو سب قضا میں شمار ہوئیں اور یہ طے ہے کہ قضاء الفرض الخ فرض، (درمختار) ظفیر۔

اتنی گنجائش نہ ہو کہ صاحب ترتیب پانچ قضا نمازیں علی الترتیب قضا کر سکے تو صرف دو ایک کو وقتیہ پر مقدم کر سکتا ہے یا سب کو چھوڑ دے۔

الجواب:۔ جس قدر گنجائش ہو ان کو قضا کرے پھر جب صرف وقتیہ کا وقت رہ جاوے تو وقتیہ کو پڑھے کیونکہ تنگی وقت سے بھی ترتیب ساقط ہو جاتی ہے جیسا کہ کتب فقہ میں مفصلاً مذکور ہے[1]۔ فقط۔

قضا میں ترتیب کا مطلب کیا ہے

سوال (۱۹۵۲) یہ جو کہا جاتا ہے کہ صاحب ترتیب کے ذمہ فوائت اور وقتیہ کے مابین ترتیب فرض ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے۔

الجواب:۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر فوائت کو وقتیہ سے پہلے ادا نہ کرے گا اور قبل قضاء فوائت وقتیہ پڑھیگا تو وہ وقتیہ فاسد ہوگی بفساد موقوف کما ھو مفصل فی کتب الفقہ[2]۔ فقط۔

---

[1] فلا یلزم الترتیب اذا ضاق الوقت المستحب حقیقۃ اذ لیس من الحکمۃ تفویت الوقتیۃ لتدارک الفائتۃ ولو لم یسع کل الفوائت فالاصح جواز الوقتیہ (درمختار) صورتہ علیہ العشاء والوتر مثلاً ثم لم یصل الفجر حتی بقی من الوقت ما یسع الوتر وفرض الصبح فقط ولم یسع الصلوات الثلاث فظاھر کلامھم ترجیح انہ لا تجوز صلاۃ الصبح ما لم یصل الوتر وصرح فی المجتبی بان الاصح جواز الوقتیہ عن البحر لکن قال الرحمتی الذی رأیتہ فی المجتبی الاصح انہ لا تجوز الوقتیۃ اھ قلت راجعت المجتبی فرأیت فیہ مثل ما عزاہ الیہ فی البحر وکذا قال القہستانی جازت وقتیۃ علی الصبح (رد المحتار باب قضاء الفوائت ص ۶۸۶ / ج ۱ ظفیر)

[2] ولو فاتتہ صلوات رتبھا فی القضاء کما وجبت فی الاصل الی ان قال ومن صلی العصر وھو ذاکر انہ لم یصل الظہر فہی فاسدۃ الا اذا کان فی آخر الوقت واذا فسدت الفرضیۃ لا یبطل اصل الصلوۃ عند ابی حنیفہ وابی یوسف الخ ثم العصر یفسد فساداً موقوفاً حتی لو صلی ست صلوات ولم یعد الظہر انقلب الکل جائزاً الخ (ہدایہ باب قضاء الفوائت ص ۱۳۷ / ج ۱ ص ۱۳۹ / ج ۱) ظفیر۔

قضا نمازوں کی ادائیگی کا صحیح طریقہ کیسا ہے

سوال (۱۹۵۳) جو شخص قضاء عمری بالترتیب پڑھتا ہے۔ اسے مغرب اور وتر کی نماز کی قضاء میں چار رکعتیں تین قعدوں کے ساتھ کس حالت میں پڑھنا چاہئے اور تین رکعتوں میں کیوں نہ ادا کرنا چاہئے۔ برہان الفتاویٰ میں ہے یصلیھا اربعًا بثلاث قعدات الکراھۃ تنفل ثلاث رکعات فی القنیہ رکن الدین انحراف یصلی المغرب والوتر اربعًا بثلاث قعدات۔ اس عبارت کا کیا مطلب ہے۔

الجواب:۔ صحیح مذہب یہ ہے کہ جس کے ذمہ نمازیں قضا ہیں وہ ان کا اندازہ کرکے ان نمازوں کو قضا کرے اور مغرب کی تین رکعت حسب قاعدہ پڑھے اور وتر بھی تین رکعت قاعدہ کے موافق پڑھے۔ اور یہ صورت جو برہان الفتاوی سے نقل کی گئی ہے قواعد کے موافق صحیح نہیں ہے۔ باقی مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ تین قعدے اسی طرح کرے کہ دو رکعت کے بعد قعدہ کرے، پھر تیسری رکعت کے بعد بھی قعدہ کرے تاکہ قعدۂ اخیرہ نہ رہ جائے اور پھر بوجہ شبہ نفل کے ایک رکعت چوتھی ملا کر قعدہ کرے۔ اس طرح تین قعدے ہو جاوینگے[۱]

[۱] جس عبارت کا سائل نے مطلب پوچھا ہے وہ توہم اور شبہ والی صورت کا حل ہے مثلاً کسی کو مغرب اور وتر کے قضا یا فاسد ہونے کا یقین نہیں ہے بلکہ محض شبہ ہے، ایسی حالت میں چاہئے تو یہی کہ وہ دوبارہ نہ پڑھے ولا تعاد عند توھم الفساد للنھی، اور نہ اس کی قضا کی ضرورت ہے لیکن اگر کوئی شبہ کی بنیاد پر اس طرح قضاء کرے کہ اگر قضاء ہوئی ہے تو وہ ادا ہوگی، ورنہ وہ نفل ہو جائیگی تو اس صورت میں وتر اور مغرب کی ادائیگی کی شکل یہ ہوگی کہ چار رکعت تین قعدوں کے ساتھ پڑھیگا کیونکہ نفل تین رکعت نہیں ہے۔ دوسرا قعدہ اس لئے کیا کہ یہ مغرب و وتر کے لئے آخری قعدہ ہے۔ اور چوتھی رکعت ملائی اور تیسرا قعدہ اس وجہ سے کیا کہ اگر نفل میں شمار ہو تو درست ہو جائے لا تعاد عند توھم الفساد للنھی وما نقل ان الامام قضی صلاۃ عمرہ فان صح نقول کان یصلی المغرب والوتر اربعا بثلاث قعدات (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الوتر والنوافل قبیل مطلب فی الصلاۃ الدابۃ ص ۶۵۳/۱) ظفیر۔

مگر صحیح یہ ہے کہ اس کی ضرورت نہیں ہے جب کہ واقعی اس کے ذمہ مغرب کی نماز فائتہ اور وتر فائتہ باقی ہیں تو تین رکعت دو قعدہ کے ساتھ پڑھے۔

صرف توبہ سے قضا نمازیں معاف نہیں ہوتیں بلکہ قضا ضروری ہے

سوال (۱۹۵۴) میری عمر اس وقت پچاس سال کی ہے، اڑھائی سال ہوئے میں نے حج فرض ادا کیا تھا، حج کرنے سے پہلے میں نماز کا پابند نہ تھا اس وقت سے توبہ کر کے نماز ادا کر رہا ہوں تو کیا توبہ کرنے سے میری پچھلی نمازیں معاف ہو گئیں یا نہیں۔

الجواب:۔ جو نمازیں قضا ہو گئی ہیں ان کی قضا فرض ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ایک روز کی نماز کو بالترتیب قضا کرتے رہیں اور نیت اس طرح کریں کہ وہ پہلی نماز فجر کی ادا کرتا ہوں جس کا وقت میں نے پایا اور اس کو ادا نہ کیا۔ اسی طرح ظہر کی عصر کی مغرب کی الخ اور حساب کر کے بالغ سے توبہ کے وقت تک جتنے سال یہ نمازیں گذر چکے ہیں ان کی نمازوں کو قضا [illegible] فان اللہ تعالیٰ فی کتابہ مرۃ بعد اخریٰ۔ اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ[1]۔ اقیموا کا صیغہ امر کا صیغہ ہے اور امر مقتضی وجوب ہے لہذا نماز فرض ہو گئی اور جو چیز امر سے فرض ہو جاتی ہے اس سے سبکدوش ہونے کے دو ہی طریقے ہیں۔ تسلیم عین واجب یا اپنی طرف سے مثل واجب کے تسلیم سے، اپنے ذمہ سے اس واجب کو ساقط کرنے سے کما قالوا فی حکم الواجب بالامر انہ نوعان اداء وھو تسلیم عین الواجب بسببہ الی مستحقہ وقضاء وھو اسقاط الواجب بمثل من عندہ[2] (حسامی) توبہ سے یا حج سے معاصی معاف ہوتے ہیں فرائض معاف نہیں ہوتے، جیسے اگر کسی نے حج کیا یا توبہ کر لی تو قرضہ مثل کا قرض ایسا ہی اس کے ذمہ واجب ہے جیسے کہ پہلے تھا اسی طرح حقوق اللہ سے بھی جو قرض ہے وہ بھی ادا کرنے سے ہی ادا ہو گا۔ بلکہ یہاں تک علماء نے لکھا ہے کہ توبہ سے نمازوں کی تاخیر کی معصیت معاف ہو گی اور فوراً ادا کرنا لازم ہوتا ہے حتیٰ کہ اگر پھر

---

[1] بقرہ-۱۳- [2] تفسیر حسامی ۲۴-

قضا کرنے میں تاخیر کی تو از سر نو گنہگار ہوگا قال فی الشامیہ قال الترمذی ہو مخصوص بالمعاصی المتعلقۃ بحق اللہ تعالیٰ لا العباد ولا یسقط الحق نفسہ بل من علیہ صلوٰۃ یسقط عن اثم تاخیرہا لا نفسہا فلو اخرہا بعدہ تجدد اثمہ اخرہ ثم قال بعد اسطر نقلاً عن البحر فلیس معنی التکفیر کما یتوہمہ کثیر من الناس ان الدین یسقط عنہ وکذا قضاء الصلوٰۃ والصوم والزکوٰۃ اذ لم یقل احد بذلک ا ھ ص ۲۷۶/۲ فقط۔

فوائت کثیرہ کی ادائیگی کے لئے تراویح چھوڑنا درست نہیں

سوال (۱۹۵۵) فی زمانہ بسوئی انحطاط ایسے لوگوں کی تعداد بکثرت ملتی ہے جن کے ذمہ نمازہائے فریضہ فائتہ کی تعداد بہت زیادہ واجب الادا ہے اور ان کے ادا کی کوئی صورت نہیں ہوتی تو کیا ماہ رمضان بجائے تراویح کے فائتہ نمازوں کو بمعہ جماعت پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ یہ صورت جائز نہیں ہے۔ تراویح کو حدا گانہ اسی اہتمام و نظم سے بجماعت تراویح ادا کرنا چاہئے کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس کی بہت تعریف فرمائی ہے اور خود بھی عمل فرما کر اسوۂ حسنہ جاری فرما دیا۔ پس اس طریق و فعل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم و طریقہ صحابہ کرام کو اسی طرح اسی کیفیت اور اسی نیت کے ساتھ جاری رکھنا چاہئے اور شریعت غرا میں اس قسم کے تغیرات کو خیال میں نہ لانا چاہئے کہ یہ نہایت قبیح امر ہے اور مصادم سنت ہے اور احداث فی الدین ہے جس کے بارہ میں وعید من احدث فی امرنا ہذا مالیس منہ فہو رد[1] کافی ہے اعاذنا اللہ تعالیٰ من مثل ہذہ الوساوس الشیطانیۃ والھواجس النفسانیۃ۔ جس کے ذمہ قضا فرائض ہے وہ خود اس کا ذمہ دار ہے اور اگر اس کو خوف خدا تعالیٰ ہے اور شریعت غرا کا تابع ہے تو وہ خود فوائت کو وقتاً فوقتاً ادا کرے گا۔ باقی یہ جائز نہیں ہے کہ اس کے فوائت کی رعایت کی وجہ سے تراویح جیسی سنت مؤکدہ

[1] مشکوٰۃ باب الاعتصام بالسنۃ ص ۲۷۔ ۱۲ ظفیر۔

اور شعار رمضان المبارک کو متغیر کر دیا جاوے اور گویا ایک امر مشروع کو جس کو احادیث کثیرہ میں مستقل طور سے نہایت اہتمام سے بیان فرمایا گیا ہے اور اس کے فضائل بیان فرمائے گئے ہیں، متروک و مبدل کر دیا جاوے اس قسم کا خیال بھی اہل اسلام سے مستبعد معلوم ہوتا ہے[1] فقط

فوائت کثیرہ کی ادائیگی کے زمانہ میں اگر کوئی نماز فوت ہو جائے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۹۵۶) جب کہ قضائے عمری کا سلسلہ ادائیگی شروع ہوا اور اتفاقاً کوئی نماز بعد نماز قضائے عمری قضا ہو جاوے تو کس سلسلہ سے ادا کروں آیا پہلے وقتی یا قضاء۔

قضائے عمری کی نمازیں قرأت کا کیا حکم ہے

سوال (۱۹۵۷) قضائے عمری کی تمام رکعات بھری پڑھے یا دو خالی اور دو بھری۔

الجواب:۔ اس میں ترتیب ضروری نہیں ہے اگر وقتی نماز کے وقت میں گنجائش ہے تو ہر دو قضاء کی نمازوں کو وقتی سے پہلے بھی پڑھ سکتا ہے اور بعد میں بھی اور دونوں قضاء میں یعنی قضاء حال اور قضاء عمری میں جس کو چاہے پہلے پڑھے اور جس کو چاہے پیچھے[2]۔

(۲) دو بھری اور دو خالی پڑھنی چاہیئے۔ البتہ جس وقت بہت سی نمازیں قضاء پوری ہو جاویں اور آئندہ کو محض شبہ رہے کہ قضاء نماز ذمہ ہے یا نہیں اس وقت چاروں بھری پڑھے[3] اور عشاء کے ساتھ وتر کی قضاء بھی لازم ہے۔ فقط۔

---

[1] التراویح سنة مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين للرجال والنساء جميعا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الوتر والنوافل مبحث صلاة التراويح ص ۶۵۹/۱) ظفیر [2] فلا يلزم الترتيب اذا ضاق الوقت الخ او نسيت الفائتة الخ او فاتت ست اعتقادية الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب قضاء الفوائت ص ۶۸۶/۱) ظفیر

[3] اس لئے کہ نفل کی تمام رکعتوں میں قراءت ہے ونفرض القراءة عملاً في ركعتي الفرض مطلقا الخ وكل النفل۔

(الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۴۴/۱) ظفیر

فوائت ادا کرنا ضروری ہیں مگر نوافل چھوڑنے کی ضرورت نہیں

سوال (۱۹۵۸) اگر کسی شخص کی دس سال کی نماز چھوٹ گئی اب اس نے توبہ کر لی ہے اور پنجگانہ نماز ادا کرتا ہے اور فرائض و سنن کے علاوہ وتر و تہجد بھی ادا کرتا ہے کیا اسی طرح سنن اور وتر و تہجد پڑھتا رہے یا ان کو چھوڑ کر اس وقت کو گذشتہ دس سال کی فوت شدہ نمازوں کے پڑھنے میں صرف کرنا چاہئے۔

الجواب:۔ جو کچھ کرتا ہے یہ بھی کرتا رہے اور فارغ وقت میں فوائت کی قضا کرے مثلاً روزانہ چند نمازوں کی قضاء کا اہتمام کرے اور اگر اور وقت نہ ہو تو پھر سنن اور تہجد سے مقدم فوائت کا قضاء کرنا ہے۔ اس وقت کو بھی اس میں صرف کرے[1] لیکن وتر کو ترک نہ کرے۔ فقط۔

نماز عصر و فجر کے بعد فوائت کی ادائیگی درست ہے یا نہیں

سوال (۱۹۵۹) فوت شدہ نمازوں کی قضا بعد نماز عصر و فجر جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو اس حدیث لاصلوٰۃ بعد الفجر حتی تطلع الشمس ولاصلوٰۃ بعد العصر حتی تغیب الشمس کا کیا مطلب ہے۔

الجواب:۔ قضاء فائتہ بعد صلوٰۃ العصر والفجر جائز ہے اور حدیث لاصلوٰۃ بعد الفجر حتی تطلع الشمس ولاصلوٰۃ بعد العصر حتی تغیب الشمس میں نہی نوافل پر محمول ہے[2]۔ فی الحدیث

---

[1] ای کل صلوٰۃ فاتت عن الوقت بعد وجوبها فیه یلزمه قضاءها، سواء ترك عمدا او سهوا، او بسبب نوم وسواء کانت الفوائت کثیرۃ او قلیلة (عالمگیری مصری باب قضاء الفوائت ص ۱۱۳ ج ۱) ظفیر

[2] ویکره ان یتنفل بعد الفجر حتی تطلع الشمس وبعد العصر حتی تغرب لما روی انه علیه السلام نهی عن ذالك ولاباس بان یصلی فی هذین الوقتین الفوائت ویسجد للتلاوۃ ویصلی علی الجنازۃ لان الکراهة کانت لحق الفرض لیصیر الوقت کالمشغول به لا لمعنی الوقت فلم تظهر فی حق الفرائض وفیما وجب بعینه الخ۔

(ہدایہ فصل فی الاوقات التی تکرہ فیها الصلوٰۃ ص ۸۱ ج ۱ و ص ۸۲ ج ۱) ظفیر

من نام عن صلوٰۃ او نسیہا فلیصلہا اذا ذکرھا فان ذلک وقتہا فان اللہ تعالیٰ قال اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم۔ فقط

صاحب ترتیب جمعہ کے پہلے قضا ادا کرے

سوال (۱۹۶۰) جمعہ کے دن ایک شخص کی نماز صبح قضا ہوگئی۔ وہ جمعہ کی نماز کے لئے جامع مسجد پہنچا تو خطبہ ہورہا تھا۔ اور وہ شخص صاحب ترتیب نہیں ہے یا صاحب ترتیب ہے تو نماز صبح کس وقت ادا کرے۔

الجواب:۔ صاحب ترتیب کے لئے ضروری ہے کہ پہلے نماز صبح کی قضا کرے کیونکہ صبح کی نماز ادا کئے بغیر اس کا جمعہ صحیح نہ ہوگا۔ اور جو صاحب ترتیب نہیں اس پر خطبہ کا سننا ضروری ہے اس کو جمعہ سے فراغت کے بعد نماز صبح ادا کرلینی چاہئے۔ درمختار میں ہے فلا قضاء فائتۃ لم یسقط الترتیب بینہما وبین الوقتیہ فانہا لا تکرہ (قولہ لا تکرہ) بل یجب فعلہا شامی لضرورۃ صحۃ الجمعۃ والا لا (قولہ والا لا) ای وان سقط الترتیب تکرہ[۲]۔ شامی۔ فقط

قضاء عمری کا جو طریقہ مروجہ بعض کتابوں میں منقول ہے ثابت نہیں

سوال (۱۹۶۱) از کتاب انیس الارواح ص ۲۴ مجلس ۱۳۔ فرمایا کہ امیر المومنین علیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سے روایت فرمائی ہے کہ جس شخص کی نمازیں اتنی قضا ہوگئی ہوں کہ اس کو یاد نہ ہوں پس دوشنبہ کی رات کو پچاس رکعت نماز ادا کرے اور ہر رکعت میں ایک دفعہ سورۃ فاتحہ اور ایک دفعہ سورہ اخلاص پڑھے تو خدا تعالیٰ اس کی گذشتہ نمازوں کا کفارہ کرتا ہے۔ یہ صحیح ہے شرعاً یا نہیں۔

الجواب: مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ احادیث وفقہ سے یہ ثابت ہے کہ جس قدر نمازیں قضا ہوں ان سب کی قضا کرنی چاہئے اور اگر قضا نمازیں یاد نہ ہوں کہ کس قدر ہیں تو ان کے بارہ میں یہ حکم ہے کہ اندازہ کرے کہ اس قدر نمازیں میرے ذمہ ہیں اسقدر قضا کرے[۳]

---

[۱] مشکوٰۃ باب تعجیل الصلوٰۃ فصل اول ص ۶۱ ۱۲ ظفیر۔ [۲] ردالمحتار باب الجمعۃ ص ۷۶۸/۱ ۱۲ ظفیر۔ [۳] وقضاء الفرض فرض (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ص ۶۹۸/۱ ۱۲ ظفیر۔

اور جو روایت آپ نے کتاب انیس الارواح سے نقل کی ہے اس کی کچھ اصل اور سند معلوم نہیں ہے اور نہ یہ کہ یہ روایت حدیث کی کس کتاب میں ہے اور یہ روایت اگر ثابت ہو جائے تو اس پر محمول ہے کہ جس قدر نمازیں فوت شدہ اس کو یاد ہوں ان کو قضاء کرے اور جو نمازیں لاعلمی سے رہ جائیں ان کے لئے عمل مذکور کرے۔ فقط۔

ایک وقت میں جتنی قضا چاہے ادا کر سکتا ہے

سوال (۱۹۶۲) اگر کسی شخص کی چار یوم کی نماز قضا ہو جائے تو ایک وقت میں ادا کر سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ چار دن کی فوت شدہ نمازیں ایک دن میں قضاء کر سکتا ہے فقط۔

قضاء شدہ نمازوں کی ادائیگی کے لئے سنن مؤکدہ نہ چھوڑے

سوال (۱۹۶۳) ایک شخص کی اکثر نمازیں قضا ہو گئیں اب اگر وہ ادا کرنا چاہے تو سنتوں میں فرض فوت شدہ کی نیت کر سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ فوت شدہ نمازوں کو علیحدہ بہ نیت قضاء ادا کرے۔ سنن مؤکدہ میں نیت نہ کرے[1]۔ البتہ اگر نوافل کو چھوڑ کر فوت شدہ نمازوں کو قضاء کرے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے[2]۔

قضا نمازوں میں اس وقت ترتیب نہیں جب وہ صاحب ترتیب نہ ہو

سوال (۱۹۶۴) قضا نمازوں کی ادا اگر ترتیب سے نہ کرے تو جائز ہے یا نہیں۔

---

[1] وسن مؤکدا اربع قبل الظہر الخ (در مختار) مؤکدا ای استنانا مؤکدا بمعنی انہ طلب طلبا مؤکدا زیادۃ علی بقیۃ النوافل ولہذا کانت السنۃ المؤکدۃ قریبۃ من الواجب فی لحوق الاثم کما فی البحر ویستوجب تارکہا التضلیل واللوم (رد المحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی السنن والنوافل ص ۶۳۰ ج ۱) ظفیر

[2] اما المستحب والمندوب فینبغی ان لا یکرہ ترکہ اصلا (رد المحتار باب صفۃ الصلوۃ مما یکرہ فیہا مطلب فی بیان السنۃ والمستحب الخ ص ۶۱۱ ج ۱) ظفیر۔

الجواب: ۔ غیر صاحب ترتیب کو یہ جائز ہے کہ جس طرح چاہے غیر مرتب ادا کرے[1]

عشاء کی نماز جو قضاء ہے اس کے یاد رہتے ہوئے صبح کی نماز نہیں ہوگی

سوال (۱۹۶۵) ایک شخص نے عشاء کی نماز ترک کردی اب اس نے صبح کی نماز پڑھی اور عشاء کی نماز جو اس کے ذمہ تھی نہیں پڑھی۔ اس صورت میں اس کی صبح کی نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب: ۔ صاحب ترتیب اگر ایسا کرے تو اس کی صبح کی نماز بھی نہ ہوگی چاہیے کہ پہلے عشاء کی نماز پڑھے پھر صبح کی نماز پڑھے[2]۔ فقط (البتہ اگر وقت تنگ ہو اور گنجائش نہ ہو تو صرف وقتی نماز پڑھ لے اور قضا بعد میں ادا کرے۔ کما فی الدر المختار۔ فلا یلزم الترتیب اذا ضاق الوقت المستحب۔ ظفیر)

مغرب کے وقت میں ظہر و عصر کی قضا پہلے کیسے ادا کرے

سوال (۱۹۶۶) اگر خالی عصر کی، یا ظہر و عصر دونوں نمازیں قضا ہیں۔ عصر مغرب کے وقت ان تینوں نمازوں کو کس طرح ادا کرے جب کہ مغرب کا وقت نماز کے لئے تھوڑا ہے۔ اگر قضا ہوئی نمازوں کو مقدم کرتا ہے تو نماز مغرب کا وقت بھی ہاتھ سے جاتا ہے۔ کس طرح ترتیب جائز ہے۔ اور نیز جب کہ یہ جائز ہے کہ اگر چار یا پانچ نمازوں کی قضا میں ترتیب نہ دے تو جس وقت میں جو نماز وقت کی پڑھے گا نفل شمار ہوگی۔

الجواب: ۔ مغرب کا وقت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قریب ڈیڑھ گھنٹے کے رہتا ہے پس ظہر و عصر کو اول قضا کر کے پھر مغرب کی نماز بھی وقت میں پڑھے۔ اور مسئلہ یہ بھی ہے کہ اگر وقتیہ نماز کا وقت تنگ ہو جاوے کہ سوائے وقتیہ کے قضا کی گنجائش نہ رہی تو پھر ترتیب

---

[1] فلا یلزم الترتیب اذا ضاق الوقت او نسیت الفائتة او فاتت ست اعتقادیة الی دخول وقت السادسة (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب قضاء الفوائت ص۶۸۰) ظفیر۔

[2] الترتیب بین الفروض الخمسة والوتر اداء وقضاء لازم الخ فلم یجز فجر من تذکر انه لم یوتر لوجوبه عنده الخ (ایضا ص۶۷۹ ج۱) ظفیر۔

ساقط ہوجاتی ہے اس حالت میں وقتیہ پہلے پڑھے اور قضاء بعد میں پڑھے[1]۔

چند قضائیں ایک وقت میں ادا کرنا درست ہیں یا نہیں

سوال (۱۹۶۷) چند نمازیں قضا ایک وقت میں پڑھ لینی جائز ہیں یا نہیں۔

(۲) قضا نمازوں میں سے وتر اور عشاء ایک ہی وقت میں پڑھنے ضروری ہیں یا ایک وقت عشاء اور ایک وتر پڑھے۔

الجواب:- جائز ہیں[2]۔ (ایک وقت میں کئی وقتوں کی قضا نمازیں ادا کرنی درست ہیں۔ ظفیر)

(۲) علیحدہ علیحدہ بھی قضا کر سکتا ہے۔ ایک وقت میں قضا کرنا ضروری نہیں ہے۔

فوت شدہ دس بیس سال کی نمازیں کس طرح ادا کرے

سوال (۱۹۶۸) ایک شخص پابندی کے ساتھ پنجوقتی نماز ادا کرتا تھا بعض کو نماز گنڈے دار ادا کرتا رہا یعنی کبھی پڑھی کبھی نہ پڑھی اس صورت کی اندازاً تمام نمازیں دس یا بیس سال کی فوت ہوئیں۔ اب ان کے ادا کرنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔

الجواب:- جب مدت تک اس نے اہتمام نماز کا ترک کر دیا تھا کبھی پڑھتا تھا کبھی نہ پڑھتا تھا۔ اس تمام زمانہ کی نمازوں کو قضاء کرنا چاہئے۔ سہل صورت اس کی یہ ہے کہ ہر ایک فرض وقتی کے ساتھ وہی نماز قضاء کی نیت سے پڑھ لیا کرے اگر دس برس تک نمازیں

---

[1] الترتیب بین الفروض الخمسة والوتر اداء وقضاء لازم الخ فلم یجز فجر من تذکر انه لم یوتر الا اذا ضاق الوقت المستحب اذا نسیت الفائتة الخ او فاتت ست اعتقادیة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب قضاء الفوائت ص ۶۷۹ ج ۱) ظفیر

[2] لانه علیه السلام اخرها یوم الخندق (در مختار) وذالک ان المشرکین شغلوا رسول الله صلی الله علیه وسلم عن اربع صلوات یوم الخندق حتی ذهب من اللیل ما شاء الله تعالی فامر بلالا فاذن ثم اقام فصلی الظهر ثم اقام فصلی العصر ثم قام فصلی المغرب ثم اقام فصلی العشاء (رد المحتار باب قضاء الفوائت ص ۶۷۶ ج ۱) ظفیر۔

ترک کی تھیں تو دس برس تک ہر ایک نماز کے ساتھ ایک نماز قضا کر لیا کرے[1]۔

قضا نماز کے لئے اذان و تکبیر ہے یا نہیں

سوال (۱۹۶۹) زید قضا نمازوں کو مسجد میں آہستہ اذان و تکبیر کہہ کر اس نیت سے ادا کرتا ہے۔ مثلاً چار رکعت فرض ظہر پڑھتا ہوں۔ اس صورت میں اذان و تکبیر کہنے کا کیا حکم ہے۔ اور وتر کے لئے اذان و تکبیر کہی جاوے یا نہیں۔

الجواب:۔ جو نماز تنہا مسجد میں قضا کرے تو اس کے لئے اذان و اقامت مشروع نہیں ہے[2] اور نیت مذکورہ سے قضا نماز ہو جاتی ہے۔ اور وتر کے لئے بھی اذان و اقامت نہیں ہے[3]۔

ایک شخص کی بہت دنوں کی نمازیں قضا ہیں اگر وہ سنت کی جگہ فرض کی قضا پڑھا کرے تو یہ کیسا ہے

سوال (۱۹۷۰) ایک شخص کی بہت برسوں کی نمازیں قضا ہیں۔ اب اگر وہ بجائے سنن کے قضا نمازیں ادا کرے تو کیا حکم ہے۔ قضا نماز افضل ہے یا سنن و نفلیہ۔

جس وقت کی قضا ہوا اسے اسی وقت ادا کرنا ضروری نہیں ہے

سوال (۱۹۷۱/۲) جس وقت کی نماز قضا ہے اس کو اسی وقت میں پڑھے یا مثلاً ظہر کو عشاء میں اور عشاء کو ظہر میں پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ (۱) وقتیہ سنن مؤکدہ کو نہ چھوڑنا چاہئے اور فوائت کو اوقات فارغہ میں ادا کرنا چاہئے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ادائے فوائت اہم ہے لیکن اگر دونوں کام ہو سکیں

---

[1] ولو فاتته صلوات رتبها فی القضاء (الی قولہ) لان النبی علیہ السلام شغل عن اربع صلوات یوم الخندق فقضاهن مرتبا (ہدایہ باب قضاء الفوائت ص ۱۳۷/۱) ظفیر

[2] ویؤذن ویقیم لفائتة رافعا صوته لو بجماعة (ای فی غیر المسجد) او صحراء لا لبیته منفردا او لا فیما یقضی من الفوائت فی مسجد لان فیه تشویشا وتغلیطا ویکره قضاءها فیه لان التاخیر معصیة فلا یظهرها (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الاذان ص ۳۶۲/۱ و ص ۳۶۳/۱) ظفیر

[3] وهو سنة مؤکدة للفرائض فی وقتها ولو قضاء لا لغیرها کعید (در مختار) ای و وتر و جنازة الخ (رد المحتار باب الاذان ص ۳۵۶/۱) ظفیر

کہ فوائت بھی پڑھے اور سنن مؤکدہ کو بھی نہ چھوڑے تو یہ بہتر ہے۔

فجر، مغرب اور عشاء کی قضاء میں قراءۃ جہری کر سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۹۷۲) فجر اور مغرب اور عشاء کی قضاء میں جہراً قرارت پڑھ سکتا ہے۔

الجواب:۔ اگر ان ہی اوقات میں قضاء کرے تو جہراً پڑھ سکتا ہے۔ اگر دن کو قضاء کرے تو نہیں پڑھ سکتا۔[1]

اگر کئی برس کی نماز قضا ہو اور ادا کرنے کا موقع نہ ہو تو کیا کرے

سوال (۱۹۷۳) اگر دو تین برس کی نماز قضا ہو اور اب موقع ادا کرنے کا نہ ملتا ہو تو اس سے چھٹکارا پانے کی کونسی شکل ہے

الجواب:۔ سہل صورت اس کی یہ ہے کہ ہر ایک نماز کے ساتھ وہی نماز قضا کرے۔ جس قدر برسوں کی نماز فوت ہوئی ہو اتنے برسوں تک ہر ایک نماز کے ساتھ وہی نماز جو قضا ہوئی ہو قضا پڑھے۔ بدون قضا کے کوئی صورت سبکدوشی کی نہیں۔ فقط۔

صبح و عصر کی نماز کے بعد قضا نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۹۷۴) صبح کی نماز اور عصر کی نماز کے بعد قضا نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ پڑھ سکتا ہے۔[2]

رمضان کے اخیر جمعہ میں قضاء عمری کا رواج ثابت نہیں

سوال (۱۹۷۵) رمضان شریف کے آخر جمعہ میں قضا عمری برار میں پڑھی جاتی ہے وہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ رمضان شریف کے آخر جمعہ میں قضاء عمری بطریق مخصوص پڑھنا

---

[1] ویجہر الامام فی الفجر و اولی العشائین اداءً و قضاءً الخ ویخیر المنفرد فی الجہر ان ادیٰ الخ و یخافت المنفرد حتماً ان قضی الجہریۃ فی وقت المخافتۃ کان صلی العشاء بعد طلوع الشمس علی الاصح (الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی القراءۃ ص ۴۹۷ ج ۱) معلوم ہوا کہ حکم مذکور منفرد کے لئے لکھا گیا ہے ۱۲ ظفیر

[2] (وکرہ نفل) بعد صلوٰۃ فجر و عصر ولا یکرہ قضاء فائتۃ ولو وتراً الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ص ۳۴۸ ج ۱) ظفیر۔

پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ شامی میں ہے کہ امام صاحب کی طرف اس کو منسوب کرنا صحیح نہیں ہے اور فخر الاسلام اور قاضی خاں سے اس کی کراہت نقل کی ہے لہذا اس کو چھوڑنا چاہئے[۱]۔ فقط

قضا نماز باجماعت پڑھنا کیسا ہے

سوال (۱۹۷۶) قضا نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب:۔ مسنون ہے[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نماز قضا کا کفارہ کیا ہے

سوال (۱۹۷۷) اگر صاحب ترتیب سے نماز قضا ہو جاوے تو اس کے لئے کیا کفارہ ہے۔

الجواب:۔ کفارہ اس کا یہی ہے کہ اس نماز کو پڑھ لیوے اور صاحب ترتیب کو ترتیب ضروری ہے کہ وقتیہ سے پہلے پڑھے[۳]۔ فقط۔

قضائے فوائت

سوال (۱۹۷۸) ایک شخص کی تین چار سال کی نمازیں اس طرح قضاء ہوئیں کہ کسی روز عصر کی نہ پڑھی اور کسی روز ظہر کی نہ پڑھی تو ادائیگی کیا ہوگی؟۔

الجواب:۔ ظن غالب کے موافق ان نمازوں کو قضاء کرے۔ فقط۔

صاحب ترتیب کا حکم

سوال (۱۹۷۹) مغرب کی نماز قضاء ہوگئی عشاء پڑھ لی تو اب مغرب کی نماز پڑھ کر دوبارہ سنت پڑھے یا مغرب کی نماز بعد میں پڑھے۔ اور عشاء کی نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر وہ صاحب ترتیب ہے تو اس کی عشاء کی نماز نہیں ہوئی، مغرب

---

[۱] وما نقل ان الامام قضی صلاۃ عمرہ الخ (درمختار) والجواب اولاً انہ لم یصح نقل ذالک عن الامام الخ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۵۳/۱) ظفیر۔

[۲] جاء فی حدیث لیلۃ التعریس" وامر بلالاً فاقام الصلوٰۃ فصلی بہم الصبح فلما قضی الصلاۃ قال من نسی الصلاۃ فلیصلہا اذا ذکرہا" رواہ مسلم (مشکوٰۃ ص ۶۷) ظفیر

[۳] من فاتتہ صلاۃ قضاہا اذا ذکرہا وقدمہا علی فرض الوقت الخ (ہدایہ ص ۱۳۷/۱) ظفیر

پڑھ کر عشاء کے فرض پھر پڑھے اس کے بعد سنت و وتر ادا کرے[1]۔ فقط۔

قضا نمازوں کا کفارہ

سوال (۱۹۸۰) اگر کسی سے نمازیں قضا ہوئیں اور وہ شخص مرگیا ہو اور مرتے وقت اپنے وارثوں سے کہا گیا ہو کہ میری جو نمازیں قضا ہوئی ہیں ان کے کفارہ میں ایک جلد قرآن شریف کسی طالب علم کو دیدیجیو۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور سجدۂ تلاوت کا کفارہ ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر متوفی مالدار تھا اور اس نے وصیت ادا ر کفارۂ نماز وغیرہ کی ہے تو اسکے مال تہائی میں سے کفارہ نماز وغیرہ کا ادا کیا جاوے۔ ایک جلد قرآن شریف کے دینے سے نمازوں کا کفارہ ادا نہیں ہوسکتا۔ یہ کہنا اس کا لغو ہے[2]۔ اور علامہ شامی نے کہا ولا رواية فی سجدة التلاوة ای والصحيح انه لايجب الخ۔ پس معلوم ہوا کہ سجدۂ تلاوت کا کفارہ نہیں ہے۔ فقط۔

اسقاط کا مسئلہ

سوال (۱۹۸۱) اسقاط کا حیلہ جو میت کے لئے کیا جاتا ہے اس کا ثبوت شرعاً بھی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ کچھ نہیں[3]۔ فقط۔

قضاء الفوائت

سوال (۱۹۸۲) ایک شخص کی پانچ یا چھ نمازیں برابر قضا ہوگئیں اب اگر وہ وقتیہ نماز پڑھے تو ہوسکتی ہے یا نہ؟۔

---

[1] ومن صلى العصر وهو ذاكر انه لم يصل الظهر فهي فاسدة الا اذا كان في آخر الوقت وهي مسئلة الترتيب (هدايه قضاء الفوائت ص ۱۳۹ ج ۱) ظفير۔ [2] اذا مات الرجل وعليه صلوات فائتة فاوصى بان يعطى كفارة صلواته يعطى لكل صلوٰة نصف صاع من بر وللوتر نصف صاع وللصوم يوم نصف صاع من ثلث ماله (عالمگیری کشوری ص ۱۲۳ ج ۱) ظفير۔ [3] والواجب على الميت ان يوصى بما يفي بما عليه ان لم يضق الثلث عنه فان اوصى باقل وامر بالدور وترك بقية الثلث للورثة او تبرع به لغيرهم فقد اثم بترك ما وجب عليه (رد المحتار باب قضاء الفوائت مطلب فى بطلان الوصية بالختمات والتهاليل ص ۶۸۶ ج ۱) ظفير۔

الجواب: چھ نمازیں اگر قضا ہو گئی ہیں تو وہ وقتیہ نماز ہو جاوے گی اور اگر اس سے کم ہیں تو جب تک ان فوائت کو قضا نہ کرے گا وقتیہ نماز نہ ہوگی یعنی فساد موقوف کے ساتھ[1] فقط

صاحب ترتیب کس کو کہتے ہیں

سوال (۱۹۸۳) صاحب ترتیب بابت نماز کسکو کہتے ہیں؟

الجواب: صاحب ترتیب اس کو کہتے ہیں کہ اس کے ذمہ چھ نمازیں قضا نہ ہوئی ہوں، جو نماز قضا ہوئی بھی ہو اس کو ادا کر لیا ہو وہ صاحب ترتیب ہے یعنی اس کو لازم ہے کہ اگر نماز قضا ہو تو اس کو وقتیہ سے پہلے پڑھے[2]۔ فقط۔

قضا فوراً ادا کرے

سوال (۱۹۸۴) ایک شخص کو سوتے سوتے دن نکل آیا اس نے اٹھتے ہی فوراً قضا نماز پڑھ لی چنانچہ دوسرے روز بھی سوتے ہوئے دن نکل آیا مگر اس روز اس نے صبح کی نماز ظہر کے ساتھ پڑھی۔ سونے میں نماز کو تاخیر یا قضا ہو جاوے تو فوراً ہی پڑھنی چاہئے یا دیر کر؟

الجواب: جس وقت آنکھ کھلے اگر وہ وقت نماز کی کراہت کا نہیں ہے تو فوراً اسی وقت نماز قضا پڑھنی چاہئے دوسرے دن جو قضا میں تاخیر کی کہ ظہر کے وقت پڑھی یہ اچھا نہیں کیا[3]۔ فقط۔

قضائے عمری

سوال (۱۹۸۵) قضائے عمری احتیاطاً پڑھنا کیسا ہے؟۔

الجواب: قضاء عمری علی توہم الفساد پڑھنا امام صاحب سے ثابت نہیں۔ اور

---

[1] ولو فاتتہ صلوات رتبہا فی القضاء کما وجبت فی الاصل (الی قولہ) الا ان یزید الفوائت علی ستۃ صلوات لان الفوائت قد کثرت فتسقط الترتیب فیما بین الفوائت الخ (باب قضاء الفوائت ہدایہ ص۱۳۷) ظفیر۔

[2] ولو فاتتہ صلوات رتبہا فی القضاء کما وجبت فی الاصل (الی قولہ) الا ان یزید الفوائت علی ستۃ صلوات لان الفوائت قد کثرت فتسقط الترتیب الخ (ہدایہ باب قضاء الفوائت ص۱۳۷) ظفیر۔

[3] من فاتتہ صلوٰۃ قضیٰ اذا ذکرہا وقدمہا علی فرض الوقت (ہدایہ باب قضاء الفوائت ص۱۳۷) ظفیر۔

صحیح یہ ہے کہ مکروہ ہے پس جب اصل ہی ثابت نہیں تو اس پر دیگر تفریعات صحیح نہ ہوں گی اور ایسے موقعہ پر کمال و نقصان سے بحث فضول ہے[1]۔ ثبت العرش ثم نقش۔ فقط۔

قضائے عمری کی ادائیگی

سوال (۱۹۸۹) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ نماز قضاء عمری پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟ فرائض پنجگانہ سے پہلے پڑھے یا بعد میں؟ اور اس قدر پابندی کرنا کہ خواہ جماعت ہوتی رہے جب تک قضائے عمری نہ پڑھ لے جماعت میں شامل نہ ہوئے کیسا ہے؟۔

الجواب: جس قدر نمازیں قضا ہوئی ہیں ان کو جس طرح چاہے ادا کرے کیونکہ وہ صاحب ترتیب نہیں ہے خواہ وقتیہ سے پہلے پڑھا کرے یا بعد میں یا ایک وقت میں پانچوں نمازیں مع الوتر روزانہ پڑھتا رہے جماعت کو نہ چھوڑے بلکہ جماعت سے قبل پڑھ لیا کرے یا بعد میں پڑھا کرے۔ فقط۔

(ولا یعود لزوم الترتیب بعد سقوطہ بکثرتہا ای الفوائت بعود الفوائت الی القلۃ بسبب القضاء لبعضہا علی المعتمد لان الساقط لا یعود وکذا لا یعود الترتیب بعد سقوط بباقی المسقطات السابقۃ من النسیان والضیق ۸۱ - درمختار)[2]

بطور شک جو قضا نمازیں پڑھی جائیں وہ کیا ہوں گی

سوال (۱۹۰۷) اگر نماز چاشت یا تہجد کے وقت نماز قضاء عمری پڑھے اور وہ شخص بطور شک کے قضا پڑھتا ہے حالانکہ اس کے ذمہ یقیناً کوئی نماز فرض نہیں تو یہ نماز چاشت یا تہجد ہوگی یا نفل ہوگی؟ اور اگر

---

[1] فی العتابیۃ عن ابی نصر رح فیمن یقضی صلوات عمرہ من غیر ان فاتہ شئ یرید الاحتیاط فان لاجل النقصان والکراہۃ فحسن وان لم یکن لذلک لا یفعل (عالمگیری کشوری ص $\frac{123}{1}$ تخفیر) ۲ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب قضاء الفوائت ص $\frac{684}{1}$ ۱۲ ظفیر۔

نماز مغرب قضا کی تو تین رکعت نفل ہونے سے تو کوئی خرابی نہ ہوگی۔

کسی نے قضا فجر پڑھی حالانکہ اسکے ذمہ قضا نہ تھی تو کیا حکم ہے

سوال (۱۹۸۸/۲) بعد عشاء چار رکعت نماز سنت ہیں دو مؤکدہ دو غیر مؤکدہ پس اگر کسی شخص نے دو مؤکدہ پڑھیں اور دو فجر کے فرض کی قضا تو اس کے ذمہ فجر کی قضا واقع میں نہ ہو تو وہ چاروں سنت ہوں گی؟ اگر ایسا ہے تو فرمائیے ان کا ایک سلام کے ساتھ تو پڑھنا ضروری نہیں ہے؟ فقط۔

الجواب: ۔ کچھ اختلاف نہیں اور قضاء مغرب میں اس احتمال سے کچھ کراہت نہ ہوگی (فی العالمگیریة ص ۱۱۶ ج ۱ عن ابی نصر رحمه الله فیمن یقضی صلوات عمره من غیر ان فاته شئ یرید الاحتیاط فان کان لاجل النقصان والکراهة فحسن وان لم یکن لذلك لا یفعل والصحیح انه یجوز الا بعد صلوٰة العصر والفجر وقد فعل ذلك کثیر من السلف لشبهة الفساد کذا فی المضمرات ۔ جمیل الرحمٰن)

(۲) ایک سلام کی شرط اس میں نہیں ہے بلکہ دو رکعت سنت مؤکدہ علیٰحدہ پڑھنی چاہئے اور دو رکعت غیر مؤکدہ علیٰحدہ پڑھنی چاہئے۔ پس بصورت نہ ہونے قضاء کے اس کے ذمہ پر یہ دو رکعت نفل ہو جاویں گی اور چار رکعت بعد عشاء ہو جاویں گی۔ فقط (مستفاد مما فی الفتاوی العالمگیریة ص ۱۰۵ ج ۱ وصلی رکعتین وهو یظن ان اللیل باق فاذا انتبین ان الفجر قد کان طلع الی قوله قال المتاخرون تجزیه عن رکعتی الفجر ۔ جمیل الرحمٰن)

فجر و ظہر اور عصر کی قضا مغرب سے پہلے پڑھے یا بعد میں

سوال (۱۹۸۹) اگر کسی شخص کی ظہر و عصر قضا ہو گئی تو ان کو مغرب سے پہلے پڑھے یا بعد میں، اور کیا نیت کرے؟۔

قضاء عمری ثابت ہے یا نہیں اور اسکا کیا طریقہ ہے

سوال (۱۹۹۰/۲) نماز قضاء عمری کی کیا ترکیب ہے۔ حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔ (۱) یہ سب نمازیں مغرب سے پہلے پڑھے اور اگر اتنی گنجائش نہیں تو بعد مغرب پڑھے۔ غرض سب نمازیں اسی دن قضاء کرے۔ ہر ایک نماز میں اسی کی نیت کرے

(لا یجوز اداء الوقتیة قبل اداء الفوائت الخ ویسقط الترتیب بضیق الوقت الخ عالمگیریہ ص ۱۲۴/۱۔ جمیل الرحمٰن)

(۲) یہ نماز قضاء عمری جیسا کہ مشہور ہے حدیث سے ثابت نہیں۔ جس کے ذمہ واقعی نمازیں قضا ہوں وہ حساب کر کے ان کو پورا کرے (کل صلوٰۃ فاتت عن الوقت بعد وجوبھا فیہ یلزمہ قضاؤھا الخ فتاوی عالمگیریہ ص ۱۱۳/۱۔ جمیل الرحمٰن)

نماز چھوڑنا اور اس سے روکنا کیسا ہے

سوال (۱۹۹۱) نماز چھوڑنا اور نماز سے روکنا کیسا ہے؟ اور اس سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ترک نماز کبیرہ گناہ ہے پس حکم کرنا کسی کو ترک صلاۃ کا اور منع کرنا یہ بھی گناہ کبیرہ ہے۔ چھوڑنے والا نماز کا اور منع کرنے والا نماز سے دونوں کو توبہ کرنی چاہئے اور نمازوں کو قضا کرنا چاہئے۔ نکاح اس کا نہیں ٹوٹا مگر توبہ کرے اور اپنے فعل پر نادم ہو اور نماز شروع کر دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (ومن الکبائر السحر وکتمان الشھادۃ من غیر عذر والافطار فی رمضان من غیر عذر وقطع الرحم وترک الصلوٰۃ معتمداً کبیرۃ وغیرہ ص ۲۹۵/۲۔ جمیل الرحمٰن)

قضا شدہ نمازوں کا کفارہ کیا ہے

سوال (۱۹۹۲/۱) قضا شدہ نمازوں کا کفارہ کیا ہے۔

بے شمار قضا نمازوں کا کفارہ کیسا ہے؟

سوال (۲۰۲/۲) اگر نمازیں بوجہ بدقسمتی کے بلا عذر شرعی اس قدر قضا ہوئی ہوں کہ جن کا شمار نا ممکن ہو تو کیا کفارہ ہے۔

نمازوں کا کفارہ صدقہ ہی ہے یا کچھ اور

سوال (۱۹۹۲/۳) اگر اس کا کفارہ صدقہ بھی ہو سکتا ہے تو غریب و محتاج لوگ کیا کریں۔

مریض و شیخ فانی کی قضا نمازوں کا کفارہ کیسا ہے؟

سوال (۱۹۹۲/۴) مریض یا شیخ فانی کی قضا شدہ نمازوں کا کفارہ کیا ہے؟۔

الجواب:۔ حامداً ومصلیاً ومسلماً۔ امابعد جواب استفسارات مفصل حسب ذیل

گذارش کیا جاتا ہے۔

(۱) قضا شدہ نمازوں کو یوں ادا کرنا چاہیے. جس کی کوئی نماز کسی عذر یا غفلت سے قضا ہو جائے تو جب یاد آوے اس کو پڑھے اور جس وقت یاد آوے اس وقت کی فرض نماز سے پہلے قضا شدہ نماز کو پڑھنا چاہیے۔ حنفیہ کے نزدیک ترتیب وقتی نماز اور قضا نماز میں ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے روز چار نمازوں کو ترتیب سے ادا فرمایا ہے اور دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ جیسے تم مجھکو نماز پڑھتے ہوئے دیکھو ایسے ہی تم بھی پڑھو تو جیسے آپ نے ترتیب سے قضا شدہ نمازوں کو ادا فرمایا ایسے ہی ہم کو بھی چاہیے۔[۱]

(۲) اگر قضا شدہ نماز ایسے وقت یاد آئی کہ اگر اس کو ادا کرتا ہے تو وقت میں اس قدر گنجائش نہیں ہے کہ وقتی نماز ادا ہو سکے بلکہ وقتی نماز کے فوت ہونے کا اندیشہ ہے تو ایسی صورت میں وقتی نماز کو پہلے پڑھے اور قضا شدہ کو بعد میں پڑھے۔ حاصل یہ ہے کہ اگر وقت میں وسعت اور گنجائش ہے تو پہلے قضا شدہ نماز پڑھنا چاہیے اور اگر وسعت نہیں ہے تو پہلے وقتی نماز کو ادا کرنا چاہیے۔[۲]

(۳) جب فوت شدہ نمازیں زیادہ ہو جاویں تو ترتیب سے ادا کرنا ساقط ہو جاتا ہے اور خود فوت شدہ نمازوں میں بھی ترتیب کا لحاظ نہیں رہتا۔ اور زیادتی کی حد یہ ہے کہ قضا شدہ

---

[۱] من فاتته صلوٰة قضاها اذا ذكرها وقدمها على فرض الوقت والاصل فيه ان الترتيب بين الفوائت وفرض الوقت مستحق ولو فاتته صلوات رتبها في القضاء كما وجبت في الاصل لان النبي صلى الله عليه وسلم شغل عن اربع صلوات يوم الخندق فقضاهن مرتبا ثم قال صلوا كما رأيتموني اصلي (ہدایہ باب قضاء الفوائت ص ۱۳۷ / ج ۱) ظفیر۔

[۲] ولو خاف الوقت يقدم الوقتية ثم يقضيها لان الترتيب يسقط بضيق الوقت وكذا بالنسيان وكثرة الفوائت كيلا يؤدي الى تفويت الوقتيه (ہدایہ باب قضاء الفوائت ص ۱۳۷ / ج ۱) ظفیر۔

نمازیں تعداد میں چھ ہو جاویں جب چھٹی نماز کا وقت گذر جائے تو اب کہا جائے گا کہ فوت شدہ نمازیں زیادہ ہو گئیں۔ پس اس صورت میں ترتیب کا لحاظ نہ رہے گا۔[1]

(۴) کسی شخص کے ذمہ فوت شدہ نمازیں مدت کی ہیں اور وہ حد کثرت کو پہنچ گئی ہیں، اس نے ان کو ادا کرنا شروع کیا تھا کہ اب شامت اعمال سے اور کچھ نمازیں قضا ہو گئیں تو اب چونکہ اگلی پچھلی فوت شدہ نمازیں زیادہ ہیں تو اس صورت میں پہلے وقتیہ نماز کو پڑھنا جائز ہے کیونکہ بسبب کثرت فوت شدہ نمازوں کی ترتیب نہیں رہی۔[2]

(۵) اگر کسی نے فوت شدہ نمازوں کو ادا کرنا شروع کیا اور وہ اب کم رہ گئیں یعنی چھ نمازوں سے کم رہ گئیں تو اب پھر مسئلہ ترتیب بحال ہو جائے گا۔[3]

(۶) اگر قضا شدہ نمازیں بکثرت ہوں کہ جن کا شمار دشوار ہو تو چاہئے کہ خوب سوچ کر ایک صحیح تخمینہ کرے مثلاً یہ کہ پندرہ یا اٹھارہ سال کی عمر میں بالغ ہوا اور چار پانچ سال تک نمازیں قضا کیں یا کبھی پڑھی اور کبھی نہ پڑھی اور یہ مدت اس شخص کے صحیح اندازہ میں مثلاً چار سال کی ہوئی ہے تو اس شخص کو اپنے زعم کے موافق اس قدر نمازوں کو ادا کر دینا چاہئے۔ آخر دنیا میں کسی شخص کا قرض ذمہ ہو اور تعداد یاد نہ ہو تو اندازہ اور تخمینہ سے ہی اس کو ادا کرتے ہیں کہ اس کا کچھ اپنے ذمہ نہ رہے ایسے ہی سوچ کر کہ کس قدر دنوں کی نمازیں قضا ہوئی ہیں ان کو ادا کرنا چاہئے اور مناسب یہ ہے کہ جس قدر ہو سکے زیادہ کر دے کہ سراسر نفع ہی نفع ہے۔

---

[1] الا ان یزید الفوائت علی ستة صلوات لان الفوائت قد کثرت فتسقط الترتیب فیما بین الفوائت بنفسها کما یسقط بینهما و بین الوقتیة وحد الکثرة ان تصیر الفوائت ستا بخروج وقت الصلوٰة السادسة (ہدایہ باب قضاء الفوائت ص ۱۳۸ ج ۱) ظفیر۔ [2] ولو اجتمعت الفوائت والقدیمة والحدیثة قیل یجوز الوقتیة مع تذکر الحدیثة لکثرة الفوائت (ہدایہ ایضاً) ظفیر۔ [3] ولو قضی بعض الفوائت حتی قل ما بقی عاد الترتیب عند البعض وهو الاظهر (ہدایہ باب قضاء الفوائت ص ۱۳۸ ج ۱) ظفیر۔

(۷) قضا شدہ نمازوں کا کفارہ ان کا ادا کرنا اور حق تعالیٰ شانہٗ سے عجز اور ندامت کیساتھ توبہ کرنا ہے، صدقہ دینا نہیں ہے۔ ہاں اگر صدقہ دے تو چونکہ صدقہ سے غضب الٰہی دفع ہوتا ہے تو امید ہے کہ حق تعالیٰ کا جو غصہ بسبب ترک نماز کے تھا وہ نہ رہے اور کسی غریب کی حاجت براری سے رحمت الٰہی متوجہ ہو جائے باقی اصل ادا کرنا نماز کا ہے صدقہ دینے سے نماز ساقط نہ ہوگی۔

(۸) مریض کے متعلق بھی تفصیل سے مسائل کا بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کس صورت میں کفارہ ہے اور کس صورت میں تخفیف اور کس صورت میں معافی ہے۔ مریض اگر کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع و سجدہ کو ادا کرے[1]۔

(۹) اگر رکوع و سجدہ کی طاقت بھی نہ ہو تو رکوع و سجدہ کو اشارہ سے ادا کرے یعنی بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع کے لئے کچھ گردن جھکائے اور سجدہ کے لئے زیادہ جھکائے[2]۔

(۱۰) کوئی شخص مثل گھڑے یا صندوقچہ و ڈیکس وغیرہ کے اپنے سامنے سجدہ کے لئے نہ رکھے بلکہ جس قدر اشارہ کیا جاوے وہی کرے[3]۔ لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعہا[4]۔

(۱۱) اگر مریض کو بیٹھنے کی بھی طاقت نہ ہو تو چت لیٹ کر نماز پڑھے کہ پاؤں اور منھ دونوں قبلہ کی طرف کو ہوں اور رکوع اور سجدہ کے لئے گردن سے اشارہ کرے سجدہ کا اشارہ ذرا زیادہ گردن کو جھکا کر کرے[5]۔

---

[1] اذا عجز المریض عن القیام صلی قاعدا و یسجد لقوله علیه السلام لعمران بن حصین صل قائما فان لم یستطع فقاعدا فان لم تستطع فعلی الجنب تومی ایماء الخ (ہدایہ باب صلوٰۃ المریض ص ۱۴۷/۱) ظفیر

[2] فان لم تستطع الرکوع والسجود اومی ایماء یعنی قاعدا (ایضًا) ظفیر [3] وجعل سجوده اخفض من رکوعه لانه قائم مقامها فاخذ حکمها ولا یرفع الی وجهه شئ الخ (ایضًا) ظفیر [4] بقرہ۔

[5] وان لم یستطع القعود استلقی علی ظهره وجعل رجلیه الی القبلة واومی بالرکوع والسجود الخ (ایضًا) ظفیر۔

(۱۸) اگر ایسا مریض تھا کہ نماز کو اشارہ سے پڑھتا تھا رکوع و سجدہ کی قدرت نہ تھی خداتعالیٰ کی قدرت سے نماز میں اس قدر افاقہ ہوا کہ رکوع و سجدہ کی قدرت ہوگئی تو اس صورت میں سب کے نزدیک نماز کو از سر نو پڑھے[1]۔

(۱۹) کوئی مریض بیہوش ہوگیا اور پانچ نمازوں کا یا پانچ نمازوں سے کم کا وقت بیہوشی میں گذر گیا تو ہوش آنے کے بعد ان نمازوں کو قضا کرنا چاہئے اور اگر پانچ نمازوں سے زیادہ وقت بیہوشی میں گذرا تو قضا نہیں آتی[2]۔

(۲۰) ان فقہی تفصیلات سے یہ بات اچھی طرح معلوم ہوتی ہے کہ شریعت میں نماز کی کیا وقعت اور کس قدر تاکید ہے کہ مرض میں بھی اس کو ادا کرنا ضروری ہے۔ پس ہم کو نہ چاہئے کہ بلاعذر شرعی نماز چھوڑ دیں۔ وائے برحال ان مسلمانوں کے جو ملازمت، تجارت، زراعت اور لہو و لعب میں وقت گذار دیتے ہیں اور نماز سی محبوب شئی کو جو مسلمان کی امتیاز اور فضیلت کی شان بڑھانے والی ہے دنیا و آخرت میں کام آنے والی چیز ہے۔ قضا کر دیتے ہیں مسلم کی یہ شان نہ ہونی چاہئے کہ نماز کو کسی حال میں ترک کرے۔

(۲۱) شیخ فانی اس بوڑھے شخص کو کہتے ہیں جو روزہ رکھنے کی طاقت بڑھاپے کے ضعف کی وجہ سے نہ رکھتا ہو ایسے شخص کا یہ حکم ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے اور فدیہ ادا کرے[3]۔

(۲۲) فدیہ ایک روزے کا ایک مسکین کو ایک روز کھانا کھلانا ہے۔ جس قدر روزے افطار کرے۔ ہر روزے کے عوض ایک مسکین کو دو دفعہ کھانا کھلائے۔ اس کھانا کھلانے کے لئے شریعت نے گیہوں سے نصف صاع اور جو سے پورا صاع مقرر کر دیا ہے کہ اس قدر فقیر کو

[1] وان صلی بعض صلوٰته بایماء ثم قدر علی الرکوع والسجود استانف عندهم جمیعاً (ہدایہ باب صلوات المریض ص۱۲۵ ج۱) ظفیر
[2] ومن اغمی علیه خمس صلوٰة او دونها قضی وان کان اکثر من ذالك لم یقض (ایضاً) ظفیر
[3] فالشیخ الفانی الذی لایقدر علی الصیام یفطر ویطعم لکل یوم مسکیناً کما یطعم فی الکفارة والعجوز مثله (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب خامس ص۱۹۴ ج۱) ظفیر

دیدے[1]۔ صاع تقریباً انگریزی سیر سے کہ جو اسی تولہ کا ہے بقدر ۳۔ ۴ سیر ہوتا ہے۔

(۲۳) شیخ فانی جو روزہ نہیں رکھ سکتا اس سے نماز معاف نہیں ہوتی۔ کھڑے ہو کر پڑھے اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہیں ہے تو بیٹھ کر پڑھے۔ بیٹھنے کی طاقت نہیں ہے تو اشارہ سے پڑھے[2]۔ حسب تفصیل مذکورہ بالا۔

(۲۴) جو شخص مرجائے اور اس کے ذمہ رمضان کے فوت شدہ روزوں کی قضا ہے اور اس نے مرتے وقت اپنے ورثاء کو وصیت کی تو اس کے وارثوں پر لازم ہے کہ اس کے روزوں کا حساب لگا کر فدیہ حسب تفصیل مذکورہ بالا ادا کر دیں۔ اگر وصیت نہیں کی تو وارث پر ادا کرنا لازم نہیں ہے۔ ہاں از خود کرے تو یہ احسان ہے اور امید ہے اللہ تعالیٰ کی ذات سے کہ اس کو قبول کرے۔ وصیت ہمارے امام کے نزدیک اس لئے معتبر ہے کہ یہ فدیہ بھی عبادت ہے اور عبادت اپنے اختیار اور ارادہ سے ہونی چاہئے۔ اور جب وصیت کی تو ادا کرنی لازم ہے[3]۔

(۲۵) جو شخص بحالت مرض اپنے ورثاء کو وصیت کرے کہ مجھ پر اتنی نمازیں قضا ہیں ان کا فدیہ دیدینا تو مشائخ نے اس کو تسلیم کیا ہے اور اس بارہ میں نماز کو روزہ کے مشابہ مانا ہے یعنی یہ کہ ہر نماز کا حکم ایک روزہ کا ہے جو فدیہ ایک روزہ کے لئے ہے وہی ایک نماز کے لئے یعنی ایک نماز کا فدیہ نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو[4]۔

---

[1] يطعم لكل يوم مسكيناً كما يطعم في الكفارة كذا في الهداية الخ نصف صاع من بر او صاع من تمر او صاعاً من شعير (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب خامس ص ۱۹۴ ج ۱) ظفیر [2] سئل عن الشيخ الفاني هل تجب عليه الفدية عن الصلوات كما تجب عليه عن الصوم وهو حي فقال، لا، (عالمگیری مصری باب قضاء الفوائت ص ۱۱۷ ج ۱) ظفیر [3] واذا مات الرجل وعليه صلوات فاوصى بان تعطي كفارة صلواته يعطي لكل صلوة نصف من بر وللوتر نصف صاع ولصوم يوم نصف صاع من ثلث ماله وان لم يوص لورثته وتبرع بعض الورثة يجوز (عالمگیری مصری باب قضاء الفوائت ص ۱۱۷ ج ۱) ظفیر [4] اذا مات الرجل وعليه صلوات فائتة فاوصى بان تعطي كفارة صلواته يعطي لكل صلوة نصف صاع من بر وللوتر نصف صاع (عالمگیری مصری باب قضاء الفوائت ص ۱۱۷ ج ۱) ظفیر

(۲۶) ولی اور وارث کو اس کی طرف سے روزہ رکھنا نہ چاہئے۔[ف]

(۲۷) آجکل جو اکثر مسلمان اکثر مستطیع بسبب روزے میں تکلیف ہونے کے اپنے آپ کو عاجز سمجھ کر خود اپنے لئے شیخ فانی کا حکم تجویز کرلیا کرتے ہیں یہ سراسر غلط ہے۔ تعیش کی بنا پر تکالیف شرعیہ سے بچنا احکام شرعیہ ئ گستاخی ہے ایسا آدمی اگر بادشاہ وقت کی قید میں آجاتا ہے تو وہ اس وقت شیخ فانی کیوں نہیں رہتا سب کچھ کرلیتا ہے۔ پس ایسی جرأت سے مسلمانوں کو بچنا چاہئے۔

عشاء کی قضا نماز فجر سے پہلے ادا کرے

سوال (۱۹۹۵) میں آجکل سفر میں بمقام ناگپور ہوں یہاں کے لوگ اکثر عشاء کی نماز قضا کر دیتے ہیں اور اس کو بعد صبح صادق کے فجر کی نماز سے پہلے ادا کرتے ہیں خواہ امام جماعت کرا رہا ہو مگر وہ اول نماز عشاء ادا کرلیویں گے تب نماز فجر پڑھیں گے اگر کسی نے خیال کیا کہ نماز فجر جاتی رہے گی تو وتر تو ضرور ہی پڑھ لیوے گا تب نماز فجر پڑھے گا اور عشاء بعد طلوع آفتاب کے ادا کرے گا۔ ظہر کی نماز قضاء کر دیوے گا اور اس کو عصر کے اخیر وقت میں ہمراہ عصر کے پڑھے گا درانحالیکہ جماعت ہو رہی ہو۔ اس صورت میں کیا مسئلہ ہے۔

نماز عشاء قضا ہو گئی تو کب تک ادا کر سکتا ہے

سوال (۱۹۹۶/۲) عشاء کی نماز اگر قضا ہو جاوے تو کب تک ادا کر دینی چاہئے۔

صبح صادق کے بعد

سوال (۱۹۹۷/۳) صبح صادق شروع ہونے کے بعد سجدۂ تلاوت ہو سکتا ہے یا نہیں۔ کوئی نماز طلوع آفتاب تک علاوہ فجر کی نماز کے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

ظہر کی قضا عصر سے پہلے کرنی چاہیے یا نہیں

سوال (۱۹۹۸/۴) ظہر کی نماز قضا ہمراہ عصر کی نماز کے یعنی قبل عصر کی نماز کے ادا کرنا چاہئے یا نہیں۔ یعنی دونوں نمازیں مغرب سے ذرا پہلے

[ف] ولو امر الاب ابنہ ان یقضی عنہ صلوٰۃ وصیام ایام لا یجوز عندنا کذا فی التتارخانیہ (عالمگیری مصری باب قضاء الفوائت ص ۱/۱۱۱) ظفیر۔

ادا کر سکتا ہے یا نہیں۔

جماعت مغرب کے وقت قضا کی ادائیگی درست ہے

سوال (۱۹۹۹) مغرب کی جماعت ہو رہی ہے اور ایک شخص اپنی پچھلی نماز خواہ ظہر یا عصر ادا کر رہا ہے۔ یہ صحیح ہے یا غلط۔

دو برس کی قضا کب ادا کرے

سوال (۲۰۰۰) جس شخص کے ذمہ دو برس کی نمازیں قضا ہوں وہ ان کو کس وقت اور کس ترتیب سے ادا کرے۔

الجواب: - صاحب ترتیب کے لئے کہ جس کے ذمہ چھ نمازیں یا اس سے زیادہ قضا نہ ہوں یہ حکم ہے کہ جو نماز فوت ہو جاوے اس کو دوسری نماز سے پہلے ادا کر لیوے اور اگر جماعت دوسری نماز کی ہوتی ہو تو اس میں شریک نہ ہو۔ اپنی فائتہ نماز پہلے ادا کرے پھر دوسری وقتیہ نماز ادا کرے۔ مثلاً اگر سو گیا یا کسی وجہ سے عشاء کی نماز فوت ہو گئی اور صبح صادق ہو گئی۔ یا صبح کی جماعت ہونے لگی تو وہ پہلے عشاء کی نماز مع وتر کے پڑھے پھر صبح کی نماز پڑھے اگرچہ جماعت نہ ملے۔[1]

(۲) تحیۃ الوضوء وغیرہ نوافل نہیں پڑھ سکتا۔[2] اور قضاء نماز کو ادا کر سکتا ہے۔[3] کذا فی الدر المختار۔

(۳) سجدۂ تلاوت کر سکتا ہے اور صلوٰۃ جنازہ اور فائتہ نماز بھی اس وقت درست ہے کذا فی الدر المختار۔ لا یکرہ فائتۃ او سجدۃ تلاوۃ وصلاۃ جنازۃ۔ الخ۔[4]

---

[1] من فاتتہ صلوٰۃ قضاہا اذا ذکرہا وقدمہا علی فرض الوقت الخ ومن صلی العصر وهو ذاکر انه لم یصل الظہر فہی فاسدۃ الا اذا کان فی آخر الوقت (ہدایہ باب قضاء الفوائت ص ۱۳۷/۱ وص ۱۳۹/۱)

[2] ویکرہ ان یتنفل بعد طلوع الفجر باکثر من رکعتی الفجر (ہدایہ کتاب الصلوٰۃ فصل فی الاوقات المکروہۃ ص ۸۲/۱) ظفیر

[3] ویکرہ ان یتنفل بعد الفجر حتی تطلع الشمس الخ ولا باس بان یصلی فی ہذین الوقتین الفوائت ویسجد للتلاوۃ (ایضاً ص ۸۱/۱) ظفیر

[4] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ص ۱/۲۔ ۱۲ ظفیر۔

(۴) ظہر کی نماز فائتہ عصر سے پہلے پڑھنی چاہیئے اس کے بعد عصر پڑھنی چاہیئے[۱]۔

(۵) صاحب ترتیب کو ایسا ہی کرنا چاہیئے کہ وہ اپنی عصر یا ظہر وغیرہ کی نماز فوائت کو پہلے مغرب سے ادا کر لیوے۔ کما مر تفصیلہ کما فی الدر المختار۔

(۶) جس شخص کے ذمہ دو برس کی نمازیں قضا ہیں اس پر کچھ ترتیب ادائے فائتہ میں لازم نہیں ہے جس وقت جس قدر نمازیں ادا کر سکے کر لیا کرے خواہ ایسا کرے کہ ہر ایک فرض وقتی کے ساتھ وہی نماز قضا کر لیا کرے۔ مثلاً ظہر کی نماز کے قبل یا بعد ایک ظہر کی قضا کر لیا کرے۔ یا زیادہ کی گنجائش ہو زیادہ قضا کر لیا کرے[۲]۔ فقط۔

صبح کی قضا ظہر کی اذان سے پہلے کرے یا بعد

سوال (۱/۲۰۰) اگر صبح کی نماز قضا ہو گئی اور ظہر کے وقت قضا کرنے کا موقع ملا تو اذان کہہ کر نماز پڑھنی چاہیئے یا بلا اذان۔

قضا کے لئے اذان کہی جائے گی یا نہیں، اور ہر نماز کے لئے الگ ہو گی یا ایک کافی ہے

سوال (۲/۲۰۰) اگر نماز پنجگانہ قضا ہو گئی تو کل اوقات میں اذان کہنے کی ضرورت ہے یا ایک ہی وقت۔

الجواب: ۔ تنہا شخص کی اگر نماز فوت ہو گئی تو وہ بلا اذان و اقامت کے اس کو قضا کرے[۳]۔

---

[۱] ومن صلی العصر وھو ذاکر انہ لم یصل الظہر فہی فاسدۃ الا اذا کان فی آخر الوقت (باب قضاء الفوائت ص ۱۳۹/۱ ظفیر۔

[۲] الا ان یزید الفوائت علی ستۃ صلوات لان الفوائت قد کثرت فتسقط الترتیب فیما بین الفوائت بنفسہا کما یسقط بینہما وبین الوقتیۃ (ہدایہ باب قضاء الفوائت ص ۱۳۸/۱) ظفیر۔

[۳] ویسن ان یوذن ویقیم الفائتۃ رافعا صوتہ لو بجماعۃ او صحراء لا ببیتہ منفردا (در مختار) لو بجماعۃ ای فی غیر المسجد بقرینۃ ما یذکرہ قریبا من انہ لا یوذن فیہ للفائتۃ (رد المحتار باب الاذان ص ۳۶۳/۱) ظفیر۔

(۲) اگر قضا میں جماعت ہو تو پہلی نماز کے لئے اذان اور اقامت کہی جاوے باقی نمازوں کیلئے اختیار ہے کہے یا نہ کہے اور اقامت سب کے لئے کہی جاوے[۱]۔ فقط۔

پچاس سال کی قضا نمازیں اور اس کی ادائیگی

سوال (۲۰۰۳) زید کی اکثر نمازیں ابتدائے شباب سے چالیس برس تک قضا ہوئی ہیں اور اب وہ توبہ کے بعد نمازی ہوگیا کیا ان قضا نمازوں کا تدارک توبہ وتضرع سے ہو سکتا ہے یا ہر نماز کے بعد بطور قضاء عمری نماز ادا کرنی چاہئے اور اگر اس کی زندگی تلافی مافات نہ کرسکے تو کیا باوجود توبہ بار عظیم اس کی گردن پر رہے گا، حدیث میں التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ آیا ہے۔

الجواب:۔ زید کو گذشتہ تمام نمازوں کی قضاء کرنا لازم ہے اور جس طرح آئندہ کی نمازیں اس کے ذمہ فرض ہیں اسی طرح فوت شدہ نمازوں کو ادا کرنا لازم ہے[۲] ان کی قضاء کی جو صورت سہل معلوم ہو اختیار کرے کہ ہر ایک وقت کے فرض کے ساتھ وہی نماز قضاء کرلیا کرے یا دو دو چار چار ایک وقت میں قضاء کرلیا کرے اور اگر زندگی میں تلافی مافات نہ ہو سکے تو آخر حالت میں وصیت کرنا ادائے فدیہ کے لئے لازم ہے تاکہ ورثہ بعد میں باقیماندہ نمازوں کا فدیہ ادا کردیویں اور حدیث التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ[۳] کا مطلب یہ ہے کہ نمازوں کی تاخیر کرنے اور وقت پر ترک کرنے کا جو گناہ ہوا وہ توبہ سے معاف ہو جاوے گا۔ اور نیز واضح ہو کہ جیسے حقوق عباد کی توبہ یہ ہے کہ وہ حقوق ادا کرے اور جس کا جو کچھ حق ہے وہ دیوے جب توبہ قبول ہوگی۔ اسی طرح حقوق اللہ مثل نماز، روزہ وزکوٰۃ وغیرہ جو ادا نہیں ہوئی انکی

---

[۱] ویسن ان یؤذن ویقیم لفائتۃ رافعا صوتہ لو بجماعۃ او صحراء لا بیتہ منفردا (درمختار) لو بجماعۃ ای فی غیر المسجد بقرینۃ ما یذکرہ قریبا من انہ لا یؤذن فیہ للفائتۃ (رد المحتار باب الاذان ص ۳۶۲ ج ۱) ظفیر۔

[۲] وقضاء الفرض والواجب والسنۃ فرض وواجب وسنۃ لف ونشر مرتب وجمیع اوقات العمر وقت للقضاء (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب قضاء الفائت ص ۶۸۹ ج ۱) ظفیر۔

[۳] مشکوٰۃ باب التوبہ والاستغفار ص ۲۰۶ ۱۲ ظفیر۔

توبہ یہ ہے کہ ان کو ادا کرے پس بدون ادا کئے وہ تائب ہی نہ ہوا جو التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ کے حکم میں داخل ہو۔ واللہ ولی التوفیق۔ فقط۔

احتلام کی حالت میں غسل کر کے نماز ادا کرے اور وقت ختم ہونے کے بعد قضا کرے

سوال (۲۰۰۴) صبح صادق کو اگر احتلام ہو تو نماز صبح قضا کرے یا بعد طلوع ہونے آفتاب کے بعد فارغ ہونے غسل کے ادا کرے یا نماز کس طرح ادا کرے۔

الجواب:۔ غسل کر کے صبح کی نماز پڑھے اگر وقت باقی رہے ادا کرے اور اگر وقت باقی نہ رہے تو بعد بلند ہونے آفتاب کے قضا فرض صبح مع سنت کے کرے[1]۔ فقط۔

بعد بلوغ کی قضا نمازوں کی ادائیگی ضروری ہے

سوال (۲۰۰۵) قضاء عمری کی صوم وصلوٰۃ فرض ہے یا نہ۔ ایک شخص نے تیس سال سے نماز روزہ کی پابندی کی ہے۔

الجواب:۔ بعد بلوغ کے جس قدر نمازیں اور روزے اس کے فوت ہوئے ان کی قضا کرے[2]۔ فقط۔

قضا کی تعداد یاد نہ ہو تو تخمینہ کر کے ادا کرے

سوال (۲۰۰۶) تین چار سال تک بوجہ بیماری کے ایک شخص کی نمازیں قضا ہوتی رہیں۔ لیکن تعداد محفوظ نہ رہی۔ بعد بیماری کے نمازیں قضا کیں۔ لیکن ان کی تعداد بھی محفوظ نہ رہی۔ اب کتنی نمازیں لوٹانی چاہئیں۔

الجواب:۔ ایسی صورت میں اندازہ اور تخمینہ کر کے نمازیں قضا کی جاویں۔

---

[1] ولا تقضیٰ الا بطریق التبعیۃ لقضاء فرضہا قبل الزوال لا بعدہ فی الاصح لورودہا بقضائہا فی الوقت المہمل (در مختار) قولہ لورود الخبر وھو ما روی انہ صلی اللہ علیہ وسلم قضاہا مع الفرض غداۃ لیلۃ التعریس بعد ارتفاع الشمس کما رواہ مسلم (رد المحتار باب ادراک الفریضۃ ص ۶۷۲/۱) [2] وقضاء الفرض الی فرض الخ وجمیع اوقات العمر وقت للقضاء (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب قضاء الفوائت ص ۶۸۶/۱) ظفیر۔

قضا ادا نہ ہو سکی اور مرض الموت میں گرفتار ہو گیا تو کیا کرے

سوال (۲۰۰۷) اگر قضا کرنے کی نوبت نہ آئے کہ مرض الموت میں گرفتار ہو جائے اور فدیہ کی طاقت نہ ہو تو مواخذہ سے بری ہونے کی کیا صورت ہے۔

الجواب:۔ فوت شدہ نمازوں کا ادا کرنا یا فدیہ دینا بھی موجب سقوط عذاب ہو سکتا ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے جیسا کہ فرمایا ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء فقط

بعد نماز فجر سورج نکلنے سے پہلے قضا کی ادائیگی درست ہے

سوال (۲۰۰۸) کوئی شخص بعد فجر کے سورج نکلنے سے پہلے اور بعد عصر کے غروب ہونے سے پہلے قضا نماز پڑھتا ہے جائز ہے یا نہیں

الجواب:۔ جائز ہے[۱]۔ فقط۔

نماز عصر جس کی قضا ہو وہ مغرب کے وقت پہلے ادا پڑھے یا قضا

سوال (۲۰۰۹) اگر کسی شخص کی عصر کی نماز قضا رہے اور مغرب کا وقت آگیا ہے۔ یہ جماعت میں شامل ہو یا پہلے عصر ادا کرے۔

الجواب:۔ اگر وہ شخص صاحب ترتیب ہے تو پہلے عصر کی نماز پڑھے۔ اگرچہ جماعت مغرب فوت ہو جاوے[۲]۔ فقط۔

قضاء باجماعت درست نہیں

سوال (۲۰۱۰) ایک امام نے قضاء عمری باجماعت پڑھی کیا امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ایسا کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ امام اعظم اس کو جائز نہیں فرماتے[۳]

---

[۱] وکرہ نفل الخ بعد صلاۃ فجر وصلاۃ عصر الخ ولا یکرہ قضاء فائتۃ ولو وتراً الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ کتاب الصلاۃ ص ۳۴۷ ج ۱ و ص ۳۴۸ ج ۱۔ ظفیر۔

[۲] ومن فاتتہ صلاۃ قضاہا اذا ذکرہا وقدمہا علی فرض الوقت الخ ومن صلی العصر وھو ذاکر انہ لم یصل الظہر فہی فاسدۃ الا اذا کان فی اٰخر الوقت (ہدایہ۔ باب قضاء الفوائت ص ۱۳۷ ج ۱ و ص ۱۳۹ ج ۱۔) ظفیر

[۳] "قضاء عمری" کے نام سے اگرچہ مخصوص رکعت خاص ہیئت و (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

قضا نماز اور روزے صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتے

سوال (۲۰۶۱) کیا صوم وصلوٰۃ فائتہ توبہ سے معاف ہو جاتے ہیں یا نہ۔

الجواب:۔ صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتے بلکہ قضا ان کی لازم ہے[1] فقط

بعد موت کفارۂ نماز

نمازوں کا کفارہ بعد موت ہے یا زندگی میں بھی

سوال (۲۰۶۲) ایک شخص مریض ہے اس کی نمازیں قضا ہوئی ہیں۔ امید صحت کم ہے۔ کفارہ نماز حیات میں دیا جاوے یا بعد وفات۔ اور کفارۂ نماز کیا ہے۔ اور کفارۂ نماز میں اناج دینا افضل ہے یا نقد۔ یا نسب دینیہ خرید کر یا مدرسہ اسلامیہ میں داخل کر دی جاویں۔

الجواب:۔ کفارہ نمازوں کا بعد وفات دینا چاہئے۔ زندگی میں کفارہ نمازوں کا حکم نہیں ہے۔ اور کفارہ ایک نماز کا وزن انگریزی سے پونے دو سیر گندم ہیں۔ دن رات میں

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) ترتیب سے پڑھنا مراد ہے۔ تو اس کا کوئی ثبوت شریعت میں نہیں۔ اور اگر قضا شدہ نماز اس کی تعداد کے مطابق پڑھنا مراد ہے تو پھر تعیین ضروری ہے اور اسے بھی علی الاعلان نہیں پڑھنا چاہئے فقہاء صراحت کرتے ہیں ویکرہ قضاءھا فیہ لان التاخیر معصیۃ فلا یظھرھا (درمختار) لان التاخیر معصیۃ انما یظھر ایضاً فی الجماعۃ لا المنفرد الخ کما قدمناہ عن القھستانی علی انہ اذا کان التفویت لامر عام لا یکرہ ذالک للجماعۃ ایضا لان ھذا التاخیر غیر معصیۃ ھذا ویظھر من التعلیل ان المکروہ قضاءھا مع الاطلاع علیھا ولو فی غیر المسجد (ردالمحتار باب الاذان ص ۳۶۳/۱) ظفیر

[1] وقضاء الفرض الخ فرض (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ص ۶۸۶/۱) ظفیر۔

چھ نمازیں لینی چاہئیں یعنی مع وتر کے[۱]۔ پس ایک دن کی نماز کا کفارہ ساڑھے دس سیر گندم ہوئے اختیار ہے کہ خواہ گندم دیوے یا نقد، نقد بہتر ہے کہ اس میں سب حوائج پوری ہو سکتی ہیں[۲]۔ اور اگر کتب دینیہ خرید کر دینا چاہیں تو یہ بھی درست ہے۔ لیکن پھر یہ ضروری ہوگا کہ وہ کتب طلبہ کو تقسیم کر دی جاویں اور ان کی ملک کر دی جاویں۔ مدارس میں جس طرح کتب وقف رہتی ہیں اس طریق سے جائز نہیں ہے، اس میں کفارہ ادا نہ ہوگا۔

بے نمازی کی طرف سے ورثہ فدیہ ادا کر دیں تو وہ بری ہوگا یا نہیں

سوال (۲۰۱۳) زید نے چالیس سال کی عمر میں انتقال کیا اور ایک وقت کی بھی نماز ادا نہ کی اس کے ورثہ چاہتے ہیں کہ اس کی جانب سے کفارہ ادا کریں ایسی حالت میں اگر اس کے ورثاء ادا کریں تو کیا زید بری الذمہ ہو سکتا ہے یا نہیں اور ترک فریضہ کا سوال ہوگا یا نہ۔ بصورت بری الذمہ ہونے کے کیا یہ جواز امراء کو دلیر بناتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- بلا وصیت میت کے اور بلا مال چھوڑنے کے ورثاء کے ذمہ ادائے کفارہ واجب نہیں ہے۔ اگر تبرعاً کفارہ اس کی نمازوں کا دیدے تو درست ہے اور بہت اچھا ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں سے درگذر فرما دے۔ اور جو شخص چالیس برس کی عمر میں فوت ہوا اس کے ذمہ تقریباً پچیس برس کی نمازوں کا فدیہ لازم ہے کیونکہ پندرہ برس کی عمر میں بالغ شمار ہوتا ہے۔ بہر حال بحالت موجودہ وارثوں کا فدیہ دیدینا اچھا ہے۔ اس میں کچھ حرج نہیں ہے اگرچہ یہ یقین نہیں ہے کہ میت بری ہو جاوے گی مگر کچھ امید برارت کی

---

[۱] ولو مات وعليه صلوات فائتة واوصى بالكفارة يعطى لكل صلوٰة نصف صاع من بر كالفطرة وكذا حكم الوتر والصوم وانما يعطى من ثلث ماله الخ ولو فدى عن صلاته في مرضه لا يصح بخلاف الصوم (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۵ وص ۶۸۶) ظفير۔

[۲] قوله نصف صاع من بر اى او من دقيقه او سويقه او صاع تمر او زبيب او شعير او قيمته وهي افضل عندنا لاسراعها بسد حاجة الفقير (رد المحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۶) ظفير

ہے اور یہ ادائے فدیہ ترک نماز پر دلیر نہیں بنا سکتا کیونکہ اول تو تارک نماز کو کیا یقین ہے کہ اسکے ورثاء فدیہ ادا کریں گے یا نہیں دوسرے بصورت عدم وصیت وعدم مال کے وارثوں کے تبرع سے اور اپنی طرف سے فدیہ ادا کرنے سے برأت یقینی نہیں ہے۔ بہرحال ترک فریضہ معصیت کبیرہ ہے اس کا سوال ضرور ہوگا۔ فدیہ ادا کیا نہ کیا، باقی معافی اللہ کے اختیار میں ہے۔ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء۔ فقط۔

بے نمازی کا کفارۂ نماز کب ضروری ہوتا ہے

سوال (۲۰۴۴) زید بے نماز سود خوار مرگیا۔ بعد مرنے کے بعض علماء نے تخمیناً چھ ماہ کا کفارہ نکال کر کچھ اپنے تصرف میں لے لیا اور کچھ فقیر مسکین کو تقسیم کر دیا۔ ایسا کفارہ نکالنا جائز ہے یا نہ۔

الجواب: فدیہ نماز روزہ کا بدون وصیت میت کے اور بدون چھوڑے مال کے وارثوں پر ادا کرنا لازم نہیں ہے اگر وہ دیویں تو تبرع ہے۔ احتمال ہے کہ فدیہ ادا ہو جاوے گا مگر حکم قطعی نہیں ہو سکتا۔ قال فی الدر المختار۔ ولومات وعلیہ صلوات فائتۃ واوصی بالکفارۃ یعطی لکل صلوٰۃ نصف صاع من بر کالفطرۃ وکذا حکم الوتر والصوم وانما یعطی من ثلث مالہ الخ والشامی زاد فی الامداد ولو یوص بشیء واراد الولی التبرع الخ واشار بالتبرع الی ان ذالک لیس بواجب علی الولی[۲]۔ فقط۔

---

[۱] ولومات وعلیہ صلوات فائتۃ واوصی بالکفارۃ ویعطی لکل صلوٰۃ نصف صاع من برّ کالفطرۃ وکذا حکم الوتر والصوم وانما یعطی من ثلث مالہ (درمختار) ای یعطی عنہ ولیہ الخ ان اوصی وارثہ فلا یلزم الولی ذالک الخ اما اذا لم یوص فتطوع بہا الوارث فقد قال محمد فی الزیادات انہ یجزیہ ان شاء اللہ تعالیٰ فعلق الاجزاء بالمشیۃ لعدم النص (ردالمختار باب قضاء الفوائت مطلب فی اسقاط الصلوٰۃ عن المیت) ظفیر۔

[۲] ردالمحتار باب قضاء الفوائت۔ مطلب اسقاط الصلوٰۃ عن المیت ص ۶۸۵/۱ و ص ۶۸۶/۱۔ ۱۲ ظفیر۔

اگر مرنے والا چھوٹی ہوئی نمازوں کے فدیہ کے لئے کہہ جائے تو تہائی مال سے ادا کیا جائے

سوال (۲۰۱۵) زید مر گیا اور وصیت کی کہ میری قضاء نمازوں کا فدیہ ادا کرنا۔ چنانچہ اکثر مواضع پنجاب میں مردہ کے ساتھ ہی ساتھ اناج وغیرہ لوگ لیجاتے ہیں درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر زید نے کچھ مال بھی چھوڑا ہے اور وصیت کی ہے کہ میری نمازوں کا فدیہ ادا کرنا، تو ادا کرنا فدیہ کا وارثوں پر لازم ہے۔ تہائی مال تک یہ وصیت نافذ ہوگی۔ درمختار میں ہے ولو مات وعلیہ صلوات فائتۃ واوصی بالکفارۃ یعطی لکل صلوٰۃ نصف صاع من بر کالفطرۃ وکذا حکم الوتر والصوم وانما یعطی من ثلث مالہ[1]۔ الخ۔

روزہ و نماز کے لئے وصیت اور اسکی ادائیگی

سوال (۲۰۱۶) ایک شخص کی زوجہ نے چھ ماہ کی علالت کے بعد انتقال کیا۔ زوجہ مذکورہ کی ۱۰۔۱۲ روز کی نمازیں بیماری میں قضا ہوئیں اور ایک ماہ رمضان کے روزے۔ مرتے وقت عورت نے شوہر سے کہا کہ میری اتنی نمازیں اور مہینہ بھر کے روزے قضا ہوئے ہیں اس کا عوض دینا۔ نمازوں کا بدل کیا دیا جاوے مساکین کو کھانا کھلایا جاوے یا نقد دیا جاوے اور روزوں کا عوض کیا ہونا چاہئے۔ اور کیا اس کا خاوند روزے اس کی طرف سے رکھ سکتا ہے۔

الجواب:۔ نمازوں اور روزوں کا فدیہ خواہ نقد دیا جاوے یا غلہ وغیرہ درست ہے۔ ایک نماز کا فدیہ بوزن انگریزی پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہے۔ اسی طرح ایک روزہ کا فدیہ بھی اسی قدر ہے۔ پس جملہ نمازوں کا مع وتر کے حساب کرلیویں اور تیس ۳۰ روزوں کا حساب کرلیویں۔ ایک دن رات کی نمازیں چھ ہوئیں۔ پس ایک دن رات کی نمازوں کا فدیہ ساڑھے دس سیر گندم یا ان کی قیمت ہوئی۔ مساکین کو تقسیم کردی جاوے اور تیس روزوں کا ایک من ساڑھے بارہ سیر گندم یا ان کی قیمت ہوئی اور روزہ رکھنا اس کی

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب قضاء الفوائت۔ مطلب فی اسقاط الصلوٰۃ ص ۶۸۵/۱ و ص ۶۸۶/۱ ۱۲ ظفیر۔

اس کی طرف سے معتبر نہیں ہے فدیہ ہی دینا چاہئیے۔ فقط۔

میت کے باوجود واجب نمازوں کا کفارہ ورثہ نہ نکالیں تو کیا حکم ہے

سوال (۲۰۱۷) زید کا انتقال ہوا، ورثہ زید نے بعد انتقال ایک وصیت نامہ تحریر کردہ زید پایا۔ زید متوفی نے تحریر کیا ہے کہ چند سالوں کی نماز کی قضاء اور تقریباً دو ماہ کے روزوں کی قضا مجھ پر واجب الادا ہے۔ میرے مرنے کے بعد میری جائداد متروکہ سے فدیہ ادا کر دیا جائے۔ آیا ورثاء زید کے ذمہ شرعاً وصیت مذکور کا ادا کرنا واجب ہے یا نہیں۔ اگر واجب ہے تو ایک نماز کا کتنا فدیہ واجب ہے اور ایک روزہ کا کس قدر۔ اور اگر ورثہ زید نے باوجود جائداد متروکہ زید کے فدیہ ادا نہ کیا تو عن اللہ گنہگار ہوں گے یا نہیں اور زید مواخذہ سے بری ہوگا یا نہیں۔

قضا کی تعداد نہ معلوم ہونے پر اندازہ کر کے فدیہ ادا کرنا چاہئے

سوال (۲۰۱۸) زید متوفی مذکور نے اپنی قضا نمازوں کے متعلق وصیت نامہ میں تحریر کیا ہے کہ چھ سال کی قضا نمازیں میرے ذمہ واجب ہیں جس میں سے تین سال نو ماہ کی قضاء قضاء پڑھ چکا ہوں اور ۵ ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ سے روزانہ ایک روز کی نماز کی قضا پڑھنا شروع کیا ہے اس تحریر کے علاوہ کوئی دیگر تحریر نہیں پائی جاتی کہ کب تک نماز کی قضا ہوئی۔ ممکن ہے کہ جملہ بقیہ نمازیں ادا کر چکے ہوں۔ نیز یہ بھی احتمال ہے کہ ایک نماز کے علاوہ کوئی اور نماز کی قضا نہیں پڑھی۔ اس صورت میں شرعاً متوفی کے ترکہ میں سے فدیہ ادا کیا جاوے یا نہیں۔ اگر اس صورت میں فدیہ وغیرہ واجب نہ ہو اور کچھ رقم فدیہ میں ادا کر دی گئی ہو تو میت کو ثواب پہونچے گا۔ اور دیگر معصیات کے لئے کفارہ ہوگا یا نہیں۔

فدیہ میں گیہوں کے علاوہ دوسرا غلہ یا قیمت بھی ادا کرنا درست ہے

سوال (۲۰۱۹/۱) اگر فدیہ میں گیہوں

ولو مات وعليه صلوات فائتة واوصى بالكفارة يعطى لكل صلوة نصف صاع من بر كالفطرة وكذا حكم الوتر والصوم وانما يعطى من ثلث ماله الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب قضاء الفوائت ص ۶۸۵ ج ۱) ظفير۔

ادا نہ کیا بلکہ قیمت یا دوسرا غلہ مستحقین کو دیا گیا تو یہ فدیہ ادا ہوگا یا نہیں اور گیہوں کے علاوہ دوسرے غلہ کی کتنی مقدار ادا کی جاوے اور فدیہ کے مستحق زیادہ کون لوگ ہیں۔ اگر رقم فدیہ مدارس اسلامیہ میں طلباء کے لئے بھیجی جاوے تو فیس منی آرڈر و دیگر اخراجات فدیہ میں محسوب ہوں گے یا نہ۔

الجواب:- جس شخص کے ذمہ نماز یا روزہ واجب الادا ہو اور اس کے پاس مال ہو تو اس کو مرتے وقت فدیہ کے لئے وصیت کرجانا واجب ہے اور درصورت وصیت کر دینے اور مال چھوڑ جانے کے ورثہ میت کے ذمہ اس وصیت کا پورا کر دینا ثلث مال میں سے واجب ہے۔ شامی میں ہے یعطی عنہ ولیہ ای من لہ ولایۃ التصرف فی مالہ بوصایۃ او وراثۃ فیلزم ذلک من الثلث ان اوصی والا فلا یلزم الوصی ذلک[1]۔ اور ایک نماز کا فدیہ بقدر صدقہ فطر کے ہے یعنی نصف صاع گندم یا ایک صاع شعیر یا ان کی قیمت اور اتنا ہی ایک روزہ کا ہے۔ لیکن نماز میں ہر روز کی چھ نمازوں کا حساب لگانا چاہئے کیونکہ وتر جو واجب ہے حکم میں فرض کے ہے اور ورثہ میت باوجود وصیت کر جانے میت کے اور چھوڑ جانے مال کے اگر وصیت کو ثلث مال میں سے پورا نہ کریں گے تو گنہگار ہوں گے اور میت بھی مواخذۂ اخروی سے بری نہ ہوگی تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ معاف نہ فرمادے[2]۔

(۲) میت کے ذمہ جس قدر نماز و روزوں کا احتمال قوی ہو اس قدر کا فدیہ ثلث مال میں سے دیا جاوے اور اس تحریر میں وصیت کا ذکر نہیں ہے تاکہ وجوب فدیہ کا حکم کیا جاوے۔ اس سے پتہ نمازوں کا لگا سکتے ہیں کہ کتنی نمازیں اس نے اس تاریخ سے قضاء کیں

---

[1] ردالمحتار، باب قضاء الفوائت۔ مطلب اسقاط الصلوٰۃ عن المیت ص ۶۸۵/۱ ۱۲ ظفیر۔

[2] ولو مات وعلیہ صلوات فائتۃ واوصی بالکفارۃ یعطی لکل صلوٰۃ نصف صاع من بر کالفطرۃ وکذا حکم الوتر والصوم وانما یعطی من ثلث مالہ (درمختار) ای یعطی عنہ ولیہ ای من لہ ولایۃ التصرف فی مالہ بوصایۃ او وراثۃ فیلزمہ ذالک من الثلث ان اوصی (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ص ۶۸۵/۱) ظفیر۔

اور کتنی اس کے ذمہ باقی ہیں یعنی تاریخ موت کا ساب لگ سکتا ہے۔ لیکن احتیاط اس میں ہے کہ جس تاریخ سے نمازوں کو قضاء کرنا شروع کیا ہے اس تاریخ سے حساب نمازوں کا لگا کر وقت وفات تک پہلی وصیت کے فدیہ صوم وصلوٰۃ کا ادا کر دیا جائے اور اگر فدیہ زیادہ بھی چلا جائے تو اس کا بھی ثواب میت کو پہونچے گا اور باعث کفارہ گناہوں کا ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ۔ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ۔

(۳) فدیہ میں کھانا کھلائیں خواہ اناج وغیرہ دیں یا اس کی قیمت تصدیق کریں۔ سب درست ہے اور گیہوں و شعیر وغیرہ کے علاوہ جو چیزیں غیر منصوصہ ہیں جیسے جوار وغیرہ تو ان کو اس قدر دینا چاہئے کہ ان کی قیمت نصف صاع گندم یا ایک صاع شعیر کی قیمت کے مساوی ہو اور صاع کا وزن انگریزی سے تین سیر چھ چھٹانک ہوتا ہے جس کا نصف چھٹانک کم پونے دو سیر ہوا[۱] اور اس کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ و صدقہ فطر کا مصرف ہے[۲] اور زیادہ مستحق اس کے وہ لوگ ہیں جو زیادہ حاجتمند ہیں جیسے مقروض وغیرہ اور اگر مدرسہ میں طلباء کے واسطے بھیجا جاوے تو یہ بھی اچھا مصرف ہے لیکن فیس منی آرڈر وغیرہ اس میں محسوب نہ ہوگی۔ فقط۔

کفارہ کی رقم مستحق کو دینا ہے کفارہ نماز زندگی میں نہیں ہے

سوال (۲۰۲۰) ایک زکی سخت بیمار ہے اس کے ورثاء کا یہ خیال ہے کہ اس کی نماز کا کفارہ اس کی زندگی میں دیدیا جائے۔ اچھا ہونا ناممکن ہے میا اسکی قیمت مکہ میں دیدیں یا پارچہ وغیرہ غرباء کو بنادیں یا کوئی شخص حج کو جاتا ہو اسکو بطور امانت دیدیں

---

[۱] فیعطی لکل صلوٰۃ نصف صاع من بر کالفطرۃ وکذا حکم الوتر والصوم (درمختار) قولہ نصف صاع من بر الخ ای او من دقیقہ او سویقہ او صاع تمر او زبیب او شعیر او قیمتہ وھی افضل عندنا لاسراعھا بسد حاجۃ الفقیر (ردالمحتار۔ باب قضاء الفوائت المطلب فی اسقاط الصلوٰۃ عن المیت ص ۶۸۵ ج ۱) ظفیر

[۲] ای مصرف الزکوٰۃ والعشر (درمختار) وھو مصرف ایضا لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر وغیر ذالک من الصدقات الواجبۃ کما فی القہستانی (ردالمحتار باب المصرف ص ۷۹ ج ۲) ظفیر۔

کہ وہاں مساکین کو دیدیں یا کسی مسجد میں یا کسی چاہ و مسجد میں لگا دیں۔

الجواب:۔ مریض کی نمازوں اور روزوں کا فدیہ اور کفارہ بعد مرنے کے ہی دیا جاتا ہے اس لئے کہ زندگی میں تو حتی الوسع نماز ادا کرنے کا ہی حکم ہے اگرچہ اشارہ وغیرہ سے ہو۔ الحاصل فدیہ اور کفارہ نماز و روزہ کا بعد انتقال کے دینا چاہیئے اور یہ بھی شرط ہے کہ میت وصیت کر جاوے پس بعد انتقال کے جس قدر نمازیں اور روزے اس کے ذمہ رہی ہوں ان کا کفارہ اس طرح ادا کرے کہ ہر ایک نماز کے عوض پونے دو سیر گندم بوزن انگریزی یا انکی قیمت مساکین کو دیوے۔ اور اسی طرح ایک روزہ کا کفارہ بھی اسی قدر ہے[1]۔ پس وہ قیمت خواہ مساکین و یتامیٰ اور بیواؤں کو تقسیم کرے یا مدرسہ کے طلباء مساکین کو تقسیم کر دیوے یا اس کا کپڑا خرید کر غرباء کو تقسیم کر دیوے یہ سب جائز ہے۔ اور یہ بھی درست ہے کہ کسی حج کو جانے والے کو دیدے کہ مکہ معظمہ یا مدینہ طیبہ کے مساکین کو تقسیم کر دے لیکن بہتر یہ ہے کہ اپنے ہی شہر کے غرباء کو دیوے اور مسجد یا چاہ میں صرف کرنا اس کا درست نہیں ہے فقط

حیلہ اسقاط کی شرعی حیثیت کیا ہے	**سوال** (۲۰۲۱) حیلہ اسقاط کی تین قسم جو فقہ کی معتبر

کتابوں میں مرقوم ہے کہ میت کی جملہ قضاء فرائض و واجبات وغیرہ شمار کر کے اس کے فدیہ میں جو گندم مقرر ہو تو پھر کچھ گندم لاکر یا مقرر گندم کی قیمت مقرر کر کے پھر ایک شئی ذی قیمت وارث فقیر کو دے اور پھر فقیر وارث کو اور پھر وارث فقیر کو دے۔ اسی طرح تکرار کرتے رہیں حتی کہ فدیہ کی مقرر گندم کی قیمت پوری ہو جاوے تو فدیہ ادا ہو گا یا نہ۔

قرآن مجید فدیہ میں دینا کیسا ہے	(۲۰۲۲) میت کا وارث قرآن مجید کی قیمت اس فدیہ میں

[1] ولو مات وعلیه صلوات فائتة واوصى بالكفارة يعطى لكل صلوٰة نصف صاع من بر كالفطرة وكذا حكم الوتر والصوم وانما يعطى من ثلث ماله (درمختار) قوله وعليه صلوات فائتة اى بان كان يقدر على ادائها ولو بالايماء فيلزمه الايصاء والا فلا يلزمه وان قلت (ردالمحتار، باب قضاء الفوائت، مطلب فى اسقاط الصلوٰة عن الميت ص ۶۸۵ ج ۱ و ص ۶۸۶ ج ۱) ظفیر۔

مقررگندم کی برابر کر کے ایک ملّا یا فقیر کو بیع کر دے اور وہ قیمت اس پر قرض کر کے وہ قرض میت کے اس فدیہ مقررہ کے عوض اس مشتری کو بخش دے۔

قرآن کی قیمت

سوال (۲۰۲۳) میت کا وارث قرآن مجید کی قیمت میت کے فدیہ میں مقررگندم کی برابر کر کے ایک ملّا یا فقیر کو وہ قرآن مجید یکبارگی اس فدیہ کے عوض بخش دے یہ تینوں صورتیں درست ہیں یا کیا۔

الجواب (۱۹۲۹) :- ان میں سے جس حیلہ کو بعض فقہاء نے لکھا ہے وہ بصورت ناداری وافلاس ورثہ محض تبرع کے طریق سے فقہاء نے لکھا تھا کہ بضرورت اگر ایسا کر لیا جاوے تو امید ہے کہ میت کے ذمہ کے فرائض ادا ہو جاویں گے اور ان حیلوں میں جو مفاسد پیش آرہے ہیں کہ ورثہ باوجود استطاعت کے فدیہ مال پورا ادا کرنا نہیں چاہتے اور حیلہ کر لیتے ہیں اور اس کے سوائے دیگر مفاسد شرعیہ بھی ان حیلوں میں ہیں جن کی وجہ سے ایسے حیلوں سے منع کیا جاتا ہے[1]۔ فقط۔

وصیت کے بعد تہائی ترکہ سے نمازوں کا فدیہ ضروری ہے

سوال (۲۰۲۴) والدہ مرحومہ نے بوقت وفات فرمایا تھا کہ میرے زیور میں سے میری نمازوں کا فدیہ دیدینا

---

[1] ولو بترك مالا يستقرض وارثه نصف صاع مثلا ويدفعه لفقير ثم يدفعه الفقير للوارث ثم وثم حتى يتم (درمختار) لم يترك مالا اى اصلا اوكان ما اوصى لا يفي، زاد فى الامداد او لم يوص بشئ واراد الولى التبرع الخ واشار بالتبرع ان ذالك ليس بواجب على الولى ونص عليه فى تبيين المحارم فقال لا يجب على الولى فعل الدور وان اوصى به الميت لانها وصية بالتبرع والواجب على الميت ان يوصى بما يفي بما عليه ان لم يضق الثلث عنه فان اوصى باقل وامر بالدور وترك بقية الثلث للورثة او تبرع به لغيرهم فقد اثم بترك ما وجب عليه (رد المحتار باب قضاء الفوائت مطلب فى اسقاط الصلوٰة عن الميت ص ۶۸۶ ج ۱ و ص ۶۸۷ ج ۱) ظفیر۔

اس سے خاص فدیہ مراد ہے یا جس قدر بھی ہو سکے۔ اگر فدیہ مراد ہے تو مقدار کا تعین دشوار ہے کیونکہ جو نمازیں ادا نہیں ہوئیں ان کا کوئی حساب وشمار نہیں۔ یا اس کو وصیت سمجھ کر ایک ثلث دیدیا جاوے۔ اور اس کا مصرف کیا ہے۔ مسجد کے فرش وسائبان وغیرہ میں لگایا جا سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: - اگر متوفیہ مرحومہ نے کچھ مال چھوڑا ہے تو ان کی وصیت کے مطابق فدیہ نمازوں فوت شدہ کا ایک ثلث ترکہ تک دینا ضروری ہے اور فوائت کا اندازہ اور تحقیق سے جس قدر نمازیں فوت شدہ تخمیناً معلوم ہوں ان کا فدیہ دیا جاوے۔ فی نماز پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت فدیہ میں دلوے اور مصرف اس کا فقراء ہیں مثل زکوٰۃ وصدقات واجبہ کے۔[1] مسجد کی مرمت وتعمیر وضروریات وغیرہ میں جس میں تملیک فقیر نہ ہو دینا درست نہیں ہے۔[2] فقط۔

عرض الوفات کے روزوں کا فدیہ نہیں ہوتا صرف نمازوں کا ہوتا ہے

سوال (۲۰۲۵) ایک عورت کا انتقال ہوا تیرہ سال کے نماز روزے قضا ہوتے ہیں جس کی بابت اس نے قبل از وفات اپنے شوہر کو یہ کہا تھا کہ میری نماز وروزوں کا اناج دیدینا۔ مرحومہ نے کچھ زیور وغیرہ نہیں چھوڑا۔ جس قدر زیور اس کے پاس تھا اس کے متعلق اس کا شوہر یہ کہتا ہے کہ اس کی بیماری کے زمانہ میں فروخت کر کے علاج میں صرف کر دیا اس وجہ سے وہ اس کے صوم وصلوٰۃ کا فدیہ نہیں دیتا۔ کیا اس کے والدین ادا کرنے کے مستحق ہیں یا اس کے شوہر کے ذمہ ہے۔

---

[1] ولو مات وعلیہ صلوات فائتۃ واوصی بالکفارۃ یعطی لکل صلوۃ نصف صاع من بر کالفطرۃ وکذا حکم الوتر والصوم وانما یعطی من ثلث مالہ۔ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب قضاء الفوائت ص۶۸۵ ج۱ ظفیر۔ [2] لا یصرف الی بناء نحو مسجد ولا الی کفن میت الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص۸۵ ج۲ ظفیر۔

الجواب: اس صورت میں متوفیہ کے روزے جو مرض میں فوت ہوئے پھر اسی مرض میں وہ مرگئی اور درمیان میں وہ تندرست نہ ہوئی تو ان روزوں کی قضا اس کے ذمہ لازم نہ ہوئی لہٰذا فدیہ بھی ان کا ساقط ہوا۔ اور نمازوں کی قضا بے شک لازم ہوئی اور بصورت ادا نہ ہونے کے فدیہ لازم ہوا۔ لیکن جب کہ متوفیہ نے کچھ ترکہ نہ چھوڑا تو فدیہ نمازوں کا ورثاء کے ذمہ ادا کرنا لازم نہیں ہے۔ البتہ اگر والدین وغیرہما تبرعاً دے دیویں تو یہ اچھا ہے اور امید قبول ہے[1] فقط۔

بلا وصیت فدیہ ورثاء میں سے کسی کے ذمہ لازم نہیں

سوال (۲۰۲۶) جو عورت مری ہے اس کے شوہر، بیٹا والدین موجود ہیں تو اس کے مال سے کون فدیہ دینے میں افضل ہے کیونکہ شوہر کو روزہ نماز قضا ہونے کا حال معلوم ہے۔

الجواب: جو دیدے وہ اچھا ہے۔ بلا وصیت متوفیہ کے واجب کسی کے ذمہ نہیں ہے[2]۔ فقط۔

---

[1] ولو لم یترک مالا یستقرض وارثہ نصف صاع مثلا ویدفعہ لفقیر ثم یدفعہ الفقیر للوارث ثم وثم حتی یتم درمختار۔ قولہ ولو لم یترک مالا الخ ای اصلا او ما اوصی بہ لا یفی، زاد فی الامداد او لم یوص بشیئ واراد الولی التبرع الخ واشار بالتبرع الی ان ذالک لیس بواجب علی الولی، ونص علیہ فی تبیین المحارم فقال لا یجب علی الولی فعل الدور الخ (رد المحتار باب قضاء الفوائت ص ٦٨٦ ج ١ ظفیر)۔

[2] او لم یوص بشیئ واراد الولی التبرع الخ واشار بالتبرع الی ان ذالک لیس بواجب علی الولی ونص علیہ فی تبیین المحارم فقال لا یجب علی الولی (رد المحتار باب قضاء الفوائت ص ٦٨٦ ج ١ ظفیر)۔

الباب الحادی عشر
فی سجود السہو
مسائل سجدۂ سہو

قرأت کی تکرار سے سجدہ سہو لازم نہیں

سوال (۲۰۲۷) نماز جمعہ میں امام نے پہلی رکعت میں سورہ دہر شروع کی، نصف سورہ پڑھ کر آگے نہ پڑھ سکا۔ دوبارہ سہ بار پڑھ کر اول سے تب پوری ہوئی ایسی صورت میں نماز جمعہ بغیر سجدہ سہو درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں نماز ہوگئی سجدہ سہو لازم نہیں ہے۔ کذا فی کتب الفقہ[1]

سنت ظہر میں قعدۂ اولی بھول جائے اور سجدہ سہو کرے تو نماز ہو جائے گی

سوال (۲۰۲۸) اگر ظہر کی چار رکعت سنت میں دو رکعت پر بیٹھنا بھول جاوے تو سجدہ سہو کرنے سے نماز ہو جائیگی یا نہیں اور اگر دو رکعت سنت مؤکدہ پر درود شریف پڑھ لیا تو سجدہ سہو کرنا چاہئے یا نہیں۔

الجواب:۔ سجدہ سہو کر لینے سے نماز ہوگئی[2] اور درود شریف درمیان کے قعدہ میں پڑھنے سے سجدہ سہو لازم ہے[3]۔ فقط۔

---

[1] یکرہ ان یفتح من ساعتہ کما یکرہ للامام ان یلجئہ الیہ بل ینتقل الی آیۃ اخری لا یلزم من وصلہا ما یفسد الصلوٰۃ او الی سورۃ اخری، او یرکع اذا قرأ قدر الفرض کما جزم بہ الزیلعی وغیرہ وفی روایۃ قدر المستحب کما رجحہ الکمال الخ (رد المحتار باب مایفسد الصلوٰۃ ص ۱۸۲/۱) ظفیر

[2] ولو ترک القعود الاول فی النفل سہوا سجد ولم تفسد استحسانا لانہ کما شرع رکعتین شرع اربعا ایضاً (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب سجود السہو ص ۷۰۰/۱) ظفیر

[3] ولا یزید فی الفرض علی التشہد فی القعدۃ الاولی اجماعا فان زاد عامدا کرہ فتجب الاعادۃ او ساہیا وجب علیہ سجود السہو (در مختار) قولہ لا یزید فی الفرض ای وما الحق بہ، کالوتر والسنن الرواتب (رد المحتار باب صفۃ الصلوٰۃ ص ۴۷۶/۱) ظفیر۔

بھول سے کوئی سورت شروع کی پھر دوسری سورت پڑھی تو اس سے سجدہ سہو لازم نہیں

سوال (۲۰۲۹) امام نے تراویح کے اخیر دوگانہ کی پہلی رکعت میں بعد سورہ فاتحہ کے قل اعوذ کہہ کر فوراً تبت یدا کہا تھا کہ ایک مقتدی نے بطور بتلانے کے قل اعوذ برب الفلق پوری سورۃ پڑھ دی۔ اور دوسری رکعت بھی تمام کردی مگر سجدہ سہو نہ کیا تو اس صورت میں نماز صحیح ہوگی یا دوگانہ مذکور کا اعادہ کرنا ہوگا اور یہ کہ سجدہ سہو ضروری ہے کہ نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں نماز صحیح ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار[1]۔ فقط۔

تاخیر واجب سے سجدہ سہو

سوال (۲۰۳۰) تاخیر واجب میں سجدہ سہو کے اندر اختلاف ہے شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ دراصل سجدہ سہو ترک واجب سے ہی لازم ہوتا ہے مگر چونکہ تاخیر واجب میں بھی ترک واجب لازم آتا ہے اس لئے تاخیر واجب سے بھی سجدۂ سہو لازم آتا ہے[2]۔ فقط۔

اخیر رکعتوں میں سورہ ملانے سے سجدۂ سہو لازم نہیں آتا

سوال (۲۰۳۱) فرض کی پچھلی دو رکعتوں میں اگر کوئی سورۃ ملالے تو تاخیر کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ اخیر کی دو رکعت میں سورۃ ملانے سے سجدۂ سہو لازم نہیں

---

[1] وفی القنیۃ قرأ فی الاولی الکافرون وفی الثانیۃ الم تر وتبت ثم ذکر یتم وقیل یقطع ویبدأ (درمختار) افاد ان التنکیس او الفصل بالقصیرۃ انما یکرہ اذا کان عن قصد فلو سہوا فلا کما فی شرح المنیۃ واذا انتفت الکراہۃ فاعراضہ عن التی شرع فیہا لا ینبغی (رد المحتار فصل فی القراءۃ ص ۵۰۱ ج ۱) ظفیر۔

[2] ولا یجب السجود الا بترک واجب او تاخیر رکن الخ وفی الحقیقۃ وجوبہ بشیٔ واحد وھو ترک الواجب کذا فی الکافی (عالمگیری مصری باب سجود السہو ص ۱۱۸ ج ۱) ظفیر۔

ہوتا[1]۔ درمختار میں ہے ولوضم ادلا باس به الخ وفی الشامی فکان الضم خلاف الاولیٰ الخ[2]

اگر پہلی رکعت میں ایک ہی سجدہ کیا اور کھڑا ہوگیا تو کیا کرے

سوال (۲۰۳۲) اول رکعت میں اگر کسی نے ایک سجدہ کیا اور کھڑا ہوگیا تو کیا کرے لوٹ کر دوسرا سجدہ کرے یا دوسری رکعت میں تین سجدے کرے اور سجدہ سہو بھی کرے یا نہیں۔

الجواب:۔ جس وقت یاد آوے کہ ایک سجدہ کیا ہے اسی وقت دوسرا سجدہ کرلیوے اور آخر میں سجدہ سہو کرے[3]۔ فقط۔

شبہ پر نماز توڑنا

سوال (۲۰۳۳) زید کو پہلی رکعت نماز فرض کے بعد شبہ ہوا کہ ایک ہی سجدہ ادا کیا گیا ہے اس لئے اس نے کھڑے کھڑے سلام پھیر کر نماز از سر نو شروع کی یہ فعل اس کا جائز ہے کہ نہیں، گناہ کسی قسم کا تو نہیں ہوا۔

ترک واجب کسی رکعت میں بھی ہو آخیر میں سجدۂ سہو لازم ہوگا

سوال (۲۰۳۴) کیا یہ ضروری ہے کہ چار رکعت نماز میں کسی بھی رکعت میں ترک واجب کے شبہ میں کل رکعت کے اختتام پر سجدہ سہو کیا جائے یا نماز توڑ کر جب شبہ ہو دوبارہ نماز ادا کی جاسکتی ہے۔

---

[1] وضم اقصر سورة الخ فی الاولیین من الفرض وهل یکره فی الاخریین المختار لا (الدرالمختار)
ای لایکره تحریما بل تنزیها لانه خلاف السنة قال فی المنیة وشرحها فان ضم السورة الی الفاتحة ساهیا یجب علیه سجدة السهو فی قول ابی یوسف لتاخیر الرکوع عن محله وفی اظهر الروایات لا یجب لان القراءة فیهما مشروعة من غیر تقدیر والاقتصار علی الفاتحة مسنون لا واجب اه الخ فلاینافی کونه خلاف الاولیٰ کما افاد فی الحلیة" (ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلوٰة ص۴۲۷ ج ۱) ظفیر۔

[2] ایضاً۔ ظفیر۔

[3] ولا یجب السهو الا بترک واجب او تاخیره او تاخیر رکن او تقدیمه الخ (عالمگیری مصری باب سجود السهو ص۱۱۱ ج ۱) ظفیر۔

الجواب: کچھ گناہ نہیں ہوا[1]۔

(۲) شک اور شبہ کا تو اعتبار نہیں ہے۔ لان الیقین لایزول بالشک۔ لیکن اگر ظنِ غالب وگمانِ راجح چاروں رکعات میں سے کسی رکعت میں بھی ترک واجب معلوم ہو تو آخر نماز میں سجدہ سہو کرنا لازم ہے[2]۔ فقط۔

قعدۂ اخیرہ میں تحیات دوبارہ پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم نہیں ہوتا

سوال (۲۰۳۵) اخیر قعدہ میں دو دفعہ التحیات پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔

الجواب: اس صورت میں سجدۂ سہو لازم نہیں ہے[3]۔ فقط۔

آیات کے دہرانے سے سجدۂ سہو نہیں لازم ہوتا

سوال (۲۰۳۶) اگر کسی نے نماز میں قرأت مکرر پڑھی مثلاً کسی نے سورۃ النصر شروع کرکے افواجًا پر ٹھیرا پھر دوبارہ افواجًا فسبح سے ختم کیا سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں۔

بقدر واجب قرأۃ کے بعد قرأۃ میں غلطی مفسد صلوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۲۰۳۷) اگر کوئی ضم سورۃ میں آیت کے اوپر مثلاً افواجًا پر غلطی ہو تو سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں۔

الجواب: سجدہ سہو اس میں لازم نہیں آتا[4]۔

---

[1] واذا شك فی صلاته من لم یکن ذالك ای الشك عادة له، کم صلی استانف بعمل مناف وبالسلام قاعدا اولی لانه المحلل وان کثر شکه عمل بغالب ظنه (الدر المختار علی ہامش رد المختار۔ باب سجود السهو ص ۷۰۵/۱) ظفیر۔

[2] یجب الخ بترك واجب مما هو فی صفة الصلوٰة سهوا (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب سجود السهو ص ۶۹۳/۱) ظفیر۔

[3] ولو كرر التشهد فی القعدة الاولی فعلیه السهو الخ ولو كرره فی القعدة الثانیة فلا سهو علیه كذا فی التبیین (عالمگیری مصری۔ باب سجود السهو الباب الثانی عشر ص ۱۱۹/۱) ظفیر۔

[4] ویجب له تشهد وسلام الخ بترك واجب مما مر (در مختار) بترك واجب ای من واجبات الصلوٰة الاصلیة لا كل واجب الخ (رد المختار باب سجود السهو ص ۶۹۳/۱) ظفیر۔

(۲) سجدہ سہو نہیں آتا لیکن اگر غلطی ایسی ہے جو مفسد صلوٰۃ ہے تو نماز کا اعادہ لازم ہے اور اگر غلطی ایسی ہے جس سے فساد نماز کا حکم ہو تو نہ نماز فاسد ہو گی اور نہ سجدہ سہو لازم ہو گا۔ فقط

امام کے ساتھ مسبوق اگر سلام پھیر دے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی سجدۂ سہو کافی ہے

سوال (۲۰۳۸) مسبوق سہواً بمعیت امام سلام پھیر کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو نماز فاسد ہو گی یا نہ۔

الجواب:- شامی باب سجود السہو میں ہے قولہ والمسبوق یسجد مع امامہ قید بالسجود لانہ لا یتابعہ فی السلام بل یسجد معہ و یتشہد۔ فاذا سلم الامام قام الی القضاء فان کان عامداً افسدت والا لا ولا یسجد علیہ ان سلم سہواً قبل الامام او معہ وان سلم بعدہ لزمہ لکونہ منفرداً حینئذ۔ بحر۔ وارادہ بالمعیۃ المقارنۃ وھو نادر الوقوع کما شرح المنیۃ[1] - اس عبارت سے معلوم ہوا کہ معیت حقیقتاً نادر الوقوع ہے لہذا سلام مسبوق امام کے کچھ بعد ہی ہو گا۔ پس اگر یہ ہوا ہے سجدہ سہو مسبوق پر آخری نماز میں لازم ہے اور نماز ہو جاوے گی۔ فقط۔

جب یہ معلوم نہ ہو کہ سجدۂ سہو واجب ہے یا نہیں تو نمازی کیا کرے

سوال (۲۰۳۹) بعض مرتبہ نماز میں سہو ہونے پر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ سجدۂ سہو واجب ہے یا نہیں ایسی صورت میں سجدۂ سہو کرنا چاہیئے یا نہیں۔

الجواب:- اور جب کہ علم نہ ہو کہ اس سہو سے سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے یا نہیں تو سجدۂ سہو کر لینا احوط ہے[2]۔ فقط۔

ایک رکعت میں دو رکوع کرنے سے سجدۂ سہو

سوال (۲۰۴۰) ایک رکعت میں اگر دو رکوع کئے جاویں اور سجدۂ سہو بھی نہ ہو تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔ مثلاً نماز عید الاضحی میں امام صاحب نے ۱۲ تکبیروں کے ساتھ نیت باندھنا فرمایا ہے اور دوسری رکعت میں دو رکوع کے درمیان بقیہ تین تکبیریں

---

[1] ردالمحتار باب سجود السہو ص ۶۹۵ ج ۱ و ص ۶۹۶ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

[2]

ادا کیں اور سجدہ سہو نہ کیا گیا۔ جب امام سے کہا گیا کہ نماز نہیں ہوئی اگرچہ غلطی تسلیم کر لی مگر نماز نہ لوٹائی کیا وہ امام قابل امامت ہے یا نہیں۔

الجواب:- نماز عیدین میں امام صاحبؒ کے مذہب کے موافق ہر ایک رکعت میں تین تین تکبیریں زائد ہیں[1]۔ بارہ تکبیرات نہیں ہیں اور ترک واجب اور تاخیر واجب سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اور دو دفعہ رکوع کرنے سے بھی سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔ اگر سجدہ سہو نہ کیا تو نماز واجب الاعادہ ہے لیکن نماز عیدین میں بوجہ اژدحام کثیر کے ترک سجدہ سہو سے نماز صحیح ہے[2]۔ فقط۔

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے بعد مقتدی نے پھر لوٹائی تو دونوں میں کون درست ہوئی

سوال (۲۰۴۱) مقتدی نے نماز لوٹائی تو ایسی صورت میں اس کی نماز جو جماعت سے پڑھی تھی وہ درست ہوئی یا جو علیحدہ پڑھی تھی وہ درست ہے

الجواب:- اگر ترک واجب وغیرہ کی وجہ سے نماز لوٹائی گئی تو فرض پہلے ادا ہو چکا ہے لوٹانے میں اس کی تکمیل ہے یعنی جو نقصان رہ گیا تھا اس کو پورا کیا گیا ہے اور جبر نقصان کیا گیا ہے[3]۔ فقط۔

---

[1] ويصلي الامام بهم ركعتين مثنيا قبل الزوائد وهي ثلاث تكبيرات في كل ركعة (الدر المختار) وهذا مذهب ابن مسعود وكثير من الصحابة ورواية عن ابن عباس وبه اخذ ائمتنا الثلاثة (رد المحتار باب العيدين ص ۷۷۶ ج ۱) ظفير.

[2] والسهو في صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء، والمختار عند المتأخرين عدمه في الاوليين لدفع الفتنة كما في جمعة البحر واقره المصنف وبه جزم في الدرر (الدر المختار على هامش رد المحتار باب سجود السهو ص ۷۰۶ ج ۱) ظفير.

[3] ولها واجبات لا تفسد بتركها وتعاد وجوبا الخ والمختار انه جابر للاول لان الفرض لا يتكرر (الدر المختار على هامش رد المحتار باب صفة الصلوة مطلب في واجبات الصلوة ص ۴۲۳ ج ۱ و ص ۴۲۶ ج ۱) ظفير.

فاتحہ اور درمیانی قعدہ میں تحیات کے بعد کتنی تاخیر سے سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے

سوال (۲۰۴۲) فاتحہ کے بعد اور دوسری رکعت میں تشہد کے بعد اور تیسری رکعت میں کھڑا ہونے کے وقت کتنے توقف سے سجدہ سہو لازم آتا ہے۔

الجواب: بقدر ادائے رکن اگر توقف سہواً کیا جاوے گا تو سجدہ سہو لازم ہوگا۔ درمختار وتاخیر قیام الی الثالثۃ بزیادۃ علی التشہد بقدر رکن الخ[1]۔ فقط۔

تیسرے سجدہ کی وجہ سے سجدۂ سہو

سوال (۲۰۴۳) کل نماز جمعہ میں ایک نئی صورت پیش آئی یعنی دوسری رکعت میں امام نے دوسرا سجدہ کرنے کے بعد تیسرا سجدہ کرنے کا قصد کیا تو مقتدیوں نے سبحان اللہ کہا مگر امام سجدہ میں پہنچ گیا جملہ مقتدیوں نے اقتدا کی اکثر مقتدیوں کا بیان ہے کہ امام بلا تکبیر اٹھ گیا اور تشہد ختم کرکے سجدہ سہو کے لئے سلام پھیرا اس وقت تک بجز دو تین مقتدیوں کے بقیہ مقتدی سجدہ ہی میں تھے، السلام کا لفظ سن کر فوراً سجدہ سے اٹھے اور امام کے ساتھ سلام میں شریک ہوئے اور سجدہ سہو کرکے نماز ختم کی بجز دو تین مقتدیوں کے تمام نے بلا قعود اور تشہد سلام سہو میں امام کی متابعت کی۔ اس کے بعد جھگڑا ہوا۔ اکثر کی رائے یہ ہوئی کہ سب کی نماز ہوگئی اس لئے نماز نہیں لوٹائی گئی۔

تیسرے سجدہ میں اگر اقتدا نہ کرے

سوال (۲۰۴۴) جو مقتدی تیسرے سجدے میں اتباع نہ کرے اس کا کیا حکم ہے۔

مقتدی کو سلام سہو میں اتباع کرنی چاہئے

سوال (۲۰۴۵) مقتدی بجز امام کے ساتھ سلام سہو میں اتباع کرنے کے اور کیا کر سکتے تھے۔

الجواب: (۱) اس صورت میں نماز سب کی ہوگئی کیونکہ جو مقتدی سلام سجود سہو میں شریک امام ہوکر سجدہ میں امام کے ساتھ گئے اور سجدہ سہو کے بعد امام کے ساتھ قعدہ کیا اور تشہد وغیرہ حسب قاعدہ پڑھا تو ان کو یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ نہ قعود کیا اور نہ تشہد

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار، باب سجود السہو ص ۶۹۴/۱ ۱۲ ظفیر۔

پڑھا ہے۔

(۲) اس کی نماز صحیح ہے۔[2]

(۳) مقتدی مدرک کا یہی حکم ہے اور مسبوق سلام سہو میں امام کے شریک نہ ہو سجدہ میں شریک ہو۔[3]

امام باوجود تسبیح کے پانچویں رکعت شروع کردے تو مقتدی اقتدا نہ کرے

سوال (۲۰۴۶) جب امام چار رکعت کے بجائے پانچویں رکعت شروع کردے اور مقتدیوں کے بار بار متنبہ کرنے پر بھی قعود نہ کرے تو امام کی اقتدا کی جائے یا نہیں۔

الجواب:- پانچویں رکعت میں اقتدا نہ کریں۔ درمختار میں ہے کہ اگر امام بغیر قعود اخیرہ پانچویں رکعت کی طرف اٹھے تو مقتدی بیٹھے رہیں اور اس کے لوٹنے کا انتظار کریں۔ اگر وہ لوٹا تو مقتدی اس کے ساتھ ہو جاویں اور اگر امام نے پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا تو مقتدی سلام پھیر کر نماز ختم کردیں۔[4] اور اگر امام نے قعدہ اخیرہ نہ کیا اور بلا قعود پانچویں رکعت کی طرف اٹھ گیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کرلیا تو پھر مسئلہ معروف ہے کہ کسی کی نماز فرض ادا نہیں ہوئی۔[5] فقط۔

---

[1] نعم تکون المتابعة فرضا بمعنی ان یاتی بالفرض مع امامه او بعده کما لو رکع امامه فرکع معه مقارنا او معاقبا وشارکه فیه الخ (رد المحتار مطلب مہم فی تحقیق المتابعة ص ۴۳۹ ج ۱) ظفیر

[2] وانه لیس له ان یتابعه فی البدعة والمنسوخ وما لا تعلق له بالصلاة فلا یتابعه لو زاد سجدة الخ (رد المحتار باب صفة الصلاة مطلب مہم فی تحقیق متابعة الامام ص ۴۳۹ ج ۱) ظفیر

[3] ولو سلم ساهیا ان بعد امامه لزمه السهو والا لا (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الامامة مطلب فی المسبوق ص ۵۶۰ ج ۱) ظفیر

[4] وان قعد فی الرابعة مثلا قدر التشهد ثم قام عاد وسلم ولو سلم قائما صح ثم الاصح ان القوم ینتظرونه فان عاد تبعوه وان سجد للخامسة سلموا الخ

[5] لان اتمام فرضه ... اذ لم یبق علیه الا السلام (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب سجود السهو ص ۷۰۲ ج ۱) ظفیر

مغرب میں سورۂ فاتحہ آہستہ پڑھی پھر یاد دلانے پر سورۃ آواز سے تو سجدۂ سہو کرے گا یا نہیں

سوال (۲۰۴۷) امام نے مغرب کی نماز کی نیت باندھ کر سبحانک اور سورہ فاتحہ آہستہ پڑھی ایک مقتدی نے یاد دہانی کی غرض سے الحمد با آواز بلند کہا تب امام نے سورۂ فاتحہ کے بعد کی سورۃ کو جہر سے پڑھا اور سجدہ سہو کیا۔ سجدۂ سہو سے نماز درست ہوئی یا نہیں۔ اور اس حالت میں سجدۂ سہو ضروری تھا یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں نماز صحیح ہوگئی اور سجدہ سہو اس صورت میں واجب تھا سجدہ سہو کر لینے سے نماز بلا کراہت صحیح ہوگئی[1]۔ فقط۔

متشابہ لگنے پر آیت کے تکرار سے سجدہ سہو لازم نہیں

سوال (۲۰۴۸) امام نے نماز جمعہ میں سورۂ جمعہ پڑھی اور ملک القدوس پر متشابہ لگا، امام سورۃ کو دہراتا رہا۔ اسی دوران میں ایک مقتدی نے لقمہ دیا لیکن امام نے لقمہ کا خیال نہیں کیا اور خود ہی درست پڑھ کر نماز ختم کی۔ سجدہ سہو نہیں کیا نماز ہوئی یا نہ۔

الجواب:۔ اس صورت میں سجدۂ سہو لازم نہ تھا نماز صحیح ہوگئی[2]۔ فقط۔

---

[1] وسہا عن القعود الاخیر عاد مالم یقیدھا بسجدۃ الخ فان قیدھا بسجدۃ عامدا او ناسیا او ساھیا او مخطئا تحول فرضہ نفلا برفعہ الجبھۃ الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب سجود السہو ص ۶۹۸ / ۱ ظفیر) [2] والجہر فیما یخافت فیہ للامام وعکسہ لکل مصل فی الاصح تقدیرہ ما تجوز بہ الصلاۃ فی الفصلین وقیل قائلہ قاضیخان یجب السہو بہما ای بالجہر والمخافتۃ مطلقا ای قل او کثر (درمختار) وقال فی شرح المنیۃ والصحیح ظاہر الروایۃ وھو التقدیر بما تجوز بہ الصلاۃ من غیر تفرقۃ لان القلیل من الجہر فی موضع المخافتۃ عفو ایضا (رد المحتار باب سجود السہو ص ۶۹۴ / ۱ ظفیر) [3] بخلاف فتحہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقا لفاتح واخذ بکل حال (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ ص ۵۸۲ / ۱) اور سجدہ سہو ترک واجب اور اس کی تقدیم و تاخیر سے واجب ہوتا ہے جو یہاں پایا نہیں گیا ۱۲ ظفیر۔

اخیر رکعت میں بعد تشہد کھڑا ہو کر بیٹھا تو سجدۂ سہو کب کرے

سوال (۲۰۴۹) اگر آخر رکعت میں بعد تشہد کھڑا ہو گیا اور پھر بیٹھ گیا تو پھر تشہد پڑھے یا سلام پھیر کر تشہد سجدۂ سہو کا پڑھے۔ ایک یہ کہ قیام تام کے بعد فوراً بیٹھ گیا۔ دوسرے کچھ پڑھ کر۔ تیسرے ختم سورۃ کے بعد ہر سہ حالات کا ایک حکم ہے یا مختلف۔

الجواب:۔ ہر سہ حالت میں بیٹھ کر پھر تشہد پڑھے اور سجدۂ سہو کرکے پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے[1]۔ فقط

نابینا جس کی ایک رکعت امام کی غلطی سے رہ جائے

سوال (۲۰۵۰) ظہر کی نماز میں امام سہواً درمیانی قعدہ چھوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ جماعت میں ایک نابینا بھی تھا وہ اپنی یاد کے موافق تشہد پڑھنے لگا اور بوجہ بے بصر ہونے کے امام کی متابعت نہ کی، الغرض نابینا فرض و واجب ادا کرتا ہوا قعدۂ اخیرہ میں امام سے جا ملا اور امام کے ساتھ سجدۂ سہو بھی کیا پھر امام نے سلام پھیرا تو یہ نابینا اس خیال سے کہ میں پیچھے رہ گیا تھا کھڑا ہو گیا اور ایک رکعت ادا کی جو اس کی پانچویں تھی آیا اس کی نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر اس نابینا نے آخر میں سجدۂ سہو کر لیا تو اس کی نماز ہو گئی[2]۔ فقط۔

---

[1] وان قعد في الرابعة مثلاً قدر التشهد ثم قام عاد وسلم ولو سلم قائماً صح (در مختار) قوله قام اي ولم يسجد قوله عاد وسلم اي عاد للجلوس لما مر ان ما دون الركعة محل للرفض وفيه اشارة الى انه لا يعيد التشهد وبه صرح في البحر قال في الامداد والعود للتسليم جالساً سنة الخ (رد المحتار باب سجود السهو ج ۱) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں تشہد لوٹایا نہیں جائے گا واللہ اعلم ۱۲ ظفیر

[2] یعنی اس پانچویں رکعت میں سجدۂ سہو کیا تب تو نماز ہو گئی ورنہ واجب الاعادہ ہے۔ وکذا اللاحق لكنه يسجد في آخر صلاته ولو سجد مع امامه اعاده (در مختار) ولاحقاً بركعة فسجد امامه للسهو فانه يقضي ركعة بلا قرأة لانه لاحق ويتشهد ويسجد للسهو الخ (رد المحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۶) ظفیر۔

عیدین میں تکبیر زائد میں کمی کی تو کیا حکم ہے

سوال (۲۰۵۱) زید نے عید کی نماز پڑھائی تو رکعت اولیٰ میں بجائے چار تکبیروں کے تین تکبیریں ادا کی آیا وہ نماز ہوئی کہ نہیں۔

الجواب: تکبیرات عیدین واجب ہیں علاوہ تکبیر افتتاح و رکوع کے تین تین واجب ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی تکبیر چھوڑے گا ترک واجب ہوگا اور ترک واجب سے سجدہ لازم ہوتا ہے۔ مگر چونکہ نماز عیدین میں سجدہ سہو نہیں ہے لہذا نماز ہو گئی[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

فرض کا قاعدہ اخیرہ بھول کر چھوڑ دیا اور پانچویں رکعت ملالی تو کیا وہ نفل ہو جائینگی

سوال (۲۰۵۲) جس شخص نے سہو کیا قعدہ اخیرہ سے اور مقید کیا سجدہ سے۔ کہتے ہیں کہ تحول فرضہ نفلا حالانکہ نفلوں میں فرماتے ہیں ان کل شفع من النفل صلوٰۃ علیحدۃ مدلل نقل مع حوالہ صفحہ کتاب ومطبع تحریر فرمائیں۔

الجواب: "فرضہ نفلا"[2] خود مصرح ہے اس کے لئے اور کسی حوالہ کی ضرورت نہیں ہے اور کل شفع من النفل صلوٰۃ علیحدۃ بھی قاعدہ صحیح ہے۔ لیکن یہاں سجدہ سہو سے اس کا انجبار کر دیا گیا۔ فقط۔

ترک سجدہ سہو عمداً اور نسیاناً کا حکم

سوال (۲۰۵۳) ترک سجدۂ سہو بھول میں اور عمداً میں فرق ہے کہ نہیں۔ اگر بھول گیا اعادہ نماز کا کرے یا نہ کرے۔

الجواب: قضا اس نماز کی واجب ہے اور ترک سجدۂ سہو عمداً وسہواً برابر ہے[3]۔

---

[1] والسہو فی صلوٰۃ العید والجمعۃ والمکتوبۃ والتطوع سواء والمختار عند المتاخرین عدمہ فی الاولیین لدفع الفتنۃ کما فی جمعۃ البحر واقرہ المصنف وبہ جزم فی الدرر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب سجود السہو ص ۱۷) ظفیر [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ باب سجود السہو ص ۶۹۹ ۱۲ ظفیر [3] ولہا واجبات لا تفسد بترکہا وتعاد وجوبا فی العمد والسہو ان لم یسجد لہ وان لم یعدہا یکون فاسقا آثما (در مختار) قولہ ان لم یسجد لہ ای للسہو (الدر المختار علی ہامش رد المحتار مطلب واجبات الصلوٰۃ ص ۴۲۵/۱) ظفیر۔

اگر چار رکعت والی نماز میں سہواً تیسری رکعت پر بھی بیٹھ گیا تو کیا حکم ہے

سوال (۲۰۵۴) اگر کسی نے چار رکعت نماز شروع کی اور تیسری رکعت میں سہواً بیٹھ گیا تو نماز صحیح ہوگی یا نہیں۔

الجواب:۔ ایسی صورت میں سجدۂ سہو واجب ہے نماز صحیح ہے۔

رکوع میں بھول سے سجدہ کی تسبیح پڑھ دے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۰۵۵) رکوع میں سہواً سجدہ کی تسبیح پڑھے یا برعکس تو نماز میں کچھ خرابی تو نہ ہوگی۔[1]

الجواب:۔ کچھ خرابی نہ ہوگی۔[2] فقط

سجدہ میں رکوع کی تسبیح

سوال (۲۰۵۶) رکوع کی تسبیح سجدہ میں کہہ رہا تھا، سجدہ ہی میں یاد آنے پر سجدے کی تسبیح کہے یا رکوع کی تسبیح کافی ہوگی۔

الجواب:۔ سجدہ کی تسبیح کہنی چاہئے تاکہ سنت کے موافق ہو۔

ترک تعدیل اور سجدہ سہو

سوال (۲۰۵۷) قومہ اور جلسہ بوجہ تعجیل مصلی موافق واجب ادا نہ ہو تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہ۔

الجواب:۔ سجدہ سہو اس فعل سے واجب ہوتا ہے جو سہواً ہو اور جو لوگ عمداً و عادتاً قومہ و جلسہ پورا نہیں کرتے اس میں سجدہ سہو نہیں ہے بلکہ ایسی نمازوں کا اعادہ واجب ہے کیونکہ ترک واجب عمداً کرنے سے اعادہ واجب ہوتا ہے۔[4] فقط۔

---

[1] ویلزمہ السہو اذا زاد فی صلاتہ فعلاً من جنسہا لیس منہا وھذا یدل علی ان سجدۃ السہو واجبۃ ھو الصحیح لانہا تجب لجبر نقصاً ن تمکن فی العبادۃ (ہدایہ باب سجود السہو ص۱۴۰ ج۱) ظفیر

[2] ویسبح فیہ (ای فی الرکوع) واقلہ ثلاثاً فلو ترکہ او نقصہ کرہ تنزیہاً (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صفۃ الصلوٰۃ ص۴۶۱ ج۱) اور یہاں چھوڑا بھی نہیں، بلکہ الفاظ بدل گئے۔ اس سے کچھ حرج نہیں ۱۲ ظفیر [3] ولہا (ای للصلوٰۃ) واجبات لا تفسد بترکہا وتعاد وجوباً فی العمد والسہو ان لم یسجد لہ وان لم یعدھا یکون فاسقاً آثماً (در مختار) قولہ ان لم یسجد لہ ای للسہو ھذا قید لقولہ والسہو اذ لو سجد فی السہو (رد المحتار باب صفۃ الصلوٰۃ ص۴۲۵ ج۱) ظفیر۔

سجدہ سہو کے لئے صرف ایک طرف سلام پھیرے

سوال (۲۰۵۸) جو شخص اکیلا نماز پڑھ رہا ہو اور کسی رکن کے بھول جانے پر سجدہ کرتے وقت دونوں جانب سلام پھیرے یا صرف دائیں جانب۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ صرف ایک طرف سلام پھیرے، اگر دونوں طرف پھیر دیا کچھ حرج نہیں تب بھی سجدہ سہو کرے[1]۔ فقط۔

مسبوق نے دونوں طرف سلام پھیر دیا پھر یاد دلانے پر کھڑا ہوا، کیا حکم ہے

سوال (۲۰۵۹) ایک شخص دوسری رکعت میں شامل ہوا اور امام کی ہمراہ تینوں رکعت پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دیا۔ مقتدیوں میں سے ایک نے کہا کہ تیری رکعت باقی ہے یہ کہنے سے اسے یاد آگیا اور اس نے کھڑے ہو کر باقیماندہ ایک رکعت پڑھ کر سجدہ سہو کر کے سلام پھیر دیا اس صورت میں نماز ہوگئی یا نہ۔ مولوی عبدالحی اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں اس صورت میں اس کی نماز نہیں ہوگی کیونکہ یاد دلانے والا خارج صلوۃ ہے۔

الجواب:۔ کتب فقہ میں یہ لکھا ہے کہ اگر ایسی صورت میں اس کے کہنے سے فوراً اٹھ کھڑا ہوا تو نماز فاسد ہوگئی اور کچھ توقف کر کے خود یاد کر کے اٹھا تو نماز صحیح ہے۔ اگر سجدہ سہو کر لیوے گا نماز بلا کراہت ہو جاوے گی۔ مولانا عبدالحی مرحوم کا فتوی غالباً پہلی صورت کے متعلق ہوگا[2]۔ فقط

فاتحہ کے بعد دیر تک خاموش رہے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۰۶۰) اگر امام یا منفرد الحمد پڑھ کر بقدر پڑھنے ایک آیۃ طویل یا سہ آیت قلیل کے دانستہ خاموش کھڑا رہ کر بعد میں ضم سورۃ کرے تو اس پر سجدہ سہو لازم آئے گا یا نہیں۔

---

[1] یجب له بعد سلام واحد عن یمینه فقط لانه المعهود وبه یحصل التحلیل وهو الاصح الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب سجود السهو ص ۶۹۱ ج ۱۔ ظفیر

[2] وفی القنیة قیل لمصل منفرد تقدم فتقدم بامره الخ فسدت صلاته وینبغی ان یمکث ساعة ثم یتقدم برأی نفسه رد المحتار باب الامامة ص ۵۳۳ ج ۱ حتی لو امتثل امر غیره فقیل له تقدم فتقدم الخ فسدت بل یمکث ساعة ثم یتقدم برائه (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوۃ وما یکره فیها ص ۵۸۱ ج ۱) ظفیر

الجواب :- سجدہ سہو اس پر لازم ہے۔ کما قال فی الدر المختار و تفکرہ عمداً حتی شغلہ عن رکن[1]۔ تحقیقہ فی الشامی۔ فقط۔

امام عشاء میں تیسری رکعت میں بیٹھ گیا مگر فوراً کھڑا ہو گیا، تو کیا حکم ہے

سوال (۲۰۶۱) امام عشاء کی نماز میں سہواً تیسری رکعت پر بیٹھا، مقتدی کے بتلانے پر فوراً کھڑا ہو گیا دیر نہیں لگی نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب :- اس صورت میں کہ امام دیر تک نہیں بیٹھا فوراً کھڑا ہو گیا سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا اور نماز صحیح ہو گئی۔ کذا فی شامی[1]۔ فقط۔

سنت قبل الظہر میں قاعدہ اولیٰ بھول جانے سے سجدۂ سہو

سوال (۲۰۶۲) کسی شخص نے چار رکعت سنت قبل الظہر کی نیت کی اور قعدۂ اولیٰ فراموش کر کے سیدھا کھڑا ہوا سجدہ نہ کیا اور آخر میں سجدۂ سہو نہ کیا یہ نماز صحیح ہوگی یا نہیں۔ اس پر اعادہ واجب ہے یا نہیں۔

الجواب :- سجدہ سہو نہ کرنے کی وجہ سے اعادہ واجب ہے[2]۔

اگر سیدھا کھڑا نہیں کیا ہے تو بیٹھ جائے

سوال (۲۰۶۳) اگر سیدھا کھڑا نہ ہوا اور نہ اس کے گھٹنے زمین سے علیحدہ ہوئے اس صورت میں اس کو کیا کرنا چاہئے آیا قعدہ کرے یا کھڑا ہو جائے۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب سجود السہو ص ۶۹۳ ج ۱۔ ظفیر۔ و کذا القعدۃ فی آخر الرکعۃ الاولی او الثالثۃ فیجب ترکہا و یلزم من فعلہا ایضاً تاخیر القیام الی الثالثۃ او الرابعۃ عن محلہ وھذا اذا کانت القعدۃ طویلۃ اما الجلسۃ الخفیفۃ التی استحبہا الشافعی فترکہا غیر واجب عندنا (رد المحتار ص ۴۳۵ ج ۱) ظفیر

[2] ولہا واجبات لا تفسد بترکہا وتعاد وجوباً فی العمد والسہو الخ وھی قراءۃ فاتحۃ الکتاب الخ والقعود الاول ولو فی نفل (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صفۃ الصلاۃ مطلب واجبات الصلاۃ) ظفیر۔

الجواب:- قعدہ کرے اور سجدہ سہو واجب نہیں[1]۔ فقط۔

گھٹنے زمین سے اٹھ گئے مگر سیدھا کھڑا نہ ہوا تو کیا کرے

سوال (۲۰۶۴) اگر سیدھا کھڑا نہ ہوا اور گھٹنے زمین سے علیحدہ ہو گئے ہوں کھڑا ہونے اور بیٹھنے کے درمیان کی حالت ہو تو اس کو لوٹ آنا چاہئے یا کھڑا ہو جانا چاہئے اور سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔ اور اس کو اعادہ کرنا پڑے گا یا نہیں۔

الجواب:- اس حالت میں لوٹ آنا چاہئے اور قعدہ کرنا چاہئے اور سجدہ سہو واجب نہیں۔ کذا فی الدر المختار۔ عاد الیه وتشهد ولا سهو علیه فی الاصح ما لم یستقم قائماً فی ظاهر المذهب وهو الاصح[2]۔ فتح۔ اور دوسرا قول اس کے مقابل یہ ہے کہ اقرب الی القعود ہو تو بیٹھ جاوے اور اقرب الی القیام ہو تو نہ بیٹھے اور سجدہ سہو کرے۔ فقط۔

صلوٰۃ التسبیح میں تسبیح کی جگہ الحمد للہ پڑھے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۰۶۵) صلوٰۃ التسبیح میں الحمد سے پہلے سبحان اللہ پڑھا گیا اور بجائے تسبیح کے اگر الحمد پڑھی گئی تو سجدہ سہو آوے گا یا نہیں۔

صلوٰۃ التسبیح میں قرءۃ کے بعد رکوع میں چلا گیا

سوال (۲۰۶۶) صلوٰۃ التسبیح میں قرءت کے بعد بھول کر رکوع میں چلا گیا، رکوع میں یاد آیا اور رکوع میں اس تسبیح کو پڑھ لیا تو سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:- (۱ و ۲) نماز ہو گئی سجدہ سہو واجب نہیں ہوا۔ فقط۔

فاتحہ و قرءت کے درمیان کس قدر تاخیر سے سجدہ سہو ہوتا ہے

سوال (۲۰۶۷) در بہشتی زیور مرقوم است کہ اگر تاخیر قدر سہ بار سبحان اللہ گفتن درمیان فاتحہ و سورۃ شد سہو واجب میشود و دیگر

---

[1] سها عن القعود الاول من الفرض ولو عمليا واما النفل فيعود ما لم يقيده بالسجدة ثم تذكره عاد اليه وتشهد ولا سهو عليه فى الاصح ما لم يستقم قائما فى ظاهر المذهب هو الاصح (الدر المختار على هامش رد المختار باب سجود السهو ص ۶۹۸/۱)

[2] الدر المختار على هامش رد المحتار باب سجود السهو ص ۶۹۷/۱ ۱۲ ظفیر۔

فقہاء دیگر قائل تسبیح می شوند پس کدام قول معتبر است۔

الجواب: - آنچہ در بہشتی زیور است ہماں است مختار محققین قال فی شرح المنیۃ والصحیح ان قدر زیادۃ الحرف ونحوہ غیر معتبر فی جنس ما یجب بہ سجود السہو وانما المعتبر قدر ما یؤدی فیہ رکن کما فی الجہر من یخافت وعکسہ وکما فی التفکر حال الشک ونحوہ الخ ص ۴۲۱ . فقط۔

مغرب میں اخیر قعدہ کے بعد امام کھڑا ہوگیا اور پھر بیٹھا تو کیا کرے

سوال (۲۰۶۸) مغرب کے وقت امام تینوں رکعت پوری کر کے قعدہ اخیرہ سے سہواً کھڑا ہوگیا اور مقتدی بیٹھے رہے اور جب کہ چند مقتدیوں نے اللہ اکبر کہا تو امام پھر بیٹھ گیا اور ایک طرف سلام پھیر کر سجدہ سہو کیا، پھر اختلاف ہونے کی وجہ سے دوبارہ نماز ادا کی، آیا نماز سجدہ سہو سے ادا ہوگئی یا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

الجواب: - وہ نماز سجدہ سہو ادا کرنے سے صحیح و کامل ہوگئی تھی، دہرانے کی ضرورت نہ تھی[1]۔ فقط

عشاء کی اخیر رکعتوں میں جہر کرنے سے سجدۂ سہو

سوال (۲۰۶۹) اگر کوئی امام عشاء کی اخیر رکعتوں میں جہر کرے تو سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔ السر فیما یجہر والجہر فیما یجہر واجب کا قاعدہ تو سجدہ سہو کو چاہتا ہے اور چونکہ فی نفسہ قراءۃ ان میں واجب نہیں لہذا واجب نہ ہونا چاہئے کیونکہ واجب ماننے سے زیادتی صفت علی الذات لازم آتی ہے۔

ظہر کی اخیر رکعتوں میں جہر سے سجدہ سہو

سوال (۲۰۷۰/۲) اور ظہر کی اخیر رکعتوں میں جہر کرنے سے سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہ۔

الجواب: - اس صورت میں سجدہ سہو لازم ہوگا کیونکہ عشاء کی اُخریین میں اگر قراءۃ پڑھے

---

[1] ولو سہا عن القعود الاخیر کلہ او بعضہ عاد الیہا ما لم یقید ہا بسجدۃ لان ما دون الرکعۃ محل الرفض وسجد للسہو لتاخیر القعود (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب سجود السہو ص ۶۶۹/۱) ظفیر

تو سرّ لازم ہے جیسا کہ شامی میں ویسر فی غیرھا کی تفسیر میں لکھا ہے قولہ ویسر فی غیرھا وھو ثالثۃ من المغرب والاخریان من العشاء[1] اھ پس عشاء کی اخیرین میں اگرچہ قراءۃ واجب نہیں ہے لیکن اگر قراءۃ کرے تو اخفاء لازم ہے۔

(۲) اور ظہر کی اخریین میں جہر کرنے سے بھی سجدۂ سہو لازم ہوگا[2]۔ فقط۔

عید کی دوسری رکعت میں تکبیر زوائد چھوڑ کر امام رکوع میں گیا پھر رکوع سے اٹھ کر تکبیرات کہی کیا حکم ہے

سوال (۲۰۷۱) : از عید الاضحیٰ کی دوسری رکعت میں امام نے سہواً بلا تکبیر پکارے ہوئے رکوع کیا، کچھ لوگوں نے تکبیر رکوع بھی ضرور ادا کی اور امام صاحب نے تسبیح رکوع ادا نہیں کی واللہ اعلم بالصواب۔ جماعت کثیر تھی یعنی مسجد کی چھت پر بھی مقتدی لوگ تھے پھر امام نے قیام کرکے تکبیرات پکارا اور دوبارہ رکوع و قیام کیا اور سجود ادا کرکے بدون ادائے سجدۂ سہو سلام پھیر دیا بصورت مذکورہ بالا نماز بلا کراہت نقص ادا ہوئی یا نہیں۔

الجواب :- امام اگر بلا تکبیرات زوائد کہے دوسری رکعت کے رکوع میں چلا گیا تو اس کو نہ چاہئے تھا کہ پھر رکوع سے قیام کی طرف لوٹ کر تکبیرات کہتا بلکہ درمختار میں اس کو مفسد صلوٰۃ کہا ہے اگرچہ شامی نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوئی کما نقلہ عن ابن الھمام فی العود الی القعود الاول بعد القیام[3]۔ قال فی الدر المختار ولا یعود الی القیام لیکبر فی ظاہر الروایۃ فلو عاد ینبغی الفساد وفی الشامی وقد علمت

---

[1] ردالمحتار فصل فی القراءۃ ص ۴۹۷ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [2] ولو جہر الامام فیما یخافت او خافت فیما یجہر تلزمہ سجدتا السہو لان الجہر فی موضعہ والمخافتۃ فی موضعہا من الواجبات الخ (ہدایہ باب سجود السہو ص ۱۴۱ ج ۱) ظفیر۔ [3] ای وان استقام قائما لا یعود لاشتغالہ بفرض القیام ویسجد للسہو لترک الواجب فلو عاد الی القعود بعد ذالک تفسد صلاتہ لرفض الفرض لما لیس بفرض وصححہ الزیلعی وقیل لا تفسد لکنہ یکون مسیئا ویسجد لتاخیر الواجب وھو الاشبہ کما حققہ الکمال وھو الحق (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب سجود السہو ص ۶۹۷ ج ۱) ظفیر

ان العود رواية النوادر على انه يقال عليه ما قاله ابن الهمام في ترجيح القول لعدم الفساد فيما لو عاد الى القعود الاول بعد ما استتم قائماً الخ[1]۔ صلوٰۃ عید وجمعہ میں بوجہ اژدحام کثیر کے متاخرین نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ اگر کوئی سہو ہو تو سجدہ سہو نہ کرے۔ لئلا یقع الناس فی الفتنة۔ فقط۔

مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں میں کوئی واجب ترک کردے تو پھر سجدہ سہو ہے یا نہیں

سوال (۲۰۷۲) اگر مسبوق امام کے ساتھ ظہر کی چوتھی رکعت میں یا قعدہ آخری میں ملے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اٹھ کر اپنی نماز ادا کرے تو ہوتے اس سے کوئی واجب ترک ہو جائے پس وہ مسبوق سجدہ سہو کرے یا نہیں۔

الجواب: کرنا چاہئے[2]۔

قعدہ اخیرہ میں مکرر درود پڑھنے سے سجدہ سہو نہیں ہے

سوال (۲۰۷۳) اگر کوئی شخص پورا درود ابراہیم یا اس کا نصف اللہم بارک سے حمید مجید تک مکرر قعدہ آخری میں پڑھے اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں۔

الجواب: نہیں[3]۔

درود کا کچھ حصہ چھوٹ گیا اور دعائے بعد اس نے اسے دوبارہ پڑھا تو اس پر سجدہ نہیں

سوال (۲۰۷۴) اگر اللہم بارک سے حمید مجید تک قعدہ اخیرہ میں سہواً نہ پڑھا جاوے اور دعاء ماثورہ پڑھتے وقت اس کو یاد آوے پس وہ باقی ماندہ دعاء چھوڑ کر درود شریف کی طرف

---

[1] رد المحتار باب العيدين ص ۷۸۲ ج ۱ ظفير۔
[2] ويبدأ بقضاء ما فاته عكس المسبوق الخ قوله عكس المسبوق اى فى الفروع الاربعة المذكورة فانه اذا قضى ما فاته يقرأ ويسجد للسهو اذا سها فيه (رد المحتار باب الامامة مطلب فى احكام المدرك والمسبوق ص ۵۵۷ ج ۱) ظفير۔
[3] يجب الخ بترك واجب الخ (در مختار) فاحترز بالواجب عن السنة كالثناء والتعوذ ونحوهما (رد المحتار باب سجود السهو ص ۶۹۳ ج ۱) ظفير

انتقال کرے یا نہیں اور اس پر سجدۂ سہو واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:- انتقال کرنا مناسب ہے اور سجدۂ سہو واجب نہیں[1]۔

زائد کی اخیر رکعتوں میں سورہ ملانے سے سجدۂ سہو لازم نہیں

سوال (۲۰۷۵) فرائض نماز کی خالی رکعتوں میں اگر کوئی سورۃ سہواً یا قصداً بعد فاتحہ کے پڑھی جاوے تو سجدۂ سہو کرنا ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- سجدہ سہو نہیں آتا[2]۔ فقط۔

چار رکعت والی نماز کی اخیر رکعت میں قرارت

سوال (۲۰۷۶) چار رکعت والی نماز میں اخیر کی دو رکعت میں ایک آیۃ کے پڑھنے سے قیام ادا ہو جاتا ہے۔ یہ کیا مصلحت ہے کہ آدھی الحمد پڑھی اور دوسری بار پوری کرلی، تو اس کے ذمہ سجدہ سہو لازم ہوا اور جو دونوں بار پڑھے تو لازم نہیں آتا۔

الجواب:- اخریین میں ترک قراءۃ تمام سورہ فاتحہ پر سجدہ سہو اس قول کے موافق لازم آتا ہے جو وجوب قراءۃ سورہ فاتحہ کے اخریین میں قائل ہیں اور ظاہر الروایۃ کے موافق چونکہ قراءۃ فاتحہ اخریین میں واجب نہیں ہے[3] تو کل یا بعض سورہ فاتحہ کے ترک سے

---

[1] وسنتها رفع اليدين للتحريمة الخ والصلاة على النبي (صلى الله عليه وسلم) في القعدة الاخيرة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب صفة الصلاة مطلب سنن الصلوٰة ص ۴۴۵ ج ۱) ظفیر۔

[2] واكتفى المفترض فيما بعد الاوليين بالفاتحة فانها سنة على الظاهر ولو زاد لا بأس (الدر المختار على هامش رد المحتار باب صفة الصلاة ص ۴۷۶ ج ۱) ظفیر۔

[3] واكتفى المفترض فيما بعد الاوليين بالفاتحة فانها سنة على الظاهر فلو زاد لا بأس به وهو مخير بين قراءة الفاتحة وصحح العيني وجوبها (در مختار) اى ظاهر الرواية ولو زاد لا بأس به الخ اى لو ضم اليها سورة لا بأس به، لان القراءة في الاخريين مشروعة من غير تقدير والاقتصار على الفاتحة مسنون لا واجب فكان الضم خلاف الاولى وذالك لا ينافي المشروعية والاباحة بمعنى عدم الاثم في الفعل والترك كما قدمناه (رد المحتار باب صفة الصلوٰة ص ۴۷۶ ج ۱) ظفیر۔

خویین میں ان کے نزدیک سجدہ سہو لازم نہ ہوگا ۔ فقط ۔

قراءۃ میں متشابہ کی وجہ دوبارہ پڑھنے سے سجدہ سہو لازم نہیں

سوال (۲۰۷۷) امام نماز میں پڑھتے پڑھتے بھول جاوے یا متشابہ لگ کر دوسری جگہ کی دو تین آیۃ پڑھے اور پھر یاد آنے پر یا بوجہ بھول جانے کے ابتداء سے قراءۃ پڑھے تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں اور سجدہ سہو واجب ہوتا ہے یا نہیں

الجواب :- اس صورت میں نماز صحیح ہو اور سجدہ سہو واجب نہیں اور غلطی سے اگر سجدہ سہو کر لیا تب بھی نماز ہو گئی[1] فقط

واجب و سنت نماز میں قعدہ اولیٰ میں التحیات کے بعد درود پڑھنے سے سجدہ سہو

سوال (۲۰۷۸) سنت اور واجب نمازوں میں قعدہ اولیٰ میں التحیات کے بعد درود شریف وغیرہ پڑھ جاوے تو سجدہ سہو واجب ہوگی یا نہیں اور ایسے ہی سنت اور واجب میں قعدہ اولیٰ بھول کر کھڑا ہو جاوے تو تیسری رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے پہلے یاد آنے پر بیٹھ جاوے یا نہ۔

الجواب :- نماز واجب مثلاً وتر میں وہی حکم ہے جو نماز فرض میں ہے۔ پس اس میں اگر قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود شریف وغیرہ پڑھ جاوے گا تو سجدہ سہو لازم ہوگا اور سنن مؤکدہ میں دو قول ہیں لیکن احوط وجوب سجدہ ہے[2] اور قعدہ اولیٰ کے ترک میں وہی احکام

---

[1] و لو سلم ساهيا ان بعد امامه لزمه السهو والا لا و لو ظن الامام السهو فسجد له فتابعه فبان ان لا سهو فالاشبه الفساد لاقتدائه فی موضع الانفراد (در مختار) و فی الفیض و قیل لا تفسد و به یفتی فی البحر عن الظهیریة قال الفقیه ابو اللیث فی زماننا لا تفسد لان الجهل فی القراء غالب (رد المحتار قبیل باب الاستخلاف ص ۵۰۶ ج ۱) ظفیر

[2] ولا یزید فی الفرض علی التشهد فی القعدة الاولی اجماعا فان زاد عامدا کره فتجب الاعادة او ساهیا وجب علیه سجود السهو اذا قال اللهم صل علی محمد فقط علی المذهب المفتی به لا لخصوص الصلاۃ بل لتاخیر القیام (در مختار) قوله لا یزید فی الفرض ای وما الحق به کالوتر والسنن الرواتب وان نظر صاحب البحر فیها (رد المحتار باب صفة الصلاۃ ص ۲۰۶ ج ۱) ظفیر

ہیں جو فرض کے قعدہ اولیٰ کے ترک میں کہ اگر اقرب الی القعود ہو بیٹھ جاوے اور اگر اقرب الی القیام ہو تو نہ بیٹھے۔ اور آخر میں سجدہ سہو کر لیوے[1]۔ فقط۔

اگر رکعات کے شمار میں سہو ہو تو گمان غالب پر عمل کرے

سوال (۲۰۷۹) خاکسار کو نماز میں رکعت کی گنتی اور سجدہ میں سہو ہو جاتا ہے تو کیا کرنا چاہیے۔

الجواب: اس صورت میں گمان غالب کا اعتبار کر کے اسی پر بنا کیجئے[2]۔ فقط۔

دو رکعت والی نماز میں تشہد پڑھ کر تیسری کے لئے کھڑا ہو جائے اور پھر بیٹھ جائے تو سجدہ سہو ضروری ہے

سوال (۲۰۸۰) ایک شخص نے دو رکعت سنت مؤکدہ یا فرض کی نیت کی جس وقت التحیات پڑھ چکا سہواً کھڑا ہو گیا یعنی تیسری رکعت کو الحمد شریف پڑھنے کے بعد یاد آیا تو بیٹھ کر سلام پھیر دیا وہ نماز ہو گئی یا لوٹائی جائے یا سجدہ سہو کرنا چاہیئے تھا۔ اور جو شخص کہتا ہے کہ نہ لوٹانی چاہیے اور نہ سجدہ سہو

---

[1] سہا عن القعود الاول من الفرض ولو عملیا اما النفل فیعود ما لم یقید بالسجدة ثم تذکر عاد الیہ وتشہد ولا سہو علیہ فی الاصح ما لم یستقم قائما فی ظاہر المذہب وہو الاصح والا ای ان استقام قائما لا یعود لاشتغالہ بفرض القیام وسجد للسہو لترک الواجب (در مختار) قولہ عملیا کالوتر فلا یعود فیہ اذا استتم قائما قولہ اما النفل فیعود الخ جزم بہ فی المعراج والسراج وعللہ ابن وہبان بان کل شفع منہ صلوٰۃ علی حدۃ ولا سیما علی قول محمد بان القعدة الاولیٰ منہ فرض فکانت کالاخیرة وفیہا یقعد وان قام حکی فی المحیط فیہ خلافا وکذا فی شرح التمرتاشی من غیر ترجیح وقیل لا یعود وفی الخلاصة والاربع قبل الظہر کالتطوع وکذا الوتر عند محمد تمامہ فی النہر لکن فی التتارخانیة عن العتابیة قیل فی التطوع یعود ما لم یقید بالسجدة والصحیح انہ لا یعود اہ واقرہ فی الامداد لکن خالفہ فی المتن تامل (رد المحتار۔ باب سجود السہو ص ۶۹۷ ج ۱) ظفیر۔

[2] واذا شک فی صلاتہ من لم یکن ذالک ای الشک عادة لہ الخ کم صلی استانف الخ وان کثر شکہ عمل بغالب ظنہ ان کان لہ ظن للحرج والا اخذ بالاقل لتیقنہ وقعد فی کل موضع توہمہ موضع قعود (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب سجود السہو ص ۷۰۵ ج ۱ وص ۷۰۶ ج ۱) ظفیر

کرنا چاہیئے۔ یہ صحیح ہے یا نہ۔

الجواب:۔ اس صورت میں سجدہ سہو کرنا چاہیئے تھا کیونکہ اس میں تاخیر فرض اور ترک واجب ہوا ہے۔ اور اگر سجدہ سہو نہ کیا تو نماز میں نقصان رہا اور اعادہ اس نماز کا واجب ہے اور جس شخص نے یہ مسئلہ بتلایا کہ سجدہ سہو کی ضرورت نہ تھی اور بصورت نہ ہونے سجدہ سہو کے اعادہ نماز کی ضرورت نہیں ہے اس نے غلط مسئلہ بتلایا ہے، اس کو معلوم نہیں ہے۔ پس اس کے قول کا اعتبار نہ کرنا چاہیئے[1]۔ فقط۔

مسبوق سے اگر ما فیما نارہ رکعت میں سہو ہو جائے تو سجدۂ سہو لازم ہے

سوال (۲۰۸۱) مسبوق کو بعد ختم جماعت رکعت ما فیما نارہ میں سہو ہو جائے تو سجدہ سہو کرے یا نہیں۔

الجواب:۔ سجدہ سہو کرنا چاہیئے[2]۔ فقط۔

رکوع میں تسبیح کی جگہ بسم اللہ پڑھنے سے سجدہ سہو ہے یا نہیں

سوال (۲۰۸۲) اگر رکوع میں بجائے تسبیح کے کوئی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ جائے تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں اور تشہد میں قراءۃ کرنے سے سجدہ سہو آتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ رکوع میں بجائے تسبیح کے بسم اللہ پڑھنے سے سجدہ سہو نہیں آتا کیونکہ تسبیح رکوع کی واجب نہیں ہے اور تشہد واجب ہے اس میں ایسا کرنے سے یعنی تشہد کے

---

[1] ولو سہا عن القعود الاخیر کلہ او بعضہ عاد الخ وان قعد فی الرابعۃ مثلاً قدر التشہد ثم قام عاد الخ وسجد للسہو فی الصورتین لنقصان فرضہ بتاخیر السلام فی الاولی وترکہ فی الثانیۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ باب سجود السہو ص ۶۹۸ / ۱) ظفیر۔

[2] والمسبوق من سبقہ الامام بہا او ببعضہا وھو منفرد حتی یثنی ویتعوذ الخ فیما یقضیہ (در مختار) قولہ حتی یثنی الخ تفریع علی قولہ منفرد فیما یقضیہ بعد فراغ امامہ حتی لو ترک القراءۃ فسدت الخ ویلزمہ السجود اذا سہا فیما یقضیہ (رد المحتار باب الامامۃ مطلب فی المسبوق واللاحق ص ۵۵۵ / ۱) ظفیر۔

ترک کرنے سے سجدہ سہو لازم ہوگا۔ فقط۔

سورہ فاتحہ کے تکرار سے سجدہ لازم ہے یا نہیں

سوال (۲۰۸۳) سورہ فاتحہ کے تکرار سے سجدہ سہو لازم آتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے تکرار سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے۔ کما فی الشامی قوله وكذا ترك تكريرها، فلو قراءها فی رکعة من الأوليين مرتين وجب سجود السهو لتاخير الواجب وهو السورة كما فی الذخيرة وغيرها[۲] الخ۔ فقط۔

رباعی نمازوں کی اخیر رکعتوں میں ضم سورہ سے سجدہ سہو لازم نہیں

سوال (۲۰۸۴) چار فرضوں کی آخری رکعتوں میں ضم سورۃ کیا تو سجدہ لازم آئے گا یا نہ۔ اس صورت میں اگر تاخیر رکن نہیں ہوئی تو قعدہ اولی میں اللہم صل علی محمد زیادہ پڑھنے سے کیسے تاخیر رکن ہوتی ہے کہ سجدہ سہو لازم آتا ہے۔ اور عدم مشروع قراءۃ کا کیا مطلب ہے۔

الجواب:۔ اخریین میں ضم سورۃ کرنے سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا کیونکہ اخریین میں اکتفاء فاتحہ پر واجب نہیں ہے کہ زیادتی سے ترک واجب ہوتا ہو بلکہ سورۃ ملانے اور نہ ملانے کا اختیار دیا گیا ہے اگرچہ نہ پڑھنا سورۃ کا اولی اور مسنون ہے بخلاف قعدہ اولی کے کہ اس میں اکتفاء تشہد پر اور درود شریف نہ پڑھنا واجب ہے۔ درمختار میں ہے واكتفى المفترض فيما بعد الأوليين بالفاتحة فإنها سنة على الظاهر ولو زاد لا بأس به[۳] الخ۔ فقط۔

---

[۱] ويلزمه إذا ترك فعلا مسنونا كأنه أراد به فعلا واجبا الخ أو ترك قراءة الفاتحة الخ أو القنوت أو التشهد أو تكبيرات العيدين لأنها واجبات (هدایہ باب سجود السهو ص۱۴۰ ج۱)
۱۲ ظفیر۔ [۲] رد المحتار للشامی۔ باب صفة الصلوٰة مطلب واجبات الصلوٰة ص۴۲۹ ج۱ ۱۲ ظفیر۔ [۳] الدر المختار على هامش رد المحتار باب صفة الصلوٰة بحث الفصل ص۴۷۷ ج۱ أی لو ضم إليها سورة لا بأس به لأن القراءة فی الأخريين مشروعة من غير تقدير والاقتصار على الفاتحة مسنون لا واجب فكان الضم خلاف الأولى وذلك لا ينافی المشروعية والإباحة بمعنی عدم الإثم فی الفعل والترك الخ رد المحتار باب ایضاً ص۴۷۷ ج۱ ظفیر

مسبوق اگر اپنی بقیہ نمازوں میں قعدہ چھوڑ دے تو سجدہ سہو لازم ہوگا

سوال (۲۰۸۵) مسبوق کو امام کے ساتھ ایک رکعت ملی مغرب کے وقت مسبوق نے امام کے سلام پھیرنے کے بعد دو رکعت پڑھ کر قعدہ اخیرہ کیا یعنی قعدہ اولیٰ نہ کیا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں بدون سجدہ سہو کے نماز ہوگی یا نہیں۔

الجواب: - اس صورت میں اس مسبوق پر سجدۂ سہو واجب ہے اور درصورت نہ کرنے سجدہ سہو کے اعادہ نماز کا ضروری ہے[1]۔ فقط۔

فجر کی نماز میں دوسری رکعت کے بعد بھول سے کھڑا ہو تو فوراً بیٹھ جائے

سوال (۲۰۸۶) نماز فجر فرض میں دو رکعت کے بعد سہواً بلا قعدہ کئے کھڑا ہو جاوے اور تیسری رکعت میں الحمد و سورۃ پڑھنے کے بعد یاد آیا تو اسی وقت بیٹھ جائے یا رکعت پوری کرے۔

الجواب: - اسی وقت بیٹھ جاوے اور سجدۂ سہو کر لیوے نماز صحیح ہوگی[2]۔ فقط

پہلی رکعت میں ضم سورہ بھول جائے تو کیا کرے

سوال (۲۰۸۷) سنت یا نفل یا فرض کی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سہواً سورۃ نہیں ملائی اور رکوع کردیا۔ کیا اب قیام کی طرف لوٹے یا سجدے میں جائے۔

الجواب: - قومہ کر کے سجدے میں جاوے اور آخر نماز میں سجدہ سہو

---

[1] والمسبوق یسجد مع امامہ مطلقاً سواء کان السہو قبل الاقتداء او بعدہ ثم یقضی ما فاتہ، ولو سہا فیہ سجد ثانیاً (درمختار) ولو سہا فیہ ای فیما یقضی بعد فراغ الامام یسجد ثانیاً لانہ منفرد والمنفرد یسجد لسہوہ (رد المحتار باب سجود السہو ص ۶۹۵ / ۱) ظفیر

[2] ولو سہا عن القعود الاخیر کلہ او بعضہ عاد الیہ ما لم یقیدہا بسجدۃ لان ما دون الرکعۃ محل الرفض وسجد للسہو لتاخیر القعود (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب سجود السہو ص ۶۹۸ / ۱) ظفیر۔

کرے[1]۔ فقط۔

سجدۂ سہو ایک طرف سلام پھیر کر کرے اور تشہد پورا پڑھے

سوال (۲۰۸۸) سجدہ سہو ایک طرف سلام پھیر کر کرنا چاہئے یا دونوں طرف۔ اور آدھی التحیات پڑھ کر سلام پھیر کر سجدہ سہو کرے یا پوری التحیات پڑھ کر اور سجدہ سہو کے بعد پوری التحیات پڑھ کر سلام پھیرے یا کس طرح کرے۔

الجواب:۔ پوری التحیات پڑھ کر ایک طرف سلام پھیر کر دو سجدہ سہو کے کرکے پھر پوری التحیات پڑھ کر درود شریف پڑھ کر سلام پھیرے[2]۔ فقط۔ (درود کے بعد دعا بھی پڑھے۔ ظفیر)

---

[1] علامہ شامی کی صراحت سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ صورت میں بہتر یہ ہے کہ لوٹ کر سورۃ پڑھے پھر رکوع کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔ مگر یہ صورت بھی درست ہے کہ رکوع کے بعد سجدہ میں چلا جائے اور آخر میں سجدہ سہو کرلے جیسا کہ جواب میں مذکور ہے بترک .... واجب سہوًا کرکوع قبل قراءۃ الواجب بوجوب تقدیمها ثم انما یتحقق الترک بالسجود فلو تذکر ولبعد الرفع من الرکوع عاد ثم اعاد الرکوع (ملخص من درمختار) قوله عاد ای الی القیام لیقرأ ذلك الما (باب سجود السهو ص ۶۹۳ ج ۱) شامی نے دونوں صورتوں کا تذکرہ کیا ہے کہ کل قراءت ترک ہو جائے یا صرف سورۃ اما اذا قرأ الفاتحة مثلا ركع فتذكر السورة فعاد فقرأها الخ (ایضًا) دوسری جگہ کی عبارت یہ ہے۔ ولو ترك سورة اولی العشاء مثلا ولو عمدا قرأ وجوبا وقیل ندبا مع الفاتحة جهرا فی الاخریین الخ ولو تذکرها فی رکوعه قرأها واعاد الرکوع (درمختار) قوله ولو تذکرها ای السورة قوله قرأها ای بعد عوده الی القیام قوله واعاد الرکوع لان ما یقع من القراءة فی الصلاة یکون فرضا فیرتفض الرکوع ویلزمه اعادته لان الترتیب بین القراءة والرکوع فرض کما مر فی الواجبات الخ (ردالمحتار فصل فی القراءۃ ص ۴۹۹ ج ۱) ظفیر۔

[2] وکیفیته ان یکبر بعد سلامه الاول ویخر ساجدا ویسبح فی سجوده ثم یفعل ثانیا کذلك ثم یتشهد ثانیا ثم یسلم ویاتی بالصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم والدعاء فی قعدة السهو هو الصحیح الخ (عالمگیری مصری فی سجود السهو ص ۱۱۷ ج ۱) ظفیر۔

فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ ملانا بھول گیا اور سجدہ سہو کر لیا تو نماز ہو گئی

سوال (۲۰۸۹) فرض کی پہلی دو رکعتوں میں یا ایک رکعت میں سورۃ ملانا بھول گیا سجدہ سہو کرنے سے نماز ہو گی یا نہ۔

الجواب:۔ سورۃ ملانا واجب ہے اس کے ترک سے سجدہ سہو لازم آتا ہے۔ پس صورت مسئولہ میں سجدہ سہو کر لینے سے نماز ہو جاوے گی اعادہ کی ضرورت نہیں ہے[1]۔ فقط

مسبوق اگر امام کے ساتھ سلام پھیر دے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۰۹۰) مسبوق اگر سہواً امام کے ساتھ سلام پھیر دے تو تین صورتیں لکھی ہیں اگر قبل امام یا مع الامام سلام پھیرا ہو تو نماز بلا سجدہ سہو درست ہے اور اگر بعد امام پھیرا تو بلا سجدہ سہو اعادہ لازم ہوگا۔ مع امام کے کیا معنی ہیں۔

الجواب:۔ امام سے اگر کچھ بھی بعد ہو تو سجدہ سہو مسبوق پر لازم ہو جاتا ہے اسی لئے شامی میں فرمایا کہ معیۃ حقیقیہ دشوار ہے اور شاذ و نادر ہے اس لئے عموماً وجوب سجدہ سہو کا حکم کیا جاتا ہے[2]۔ فقط۔

[1] ولو قرأ الفاتحة وحدها وترك السورة يجب عليه سجود السهو (عالمگیری مصری سجود السهو ص۱۱۱ ج۱) ظفیر۔

[2] ولو سلم ساهياً ان بعد امامه لزمه السهو والا لا (درمختار) قوله لزمه السهو لانه منفرد فی هذه الحالة قوله والا ای وان سلم معه او قبله لا یلزمه لانه مقتد فی هاتین الحالتین وفی شرح المنیة عن المحیط ان سلم فی الاولى مقارناً لسلامه فلا سهو علیه لانه مقتد به وبعده یلزم لانه منفرد اه ثم قال فعلی هذا یراد بالمعیة حقیقتها وهو نادر الوقوع اه قلت یشیر الی ان الغالب لزوم السجود لان الاغلب عدم المعیة وهذا مما یغفل عنه کثیر من الناس۔ (رد المحتار، باب الامامة قبیل باب الاستخلاف ص۵۵۸ جلد ۱) ظفیر۔

قعدۂ اخیرہ میں بعد ختم درود و دعا تاخیر سے سلام پھیرا تو کیا سجدہ سہو لازم ہے

سوال (۲۰۹۱) قعدۂ اخیرہ میں بعد تشہد و درود کے کچھ دیر تک سکوت کیا اور سلام نہیں پھیرا تو سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں اور بصورت وجوب دوبارہ تشہد، سجدہ سہو کرے یا کیا۔

الجواب: ۔ اس صورت میں سجدہ سہو واجب نہیں ہے[1]۔ فقط۔

لاحق امام کے ساتھ سجدہ سہو نہ کرے گا

سوال (۲۰۹۲) لاحق ہمراہ امام کے سجدہ سہو کریگا یا نہیں۔ اگر نہ کرے گا تو اس وقت میں وہ کیا کرے گا۔

الجواب: ۔ درمختار میں ہے کہ لاحق سجدہ سہو امام کے ساتھ نہ کرے بلکہ آخر صلوٰۃ میں کرے اور اس وقت بیٹھا رہے اور اگر امام کے ساتھ بھی سجدہ سہو کرے تو پھر بھی آخر نماز میں دوبارہ سجدہ سہو کرے اور نماز صحیح ہے۔ درمختار[2]۔ فقط۔

اگر ایک سورہ کا کچھ حصہ پڑھ کر دوسری سورت شروع کردی تو نماز ہوگی یا نہیں

سوال (۲۰۹۳) ایک شخص نے نماز فریضہ میں بعد الحمد شریف کے اس رکوع یاایہا الذین امنوا اتقوا اللہ کو کا الذین نسوا اللہ تک پڑھ کر دوسری سورۃ شروع کردی اور بلا سجدہ سہو کے نماز ختم کردی تو نماز ہوئی یا نہ۔

الجواب: ۔ اگر تاخیر بقدر تحریمہ کے نہ ہوئی تو سجدہ سہو واجب نہیں ہے[3]۔ (اور نماز ہوگئی۔ ظفیر)

---

[1] اما لو تفکر فی صلاۃ قبلہا ہل صلاہا ام لا، ففی المحیط انہ ذکر فی بعض الروایات انہ لا سہو علیہ وان اخر علا کما لو تفکر من امر من امور الدنیا حتی اخر رکنا الخ (رد المحتار باب سجود السہو ص ۷۴۷ ج ۱)

[2] وحکمہ کمؤتم فلا یأتی بقراءۃ ولا سہو ویتغیر فرضہ بنیۃ اقامۃ و یبدأ بقضاء ما فاتہ عکس المسبوق (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الامامۃ مطلب فی المسبوق واللاحق والمدرک ص ۵۵۷ ج ۱) ظفیر

[3] منشایہ ہے کہ رکوع مذکور کا مذکورہ حصہ پڑھنے کے بعد اگر فوراً دوسری سورۃ شروع کردی بقدر رکن تاخیر نہیں کی تو سجدہ سہو واجب نہیں ہے (ولو علم انہ اذا شغلہ ذالک الشک فتفکر قدر اداء رکن ولم یشتغل حالۃ الشک بقراءۃ ولا تسبیح وجب علیہ سجود السہو (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب سجود السہو ص ۷۰۶ ج ۱) ظفیر

ایک بڑی آیت سے نماز ہو جاتی ہے

سوال (۲۰۹۴) ایک آیت کلاں سے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔ ایک آیت پڑھ کر بھول گیا اور دوسری سورۃ پڑھنے لگا نماز ہوئی یا نہیں، رکا بالکل نہیں اور سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔

قراءۃ بھول جانے کے بعد امام کتنی دیر خاموش ٹھہرا رہے گا تو سجدہ سہو واجب ہوگا

سوال (۲۰۹۵) اگر قراءۃ پڑھتے وقت امام بھول گیا تو کتنی دیر رکنے سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔

الجواب:- (۱) ہوگئی ایک آیۃ طویلہ یا چھوٹی چھوٹی تین آیتیں سورہ فاتحہ کے ساتھ ملانے سے نماز ہو جاتی ہے سجدہ سہو بھی لازم نہیں[1]۔

(۲) بقدر ایک رکن کے توقف سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے[2]۔ فقط۔

اگر خود یقین رکھے میں نے رکعات پوری کی ہیں ورنہ مقتدی کہیں کم پھیری تو کیا کرے

سوال (۲۰۹۶) ایک شخص کو یقین ہے کہ میں نے چار رکعت پڑھ کر سلام پھیرا ہے۔ لیکن ایک دو آدمی کہتے ہیں کہ تم نے تین رکعت پر سلام پھیرا ہے تو وہ نماز لوٹا دے یا اپنے یقین پر رہے۔

اگر فجر دو کی جگہ چار اور عصر چار کی جگہ چھ پڑھے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۰۹۷/۲) فجر کی نماز بجائے دو رکعت کے چار رکعت ایسے ہی عصر میں بجائے چار رکعت کے چھ رکعت پڑھ جائے تو سجدہ سہو کرنے سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں اگر ہو جاتی ہے تو دو رکعت

---

[1] وضم اقصر سورة كالكوثر او ما قام مقامها وهو ثلاث ايات قصار نحو ثم نظر ثم عبس وبسر ثم ادبر واستكبر وكذا لو كانت الاية او الآيتان تعدل ثلاثا قصارا (درمختار) وهي ثلاثون حرفا فلو قرأ اية طويلة قدر ثلاثين حرفا يكون قد اتى بقدر ثلاث ايات الخ (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة واجبات الصلوٰة ص ۴۲۶-) ظفير۔

[2] فلو اتم القراءة فمكث متفكرا سهوا ثم ركع الخ سجد للسهو (الدرالمختار على هامش ردالمحتار، واجبات الصلوٰة ص ۴۳۶) وتفكره يعني اشتغله عن ركن (درمختار) واجاب في النهاية عن وجوب السجود في مسئلة التفكر عمدا بانه وجب لما يلزم منه من ترك واجب هنا وهو تأخير الركن او الواجب عمدا قبله فانه نوع سهو (الدالمختار باب سجود السهو ص ۶۹۳) ظفير

نفل ہوں گی۔ اور ان دونوں وقتوں میں بوجہ مکروہ ہونے نفل کے مصلی آثم ہے یا نہیں۔

الجواب: (۱) اس کی نماز صحیح ہے اور اپنے ہی یقین پر اکتفا کرنا کافی ہے[1]۔

(۲) اس صورت میں اگر اس نے قعدہ اخیرہ کر لیا ہے اور پھر کھڑے ہو کر دو رکعتیں اور ملالیں تو پھر سجدہ سہو کرنے سے اس کی نماز مکمل ہو جاتی ہے اور یہ دو رکعتیں نفل ہو جائیں گی اور پڑھنے والے پر کوئی گناہ نہیں۔ قال فی الدر المختار وضم الیہا سادسۃ ولو فی العصر وخامسۃ فی المغرب ورابعۃ فی الفجر بہ یفتی لتصیر الرکعتان لہ نفلاً (قولہ ولو فی العصر الخ) اشار الی انہ لا فرق فی مشروعیۃ الضم بین الاوقات المکروھۃ وغیرھا لما مران التنفل فیہا انما یکرہ لو عن قصد والا فلا وھو الصحیح[2]۔ شامی۔ فقط۔

سنت میں التحیات کی جگہ فاتحہ پڑھ دی تو سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں	**سوال** (۲۰۶۸) سنت مؤکدہ میں بجائے التحیات کے فاتحہ پڑھ دی، یاد آنے پر التحیات پڑھی تو سجدہ سہو ہے یا نہیں

الجواب: نہیں[3]۔ (اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر سورۂ فاتحہ تشہد کی جگہ پڑھی یا پہلے سورہ فاتحہ پڑھی پھر تشہد تو دونوں صورتوں میں سجدہ سہو آئیگا اور اگر پہلے تشہد پڑھا پھر فاتحہ تو سجدہ سہو نہیں لازم ہوگا۔ ظفیر)

---

[1] واختلف الامام القوم فلو الامام علی یقین لم یعد (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب سجود السہو ص ۷۰۴ ج ۱) ظفیر۔ [2] رد المحتار باب سجود السہو ص ۷۰۲ ج ۱، ۱۲ ظفیر۔ [3] واذا قرأ الفاتحۃ مکان التشہد فعلیہ السہو وکذلک اذا قرأ الفاتحۃ ثم التشہد کان علیہ السہو وکذا روی عن ابی حنیفۃ الخ ولو بدأ بالتشہد ثم بالقراءۃ فلا سہو علیہ الخ (عالمگیری مصری الباب الثانی عشر فی سجود السہو ص ۱۱۹ ج ۱) اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ اس صورت میں سجدہ سہو ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

جہری نماز میں آہستہ پڑھنے سے سجدہ سہو

سوال (۲۰۹۹) جمعہ وغیرہ جن نمازوں میں قراءۃ بالجہر کا حکم ہے ان میں اگر بھول کر آہستہ پڑھے تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- جس میں جہر واجب نہیں ہے اس میں ترک جہر سے سجدہ سہو لازم نہ ہوگا۔ اور جس میں جہر واجب ہے جیسے جمعہ اس میں ترک جہر سے سجدہ سہو لازم ہوگا[۱]۔ مگر جمعہ کے اندر سجدہ سہو کا حکم نہیں ہے[۲] والباقی التفصیل یطلب من کتب الفقہ۔ فقط

مسبوق کا امام کے ساتھ سلام پھیرنا اور سجدہ سہو

سوال (۲۱۰۰) سلام مسبوق کی کون سی صورت میں اس پر سجدہ سہو لازم ہوتا ہے۔ مقارنت کی صورت میں یا بعدیت کی صورت میں بہر حال علت سجدہ سہو کی کیا ہے۔

الجواب:- مقارنت حقیقیہ نادر الوقوع ہے یعنی یہ کہ مسبوق کا سلام بالکل امام کے سلام کے ساتھ شروع ہو اور ساتھ ہی ختم ہو اس کا نادر الوقوع ہونا ظاہر ہے اور علت سجدہ سہو کی انفرادی ہے اور جب کہ امام کے ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد مسبوق نے سہواً سلام پھیرا تو سجدہ سہو اس پر لازم ہے کیونکہ بعدیت یہاں متحقق ہے[۳]۔ فقط۔

[۱] والجهر فيما يخافت فيه للامام وعكسه لكل مصل فى الاصح والاصح تقديره بقدر ما تجوز به الصلاة فى الفصلين وقيل قائله قاضيخان يجب السهو بهما اى بالجهر والمخافتة مطلقاً اى قل اوكثر (الدر المختار على هامش رد المحتار باب سجود السهو ص ۶۹۴ وص ۶۹۵ ج ۱) ظفير [۲] والسهو فى صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتاخرين عدمه فى الاوليين لدفع الفتنة كما فى جمعة البحر (ايضاً ص ۷۰۵ ج ۱) ظفير [۳] والمسبوق يسجد مع امامه مطلقاً سواء كان السهو قبل الاقتداء او بعده الخ (در مختار) قيد بالسجود لانه لا يتابعه فى السلام بل يسجد معه ويتشهد فاذا سلم الامام قام الى القضاء فان سلم عامداً فسدت والا لا، ولا سجود عليه ان سلم سهواً قبل الامام او معه وان سلم بعده لزمه، لكونه منفرداً حينئذ بحر، واراد بالمعية المقارنة وهو نادر الوقوع كما فى شرح المنية (رد المحتار باب سجود السهو ص ۶۹۶ ج ۱) ظفير

درمیان سے آیت کا کچھ حصہ چھوٹ جائے تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں

سوال (۲۱۰۱) سورہ بقرہ کی آخری آیت لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا سے نماز پڑھنا شروع کیا مگر سہواً رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا چھوڑ کر آگے آخیر تک پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں

الجواب: اس میں سجدہ سہو واجب نہیں ہے اور نماز ہو گئی[1] فقط۔

سجدہ سہو کے بعد تشہد کی جگہ الحمد پڑھ دے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۱۰۲) نماز میں زید نے بوجہ ترک واجب سجدہ سہو کیا بعدہ بجائے تشہد الحمد پڑھ گیا یاد آنے پر مکرر سجدہ سہو کرے یا فوراً تشہد شروع کر دے۔

الجواب: پھر تشہد پڑھے دوبارہ سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے[2]۔ فقط۔

مقتدی کوئی رکن بھول جائے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۱۰۳) اگر مقتدی امام کے پیچھے کوئی رکن نماز کا بھول جاوے مثلاً رکوع، سجدہ، التحیات بھول جاوے تو اس کو پورا کرے یا سجدہ سہو کرے۔

الجواب: امام کے پیچھے اگر مقتدی سے کوئی رکن مثل رکوع یا سجدہ کے ترک ہو تو اس کو نماز میں یا بعد نماز کے پورا کرے اور اگر امام کے پیچھے کوئی واجب ترک ہوا مثل التحیات کے تو اس کا اعادہ بھی نہیں ہے اور سجدہ سہو بھی اس پر واجب نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار۔ لا بسهوه اصلاً (درمختار) ای لا قبل السلام للزوم مخالفة الامام ولا بعده لخروجه عن الصلاة بسلام الامام الخ روی ابن عمر رضی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس علی من خلف الامام سهو الخ[3] شامی۔ فقط۔

---

[1] اس میں کوئی وجہ سجدہ سہو کی نہیں ہے اسلئے کہ کسی واجب کا ترک یا اسکی تقدیم و تاخیر لازم نہیں آتی ۱۲ ظفیر

[2] وإذا قرء الفاتحة مكان التشهد فعليه السهو وكذا اذا قرء الفاتحة ثم التشهد كان عليه السهو كذا روى عن ابى حنيفة الخ ولو بدأ بالتشهد ثم بالقراءة فلا سهو عليه (عالمگیری مصری باب سجود السهو ص ۱۱۹ ج ۱) ظفیر

[3] رد المحتار باب سجود السهو ص ۶۹۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

چوتھی رکعت کے بعد فوراً کھڑا ہوگیا اور پانچویں رکعت بھی پڑھ لی اور سجدہ سہو کرکے نماز ختم کی کیا حکم ہے

سوال (۲۱۰۴) عشاء کی نماز میں چار رکعت ہونے پر امام کو یہ خیال رہا کہ تین رکعت ہوئی ہیں اس لئے کھڑا ہوگیا بعض مقتدی بیٹھ گئے اور امام کو اشارہ کیا مگر امام نہ بیٹھا بلکہ پانچویں رکعت کا رکوع سجدہ کرکے سجدہ سہو کرکے نماز ختم کی، اس صورت میں امام کی نماز ہوئی یا نہیں اور جو مقتدی قعدہ اخیرہ کی غرض سے اول بیٹھ گئے تھے اور پھر امام کے ساتھ رکوع میں پانچویں رکعت کے شامل ہوگئے تھے، ان کی بھی نماز ہوگئی یا نہیں۔

الجواب: امام جب کہ چوتھی رکعت میں نہ بیٹھا اور پانچویں رکعت میں کھڑا ہو کر رکوع سجدہ کرکے بیٹھا تو بوجہ فوت ہونے قعدہ اخیرہ کے امام کی نماز نہیں ہوئی اور جب کہ امام کی نماز نہیں ہوئی تو مقتدیوں میں کسی کی بھی نہیں ہوئی، نہ مسبوق کی نہ مدرک کی[1]۔

تکرار قرأت ہوجائے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۱۰۵) ایک شخص نے ایک ہی رکوع کو مکرر دونوں رکعتوں میں پڑھا اور سجدہ سہو نہیں کیا تو نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب: اس صورت میں نماز ہوگئی اور سجدہ سہو واجب نہیں ہے[2]۔ فقط۔

سجدہ سہو ایک سلام کے بعد ہے یا دونوں کے

سوال (۲۱۰۶) سجدہ سہو دونوں سلام کے بعد ادا کرے یا ایک سلام کے بعد۔

الجواب: ایک سلام کے بعد ادا کرے فقط۔ دلیلہ قول در مختار یجب بعد سلام واحد عن یمینہ الی قولہ. سجدتان۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔ مفتی مدرسہ دارالعلوم دیوبند۔ ۵ ذی الحجہ ۲۹ھ

---

[1] وان سھی عن القعدۃ الاخیرۃ حتی قام الی الخامسۃ رجع الی القعدۃ ما لم یسجد الخ وان قید الخامسۃ بسجدۃ بطل فرضہ عندنا (ہدایہ باب سجود السہو ص ۱۴۲ ج ۱) ظفیر

[2] لا باس ان یقرأ سورۃ ویعیدھا فی الثانیۃ (در مختار) افاد انہ یکرہ تنزیہا وعلیہ یحمل جزم القنیۃ بالکراھۃ الخ (رد المحتار فصل فی القراءۃ ص ۵۱۱ ج ۱) ظفیر۔

آیت کے تکرار سے سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں | **سوال (۲۱۰۷)** نماز تراویح میں جو کہ سنت مؤکدہ ہیں کوئی شخص یا پیش امام حافظ (بیس آدمیوں کی جماعت میں) اگر ایک آیت کو تین چار مرتبہ پڑھے تو سجدہ سہو ضروری ہے یا نہیں۔ کیونکہ اردو مفتاح الصلوٰۃ ص۸۲ میں لکھا ہے کہ وہی آیۃ دو تین بار تکرار کی تو سہو کا سجدہ لازم ہے۔ در مختار جلد اول ص۳۳۹ میں لکھا ہے کہ سہو نماز عیدین، جمعہ، فرض، نفل میں برابر ہے۔ اسی کتاب کے ص۳۲۰ میں لکھا ہے کہ احتراز کرے تراویح میں غیر مشروع باتوں سے وغیرہ وغیرہ۔ پس ان صورتوں میں سجدہ سہو ادا کرنا چاہئے یا نہیں؟ مہربانی فرما کر مع حوالہ کتب تحریر فرمائیں فقط۔

الجواب:- ایک آیۃ کے بار بار پڑھنے سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا اور مفتاح الصلوٰۃ میں جو لکھا ہے وہ سمجھ میں نہیں آیا۔ شاید وہ اس موقعہ میں ہو کہ صرف ایک آیۃ کو ہی بار بار پڑھا اور کچھ نہ پڑھا یا فقط سورۂ فاتحہ پڑھی سورۃ نہ پڑھی تو بسبب ترک واجب کے اس صورت میں سجدہ سہو لازم ہوتا ہے مگر تراویح میں ایسا نہیں ہوتا کہ اور کچھ نہ پڑھا ہو۔ تراویح میں اکثر یہ پیش آتا ہے کہ بسبب یاد نہ آنے اگلی آیت کے ایک آیت کا بار بار اعادہ کیا جاوے اس میں سجدہ سہو لازم ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور شامی میں ہے کہ عیدین وجمعہ میں جب مجمع زیادہ ہو تو سجدہ سہو نہ کرنا اولیٰ ہے بل الاولیٰ ترکہ لئلا یقع الناس فی فتنۃ اور در مختار میں بھی اس عبارت کے نقل کے بعد جو آپ نے لکھی ہے یہ لکھ دیا ہے کہ مختار اور عند المتاخرین یہ ہے کہ سجدہ سہو نہ کرے فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(والسھو فی صلوٰۃ العید والجمعۃ والمکتوبۃ والتطوع سواءٌ والمختار عند المتأخرین عدمہ فی الاولیین (در مختار باب سجود السہو) قال الشامی الظاھر ان الجمع الکثیر فیما سواھما کذالک شامی ص۶۸۷/۱۔ جمیل الرحمن)

ایک سجدہ کرکے اٹھ گیا کیا کرے | **سوال (۲۱۰۸)** نماز میں پہلی رکعت میں دو سجدوں میں سے صرف ایک ہی سجدہ کیا اور کھڑا ہو گیا، بعدہ یاد آیا کہ ایک سجدہ نہیں کیا ہے تو اس حالت میں

کیا کیا جاوے؟۔

الجواب: جس وقت یاد آوے اسی وقت دوسرا سجدہ کرے اور پھر آخر میں سجدہ سہو کر لیوے[1]۔ فقط۔

تکبیرات زوائد میں اضافہ سے سجدہ سہو ہے یا نہیں

سوال (۹-۲۱۰) عیدین کی نمازوں میں بجائے چھ تکبیروں کے غلطی سے نو تکبیریں کہدے تو سجدہ سہو لازم آئے گا یا نہیں۔

الجواب: سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے[2]۔

امام قعدہ اولیٰ چھوڑ کر کھڑا ہوا پھر بیٹھ گیا کیا حکم ہے

سوال (۲۱۱۰) امام قعدہ اولیٰ چھوڑ کر کھڑا ہو گیا پھر متنبہ کرنے پر بیٹھ گیا اور سجدہ سہو کر لیا تو نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب: اگر امام نے سہواً قاعدہ اولیٰ ترک کیا کھڑا ہو گیا بعد متنبہ کرنے کے بیٹھ گیا اور سجدہ سہو کر لیا تو صحیح قول کے موافق اس کی نماز ہو گئی۔ لیکن اس کو لوٹنا نہ چاہیے تھا برا اسنے برا کیا۔ بعض فقہاء نے اس صورت میں فساد نماز کا حکم کیا ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ نماز ہو جاتی ہے[3]۔ فقط واللہ اعلم۔

---

[1] ولو ترک سجدۃ من رکعۃ ثم تذکرھا فیھا بعدھا من قیام او رکوع او سجود فانہ یقضیھا ولا یقضی ما ھو بعد رکعتھا من قیام او رکوع او سجود بل یلزمہ سجود السھو فحسب کبیری ص۲۹۱ جمیل الرحمٰن) [2] ویصلی الامام بھم رکعتین مثنیا قبل الزوائد وھی ثلاث تکبیرات فی کل رکعۃ ولو زاد تابعہ الی ستۃ عشر لانہ ماثور اھ در مختار ص۸۷ ج۱ [3] والا ای وان استقام قائما لا یعود لاشتغالہ بفرض القیام ویسجد للسھو لترک الواجب فلو عاد الی القعود بعد ذلک تفسد صلاتہ لرفض الفرض لما لیس بفرض وصححہ الزیلعی وقیل لا تفسد لکنہ یکون مسیئا ویسجد لتاخیر الواجب وھو الاشبہ کما حققہ الکمال وھو الحق بحر اھ در مختار ص۶۹۷ ج۱ علی ہامش الشامی)

فاتحہ کے ساتھ صرف دو چھوٹی آیت پڑھی تو کیا حکم ہے

سوال (۲۱۱۱) نماز میں بعد سورۃ فاتحہ کے سورۃ والعادیات پڑھی مگر صرف اس قدر پڑھ کر رکوع میں چلا گیا والعادیات ضبحا فالموریات قدحا، تو اس صورت میں سجدہ سہو آئے گا یا نہیں۔

والعادیات میں فالمغیرات چھوڑ دیا کیا حکم ہے

سوال (۲۱۱۲) والعادیات بعد الحمد کے پڑھی مگر فالمغیرات صبحا کو چھوڑ کر سب سورت پڑھ دی سجدہ سہو آدے گا یا نہیں۔

بعد درود دعا سجدہ سہو کرے یا نہیں

سوال (۲۱۱۳) اگر سجدہ سہو کرنا تھا مگر درود شریف و دعا ماثورہ بھی پڑھ گیا تو سجدہ سہو کرے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں ترک واجب ہوا۔ اگر سہواً ایسا ہوا تو سجدہ سہو کرے اور جو سہواً نہیں ہوا تو اعادہ نماز کرے (فی الدر المختار فی بیان واجبات الصلوٰۃ وضم اقصر سورۃ کالکوثر او ما قام مقامہا الخ۔ جمیل الرحمٰن)

(۱) اس صورت میں سجدہ سہو نہیں ہے

(۲) سجدہ سہو بعد پڑھنے درود شریف کے بھی کرنا چاہیئے[1]۔ فقط۔

جہری نماز میں سراً پڑھ دیا پھر جہر سے پڑھ دیا تو کیا حکم ہے

سوال (۲۱۱۴) امام نے صلوٰۃ جہری میں قرأۃ سراً پڑھی بعد میں اس کو یاد آیا کہ صلوٰۃ جہری ہے۔ وہ تھوڑی سی قرأت پڑھ چکا تھا مگر اس نے پھر شروع ہی سے پڑھی تو اس کی نماز ہوگئی یا نہیں اور سجدہ سہو کرے یا نہیں؟ اور اگر سجدہ سہو بھی نہیں کیا تو نماز ہوگئی یا نہیں؟۔ فقط

الجواب:۔ اس کی نماز ہوگئی اعادہ کی کوئی ضرورت نہیں اور بقدر تین آیت کے اگر سراً پڑھی تھی تو سجدہ سہو لازم ہے ورنہ نہیں اور باوجود وجوب سجدہ کے اگر سجدہ سہو نہ کیا نماز میں نقصان آیا اعادہ واجب ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن۔

---

[1] [illegible]

[2] یجب له بعد سلام واحد سجدتان (الی قوله) بترك واجب سهواً وان تكرر كركوع قبل قراءة (الی ان قال) والجهر فيما يخافت فيه وعكسه بقدر ما تجزيه الصلوٰة ونر تویر مع شرح سجدالسہو ص[illegible]

نفل وسنت میں سجدہ سہو ہے یا نہیں

سوال (۲۱۱۵) نفل اور سنت اور عیدین کی نمازوں میں سجدہ سہو ہے یا نہیں۔

الجواب:- درمختار میں ہے والسھو فی صلاۃ العیدین والجمعۃ والمکتوبۃ والتطوع سواءٌ والمختار عند المتاخرین عدمہ فی الاولیین الخ اس کا حاصل یہ ہے کہ صلوٰۃ عید جمعہ اور فرض ونفل میں ترک واجب سے سجدہ سہو لازم ہے لیکن متاخرین نے کہا ہے کہ عید وجمعہ میں اگر مجمع زیادہ ہو تو سجدہ سہو نہ کرے واسطے دفع فتنہ کے۔ فقط۔

شافعی کے لئے نماز فجر میں رعایت کیسی ہے

سوال (۲۱۱۶) حنفی امام شافعی مقتدیوں کی رعایت سے نماز فجر کی دوسری رکعت کے قومہ میں اس قدر توقف کرے کہ شافعی قنوت سے فارغ ہولیں کیسا ہے۔ اس کی نماز ہوگی یا نہیں۔ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں۔ اگر نماز اس کے پیچھے پڑھی جاوے تو مکروہ ہوگی یا بلا کراہت۔ اور کن امور میں شافعی مقتدی کی رعایت حنفی امام کو جائز ہے۔ شافعی مقتدی کی رعایت سے حنفی قبل سلام سجدہ سہو کرسکتا ہے یا نہ۔

الجواب:- درمختار میں ہے لکن یندب للخروج من الخلاف لاسیما للامام لکن بشرط عدم لزوم ارتکاب مکروہ مذھبہٖ[1] الخ یعنی امام کو رعایت دوسرے مذہب والے مقتدیوں کی مثلاً شافعی المذہب مقتدیوں کی مستحب ہے لیکن بشرطیکہ اپنے مذہب کے مکروہ کا ارتکاب لازم نہ آتا ہو۔ اور شامی نے فرمایا کہ مکروہ تنزیہی بھی اسمیں شامل ہے۔ یعنی اگر اپنے مذہب کے مکروہ تنزیہی کا ارتکاب لازم آتا ہو تو رعایت مقتدیان شافعی المذہب کی مثلاً نہ کرے پس بناءً علیہ امام حنفی نماز فجر میں رکوع سے اٹھ کر قومہ میں برعایت مقتدی شافعی اس قدر توقف نہ کرے کہ وہ دعا قنوت پڑھ لیوے کہ یہ توقف مکروہ ہے اور شامی میں ہے نعم ذکر نحوہ ابن عبد الرزاق فی شرحہ علی ھذہ الشرح

[1] الدر المختار علی ہامش رد المختار کتاب الطہارۃ مطلب فی ندب مراعاۃ الخلاف الخ جلد اول ص ۱۳۶ ۱۲ ظفیر

کما طالة وقوفه بعد الرفع من الرکوع الخ[1] یہ مثال دی ہے کہ اس کی ترک اطالۃ وقوف بعد الرکوع واجب ہے پس اس توقف میں ترک واجب ہوگا جو کہ مکروہ تحریمی ہے لہٰذا ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔ اسی طرح قبل سلام سجدہ سہو کرنا حنفی کو برعایت مقتدی نہ چاہئے کہ یہ بھی مکروہ تنزیہی ہے۔ کما فی الشامی انه لو سجد قبل السلام کره تنزیهاً الخ[2] ص ۴۹۵ باب سجود السہو۔ فقط۔

چار رکعت والی میں امام نے تین رکعت پر سلام پھیر دیا اور مقتدیوں میں تذکرہ سنکر اٹھ کھڑا ہوا تو کیا حکم ہے

سوال (۲۱۱۷) امام نے تین رکعت پڑھکر سہواً سلام پھیر دیا چار رکعت والی نماز میں اب امام قبلہ رخ بیٹھا ہے اور مقتدیوں میں تذکرہ ہوا کہ ۳ رکعت ہوئی یہ سن کر امام صاحب اللہ اکبر کہہ کر کھڑے ہوگئے اور چوتھی رکعت پوری کر کے سجدہ سہو کر کے سلام پھیرا۔ آیا نماز امام ومقتدیوں کی ہوئی یا نہیں۔

الجواب:۔ امام اگر کچھ نہ بولا تھا تو اس کی نماز ہوگئی اور مقتدیوں میں جو نہیں بولے ان کی نماز ہوگئی اور جو مقتدی بولے ان کی نماز نہیں ہوئی وہ اپنی نماز کا اعادہ کریں[3]۔ فقط۔

چھٹی رکعت میں جو ملا اسکی نماز نہیں ہوئی

سوال (۲۱۱۸) امام پانچویں رکعت میں کھڑا ہوگیا چھ رکعت پوری کر کے سجدہ کر کے سلام پھیر دیا۔ پانچویں رکعت میں ایک آدمی اور شریک ہوگیا تو اس کی نماز صحیح ہوئی یا نہیں۔

الجواب:۔ امام اگر چوتھی رکعت میں بقدر تشہد بیٹھکر سہواً کھڑا ہوگیا اور پانچویں رکعت کا

---

[1] رد المحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلوٰة قبیل مطلب مهم فی تحقیق متابعة الامام ص ۴۳۸ ج ۱ ۱۲ ظفیر [2] رد المحتار باب سجود السہو ص ۴۹۱ ج ۱ ۱۲ ظفیر [3] سلم مصلی الظهر مثلاً علی رأس الرکعتین توهماً اتمامها اتمها اربعاً وسجد للسهو لان السلام ساهياً لا يبطل لانه دعاء من وجه (در مختار) قوله لانه دعاء من وجه ای فلذا خالف الکلام حیث کان مبطلاً ولو ساهیاً (رد المحتار باب سجود السہو ص ۷۰۶ ج ۱) ظفیر

سجدہ بھی کر لیا تو چھٹی رکعت ملالے اور سجدہ سہو کرے فرض اس کے پورے ہو گئے۔ اگر کوئی شخص پانچویں یا چھٹی رکعت میں اس امام کا مقتدی ہوا تو مقتدی کی نماز نہ ہوگی۔ کیونکہ امام کی وہ دو رکعت نفل ہیں[1]۔ ھکذا فی الشامی۔

جمعہ و عیدین میں سجدہ سہو ہے یا نہیں

سوال (۲۱۱۹) جمعہ و عیدین میں سجدہ سہو ہے یا نہیں۔

الجواب: مختار متاخرین یہ ہے کہ جمعہ و عیدین میں جب کہ مجمع زیادہ ہو سجدہ سہو نہ کرے کذا فی الدر المختار والشامی[2]۔

صبح کی فرض میں بھول سے التحیات کی جگہ الحمد پڑھی پھر یاد آنے پر التحیات بھی پڑھی نماز ہوئی یا نہیں

سوال (۲۱۲۰) صبح کے دو فرضوں میں امام نے بجائے التحیات کے سہواً الحمد شریف یا اور کوئی آیت قرآنی پڑھی۔ پھر اس کو یاد آگیا اور اس نے التحیات پڑھ کر سجدہ کیا، اس صورت میں کیا سجدہ سہو واجب تھا اور نماز ہوگئی یا نہ۔

الجواب: چونکہ تاخیر واجب ہوئی۔ لہٰذا سجدہ سہو واجب ہوا۔ سجدہ سہو سے نماز ہوگئی[3]۔

امام نے بھول کر پہلے قعدہ میں دونوں طرف سلام پھیر دیا تو باقی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں

سوال (۲۱۲۱) امام نے پہلے قعدہ میں بھول کر دونوں طرف سلام پھیر دیا تو اب باقی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں اور دونوں سلام پھیرنے سے نماز ہو جاتی ہے یا نہ۔

---

[1] لو اقتدی به مفترض فی قیام الخامسة بعد القعود قدر التشهد لم یصح ولو عاد الی القعدة لانه لما قام الی الخامسة فقد شرع فی النفل فکان اقتداء المفترض بالمتنفل (رد المحتار۔ باب سجود السهو ص۶۸۲ ظفیر)

[2] والسهو فی صلاة العیدین والجمعة والمکتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتاخرین عدمه فی الاولیین لدفع الفتنة (در مختار) وفی جمعة حاشیة ابی السعود عن العزمیة انه لیس المراد عدم جوازه بل الاولی ترکه لئلا یقع الناس فی فتنة (رد المحتار۔ باب سجود السهو ص۶۹۲ ظفیر)

[3] المفتاح ص۳

الجواب: - سہواً دونوں طرف سلام پھیر دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی باقی رکعات پڑھ کر آخر میں سجدہ سہو کر لیوے۔ نماز صحیح ہوگی۔[1]

قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود پڑھا دے یا سلام پھیر دے تو سجدہ سہو ہے یا نہیں

سوال (۲۱۲۲) چار رکعت کی نماز میں دوسری رکعت کے تشہد میں بعد چند الفاظ درود کے اور زائد پڑھ دیئے تو اس پر سجدہ سہو ہوگا یا نہیں۔ اور اگر دونوں طرف سلام پھیر دے تو اس کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب: - سجدہ سہو واجب ہے اگر دونوں طرف سلام پھیر دے تب بھی سجدہ سہو کرے۔[2]

سجدہ سہو واجب ہوا اور وہ یاد آیا دونوں سلام پھیرنے کے بعد تو کیا کرے

سوال (۲۱۲۳) کسی نماز میں سجدہ سہو واجب ہو جائے اور دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو یاد آگیا تو اس کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب: - سجدہ سہو کرے۔[3]

تین آیتوں سے کم میں بھول جائے تو دوسری سورت ملائے یا نہیں

سوال (۲۱۲۴) اگر نمازی تین آیتوں سے کم میں قرأت بھول گیا اور دوسری سورت ملالی تو کچھ حرج ہے؟ اگر ملالی تو سجدہ سہو کرے یا نہیں۔

---

[1] الّا السلام ساهیاً للتحلیل ای للخروج من الصلاة قبل اتمامها علی ظن اکمالها فلا یفسد (الدر المختار، علی ہامش رد المحتار۔ باب ما یفسد الصلوٰة وما یکرہ فیها ص ۵۷۵ ج ۱ ظفیر)

[2] وتاخیر قیام الی الثالثة بزیادة علی التشهد بقدر رکن وقیل بحرف وفی الزیلعی الاصح وجوبه باللهم صل علی محمد (ایضاً باب سجود السهو ص ۶۹۴ ج ۱ ظفیر)

[3] ولو نسی السهو او سجدة صلوتیة او تلاوية یلزمه ذالك مادام فی المسجد (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب سجود السهو ص ۷۰۴ ج ۱ ظفیر)

الجواب:۔ سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا۔[1]

سنت فجر میں اگر تیسری رکعت کے لئے بھول سے کھڑا ہو جائے تو کیا کرے

سوال (۲۱۲۵) کوئی آدمی فجر کی نماز سنت میں پہلی رکعت میں سورۂ فلق دوسری سورۃ الناس پڑھے اور بھول کر دوسری رکعت کے بعد تیسری رکعت میں کھڑا ہو جائے تو کیا کرے۔

الجواب:۔ قیام کی حالت میں جب یاد آجاوے بیٹھ جاوے اور تشہد پڑھ کر سجدہ سہو کرے۔[2]

صرف سورہ فاتحہ یا صرف سورہ پڑھ کر رکوع کیا تو کیا حکم ہے

سوال (۲۱۲۶) اگر کوئی آدمی صبح کی نماز میں صرف سورہ فاتحہ پڑھ کر رکوع میں چلا جاوے یا الحمد چھوڑ کر کوئی سورت پڑھ کر رکوع میں چلا جاوے تو کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ دونوں صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے نماز ہوگئی۔[3]

سجدہ سہو واجب ہے اور نہ کرے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۱۲۷) بعد لزوم سجدہ سہو کے نہ کرنے کے لئے کیا حکم ہے۔

---

[1] یکرہ ان یفتح من ساعتہ کما یکرہ للامام ان یلجئہ الیہ بل ینتقل الی آیۃ اخری لایلزم من وصلہا ما یفسد الصلوٰۃ او الی سورۃ اخری (رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ص۵۸۲ ج۱ ظفیر)

[2] سہا عن القعود الاول من الفرض عملیا اما النفل فیعود ما لم یقید بالسجدۃ ثم تذکرہ عاد الیہ وتشہد ولا سہو علیہ فی الاصح (در مختار) لا سہو علیہ فی الاصح یعنی اذا عاد قبل ان یستتم قائما الخ واما اذا عاد وہو الی القیام اقرب فعلیہ سجود السہو (رد المحتار باب سجود السہو ص۶۹۶ ج۱ ظفیر)

[3] ولہا واجبات لا تفسد بترکہا وتعاد وجوبا فی العمد والسہو الخ وہی الخ قراءۃ فاتحۃ الکتاب فیسجد للسہو بترک اکثرہا لا اقلہا لکن فی المجتبیٰ یسجد بترک آیۃ منہا وہو اولیٰ الخ وضم اقصر سورۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صفۃ الصلاۃ ص۴۲۴ ج۱ ظفیر)۔

الجواب: سجدہ سہو اگر واجب ہوا اور نہ کیا تو اعادہ نماز کا واجب ہے[1]۔

چھوٹی ہوئی چیز ادا کرنے کے لئے رکوع سے قیام کی طرف پلٹنا کیسا ہے

سوال (۲۱۲۸) رکوع سے قیام کی طرف کو ہٹنا بخیال ادا کرنے کسی سنت یا واجب کے جو چھوٹ گیا ہو عام ہے کہ واقع میں کوئی چیز ان ہی دو سے چھوٹی ہو یا نہیں۔ اور قیام کی طرف لوٹنا قصداً یا سہواً ان سب صورتوں میں رکوع سے قیام کی طرف آنے کا کیا حکم ہے۔

الجواب: ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے نماز کا اعادہ لازم نہیں[2]۔ اور دراصل اس حکم میں نماز عید و جمعہ وغیرہ سب برابر ہیں۔ لیکن عیدین و جمعہ میں متاخرین نے ترک سجدہ سہو کو اولیٰ فرمایا ہے بوجہ ازدحام کے۔ فقط۔

تیسری رکعت میں بیٹھ کر فوراً اٹھ گیا تو کیا حکم ہے

سوال (۲۱۲۹) امام تیسری رکعت میں بیٹھا بقدر التحیات تک نہیں بیٹھا، الحمد للہ کہنے سے قبل کھڑا ہو گیا اور بیٹھنے میں ... کے بقدر الحمد للہ کچھ نہیں پڑھا تھا بعد میں سجدہ سہو کیا نماز ہو گئی یا نہیں۔

الجواب: اگر جلسہ خفیفہ ہوا تھا اور دیر تک نہیں بیٹھا تو سجدہ سہو واجب نہیں تھا۔ نماز ہو گئی[3]۔

---

[1] ولہا اذا واجبات لا تفسد بترکھا وتعاد وجوبا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار مطلب واجبات الصلوٰۃ ص ۴۲۴) ظفیر۔

[2] ولو نسیہ ای القنوت ثم تذکرہ فی الرکوع لا یقنت فیہ لفوات محلہ ولا یعود الی القیام فی الاصح لان فیہ رفض الفرض للواجب فان عاد الیہ وقنت ولم یعد الرکوع لم تفسد صلاتہ الخ وسجد للسھو (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الوتر والنوافل ص ۶۲۶) ظفیر

[3] ویکبر للنھوض علی صدور قدمیہ بلا اعتماد وقعود استراحۃ ولو فعل لا باس بہ (در مختار) ولا ینافی ھذا ما قدمہ الشارح فی الواجبات حیث ذکر منھا ترک قعود قبل ثانیۃ ورابعۃ لان ذاک محمول علی القعود الطویل ولذا قیدت الجلسۃ ھنا خفیفۃ (رد المحتار فصل فی بیان تالیف الصلوٰۃ) ظفیر۔

آخری قعدہ کے بعد بھول سے کھڑا ہو گیا تو کیا کرے

سوال (۲۱۳۰) نماز کے اندر آخری قعدہ کر کے نمازی کھڑا ہو گیا اور پھر یاد آنے پر بیٹھا تو اب سجدہ سہو کے واسطے دوبارہ التحیات پڑھ کر ایک طرف سلام پھیرے یا بغیر پڑھے۔

الجواب:- دوبارہ التحیات پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ قعدہ و تشہد پہلے ہو چکا بیٹھتے ہی سلام پھیر کر سجدہ سہو کر لیوے پھر التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام ختم کا پھیرے شامی میں ہے قولہ عاد وسلم الخ: فیہ اشارۃ الی انہ لا یعید التشہد وبہ صرح فی البحر[1]۔

ثنا پڑھ کر رکوع کیا پھر یاد آیا کہ قرأت رہ گئی

سوال (۲۱۳۱) زید نے نیت باندھ کر سبحان یعنی سبحانک اللھم پڑھ کر رکوع کیا، تسبیح پڑھ کر یاد آیا کہ قرأت نہیں پڑھی اب اس کو کیا کرنا چاہئے؟

رکوع بھول گیا

سوال (۲۱۳۲) مصلی نے نیت باندھ کر قرأت پڑھ کر رکوع نہیں کیا بلکہ سجدہ میں چلا گیا۔ دونوں سجدوں کے بعد یاد آیا کہ رکوع نہیں کیا اس کو کیا کرنا چاہئے۔

ایک ہی سجدہ کیا

سوال (۲۱۳۳) مصلی نے پہلی رکعت میں صرف ایک سجدہ کیا۔ دوسری رکعت میں یاد آیا کہ میں نے سجدہ ایک کیا ہے اب اس کو کیا کرنا چاہئے۔

پانچویں رکعت کے لئے امام بھول سے کھڑا ہوا تو کیسے مقتدی پیروی کرے

سوال (۲۱۳۴) امام نے چاروں رکعت پڑھ لی اور اخیر قعدہ میں صرف التحیات پڑھ کر سہواً کھڑا ہو گیا اور مقتدی نے لقمہ نہیں دیا اور نہ لقمہ دینا چاہتا ہے اور مقتدیوں کو معلوم ہے کہ پانچویں رکعت ہے۔ اب مقتدی پوری التحیات پڑھ کر سلام پھیر دیں یا امام کی اقتدا کریں۔

زید دو رکعت میں امام کے ساتھ آکر مل گیا۔ امام قعدہ اخیرہ کے سہواً کھڑا ہو گیا اور مقتدی نے لقمہ دیا لیکن امام نے لقمہ نہیں لیا۔ اب زید کو امام کی تقلید و اقتدا کرنی چاہئے یا کیا؟

لقمہ دینا

سوال (۲۱۳۵) امام کو تین آیتوں کے اندر متشابہ لگا اب مقتدی لقمہ دیں

---

[1] رد المحتار باب سجود السہو ص ۶۹۷ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

یا نہیں؟۔

تین آیت پڑھ چکنے کے بعد لقمہ | **سوال** (۲۱۳۶) امام نے الحمد کے بعد تین آیت صحیح پڑھ لی اسکے بعد اور آیتوں میں متشابہ لگا، اب لقمہ دیں یا نہ دیں؟۔

تمام رکعتوں میں سورۃ ملائی تو کیا حکم ہے | **سوال** (۲۱۳۷) امام نے تین رکعت یا چار رکعت بھری پڑھ لی اب اس کو سجدہ سہو کرنا چاہئے یا کیا؟

قرأت، نوافل وسنن میں | **سوال** (۲۱۳۸) تمام نوافل وسنن وفرائض کی اول دو رکعت میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے اور اخیر کی دو رکعت میں بھی واجب ہے یا نہیں۔ اگر اخیر کی دو رکعت میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو نماز درست ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ (۱) پڑھنا چاہئے اور اخیر میں سجدہ سہو کرے (المتروك ثلثة انواع فرض وسنة وواجب ففی الاول ان امكنه التدارك بالقضاء يقضى (الى قوله) ولا يجب السجود الا بترك واجب او تاخيره او تاخير ركن الخ (عالمگیری کشوری ص۱۲۴) ظفیر

(۲) سجدے سے کھڑا ہو کر رکوع کرے اور اخیر میں سجدہ سہو کرے۔ ولا يجب السجود الا بترك واجب او تاخيره او تاخير ركن او تقديمه او تكراره (عالمگیری کشوری ص۱۲۴) ظفیر

(۳) وہ سجدہ اب کرے اور پھر رکعت پڑھ کر اخیر میں سجدہ سہو کرے[۱]۔

(۴) دونوں اختیار ہیں لیکن جو شخص اول سے شریک نہیں وہ اگر اقتدا کرے گا فرض باطل ہو جاوے گا[۲]۔

[۱] فلو ترك سجدة من ركعة فتذكرها فی اخر الصلوٰة سجدها وسجد للسهو لترك الترتيب فيه وليس عليه اعادة ما قبلها (عالمگیری کشوری ص۱۱۵) ظفیر

[۲] ومن جملتها انه لو قام امامه الى الخامسة فتابعه فان كان الامام قعد على الرابعة فسدت صلوٰة المسبوق لاقتدائه فی موضع الانفراد (غنیۃ المستملی ص۴۴۱) ظفیر

(۵) نہیں۔ (لو قام امامہ الی الخامسۃ فتابعہ فان کان الامام قعد علی الرابعۃ فسدت صلوٰۃ المسبوق الخ (غنیۃ المستملی ص۴۴۱/۱) ظفیر

(۶) اختیار ہے لیکن اگر امام دوسری جگہ سے قرأت شروع نہ کرے تو پھر مقتدیوں کو ضرور ہے کہ لقمہ دیں[۱]۔

(۷) اختیار ہے لیکن اگر کوئی ایسی غلطی پڑھے کہ مفسد صلوٰۃ ہو تو ضرور ہے کہ صحیح بتلا دیں ورنہ سب کی نماز برباد ہوگی[۲]۔ (الا یری الی انہ علیہ السلام قال لابی ھلا فتحت علی (غنیۃ المستملی ص۴۱۷) ظفیر

(۸) نہیں۔ (ولو قرأ فی الاخریین الفاتحۃ والسورۃ لا یلزمہ السہو وھو الاصح (عالمگیری کشوری ص۱۲۵/۱) ظفیر

(۹) نہیں درست ہے۔ (ویجب قراءۃ الفاتحۃ وضم السورۃ او ما یقوم مقامہا من ثلث آیات قصار او آیۃ طویلۃ فی الاولیین ... وفی جمیع رکعات النفل والوتر ھکذا فی البحر الرائق (عالمگیری کشوری ص۶۹/۱) ظفیر۔

قعدہ آخرہ میں شبہ ہو کہ قعدہ اولی نہیں کیا تو کیا کرے

سوال (۲۱۳۹) نماز کے قعدہ اخیرہ میں شبہ ہوا کہ قعدہ اولی کیا ہے یا نہیں تو سجدہ سہو کرے یا نہ؟۔

الجواب:۔ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سجدہ سہو بعد سلام کرے

سوال (۲۱۴۰) سجدہ سہو قبل السلام ہونا چاہئے یا بعد السلام؟ یا امام و منفرد میں کوئی فرق ہے؟

الجواب:۔ بہتر اور راجح صورت یہی ہے کہ فقط دائیں جانب سلام پھیر کر سجدۂ سہو کرے

---

[۱] والفتح ان لم یقرأ قدر الواجب شدۃ تاکد الواجب وقربہ من الغرض (غنیۃ المستملی ص۴۱۸) [۲] وینبغی للمقتدی ان لا یعجل بالفتح وللامام ان لا یلجئہم الیہ بل یرکع (غنیۃ المستملی ص۴۱۷) ظفیر۔

اور اس میں کوئی فرق امام ومنفرد میں معلوم نہیں ہوتا۔ فی الدر المختار۔ یجب له بعد سلام واحد عن یمینه (الی ان قال) لانه المعهود وبه یحصل التحلل وهو الاصح[1] الخ۔ فقط۔

ترک تشہد اول کا حکم | سوال (۲۱۴۱) ترک تشہد اول سے نماز ہوئی یا نہیں۔ اگر سب سہو بھول کر نہ کیا ہو؟۔

الجواب:۔ نماز کا اعادہ واجب ہے[2]۔ فقط۔

سورہ مقدم مؤخر پڑھنے کا حکم | سوال (۲۱۴۲) نماز میں سورہ مقدم مؤخر پڑھنے سے سجدہ سہو لازم آتا ہے یا نہیں؟

شک ہو تو کیا کرے | سوال (۲۱۴۳) امام کو شک ہوا کہ میں نے ایک سجدہ کیا یا دو۔ اس صورت میں سجدہ سہو کرے یا نماز لوٹا وے؟

بلا ضرورت سجدہ سہو | سوال (۲۱۴۴) بلا ضرورت سجدہ سہو کرنے سے نماز ٹھہراوے یا نہ؟

الجواب:۔ سجدہ لازم نہیں مگر عمداً ایسا کرنا مکروہ ہے ویکره الفصل بسورة قصيرة وان يقرء منكوسا (در مختار[3])

(۲) اگر ظن غالب کسی جانب نہیں تو ایک سجدہ اور کرکے سجدہ سہو کرے۔ وجب عليه سجود السهو في جميع صور الشك سواء عمل بالتحري او بنى على الاقل لكن في السراج انه يسجد للسهو في اخذ الاقل مطلقا وفي غلبة الظن ان تفكر قدر ركن الخ در مختار[4]۔

---

[1] الدر المختار باب سجود السهو ص ۱۰۱/۱ ۱۲ ظفیر [2] ومنها قراءة التشهد فانها واجبة في القعدة الاولى والاخيرة والى هذا اصحاب الرحل ايه في باب سجود السهو فاوجب السجود بترك التشهد في القعدة الاولى (غنية المستملي ص ۲۹۰) [3] الدر المختار فصل ويجهر الامام ص ۸/۱۷ [4] ایضاً ص ۱۰۳/۱۷ ظفیر

ترتیب سور کے خلاف قرأت کا حکم

سوال (۲۱۴۵) ترتیب سور کے خلاف پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں؟۔

الجواب:۔ سجدہ سہو واجب نہیں قولہ بترک واجب ای من واجبات الصلوٰۃ لاکل واجب اذ لو ترک ترتیب السور لا یلزمہ شئی الخ شامی[۱]۔ فقط۔

نماز میں قرأت بلا ترتیل کا حکم

سوال (۲۱۴۶) ایک شخص نے نماز جہریہ میں قرآن شریف بلا ترتیل پڑھا نماز ہوئی یا نہ؟ اور سجدہ سہو بھی نہیں کیا۔

الجواب:۔ اگر ایسی غلطی نہیں ہوئی جو مفسد نماز ہو تو نماز ہو گئی۔ سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے[۲]۔ فقط۔

امام کو سبحان اللہ کہہ کر متنبہ کرنا

سوال (۲۱۴۷) اگر امام سے سہواً قعدۂ اخیرہ ترک ہو گیا اور امام قریب قیام کے پہنچ گیا تو مقتدی کو سبحان اللہ کہتے ہوئے کھڑا ہونا اولیٰ ہے یا بیٹھ کر سبحان اللہ کہے، اولیٰ کیا ہے؟۔

قعدہ اخیرہ بھول کر کھڑا ہو گیا پھر یاد آیا تو کیا کرے

سوال ۲۱۴۷/۲ اگر کوئی قعدۂ اخیرہ کو بھول کر کھڑا ہو گیا تو وہ شخص فوراً یاد آتے ہی قعدہ کرے یا بقدر الحمد قیام کر کے۔ فقط

الجواب:۔ (۱) بیٹھے ہوئے کہنا اولیٰ معلوم ہوتا ہے جزئیہ کوئی نظر سے نہیں گذرا اور درست ہر دو طرح ہے۔

(۲) فوراً یاد آتے ہی قعدہ کرنا چاہئے یعنی جب تک کہ سجدہ نہیں کیا۔ کما ھو عامۃ المعتبرات وان سہا عن القعود الاخیر الخ عاد الخ مالم یقیدہ بالسجدۃ الخ[۳] فقط۔

نماز میں سو جانا

سوال (۲۱۴۹) نماز میں کوئی شخص اس طرح سو گیا جو مفسد صلوٰۃ نہیں

---

[۱] رد المحتار ابتداء باب سجود السہو ۱۲ ظفیر۔ [۲] ومنہا القراءۃ بالا لحان ان غیر المعنی والا لا، الا فی حرف مد ولین اذا فحش والا لا (الدر المختار ص ۹/۴۱۲) ظفیر۔ [۳] الدر المختار باب سجود السہو ص ۱۰۲/۲ ۱۲ ظفیر۔

اور اس اثنار میں بقدر سہ تسبیح ادائے فرض میں تاخیر ہوگئی تو سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہ؟ ۔

الجواب: ۔ قال فی الدر المختار فان اتی بها او باحدها بان قام او رکع او سجد او قعد الاخیر نائما یعتد بما اتی به بل یعیده[1] وهل یسجد لتاخیر الرکن؟ الظاهر نعم[2]۔ عبارت شامی مندرجہ بالا سے معلوم ہوا کہ سجدہ سہو لازم ہونا چاہئے[2]۔ فقط۔

---

[1] الدر المختار، باب صفۃ الصلوٰۃ ص ۴۶۳ ج ۱ [2] رد المحتار باب صفۃ الصلوٰۃ۔ قبیل مطلب واجبات الصلوٰۃ ۱۲ ظفیر۔

الباب الثانی عشر

فی سجود التلاوۃ

(سجدۂ تلاوت کب اور کہاں واجب ہوتا ہے)

اگر آیت سجدہ پڑھ کر معنی بھی پڑھے تو کتنے سجدے کرے

سوال (۲۱۵۰) ایک شخص نے سجدۂ تلاوت پڑھ کر معنی پڑھے تو وہ شخص ایک سجدہ کرے یا دو۔

الجواب: - ایک سجدہ لازم ہے[1]۔ فقط۔

سجدۂ تلاوت میں تاخیر کی گنجائش ہے یا نہیں

سوال (۲۱۵۱) ایک واعظ نے دوران تقریر میں سجدہ کی آیت کو جہراً پڑھ دیا لیکن نہ خود سجدہ کیا اور نہ حاضرین کو سجدہ کرنے کو کہا۔ گرفت کرنے سے جواب میں عذراً بیان کیا کہ مجمع عام میں زور سے سجدہ کی آیت پڑھنا مضائقہ نہیں ہے اور بشریت کو خطا اور نسیان لازم ہے کیونکہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فراموشی سے گندم کھایا تھا اور اسی طرح حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام مچھلی کو بھول گئے تھے۔ آیا مقام عذر میں واعظ کو کہ پیغمبروں کی خطا اور نسیان کو بطور شہادت کے پیش کرنا درست ہوگا یا نہ اور ان کا عذر شرعاً معقول ہے یا نہیں۔

الجواب: - شامی میں ہے قولہ عیب ای وجوباً موسعاً فی غیر صلوٰۃ[2] الخ

---

[1] یجب بسبب تلاوۃ آیۃ ای اکثرھا مع حرف السجدۃ (در مختار) قولہ بسبب تلاوۃ آیۃ احترز عما لو کتبھا او تھجاھا فلا سجود علیہ (رد المحتار باب سجود التلاوۃ ص ۱۵/۴ ج ۱۲) ظفیر

[2] رد المحتار باب سجود التلاوۃ ص ۱۵/۴ ج ۱۲ ظفیر۔

اس سے معلوم ہوا کہ وجوب سجدۂ تلاوت موسع ہے فی الفور واجب نہیں ہے۔ پس واعظ پر گرفت کرنا بے موقع تھا اور جب کہ گرفت کی گئی تو واعظ موصوف بھی فائدہ کر سکتے تھے۔ کہ ادار سجدۂ تلاوت فی الفور واجب نہیں ہے۔ خصوصاً مجمع وعظ میں اور خطار نسیان انبیاء علیہم السلام کو بطور استشہاد پیش کرنے میں بھی کچھ ممانعت اور حرج نہیں ہے اور حدیث شریف میں بھی ایسا مضمون وارد ہوا ہے۔ فنسی آدم الخ فنسیت ذریتہ[1] او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم۔ فقط۔

رکوع میں یا سجدۂ نماز میں نیت کر لینے سے سجدۂ تلاوت ادا ہو جاتا ہے یا نہیں

سوال (۵۲۱/۳) اگر امام یا منفرد نے نماز فرض یا تراویح و تہجد وغیرہ میں سورۂ اعراف یا سورۂ نجم یا سورۂ علق یا اور کوئی ایسا رکوع جس میں آیت سجدہ تھی پڑھی اور بجائے سجدۂ تلاوت رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت کر لی تو امام و مقتدیوں کا سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا یا نہیں۔ علیٰ ہذا آیت سجدہ کے بعد دو چار آیتیں پڑھ کر امام نے رکوع کیا اور سجدۂ تلاوت کی بھی نیت کر لی تو یہ بھی درست ہے یا نہیں۔ سورہ بنی اسرائیل آیت سجدہ کے بعد اور دو آیتوں پر سورۂ انشقاق آیت سجدہ کے بعد دو چار آیتوں پر ختم ہوتی ہیں پس ختم سورہ مذکور کے بعد رکوع میں سجدہ کی نیت کر لینے سے سجدۂ تلاوت ادا ہو جاوے گا یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد فوراً یا دو تین آیت پڑھ کر رکوع کیا اور اس میں نیت سجدہ تلاوت کی کر لی سجدۂ تلاوت ادا ہو جاوے گا[2]۔ اور مقتدیوں کو بھی

---

[1] مشکوٰۃ باب الایمان باب القدر فصل ثانی ص ۲۳ ۱۲ ظفیر

[2] تودی برکوع صلاۃ اذا کان الرکوع علی الفور من قراءۃ آیۃ او آیتین وکذا الثلاث علی الظاھر کما فی البحر ان نواہ ای کون الرکوع لسجود التلاوۃ علی الراجح (درمختار) وفی الامداد الاحتیاط قول شیخ الاسلام خواہر زادہ بانقطاع الفور بالثلاث فقال شمس الائمۃ الحلوانی لا ینقطع مالم یقرأ اکثر من ثلاث فقال الکمال بن الھمام قول الحلوانی ھو الروایۃ الخ (رد المحتار باب سجود التلاوۃ ص ۷۲۳/۱) ظفیر۔

نیت کرنے کی ضرورت ہے بدون نیت کے ان کے ذمہ سے سجدہ تلاوت ادا نہ ہوگا۔[1] اور تین آیت سے زیادہ میں فوریت منقطع ہو جاتی ہے[2]۔ فقط۔

سورہ حج کا آخری سجدہ اور اس کا حکم

سوال (۲۱۵۳) سورۂ حج کا آخری سجدہ عند الشافعی واجب ہے۔ حالت اقتدار میں حنفی المذہب بھی یہ سجدہ باتباع شافعی المذہب ادا کریں یا نہیں۔ اور جب امام حنفی ہو اور مقتدی شافعی تو مقتدیوں کا یہ سجدہ کیسے ادا ہوگا۔

الجواب: شامی میں ہے کہ متابعت امام شافعی المذہب کی وجہ سے مقتدی حنفی بھی یہ سجدہ اخیرہ سورۂ حج کا کرے (وظاهره انه يتبعه فيها لو كان فی الصلوٰة الخ[3] شامی)۔ اور جب کہ امام حنفی ہو تو یہ سجدہ نہ کرے اور مقتدی کے ذمہ سے بھی موافق قواعد حنفیہ کے یہ سجدہ ساقط ہے لیکن اگر شوافع کے نزدیک سجدہ صلاتیہ کو بعد میں بھی ادا کرنا جائز ہو تو وہ کر سکتے ہیں۔ حنفیہ کے نزدیک تو یہ سجدہ نماز میں لازم ہوا اور اس کو اس وقت نہ کیا جاوے تو پھر وہ ادا نہیں ہو سکتا[1]۔ فقط۔

---

[1] ولو نواها فی رکوعه ولم ينوها المؤتم لم تجزه (درمختار) ای لم تجز نية الامام المؤتم ولا تندرج فی سجوده وان نواها المؤتم فيه لانه لما نواها الامام فی رکوعه تعين لها وفی القهستانی واختلفوا فی ان نية الامام کافية کما فی الكافی فلو لم ينو المقتدی لا ينوب علی رأی فيسجد بعد سلام الامام ويعيد القعدة الاخری کما فی المنية (ايضاً ص۷۲۴ ج۱) ظفیر۔ [2] لا ينقطع ما لم يقرأ اكثر من ثلاث (رد المحتار باب سجود التلاوة) ظفیر۔ [3] رد المحتار باب سجود التلاوة ص۷۱۷ ج۱ ۱۲ ظفیر۔ [1] وهی علی التراخی الخ ان لم تكن صلوية فان كانت صلوتية فعلی الفور لصيرورتها جزء منها ويأثم بتاخيرها ويقضيها ما دام فی حرمة الصلوٰة ولو بعد السلام (درمختار) ای ناسياً ما دام فی المسجد ودری انه لا يسجد بعد السلام ناسياً (رد المحتار باب ايضاً ص۷۲۱ ج۱) ظفیر

❊

نماز میں اگر سجدۂ تلاوت بھول جائے

سوال (۲۱۵۴) اگر نماز میں سجدۂ تلاوت بھول جائے اور دوسری رکعت میں یاد آوے تو کس طریق سے ادا کرے۔

الجواب:- اگر سجدۂ تلاوت اس رکعت میں کرنا بھول گیا جس میں سجدہ کی آیت پڑھی تھی تو دوسری تیسری رکعت میں جب یاد آوے کرلے[1] اور پھر سجدہ سہو کرے۔ فقط

نماز میں آیت سجدۂ تلاوت پڑھی تو کیا کرنا چاہئے

سوال (۲۱۵۵) اگر نماز میں کسی نے آیت سجدہ کی پڑھی تو سجدہ کس وقت کرنا چاہئے۔

الجواب:- بہتر یہ ہے کہ اسی وقت سجدہ کرے جس وقت آیت سجدہ پڑھے اور فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر بعد میں یاد آیا اور اس وقت کیا تو سجدہ سہو لازم ہے[2]۔ فقط۔

سجدہ تلاوت کی تاخیر

سوال (۲۱۵۶) تاخیر سجدۂ تلاوت روا ست یا نہ؟

الجواب:- قال فی الدر المختار۔ وھی علی التراخی۔ علی المختار[3] وفی الشامی قولہ یجب ای وجوبا موسعا فی غیر الصلاۃ[4] الشامی۔ فثبت ان الصحیح فی سجدۃ التلاوۃ ھو الوجوب علی التراخی وان کان الافضل ھو الاداء علی الفور کذا فی الدر المختا

---

[1] المصلی اذا نسی سجدۃ التلاوۃ فی موضعہا ثم ذکرھا فی الرکوع او السجود او فی القعود فانہ یخر لہا ساجدا ثم یعود الی ما کان فیہ ویعیدہ استحسانا وان لم یعد جازت صلوتہ کذا فی الظہیریۃ فی فصل السہو (عالمگیری کشوری کتاب الصلاۃ باب ثالث عشر فی سجود التلاوۃ ص ۱۳۲ ج ۲) [2] ولو تلا فی الصلاۃ سجدھا فیہا لا خارجہا الا اذا فسدت اما لو سہوا وتذکرھا ولو بعد السلام قبل ان یفعل منافیا یاتی بہا ویسجد للسہو — (رد المختار باب سجود التلاوۃ ص ۷۲۳ ج ۱) ولذا کان المختار وجوب سجود السہو لو تذکرھا بعد محلہا (ایضا ص ۷۲۳ ج ۱) ظفیر

[3] الدر المختار علی ہامش رد المختار باب سجود التلاوۃ ص ۷۱۲ ج ۱ ۱۲ ظفیر [4] رد المختار باب سجود التلاوۃ ص ۷۱۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

دیکھیں تاخیرھا تنزیھاً[۱] الخ فقط (پس معلوم شد کہ تاخیر سجدۂ تلاوت درخارج صلوٰۃ روا است۔ ظفیر)

بعد نماز صبح قبل طلوع آفتاب اور بوقت زوال اور بعد نماز عصر سجدۂ تلاوت جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۱۵۷) صبح کی نماز کے بعد قبل طلوع آفتاب اور بوقت زوال اور بعد نماز عصر قبل غروب آفتاب سجدۂ تلاوت جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جائز ہے۔ کما فی الدر المختار۔ لا یکرہ قضاء فائتۃ ولو وترا او سجدۃ تلاوۃ وصلوٰۃ جنازۃ[۲]۔ الخ

مشین یا پرندہ سے آیت سجدہ سننے پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں

سوال (۲۱۵۸) مشین یا پرندہ کے ذریعہ سے اگر آیت سجدہ سُنی جائے تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے کہ پرندہ اور صدیٰ سے آیت سجدہ سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا اور صدیٰ حکایت آواز ہے جو پہاڑ وغیرہ سے بطریق واجب صوت معلوم ہوتی ہے پس اس طریق سے مشین میں سن کر بھی سجدہ واجب نہ ہوگا[۳]۔ فقط۔

بغیر نیت تلاوت بھی آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ واجب ہوگا

سوال (۲۱۵۹) بغیر نیت تلاوۃ کے اگر آیت سجدہ پڑھی جائے تو سجدہ واجب ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ سجدہ اس صورت میں واجب ہوگا[۴]۔ فقط۔

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب سجود التلاوت ص ۷۲۱/۱ ۱۲ ظفیر

[۲] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصلوٰۃ (قبیل باب الاذان) ص ۳۴۸/۱ ۱۲ ظفیر

[۳] لا تجب بسماعہ من الصدیٰ والطیر (درمختار) الصدیٰ ھو ما یجیبک مثل صوتک فی الجبال والصحاری ونحوھا (رد المحتار باب سجود التلاوۃ ص ۷۲۱/۱) ظفیر

[۴] یجب بسبب تلاوۃ آیۃ ای اکثرھا مع حرف السجدۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ باب سجود التلاوۃ ص ۷۱۵/۱) ظفیر

دل میں آیت سجدہ پڑھنے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا

سوال (۲۱۶۰) آیت سجدہ دل ہی دل میں دیکھ کر پڑھی جائے تو سجدہ واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:- تلاوت کرنا ضروری ہے بغیر تلاوت کے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔ قال فی الدر المختار بسبب تلاوۃ[1] - الخ - فقط۔

مجمع عام میں اگر آیت سجدہ واعظ سے سنی جائے تو سب علیحدہ علیحدہ سجدہ کریں

سوال (۲۱۶۱) ایک واعظ نے سیکڑوں کے مجمع میں سجدہ کی آیت پڑھی۔ کیا سجدۂ تلاوت سب پر ضروری ہے اگر ہے تو کیا واعظ سب کو باجماعت سجدہ کرا سکتا ہے۔

الجواب:- آیت سجدہ کے سننے اور پڑھنے سے سجدۂ تلاوت واجب ہو جاتا ہے لہذا پڑھنے والے پر اور سننے والوں پر سجدہ لازم ہو گیا۔ علیحدہ علیحدہ سب سجدہ کریں[2]۔

آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کیا آگے یاد نہ تھا تو کیا کرے

سوال (۲۱۶۲) زید حافظ ہے زید نے نماز پڑھی اور آیت سجدہ تلاوت میں آئی، فوراً سجدۂ تلاوت کیا۔ بعد سجدہ کے پھر کھڑا ہوا، مگر اسکے آگے قرآن شریف یاد نہیں آیا۔ زید نے سجدۂ تلاوت کرتے وقت رکوع بھی نہیں کیا، لاعلمی یا بھول سے، آیا زید سجدہ تلاوت سے اٹھ کر رکوع کرے یا کیا کرے۔

الجواب:- ایسی حالت میں کہ نماز میں آیت سجدہ کی تلاوت کی اور آگے کچھ نہیں پڑھتا ہے تو رکوع ہی میں نیت سجدہ کی کر لینے سے سجدۂ تلاوت ادا ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس نے سجدۂ تلاوت کیا تو بہتر یہ ہے کہ اٹھ کر چند آیات پڑھ کر پھر رکوع کرے۔ اور اگر اٹھ کر کھڑا ہو کر فوراً رکوع میں چلا جاوے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے نماز صحیح ہے[3]۔ فقط

---

[1] قولہ بسبب تلاوۃ احترز عما لو کتبہا او تہجاہا فلا سجود علیہ (رد المحتار باب سجود التلاوۃ ص ۵۱۲ ج ۱) ظفیر۔
[2] وذکر فی المجتبی ان الموجب للسجدۃ احد ثلاثۃ، التلاوۃ والسماع والائتمام (رد المحتار باب سجود التلاوۃ ص ۵۱۴ ج ۱) ظفیر۔
[3] وتودی برکوع وسجود غیر رکوع الصلوۃ وسجودھا فی الصلوۃ وکذا خارجہا ینوب عنہا الرکوع (در مختار) قال فی الحلیۃ والاصل (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

تمام قرآن کے سجدہائے تلاوت اخیر میں ایک ساتھ کرے تو کیا حکم ہے	**سوال** (۲۱۶۳) قرآن شریف کے جمع سجدۂ تلاوت کو بعد ختم قرآن ایک بار کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: - یہ بھی جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ اسی وقت کرے[1]۔ فقط (اس تاخیر کی گنجائش اس وقت ہے جب نماز میں نہ ہو نماز میں فوراً ادا کرے گا۔ ظفیر)

سجدۂ تلاوت واجب ہے	**سوال** (۲۱۶۴) قرآن شریف میں جو سجدہائے تلاوت ہیں وہ واجب ہیں یا فرض۔

الجواب: - سجدہائے تلاوۃ واجب ہیں[2]۔ فقط

بیٹھ کر آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ بیٹھ کر کر سکتا ہے یا نہیں	**سوال** (۲۱۶۵) اگر سجدہ تلاوت بیٹھ کر پڑھے تو سجدہ بیٹھ کر ہی کرے یا کھڑے ہو کر۔

صبح وعصر کے بعد کا سجدہ	**سوال** (۲۱۶۶) صبح وعصر کی نماز کے بعد کیا صرف سجدہ کرنا بھی حرام ہے۔

بلا وضو سجدۂ تلاوت درست نہیں	**سوال** (۲۱۶۷) اگر کسی شخص نے بلا وضو آیت سجدہ پڑھی تو سجدۂ تلاوت کرے یا نہ۔

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) فی اداء ہا السجود وہو افضل ولو رکع بہا علی الفور جاز وا لا فلا ای وان فات الفور لا یصح الخ فی الحلیۃ اذا سجد او رکع لہا علی حدۃ فوراً یعود الی القیام ویستحب ان لا یعقبہ بالرکوع بل یقرأ آیتین او ثلاثا فصاعدا ثم یرکع (رد المحتار باب سجود التلاوۃ ص ۷۲۳ ج ۱) ظفیر

[1] وھی علی التراخی علی المختار ویکرہ تاخیرھا تنزیھا الخ ان لم تکن صلوٰتیۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب سجود التلاوۃ ص ۷۲۱ ج ۱) ظفیر الدین غفرلہ۔

[2] والسجدۃ واجبۃ فی ہذہ المواضع علی التالی والسامع الخ (عالمگیری مصری الباب الثالث عشر سجود التلاوۃ ص ۱۲۴ ج ۱) ظفیر۔

الجواب:۔ (۱) کتب فقہ میں لکھا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ کھڑا ہو کر سجدہ کرے اور سجدہ کرکے کھڑا ہو جاوے (جس حالت میں بھی قرأت کی ہو۔ ظفیر) لیکن اگر بیٹھے ہوئے سجدہ تلاوت کرے تب بھی کچھ حرج نہیں[1]۔

(۲) سجدہ تلاوت وغیرہ درست ہے۔ نماز نفل پڑھنا اس وقت مکروہ ہے[2]۔

(۳) بعد میں وضو کرکے سجدہ کرے[3] فقط (کیونکہ سجدہ تلاوت واجب ہے اور بلا وضو سجدہ تلاوت کی اجازت نہیں۔ ظفیر)

دوبارہ آیت پڑھنے سے سجدہ تلاوت دوبارہ واجب ہوگا

سوال (۲۱۹۸) ایک شخص نے نماز میں سورہ سجدہ پڑھی اور سجدہ ادا کیا، پھر کسی وجہ سے نماز دہرانے کی ضرورت ہوئی پھر وہی سورۃ پڑھی تو دوبارہ سجدہ کرنا چاہئے یا پہلا سجدہ کافی ہوگا۔

الجواب:۔ پھر سجدہ کرلینا چاہئے[4] فقط

اگر سجدۂ تلاوت کا کچھ حصہ پڑھے اور کچھ نہ پڑھے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۱۹۹) آیت سجدہ کے آخری الفاظ نہیں پڑھے سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر وہ کلمہ پڑھا جس میں سجدہ کا لفظ ہے تو سجدۂ تلاوت

---

[1] والمستحب انه اذا اراد ان يسجد للتلاوة يقوم ثم يسجد واذا فرغ راسه من السجود يقوم ثم يقعد كذا فى الظهيرية (عالمگیری مصری باب سجود التلاوة ص ۱۲۶/۱) ظفیر

[2] ويكره ان يتنفل بعد الفجر حتى تطلع الشمس وبعد العصر حتى تغرب الخ ولا بأس بان يصلى فى هذين الوقتين الفوائت ويسجد للتلاوة ويصلى على الجنازة (ہدایہ باب المواقيت ص ۸۱/۱)

ظفیر [3] وشرائط هذه السجدة شرائط الصلوٰة الا التحريمة (عالمگیری مصری. باب سجود التلاوة ص ۱۲۶/۱) ظفیر [4] وشرط التداخل اتحاد الآية واتحاد المجلس حتى لو اختلف المجلس واتحدت الآية او اتحد المجلس واختلفت الآية لا تتداخل كذا فى المحيط (ایضاً ص ۱۲۵/۱) ظفیر۔

واجب ہوگیا۔[1] فقط۔

سجدۂ تلاوۃ جن کو ادا نہیں کیا ان کی ادائیگی کی صورت کیا ہے

سوال (۲۱۷۰) ایک حافظ سوائے رمضان شریف کے کبھی سجدۂ تلاوت نہیں کرتا اب وہ ان سجود کو ادا کرنا چاہتا ہے مگر کفارہ کی طاقت نہیں رکھتا۔

الجواب:۔ اندازہ کرکے سجدۂ تلاوت پورے کرے روزانہ جس وقت ہو سکے سجدہ بہ نیت قضاء کر لیا کرے۔ اس کا کفارہ یہی ہے کہ سجدے کرے[2]۔ فقط

سجدہ تلاوت کی اطلاع

سوال (۲۱۷۱) امام کو پہلے سے یہ کہنا کہ میں فلاں رکعت میں سجدہ تلاوت کروں گا ہوشیار رہو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط۔

سجدۂ تلاوت فرض ہے یا واجب اور اس کی ادائیگی کا کیا طریقہ ہے

سوال (۲۱۷۲) سجدۂ تلاوت فرض ہے یا واجب اور کس طرح ادا کرنا چاہئے یعنی سجدہ میں اور سجدہ شروع کرنے سے پہلے یا بعد سجدہ کے کیا کیا پڑھنا چاہئے۔ اور جب تلاوت قرآن میں مشغول ہو اور آیت سجدہ کی پڑھتا ہے تو اسی وقت دو زانوں ہو کر سجدہ ادا کرے یا کھڑے ہو کر؟۔

---

[1] یجب بسبب تلاوۃ آیۃ ای اکثرھا مع حرف السجدۃ (درمختار) هذا اخلاف الصحیح الذی جزم به فی نورالایضاح فقی السراج وهل تجب السجدۃ بشرط قراءۃ جمیع الآیۃ ام بعضها فیه اختلاف والصحیح انه اذا قرأ حرف السجدۃ و قبله کلمۃ او بعده کلمۃ وجب السجود والا فلا الخ (ردالمحتار باب سجود التلاوۃ ص ۷۱۵/۱) ظفیر

[2] وهی علی التراخی علی المختار ویکرہ تاخیرها تنزیها الخ ان لم یکن صلوتیۃ (درمختار) حتی لو اداها بعد مدۃ کان مؤدیا اتفاقا لا قاضیا الخ لو تراخی کان اداء مع ان المرجح انه علی الفور ویأثم بتاخیرہ (ردالمحتار باب السجود التلاوۃ ص ۷۲۱/۱) ظفیر۔

سوال (۲۱۷۳) نیز اگر ایک دفعہ آیت سجدہ کو زبان عربی اور بعد میں ترجمہ پڑھ لیا۔ اسی طرح کسی کو پڑھاتا ہے یا خود حفظ کرتا ہے جو کہ آیت سجدہ چند دفعہ تلاوت ہو جاتی ہے۔ ان سب صورتوں میں سجدۂ تلاوت ایک دفعہ ہوگا یا جدا جدا؟۔

سوال (۲۱۷۴) نیز جن وقتوں میں ہر قسم کی نماز پڑھنی مکروہ ہے سجدۂ تلاوت دینا جائز ہے؟ مثلاً فجر کے فرضوں کے بعد طلوع آفتاب، یا دوپہر یا بعد نماز عصر، ایسا ہی صبح صادق کے وقت فجر کی سنتوں سے پہلے یا سنت اور فرض کے درمیان۔؟

سوال (۲۱۷۵) نیز اگر نابالغ بچہ کو سبق پڑھاتا ہے تو بچہ کی طرف سے خود سجدہ کرے یا معاف ہے۔؟

سوال (۲۱۷۶) یا اگر تلاوت کے وقت آیۃ سجدہ کوئی پڑھنے والے سے سن لیتا ہے اگر اس نے خود بخود سمجھ کر ادا کر دیا فبہا ورنہ اس کا سجدہ نہ ادا کرنا پڑھنے والے پر کوئی [illegible] گناہ کا ہوتا ہے یا سننے والوں کی طرف سے بھی پڑھنے والا ادا کرے؟

الجواب: سجدۂ تلاوت واجب ہے۔ طریق اس کا یہ ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جاوے۔ تین بار یا زیادہ بہ رعایت سبحان ربی الاعلیٰ کہہ کر اللہ اکبر کہہ کر اٹھ جاوے سجدہ ادا ہوگیا۔ اگر بیٹھے ہوئے سجدے میں گیا اور بعد سجدے کے پھر بیٹھا رہا تب بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ کھڑے ہو کر سجدے میں جاوے اور سجدے کے بعد کھڑا ہو جاوے۔

(یجب بسبب تلاوۃ اٰیۃ ای اکثرھا مع حرف السجدۃ (درمختار) وھی سجدۃ بین تکبیرتین مسنونتین جھرا وبین قیامین مستحبین بلا رفع ید وتشھد وسلام وفیھا تسبیح السجود (درمختار) جمیل الرحمٰن۔

(۲) ان سب صورتوں میں ایک سجدہ واجب ہوگا (ولو کررھا فی مجلس تکررت وفی مجلس واحد لا تتکرر بل کفتہ واحدۃ الخ درمختار۔ سجود التلاوۃ)

(۳) طلوع اور غروب اور زوال آفتاب کے وقت سجدۂ تلاوت بھی حرام ہے مگر جب کہ آیت سجدہ انہی اوقات میں پڑھے تو سجدہ بھی ان اوقات میں درست ہے اور صبح کی نماز کے بعد تا طلوع آفتاب اور بعد نماز عصر تا غروب اور بعد صبح صادق سجدہ تلاوت درست ہے۔ ذکرہ تحریما صلوٰۃ ولو علی جنازۃ وسجدۃ تلاوۃ وسہو مع شروق و استواء و غروب الخ و کرہ نفل الی قولہ بعد صلوٰۃ فجر و صلوٰۃ عصر لا قضاء فائتۃ و سجدۃ تلاوۃ و صلوٰۃ جنازۃ و کذا بعد طلوع فجر سوی سنۃ الخ (تنویر)

(۴) بچہ نابالغ پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔

(۵) سننے والوں پر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اگر انھوں نے نہ کیا تو پڑھنے والے پر کچھ گناہ نہیں ہے اور پڑھنے والا سننے والوں کی طرف سے سجدہ نہیں کر سکتا۔۔۔۔

(فالسبب التلاوۃ وان لم یوجد السماع کتلاوۃ الاصم والسماع شرط فی حق غیر التالی (درمختار) جمیل الرحمٰن۔

البَابُ الثَّالِثُ عَشَرَ

فی صلوٰۃ المریض

(بیماروں کے لئے ارکانِ نماز میں رعایتیں)

بیٹھکر نماز پڑھنے والے کے پیچھے کھڑے ہونے والے کی اقتدا درست ہے

سوال (۲۱۷۷) جو امام نماز بیٹھ کر پڑھا دے مگر اس کو کچھ عذر تکلیف کا بھی ہے جس سے وہ کھڑا نہیں ہو سکتا اور تمام کاروبار کھڑا ہو کر کرتا ہے تو نماز اس کی اور مقتدیوں کی درست ہے یا نہیں

الجواب:۔ اگر معذور ہے کہ کھڑا ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر اس کی نماز درست ہے اور اس کے پیچھے مقتدیوں کی نماز بھی درست ہے[1] اور اگر وہ ایسا معذور نہیں ہے بلکہ کھڑا ہو کر نماز ادا کرنے پر قادر ہے تو اس کی نماز درست نہیں اور اس کے پیچھے مقتدیوں کی نماز بھی صحیح نہ ہوگی[2] فقط۔

ایک ہی چادر میں لپٹ کر نماز درست ہے

سوال (۲۱۷۸) مریض اگر بباعث سردی رزائی یا چادر اوڑھ کر نماز پڑھے کہ سارا جسم مع منہ اور سر اس ملبوس سے پوشیدہ ہو اور ستر اس کا مثل زانو یا فخذ یا سرین مکشوف غیر مستور ہو مریض کی نظر سے اور جو شخص اس کے پاس ہو اس کی نظر سے

---

[1] وصح اقتداء القائم بالقاعد الذی یرکع ویسجد (۲) قتداء الراکع والساجد بالمومی (عالمگیری مصری باب الامامۃ ص ۷۹/۱) ظفیر۔ [2] من فرائضها التی لا تصح بدونها التحریمۃ الخ ومنها القیام الخ فی الفرض الخ لقادر علیه (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صفۃ الصلوٰۃ بحث القیام ص ۴۱۲/۱) ظفیر۔

ہی پوشیدہ ہو تو نماز اس مریض کی جائز ہوگی یا نہیں۔

مجبوری کی وجہ سے ناپاک کپڑوں کے ساتھ نماز

سوال (۲۱۷۹) مریض مجبور اگر بحالت نجاست ادا کرے تو بعد صحت کے نماز لازم ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- (۱) نماز اس مریض کی صحیح ہے۔[1]

(۲) مجبوری کی حالت میں کپڑا پاک نہ ہو سکے اور نہ بدل سکے نماز اس کی صحیح ہے۔ اور اگر پاک کپڑا بدل سکتا تھا اور نہ بدلا تو قضا لازم ہوگی۔[2] فقط

سخت بیماری میں روزہ و نماز کا ترک اور اس کا کفارہ

سوال (۲۱۸۰) زید کی دادی کا عرصہ پانچ سال تک ایک ایسے مرض میں مبتلا رہ کر جس کی وجہ سے ان کا ایک ہاتھ پیر بیکار ہو گیا تھا جس کو مرض فالج تجویز کیا جاتا ہے بعمر ۵۵ سال انتقال کیا۔ جب وقت تک وہ چلتی رہیں اور ہوش و حواس قائم رہے اس وقت تک وہ نماز روزہ ادا کرتی رہیں مگر جس وقت سے وہ چلنے پھرنے سے ناقابل اور ہوش و حواس بھی قائم نہ رہے روزہ نماز بھی ترک ہو گیا۔ خود یا کسی کے کہنے سے اگر نماز پڑھنے کے لئے پلنگ ہی پر قبلہ رو بٹھا دیا جاتا تھا تو نماز پڑھنے لگتی تھی مگر نماز تب ادھر ادھر دیکھتی رہتی تھی۔ لہٰذا بحالت مذکورہ جب کہ اکثر اوقات ان کو پیشاب پاخانہ کی بھی خبر نہ رہتی تھی ان پر نماز روزہ فرض تھا یا نہیں۔ اگر فرض تھا تو اب ان کی ادائیگی کس حساب سے اور کس طرح کی جاوے۔

---

[1] والشرط سترها عن غيره ولو حكما كما كان مظنة لا سترها عن نفسه به يفتى فلو رآها من زيقه لم تفسد وان كره (الدر المختار على هامش رد المحتار باب شروط الصلوٰة ص ۳۸۰ ج ۱) ظفير

[2] وان استوعب عذره تمام وقت صلوٰة مفروضة الخ وحكمه الوضوء لا غسل ثوبه ونحوه الخ وان سال على ثوبه فوق الدرهم جاز له ان لا يغسله ان كان لو غسله تنجس قبل الفراغ منها اى الصلوٰة والا الخ فلا يجوز ترك غسله (الدر المختار على هامش رد المحتار احكام المعذور ص ۲۸۱ ج ۱) ظفير

الجواب: روزہ تو ایسے مرض میں مؤخر ہو جاتا ہے اور ایسی حالت میں فدیہ روزہ کا دینا واجب ہو جاتا ہے[1] اور وہ کافی ہو جاتا ہے نماز ان کے ذمہ فرض ہے البتہ نمازیں جو انھوں نے ایسی حالت میں پڑھیں وہ ہو گئیں[2] اور جو نماز بالکل نہیں پڑھی اس کا فدیہ وارثوں کو دینا چاہئے گو بدون وصیت کے اور بدون اس کے کہ وہ کچھ ترکہ چھوڑیں فدیہ دینا وارثوں کے ذمہ واجب نہیں ہوتا لیکن فدیہ کا دینا بہتر ہے اور امید ہے کہ وہ فدیہ ان کی فوت شدہ نمازوں کا ہو جاوے گا[3] فقط۔

آنکھیں بنوانے والا نماز کس طرح ادا کرے

سوال (۲۱۸۱) قدح چشم کے متعلق یہ دریافت کرنا ہے کہ ڈاکٹر بہت تاکید کرتے ہیں کہ سر کو ذرا بھی حرکت نہ ہو۔ نماز کی بابت کیا حکم ہوگا۔ قطعاً ادا نہ کرے اور اگر ادا کرے تو کیسے۔ سر کی حرکت کرنے کی قطعی ممانعت ہے۔ وضو کرے تو کس طور سے یا تیمم کرے تو کس طرح۔ اور اس کے بعد تین روز تک آنکھ پر پٹی بندھی رہتی ہے اس حالت میں بھی وضو کرے یا کسی دوسری وجہ سے تیمم کرے تو صرف چہرہ پر مسح کرے یا کل چہرہ یعنی کل چہرہ کو نہ دھوئے یا جو جلد چہرہ سے علیحدہ ہے اس کو ہاتھ سے تر کرے اس وجہ سے کہ دھو نہیں سکتا

---

[1] وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی وجوباً الخ (در مختار) للشیخ الفانی ای الذی فنیت قوتہ او اشرف علی الفناء ولذا عرفوہ بانہ الذی کل یوم فی نقص الی ان یموت الخ عن الکرمانی المریض اذا تحقق الیأس من الصحۃ فعلیہ الفدیۃ لکل یوم من المرض اھ (رد المحتار کتاب الصوم فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ص ۱۶۳ ج ۲) ظفیر۔

[2] من تعذر علیہ القیام لمرض الخ صلی قاعداً ولو مستنداً الی وسادۃ الخ کیف شاء (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلوٰۃ المریض ص ۷۰۵ ج ۱) ظفیر۔

[3] ولو مات وعلیہ صلوات فائتۃ واوصی بالکفارۃ یعطی لکل صلوٰۃ نصف صاع من بر کالفطرۃ وکذا حکم الوتر والصوم وانما یعطی من ثلث مالہ (در مختار) واما اذا لم یوص فتطوع بہا الوارث فقد قال محمد فی الزیادات انہ یجزیہ ان شاء اللہ تعالیٰ (رد المحتار باب قضاء الفوائت ص ۶۸۵ ج ۱، ص ۶۸۶ ج ۱) ظفیر۔

الجواب: شامی میں ہے قولہ وان تعذر القعود ولو حکماً کما لو قدر علی القعود لکن نزع الطبیب الماء من عینیہ وامرہ بالاستلقاء ایاماً اجزأہ ان یستلقی ویومی لان حرمۃ الاعضاء کحرمۃ النفس[1] الخ۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ قعود دشوار ہو اگرچہ حکماً ہو مثلاً یہ کہ بیٹھ سکتا ہے لیکن ڈاکٹر نے اس کی آنکھ بنائی اور اس سے یہ کہہ کہ چند دن چت لیٹا رہ تو اس کو یہ کافی ہے کہ چت لیٹا رہے اور اشارہ سے نماز پڑھے اور ظاہر ہے کہ اشارہ میں حرکت سر کی ضروری ہے بدون اس کے نماز نہیں ہو سکتی اور ترک کرنا نماز کا بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ عقل سالم ہے بیہوشی نہیں ہے۔

قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی نے جب آنکھ بنوائی تو اشارہ سے نماز پڑھتے رہے اور ڈاکٹر نے اجازت دیدی تھی اور بظاہر کچھ نقص نہ آیا تھا۔ پس اشارہ سر کی اجازت برائے نماز لینی چاہئے اور اگر اجازت نہ دے تب بھی نماز چھوڑنی نہ چاہئے۔ اور آنکھ پر جب پٹی ہو تو باقی چہرے کو دھوئے اور پٹی پر مسح کرے۔ اور اگر باقی چہرے کو دھونے سے تری کی سرایت آنکھوں کی طرف ہونے کا خوف ہو اور وہ آنکھ کو مضر ہو تو کل چہرے پر بھی مسح درست ہے اور باقی اعضائے وضو کو دھونا اور اگر کسی عذر کی وجہ سے تیمم کرے تو تیمم موافق قاعدے کے کرے کہ ایک ضرب کے بعد چہرے پر جتنے کے اوپر کو ہاتھ پھیرے اور دوسری ضرب میں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرے۔ فقط

ضعف کی وجہ سے بیٹھکر نماز درست ہے

سوال (۲۱۸۴) ایک شخص بہت ضعیف اور کمزور ہے حواس ٹھیک نہیں رہتے۔ نماز پنجگانہ بیٹھکر ادا کرتا ہے اس کی نماز صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب: جس قدر طاقت ہو اسی کے موافق نماز ادا ہو جاوے گی۔ اگر قیام کی طاقت

---

[1] رد المحتار باب صلوٰۃ المریض جلد اول ص۷۱۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] وحکم مسح جبیرۃ الخ اذخرقۃ قرحۃ وموضع فصد وکی ونحو ذلک کعصابۃ جراحۃ کغسل لما تحتہا فیکون فرضاً الخ وبجمع الخ معہ ای غسل الاخری الخ ویترک المسح کالغسل ان ضر والا لا یترک (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المسح علی الخفین جلد اول ص۲۵۷۔ ۱۲ ظفیر۔

نہ ہو تو قعود سے اور اگر قعود کی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر نماز ادا کرنا صحیح ہے۔ الغرض تکلیف بقدر وسعت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ الآیۃ۔ فقط۔

وضو یا تیمم کی طاقت نہ ہو تو نماز فرض ہے یا نہیں

سوال (۲۱۸۳) مریض میں اتنی قوت نہیں نہ خود وضو یا تیمم کر سکے تو اس پر نماز واجب ہے یا نہیں۔

بعض وقت معاون موجود ہو اور بعض وقت نہیں تو کیا کرے

سوال (۲۱۸۴/۲) اس مریض کو بعض وقت کوئی تیمم کرانے والا موجود ہوتا ہے اور بعض وقت نہیں تو اس صورت میں نماز کا کیا حکم ہوگا۔

جب مریض میں قبلہ رخ ہونے کی طاقت نہ ہو تو کیا کرے

سوال (۲۱۸۵/۳) مریض خود قبلہ رخ نہیں ہو سکتا اور کوئی اسکے پاس بھی نہیں تو کیا حکم ہے۔

اخیر وقت میں کئی وقت کی نماز نہیں پڑھی تو کیسا کیا جائے

سوال (۲۱۸۶/۴) ایک شخص کا انتقال ۲۰ر شوال کو ہوا اور رجب سے ۲۰ر شوال تک یہ صورت رہی کہ کبھی اس نے نماز پڑھی اور کبھی نہیں حالانکہ اس کو اس قدر قوت رہی کہ پانی مانگ سکے اور سر اٹھا سکے۔

الجواب:- (۱ و ۲ و ۳) ان صورتوں میں دوسرے شخص سے اعانت وضو یا تیمم وغیرہ میں لے اور بلا وضو و تیمم کے اور بلا استقبال قبلہ کے نماز نہ پڑھے اور نماز ان صورتوں میں ساقط نہیں ہوئی جس طرح اور جب وقت میسر ہو ادا یا قضاء اس نماز کو پڑھے۔[۲]

---

[۱] و اذا عجز المریض عن القیام صلی قاعدا یرکع و یسجد الخ فان لم یستطع الرکوع والسجود اومأ ایماء یعنی قاعدا الخ فان لم یستطع القعود استلقی علی ظہرہ وجعل رجلیہ الی القبلۃ الخ ہدایہ باب صلاۃ المریض ص ۱۴۴/۱ ظفیر۔ [۲] سورۃ البقرۃ اخیر رکوع ۱۲ ظفیر۔ [۳] نماز کے لئے چونکہ وضو یا تیمم ضروری ہے، خواہ خود کرے یا دوسروں کے ذریعہ۔ اما الشرائط المجمع علیہا فستۃ الخ الطہارۃ من الحدث الخ اما الطہارۃ من الحدث فقد مر ولکونہا اہم الشروط وآکدہا حتی انہا لا تسقط بحال ولا یجوز الصلوٰۃ بدونہا اصلا بخلاف غیرہا من الشروط (غنیۃ المستملی ص ۱۳۰) استقبال قبلہ بھی شرط ہے مگر فقہاء نے صراحت کی ہے کہ عاجز کے لئے (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

(۴) اس کے ذمہ وہ نمازیں فرض رہیں اور وصیت کرنا فدیہ کی اس کے ذمہ لازم تھی، پس وصیت ایک ثلث ترکہ سے فدیہ اس کی نمازوں کا ادا کیا جاوے اور ثلث سے زیادہ میں وارثوں کو اختیار ہے اگر وہ چاہیں ادا کر دیں، اور یہ بہتر ہے ورنہ ان پر کچھ گناہ نہیں ہے[1] فقط

جسے طاقت نہ ہو وہ نماز کا فدیہ دے سکتا ہے یا نہیں

سوال (۲۱۸۷) جو شخص ناطاقت ہے وہ اپنی عمر کے روزے اور نماز کی قضا کی بابت فدیہ دینا چاہتا ہے وہ روپیہ مدرسہ دینی میں کس مصرف میں خرچ ہو سکتا ہے اس میں تملیک ضروری ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔ شیخ فانی کو روزہ کا فدیہ دینا تو درست ہے[2] لیکن نماز کا فدیہ خود اس کو دینا درست نہیں ہے اور نمازیں اس فدیہ سے ساقط نہ ہوں گی کیونکہ نماز میں یہ وسعت ہے کہ اگر کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے بیٹھ کر پڑھے اور اگر بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکے تو لیٹ کر پڑھے اور اگر رکوع سجود کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا تو اشارہ سے پڑھے البتہ بعد اس کے مرنے کے جو نمازیں اسکے ذمہ

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) جہت پر قدرت ہو یہی کافی ہے ومریض صاحب فراش لا یمکنه ان یحول وجهه ولیس بحضرته احد یوجهه یجزیه صلوته الی حیثما شاء الخ (عالمگیری کشوری کتاب الصلاة باب ثالث فصل ثالث ص ۶۲/۱) ظفیر۔

[1] ولو مات وعلیه صلوات فائتة واوصی بالکفارة یعطی لکل صلاة نصف من بر کذا حکم الوتر والصوم وانما یعطی من ثلث ماله (در مختار) فلو زادت الوصیة علی الثلث لا یلزم الولی اخراج الزائد الا باجازة الورثة (رد المحتار باب قضاء الفوائت ص ۶۸۵/۱) ظفیر

[2] والشیخ الفانی الذی لا یقدر علی الصیام یفطر ویطعم لکل یوم مسکینا کما یطعم فی الکفارات (ہدایہ کتاب الصوم باب یوجب القضاء والکفارة ص ۲۰۲/۱) ظفیر

[3] من تعذر علیه القیام او کله لمرض الخ صلی قاعدا الخ کیف شاء الخ وان تعذر الخ اومأ قاعدا الخ وان تعذر القعود اومأ مستلقیا الخ وان تعذر الایماء براسه وکثرت الفوائت الخ سقط القضاء عنه (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلوٰۃ المریض ص ۷۰۸/۱) ظفیر۔

رہ جاویں یا روزے رہ جاویں اور وہ وصیت فدیہ دینے کی کرے اور مال بھی چھوڑ دے تو اسکے وارثوں کے ذمہ فدیہ کا ادا کرنا ضروری ہے اور حکم اس کا زکوٰۃ کا ساہے تملیک فقیر اس میں ضروری ہے۔ پس اگر مدارس اسلامیہ میں طلبہ مساکین کے لئے دیا جاوے تو یہ بھی درست ہے اور اس میں زیادہ ثواب ہے کیونکہ علم دین کے طلبہ کی امداد ہے۔ فقط

کشتی سے باہر اتر کر نماز پڑھی تو ہوئی یا نہیں

سوال (۲۱۸۷) ایک مرتبہ میں پیر صاحب کی ملاقات کو گیا میں نے کشتی سے باہر اتر کر نماز پڑھی جائز ہے یا نہ۔

الجواب: - صلی الفرض فی فلک جار قاعدا بلا عذر صح لغلبۃ العجز واساء وقالا لا یصح الا بعذر وھو الاظھر برھان والمربوطۃ فی الشط کالشط، فی الاصح الخ در مختار[1] قولہ جار ای سائر احترز من المربوطۃ قولہ والمربوطۃ فی الشط کالشط) فلا تجوز الصلوٰۃ فیھا قاعدًا اتفاقًا وظاھر ما فی الھدایۃ وغیرھا الجواز قائمًا مطلقًا ای استقرت علی الارض اولا وصرح فی الایضاح بمنعہ فی الثانی (ای فی عدم الاستقرار) حیث امکنہ الخروج الحاقًا لھا بالدابۃ نھر واختارہ فی المحیط والبدائع وعزاہ فی الامداد ایضًا الی مجمع الروایات عن المصفی وجزم بہ فی نور الایضاح وعلی ھذا ینبغی ان لا تجوز الصلوٰۃ فیھا سائرۃ مع امکان الخروج الی البر وھذہ المسئلۃ الناس عنھا غافلون شرح المنیۃ[2] والمربوطۃ بلجۃ البحر ان کان الریح یحرکھا شدیدًا فکالسائرۃ والا فکالواقفۃ ویلزم استقبال القبلۃ عند الافتتاح وکلما دارت ولو ام قومًا فی فلکین مربوطین صح والا لا، در مختار[3]۔ ان روایات سے واضح ہے کہ کشتی اگر کنارہ پر کھڑی ہو تو وہ اگر زمین پر مستقر ہو تو اس میں جواز صلوٰۃ میں اختلاف ہے ہدایہ وغیرہ میں اس کا جواز منقول ہے اور محیط و بدائع وغیرہ میں عدم جواز کو صحیح کہا ہے اور یہی احوط

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلوٰۃ المریض مطلب فی الصلاۃ فی السفینۃ ص ۷۱۳ ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار باب ایضاً ص ۷۱۳ ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر [3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ایضاً ص ۷۱۴ ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر

ہے۔ کما ہو ظاہر۔ فقط۔

بیہوشی کے بعد ہوش آئے تو نمازوں کے لئے کیا کرے

سوال (۲۱۸۹) اگر کوئی شخص کثرت مرض کی وجہ سے چوبیس گھنٹہ تک بیہوش رہے بعد اس کے کبھی کبھی جب ہوش میں آوے تو بجز اشارہ کے نماز نہیں پڑھ سکتا، آیا نماز فائتہ کی قضا آویگی یا نہیں۔ اگر قضا آویگی تو حالت مذکورہ میں اشارہ سے پڑھ لیوے، تو کافی ہوگی یا نہیں، اور چوبیس گھنٹہ سے زائد بیہوش رہے تو کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ درمختار صلوٰۃ المریض میں ہے ومن جن او اغمی علیہ یوماً ولیلۃ قضی الخمس وان زاد وقت صلوٰۃ سادسۃ لا۔[۱] الخ اس سے معلوم ہوا کہ چوبیس گھنٹہ سے زیادہ بیہوش رہا اور چھ نمازیں یا اس سے زیادہ قضا ہوگئیں تو قضا لازم نہ ہوگی بصورت لزوم قضا اگر بحالت مرض فوت شدہ نمازوں کو اشارہ سے پڑھ لیا تو نماز ادا ہو جائیگی[۲] فقط

کیا سال بھر کی نماز کا کفارہ صرف ایک نسخہ قرآن ہو سکتا ہے

سوال (۲۱۹۰) کسی شخص کی سال بھر کی نماز فوت ہوگئی بوقت موت اس نے کہا کہ میری سال بھر کی نمازوں کا کفارہ کے بدلہ ایک قرآن شریف دیدیا کیونکہ میرے میں اتنی طاقت نہیں جو تمام نمازوں کا کفارہ ادا کردوں۔ کیا از روئے شرع بہ قرآن شریف اس کی سال بھر کی قضا شدہ نمازوں کا کفارہ ہو جائے گا۔

الجواب:۔ ایک قرآن شریف سے تمام نمازوں کا کفارہ ادا نہ ہوگا بلکہ ایک دن کی نمازوں کا کفارہ ساڑھے دس سیر گندم بوزن انگریزی یا اس کی قیمت ہے جو کہ قریب ڈیڑھ روپیہ ہوتی ہے اور ایک ماہ کی نمازوں کا کفارہ ۔۔۔ ہوا ہے اور بارہ ماہ کا اس سے اندازہ کر لیا

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ باب صلاۃ المریض ص ۱/۶۴۱ ۱۲ ظفیر۔ [۲] وان تعذر القعود اوما بالرکوع والسجود مستلقیاً علی ظہرہ وجعل رجلیہ الی القبلۃ الخ (عالمگیری کشوری الباب الرابع عشر فی صلوٰۃ المریض، ص ۱/۱۳۶) ظفیر۔

جائے سوا الثلث[۱] پس اگر اس شخص کے ترکہ کے ایک ثلث میں اس کی گنجائش ہے تو پورا کفارہ نمازوں کا دینا چاہئے[۱]۔ فقط۔

بیٹھنے کی طاقت نہ ہو تو کس طرح نماز پڑھے

سوال (۲۱۹۱) جو شخص ایسا لاغر ہو جاوے کہ بیٹھ نہ سکے تو کس طرح سے نماز پڑھے اور سنن و نوافل بھی پڑھے یا فرض ہی۔

الجواب:- جو شخص بیٹھ کر اشارہ سے بھی نماز نہ پڑھ سکے وہ لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے اور سنت اور نفل کا ادا کرنا ضروری نہیں ہے۔ اگر پڑھ سکے تو بہتر ہے نہ پڑھے تو کچھ گناہ نہیں ہے[۲]۔ فقط

مرض کی وجہ سے شراب کی پٹی باندھی گئی تو نماز کیسے ادا کرے

سوال (۲۱۹۲) ایک شخص کے پیر میں زخم ہو گیا...... ڈاکٹر نے شراب کا پھایا باندھ دیا اور تاکید کر دی کہ اسکو کھولا نہ جاوے تو وہ اس پٹی کے بندھے ہونے پر نماز پڑھ سکتا ہے۔

الجواب:- وہ اسی حالت میں نماز پڑھ لیوے نماز اس کی درست ہے[۳]۔ فقط

---

[۱] ولو مات علیہ صلوات فائتۃ واوصی بالکفارۃ یعطی لکل صلاۃ نصف صاع بر کالفطرۃ وکذا حکم الوتر والصوم وانما یعطی من ثلث مالہ الخ (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب قضاء الفوائت ص ۶۸۵ و ص ۶۸۶ ج ۱) ظفیر...... قیمت کا جو حساب درج ہے وہ سنہ ۱۳۴۲ھ کا ہے۔ ہمارے اس زمانہ سنہ ۱۳۸۱ھ میں قیمت میں پہلے سے بڑا فرق ہو جائے گا اس لئے کہ آج ساڑھے دس سیر گیہوں کی قیمت کم از کم چار روپے ہوگی، بہرحال گیہوں کا حساب تو وہی رہے گا جو درج ہے لیکن قیمت کا اندازہ وقت کے وقت لگایا جائے گا خواہ کم ہو خواہ زیادہ، اس وقت ساڑھے دس سیر گیہوں کی قیمت کم از کم للعہ ہوگی اور اس حساب سے ایک ماہ کی نمازوں کا کفارہ عہ ہو اور سال بھر کا پندرہ سو تیرہ روپے ہو۔ واللہ اعلم ظفیر۔

[۲] وان تعذر القعود ولو حکما اومأ مستلقیا نحو ظہرہ ورجلاہ نحو القبلۃ او علی جنبہ الایمن او الایسر ووجہہ الیہا الخ (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب صلاۃ المریض ص ۷۱۱ و ص ۷۱۲ ج ۱) ظفیر۔

عورت بوقت ولادت نماز کس طرح پڑھے

سوال (۲۱۹۳) عورت حالت دردِ زہ میں باوجودیکہ ہوش و حواس درست ہوں اور بظاہر بچہ کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو مگر رطوبت خون وغیرہ جاری ہو اور بچہ کا کچھ حصہ جسم سے نکلنا باقی ہو اور نماز کا وقت ہو اور وہ بوجہ آداب طہارت یا حرمت نماز کا یا یہ خیال کر کے کہ تمام جسم خون آلودہ ہوگا نماز نہ پڑھے تو گناہگار ہوگی یا نہیں۔ اور نماز پڑھے یا نہ پڑھے۔

الجواب: ایسی حالت میں اگر وقت نماز کے نکلنے کا اندیشہ ہو تو وہ عورت وضو کرے اگر ہو سکے ورنہ تیمم کر کے نماز ادا کرے اور اس خون کا خیال نہ کرے کیونکہ وہ دم استحاضہ ہے، مانع عن الصلوٰۃ نہیں ہے۔ شامی میں ہے وبولہ تصل تکون عاصیۃ لربہا[۱] الخ اور شرح منیہ میں ہے فلا یجوز لہا تفویت الصلوٰۃ الخ فقط۔

ریاح کے مریض کو نماز میں ریاح خارج ہو جائے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۱۹۴) اگر کسی شخص کو نفخ کا مرض ہو تو وہ تازہ وضو کر کے نماز ادا کر سکتا ہے اور اگر بحالت نماز ریح خارج ہو جاوے تو کیا حکم ہے۔

الجواب: اگر وہ شخص شرعی معذور ہو چکا ہے یعنی یہ مرض خروج ریح کا اس کو اس قدر زیادہ ہے کہ کسی وقت اس کو ایسی نوبت آ چکی ہے کہ تمام وقت نماز میں اس قدر مہلت اس کو اس مرض نے نہیں دی کہ وضو کر کے فرض وقت بدون اس عذر کے پڑھ سکا ہو تو اس کے لئے

---

[۱] امرأۃ خرج راس ولدھا وخافت فوت الوقت توضأت ان قدرت والا تیممت وجعلت راس ولدھا فی قدر او حفیرۃ وصلت قاعدۃ برکوع وسجود فان لم تستطعہما تومی ایماء ای تصلی بحسب طاقتہا ولا تفوت الصلوٰۃ عن وقتہا لانہا لم تصر نفساء بخروج بعض الولد ما لم تر الدم بعد خروج الولد کلہ والدم الذی تراہ فی حالۃ الولادۃ قبل خروج الولد استحاضۃ لا تمنع الصلوٰۃ فکانت مکلفۃ بعد وسعہا فلا یجوز لہا تفویت الصلوٰۃ عن وقتہا الا ان عجزت بالکلیۃ کما فی سائر المرضیٰ (غنیۃ المستملی شرح المنیۃ ص ۲۶۵ وص ۲۶۶) ظفیر۔

یہ جائز ہے کہ ایک دفعہ وضو کرکے وقت کے اندر نماز پڑھ سکتا ہے اگرچہ ریح نماز میں خارج ہوتی رہے۔ درمختار[1]۔ فقط۔

کنارہ پر بندھی ہوئی کشتی میں نماز جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۱۹۵) اگر کشتی کنارہ پر بندھی ہوئی ہو تو کھڑے ہوکر بدون مستقر زمین کے نماز جائز ہے یا نہیں۔ اور خلاصۃ الفتاوی جلد اول صـ۱۹۴ میں ناجائز تحریر کرتے ہیں۔

الجواب: ہدایہ میں ہے والمربوطۃ بالشط ھو الصحیح[2]۔ ومثلہ فی الدر المختار وفی رد المحتار قولہ والمربوطۃ بالشط) فلا تجوز الصلوٰۃ فیہا قاعدا اتفاقا وظاہر ما فی الہدایۃ وغیرہا الجواز قائما مطلقا ای استقرت علی الارض اولا وصرح فی الایضاح بمنعہ فی الثانی حیث امکنہ الخروج الحاقا لہا بالدابۃ[3] الخ معلوم ہوا کہ صحیح یہ ہے کہ کشتی مربوطہ علی الشط میں کھڑے ہوکر نماز پڑھنا درست ہے البتہ بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں ہے۔ لیکن احوط یہ ہے کہ کشتی سے باہر کنارہ پر نماز پڑھے تاکہ خلاف سے نکل جاوے۔ فقط۔

---

[1] وصاحب عذر من بہ سلس البول لا یمکنہ امساکہ او استطلاق بطن او انفلات ریح الخ ان استوعب عذرہ تمام وقت صلاۃ مفروضۃ بأن لا یجد فی جمیع وقتہا زمنا یتوضأ ویصلی فیہ خالیا عن الحدث ولو حکما الخ وحکمہ الوضوء لا غسل ثوبہ ونحوہ لکل فرض ثم یصلی بہ فیہ فرضا ونفلا الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار مطلب احکام المعذور صـ۲۸۳/۱) ظفیر

[2] ہدایہ باب صلاۃ المریض صـ۱۴۵/۱ ۱۲ ظفیر۔

[3] رد المحتار باب صلاۃ المریض۔ مطلب فی الصلاۃ فی السفینۃ صـ۷۱۲/۱ ۱۲ ظفیر۔

الباب الرابع عشر

فی صلوۃ المسافر

مسافر نماز کس طرح ادا کریں

(نیز اس باب کے دوسرے مسائل)

بلا ارادہ اتفاق سے پندرہ دن رہ جائے تو کیا کرے

سوال (۲۱۹۶) چند اشخاص تجارت پارچہ کو جاتے ہیں اور ایک جگہ قیام کرتے ہیں، قریب کے مواضعات میں پارچہ فروخت کر کے رات کو جائے قیام پر واپس آجاتے ہیں اور نماز کو قصر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا ارادہ قیام کا نہیں پارچہ فروخت ہونے پر چلے جاویں گے۔ ایسی حالت میں اگر پندرہ روز یا زیادہ قیام کی نوبت آجاوے تو کیا حکم ہے۔

الجواب:- جب کہ اول پختہ ارادہ پندرہ دن قیام کا وہاں نہ ہو اگرچہ پندرہ دن یا زیادہ اتفاق سے قیام ہو جاوے تو ایسی حالت میں نماز کو قصر کرنا چاہئے[1]۔ فقط۔

جس راستہ سے سفر ہو اسی کا اعتبار ہے

سوال (۲۱۹۷) اجمیر ہمارے یہاں سے براہ پیادہ ہیں کوس ہے اور براہ ریل اسی کوس ہے۔ اگر براہ ریل سفر کریں تو قصر کرنا پڑے گا یا نہیں۔

الجواب:- اگر ریل کے راستہ سے سفر کرنا ہو تو قصر واجب ہوگا[2]۔

---

[1] ولا یزال علی حکم السفر حتی ینوی الاقامۃ فی بلدۃ او قریۃ خمسۃ عشر یوما او اکثر الخ ولو دخل مصرا علی عزم ان یخرج غدا او بعد غد ولم ینو مدۃ الاقامۃ حتی بقی علی ذالک سنین قصر (ہدایہ باب صلوۃ المسافر ص ۱۲۹ ج ۱) ظفیر۔

[2] فان قصد بلدۃ والی مقصدہ طریقان احدھما مسیرۃ ثلثۃ ایام ولیالیھا والآخر دونھا فسلک الطریق الابعد کان مسافرا عندنا ھکذا فی فتاوی قاضیخان (عالمگیری کشوری ص ۱۳۰ ج ۱ الباب الخامس فی صلوۃ المسافر) ظفیر

جہاں باپ مقیم ہو بیٹا پندرہ دن کی نیت کے بغیر قصر نہ کرے گا

سوال (۲۱۹۸) ایک شخص بسلسلۂ روزگار اپنے وطن سے بھرتپور آئے، بھرتپور میں اس کے قیام کو چالیس برس کا وقت گذر گیا، اس درمیان میں وہ رخصت لیکر اپنے وطن کو بھی جایا کرتے تھے لیکن کبھی گھر کے آدمیوں کو بھی یہاں بلا لیا کرتے تھے۔ بھرتپور میں مکان کرایہ پر لیکر رہتے تھے۔ ان کا لڑکا محمد رفیق ہمراہ تھا اب وہ دہلی روزگار کی غرض سے چلے گئے۔ دہلی میں رہتے ہوئے چار پانچ برس ہو گئے۔ اب اگر محمد رفیق دہلی سے بھرتپور اپنے باپ کے پاس آوے تو نماز پوری پڑھے یا قصر کرے۔

الجواب:۔ بھرتپور میں اگر بہ نیت قیام پندرہ یوم نہ آنا ہو تو نماز قصر کرنی چاہئے کیونکہ بھرتپور وطن اقامت تھا سفر کرنے سے باطل ہو گیا[1]۔ فقط۔

امرتسر چھوڑ کر لاہور کو وطن اقامت بنایا وہ اب امرتسر میں کس طرح نماز ادا کرے

سوال (۲۱۹۹) ایک شخص پہلے امرتسر میں رہتا تھا پھر لاہور میں مع بال بچوں کے مع بیوی کے چار برس ہوا اقامت گزین ہے اور امرتسر میں کچھ زمین بھی ہے اور بھائی بہن بھی لاہور میں ہی رہتے ہیں اگر امرتسر اور لاہور میں مسافت سفر کی ہو تو اس شخص کو امرتسر میں قصر کرنا ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر اس شخص نے لاہور کو وطن اصلی بنا لیا ہے اور امرتسر کی سکونت ترک کر دی تو امرتسر میں اگر پندرہ دن کی اقامت کی نیت نہیں کی تو وہاں قصر کرے گا۔ کما فی الدر المختار الوطن الاصلی یبطل بمثلہ اذا لم یبق لہ بالاول اھل[2]۔ فقط۔

مسافت قصر ۴۸ میل ہے

سوال (۲۲۰۰) منزل کتنے کوس ہوگی۔ انگریزی کوس کے حساب سے نماز کے لئے قصر تین منزل میں کرنا چاہئے یا کیا۔

الجواب:۔ ہمارے نزدیک معمول سفر قصر کے لئے ۴۸ میل ہیں۔ سولہ[16] میل کی ایک منزل قرار دی گئی ہے۔ فقط۔

---

[1] وطن الاقامۃ یبطل بوطن الاقامۃ وبانشاء السفر وبالوطن الاصلی (عالمگیری کشوری باب صلاۃ المسافر ص ۱۴۲ ج ۱) ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ المسافر ص ۷۴۲ ج ۱ ۱۲ ظفیر

بوقت اطمنان مسافر سنتیں پڑھے گا

سوال (۲۲۰۱) مسافر محض فرض ہی ادا کرے یا سنن بھی۔

الجواب: - درمختار میں ہے ویاتی المسافر بالسنن ان کان فی حال امن وقرار والا بان کان فی خوف وفرار لایاتی بھا ھو المختار لانہ ترک لعذر تجنیس قیل الاسنۃ الفجر الخ وفی الشامی قال فی شرح المنیۃ والاعدل ما قالہ الھندوانی قلت والظاھر ان ما فی المتن ھو ھذا، صـ۵۳۲ـ جلد اول شامی - اس عبارت سے واضح ہوا کہ مسافر اگر حالت امن میں ہے اور ٹھہرا ہوا ہے تو سنتیں پڑھے اور اگر امن کی حالت نہیں ہے بلکہ سفر کی جلدی ہے اور خوف ہے تو سنتیں چھوڑ دے اور بعض فقہا نے فرمایا کہ سنتیں صبح کی پھر بھی نہ چھوڑے - فقط -

مسافر کتنی مسافت پر قصر کرے

سوال (۲۲۰۲) مسافر کو کتنے کوس پر قصر کرنا چاہئے اور ہر کوس کتنے میل کتنے قدم پختہ کا ہوگا -

الجواب: - سفر اگر تین منزل یعنی تین دن کا ہو تو مسافر پر قصر لازم ہے اور بعض فقہاء نے منازل کے عوض فراسخ اور میل سے تحدید فرمائی ہے[1] - اس میں تین قول ہیں - بعض نے ۲۱ فرسخ یعنی ۶۳ میل اور بعض نے ۱۸ فرسخ یعنی ۵۴ میل اور بعض نے ۱۵ فرسخ یعنی ۴۵ میل مقرر کئے ہیں اور مفتی بہ قول ثانی یا ثالث ہے - قال فی الشامی - ثم اختلفوا فقیل احد وعشرون وقیل ثمانیۃ عشر وقیل خمسۃ عشر والفتویٰ علی الثانی لانہ الاوسط وفی المجتبی -

---

[1] رد المحتار باب صلاۃ المسافر مطلب ۴۴۳ ۱۲ ظفیر ۲ قاصد مسیرۃ ثلاثۃ ایام ولیالیھا من اقصر ایام السنۃ ولا یشترط سفر کل یوم الی اللیل بل الی الزوال ولا اعتبار بالفراسخ علی المذھب (درمختار) قال فی النھایۃ ای التقدیر بثلاث مراحل قریب من التقدیر بثلاثۃ ایام الخ وکذا اما فی الفتح من انہ قیل یقدر باحد وعشرین فرسخا وقیل بثمانیۃ عشر وقیل بخمسۃ عشر کل من قدر منھا اعتقد انہ مسیرۃ ثلاثۃ ایام (رد المحتار باب صلاۃ المسافر ص ۷۴۳/۱) ظفیر

فتویٰ ائمۃ خوارزم الی الثالث[۱] - اور مذہب ثالث یہ ہے کہ تین دن میں جب ذرہ مسافت طے ہوتی ہو عادۃً اس میں قصر واجب ہے اور میل چار ہزار ذراع کا ہے یا چار ہزار قدم کا، کذا فی الشامی۔[۲]

جو حنفی مسافر قصر کی جگہ پوری نماز پڑھے اس کا حکم کیسا ہے	**سوال** (۲۲۰۳) ایک مسافر حنفی نے نماز میں قصر نہ کیا دریافت کرنے سے جواب دیا کہ جب قصر کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ نماز ہی

نہیں پڑھی اور دل اچاٹ ہو جاتا ہے اس وجہ سے قصر نہیں کرتا جبراً قول امام شافعی کو لیتا ہوں اس صورت میں اس مسافر کی نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب: - یہ اس مسافر نے برا کیا امام شافعی کے مذہب پر اس بارہ میں حنفی کو عمل کرنا درست نہیں ہے، اپنے مذہب کے موافق ضرور قصر کرے۔ قصر کرنا واجب ہے[۳] باقی اگر اس نے تنہا نماز پڑھی تو ہو گئی اور اگر امام ہوا تو مقتدیوں کی نماز نہیں ہوئی[۴] فقط

اگر کہیں اولاً پندرہ یوم اقامت کی نیت کی تو اس پاس دورہ میں پوری نماز پڑھنا ہوگی	**سوال** (۲۲۰۴) ایک افسر کا صدر مقام سکندرآباد ہے جہاں ان کے بال بچے بھی رہتے ہیں اور ان کی ملازمت

دوازدہ ماہ کے دورہ کی ہے سکندرآباد سے: بر طرف علاقہ ۲۳ میل اور ایک طرف پانچ میل اور ایک طرف ۲۱ میل اور ایک طرف ۲۲ میل کے قریب قریب ہے۔ دورہ میں کسی جگہ پر دس روز سے زیادہ قیام نہیں ہوتا اور خاص سکندرآباد میں بھی دس روز سے زیادہ قیام نہیں ہوتا۔ اس صورت میں آفیسر مذکورہ بالا کو سکندرآباد یا دیگر مقامات میں نماز قصر پڑھنی چاہئے یا پوری کیا حکم ہے۔

---

[۱] ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ص ۷۳۵ ج ۱۔ ظفیر [۲] الفرسخ ثلاثۃ امیال والمیل اربعۃ آلاف ذراع (ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ص ۷۳۵ ج ۱) ظفیر [۳] والقصر لازم عندنا الخ والآثار فی ذالک کثیرۃ وھی تدل الی ان الفرض رکعتان وان الامام منکرہ ولو کان جائزا بفعلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مرۃ تعلیما للجواز (غنیۃ المستملی ص ۴۹۹ و ص ۵۰۰) ظفیر [۴] فلو اتم مسافر ان قعد فی القعدۃ الاولی تم فرضہ ولکنہ اساء لو عامداً التاخیر السلام وترک واجب القصر واجب تکبیرۃ افتتاح وخلط النفل بالفرض الخ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ص ۷۳۹ ج ۱) ظفیر۔

الجواب: قاعدہ یہ ہے کہ موضع اقامت میں جب تک پندرہ دن کے قیام کی نیت ایک دفعہ میں نہ ہو اس وقت تک قصر ہی کرنا چاہئے اور دورہ میں چونکہ کوئی مقام مسافت شرعیہ پر نہیں ہے لہٰذا قصر کے قابل نہیں ہے پس اگر اول سکندرآباد میں نیت اقامت پندرہ دن کی ہو چکی ہے تب تو پھر دورہ میں قصر کہیں نہیں ہے اور اگر سکندرآباد میں ہی اول نیت اقامت پندرہ دن کی نہ ہوئی تھی اور پھر کسی دوسرے مقام میں نیت پندرہ دن کے قیام کی ہوئی تو پھر برابر قصر کرے یعنی سکندرآباد میں بھی اور دورہ میں بھی۔ فقط۔

جہاز کے ملازموں کے احکام

سوال (۲۲۰۵) بعض آدمی دور پردیس مثلاً رنگون وغیرہ جا کر ایسے جہازوں میں نوکری کرتے ہیں جن کا اپنے شہر رنگون کے علاوہ دوسرے شہروں میں آنا جانا نہیں ہوتا بلکہ اسی شہر میں ایک دوسرے جہازوں کی آمد و رفت کے لئے راستہ صاف کرنے کا کام کرتے ہیں۔

جو لوگ ہمیشہ گھاٹ پر رہا کرتے ہیں

سوال (۲۲۰۶) اور بعض لوگ ایسے جہازوں کی ملازمت کرتے ہیں جو ہمیشہ گھاٹ ہی پر مربوط رہتے ہیں اور برابر ایک جگہ پر ثابت رہتے ہیں۔

جو برابر سفر میں رہے

سوال (۲۲۰۷) بعض لوگ تجارتی جہازوں میں نوکر ہوتے ہیں جن کا کام فقط انتقال من مصر الی مصر ہے کہیں قیام کا اطمینان نہیں، ہاں کبھی کبھی شہر میں ماہ ڈیڑھ ماہ کا قیام بھی ہو جاتا ہے لیکن ملازم اس بارہ میں افسر کے تابع ہوتے ہیں بلکہ ان کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ جہاز کب تک ٹھہرے گا اور کب چھوٹے گا۔ ان تینوں صورتوں میں ملازمین جہاز کو نماز قصر کرنی چاہئے یا پوری پڑھنی چاہئے یا کچھ فرق ہے باہم صورتوں میں۔

الجواب: پہلی اور دوسری صورت میں وہ لوگ مقیم ہیں پوری نماز پڑھیں گے کیونکہ جب وہ کسی شہر رنگون وغیرہ میں بغرض ملازمت گئے اور وہاں پندرہ دن یا زیادہ کی اقامت کی نیت کی

لہ ولا یزال علی حکم السفر حتی ینوی الاقامۃ فی بلدۃ او قریۃ خمسۃ عشر یوماً او اکثر وان نوی اقل من ذالک قصر (ہدایہ باب صلاۃ المسافر ص ۱۴۶ ج ۱) ظفیر

اور پھر ایسے جہازوں میں نوکری کرلی کہ جو سفر نہیں کرتے تو وہ مسافر نہیں ہوئے لہٰذا پوری نماز پڑھیں گے۔

(۳) اور تیسری صورت میں وہ مسافر ہیں نماز قصر کریں گے۔ پہلی دونوں صورتوں میں اتمام صلوٰۃ کی دلیل عبارت درمختار ہے حتی یدخل موضع مقامہ الخ او ینوی اقامۃ نصف شہر بموضع واحد صالح لہا من مصر او قریۃ[۱] الخ اور تیسرے مسئلہ کی دلیل یہ ہے فیقصر ان نوی الاقامۃ فی اقل منہ ای من نصف شہر او نوی فیہ لکن فی غیر صالح کبحر او جزیرۃ الخ او لم یکن مستقلاً برایہ الخ (درمختار) قولہ او لم یکن مستقلاً برایہ عطف علی قولہ ان نوی اقل وصورتہ نوی التابع الاقامۃ ولم ینوہا المتبوع او لم یدر حالہ فانہ لا یتم الخ شامی[۲]۔ فقط۔

ایسی اقامت جہاں پندرہ یوم کی نیت نہ ہو قصر کرے

سوال (۲۲۰۸) زید کا وطن اصلی دہلی میں ہے اور جائے اقامت صدر مقام کانپور میں ہے اور اس کو صدر مقام میں اتفاقی قیام کا مدام پندرہ دن سے کم پڑتا ہے تو جائے اقامت میں زید قصر کرسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: جائے اقامت سے سفر کرنے کے بعد وہ وطن اقامت باطل ہوجاتا ہے[۳]۔ پھر اگر وہاں پندرہ دن قیام کی نیت نہیں کی تو قصر کرنا چاہئے۔ فقط۔

جس کی سکونت دو جگہ ہو وہ نماز کس طرح پڑھے گا

سوال (۲۲۰۹) ایک شخص دو موضع را برائے سکونت است یک در کوئٹہ و یک در جیکب آباد۔ در گرما کوئٹہ مقیم و در سرما جیکب آباد۔ و در درمیان ہر دو موضع مسافت سفر است۔ اگر برائے کاروبار در جیکب آباد یا کوئٹہ آمد قصر کند یا تمام خواند۔ عیال و اطفال با خود ہر جا کہ می باشد ہمراہ اومی باشند

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ المسافر ص ۷۳۶ و ص ۷۳۷ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [۲] رد المحتار باب صلوٰۃ المسافر ص ۷۳۷ و ص ۷۳۸ ج ۱۔ [۳] وطن الاقامۃ یبطل بوطن الاقامۃ و بانشاء السفر و بالوطن الاصلی (عالمگیری کشوری باب صلاۃ المسافر ص ۱۲۰ ج ۱) ظفیر۔

دو موضع گرما و سرما مکانات و عقار و دیگر سامان گذاشت و بس۔

الجواب:۔ اگر ہر دو موضع را وطن اصل وجائے قرار گرفتہ است و در ہر دو موضع مکان و عقار است و اہل و عیال در ہر دو موضع می باشند در ہر دو موضع نماز تمام کند قال فی الشامی من شرح المنیۃ ولو کان لہ اہل ببلدتین فایتہما دخلہا صار مقیماً الخ۔ فقط۔

جہاں مسلسل پندرہ یوم اقامت کی نیت نہ ہو قصر کرے

سوال (۲۲۱۰) ہم لوگ پندرہ سال سے قصبہ تاوڑی میں تجارت کرتے ہیں اور مال لاکر فروخت کرتے ہیں اور یہاں آکر دیہات کو چلے جاتے ہیں۔ مگر مکان کرایہ پر لے رکھا ہے۔ مکان سے جب ہم آتے ہیں چار پانچ مہینہ رہتے ہیں مگر پندرہ روز ٹھیرنا نہیں ہوتا۔ دو روز باہر جاتے ہیں دو روز تاوڑی رہتے ہیں۔ نیت یہ ہوتی ہے کہ چار ماہ رہ کر وطن جائیں گے تو نماز قصر پڑھیں یا پوری۔

الجواب:۔ جب کہ اس جگہ جہاں آپ لوگ بغرض تجارت جاتے ہیں پندرہ دن کے قیام کی نیت نہیں ہوتی بلکہ یہ نیت ہوتی ہے کہ دو چار دن ٹھیر کر باہر دیہات میں ٹھیریں گے کسی گاؤں میں دو دن کسی میں چار دن رہیں گے۔ اسی طرح چار پانچ مہینہ گذارے جاتے ہیں تو اس صورت میں نماز قصر پڑھنی چاہئے کذا فی کتب الفقہ[1]۔ فقط۔

دو وطن والے کا حکم

سوال (۲۲۱۱) شخصے دو خانہ می دارد، درمیان ہر دو خانہ مسافت سفر است۔ عیال با خود ہر جا کہ می باشد میدارد۔ البتہ یک می دارد در یک خانہ۔ پس اگر برائے کار و بار در خانہ دیگر آید و عیال با خود نمی آرد قصر کند یا نہ۔

الجواب:۔ اگر ہر دو را وطن اصل شمردہ است و ارادہ ترک یکے از انہا نکردہ است و یک مقام را ترک کردہ بدیگر مقام سکونت نگرفتہ است ہر دو وطن اصلی است

---

[1] لا یزال علیٰ حکم السفر حتی ینوی الاقامۃ فی بلدۃ او قریۃ خمسۃ عشر یوماً او اکثر وان نوی اقل من ذالک قصر (ہدایہ باب صلوٰۃ المسافر ص ۱۴۶/۱) ظفیر۔

در ہر یک ازاں نماز تمام کند۔ والتفصیل فی شرح المنیہ[1]۔ فقط۔

جب معلوم نہ ہو کہ کتنا قیام کرنا ہوگا

سوال (۲۲۱۲) ہم لوگ فیلڈ پر آئے ہوئے ہیں، ہم لوگوں کی یہ حالت ہے کہ ہم کو معلوم نہیں ہے کہ ہم اپنے قیام پر کتنی مدت ٹھیریں گے یا کتنا سفر کریں گے مگر اکثر سفر کی بابت معلوم ہے کہ دس پندرہ میل سے زیادہ نہیں چلتے۔ قیام کی بابت یہ ہے کہ اسی جگہ پر مہینہ قیام کریں اسی جگہ سے دس دن کے بعد کوچ کر جائیں۔ غرض ہم لوگ اپنے اختیار میں نہیں، ایسی حالت میں نماز قصر پڑھیں یا پوری جب کہ قیام اور سفر کا کچھ حال معلوم نہیں۔

الجواب: ایسی حالت میں آپ لوگ نماز پوری پڑھا کریں کیونکہ یہ اصل ہے اور حکام کی نیت کا حال معلوم نہیں ہے[2]۔ فقط۔

مسافر نے ظہر پوری چار رکعت پڑھ لی تو اعادہ واجب ہے

سوال (۲۲۱۳) مسافر نے سہواً چار رکعت ظہر پڑھی تو نماز کا اعادہ کرے یا نہیں۔

الجواب: اعادہ کرے وجوباً[3]۔

---

[1] فالاصلی وھو وطن الانسان او موضع تاھل بہ الخ وفی المبسوط ھو الذی نشأ فیہ او توطن فیہ او تاھل فیہ او توطن فیہ یتناول ما عزم القرار فیہ وعدم الارتحال وان لم یتاھل فعلی ھذا الوعزم من لہ ابوان فی بلد علی القرار فیہ وترک الوطن الذی کان قبلہ لہ یکون وطنا لہ ولو تزوج المسافر ببلد ولم ینو الاقامۃ فقیل لا یصیر مقیما وقیل یصیرہ مقیما وھو الاوجہ لما مر من حدیث عثمان رضی اللہ عنہ ولو کان لہ اھل ببلدتین فایتھما دخلھا صار مقیما وان ماتت زوجتہ فی احدیھما وبقی لہ فیھا دور وعقار الخ (غنیۃ المستملی ص ۵۰۵) ظفیر۔

[2] ولم یکن مستقلا برأیہ کعبد وامرأۃ او بلدۃ ولو نیتھا ای مدۃ الاقامۃ الخ ولو بقی سنین الخ والمعتبر نیۃ المتبوع لانہ الاصل لا التابع کامرأۃ الخ وعبد الخ وجندی اذا یرزق من الامیر او بیت المال واجیر واسیر وغریم وتلمیذ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ المسافر ص ۷۳۸ ج ۱ طبع نعمانیہ) ظفیر۔

[3] فلو اتم مسافر ان قعد فی القعدۃ الاولی تم فرضہ ولکنہ اساء لو عامدا للتاخیر السلام وترک واجب القصر الخ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

امام مسافر نے قصداً چار پڑھی تو مقتدی کی نہیں ہوئی

سوال (۲۲۱۴) امام مسافر نے بالقصد چار رکعت ظہر پڑھی اور جانتا ہے کہ قصر کرنا چاہئے تو مقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں مقتدی کو بعد ختم نماز علم ہوا کہ قصداً چار پڑھی ہیں تو مقتدی کیا کرے اور امام کا کیا حکم ہے دونوں حنفی ہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ مقتدیوں کی نماز نہیں ہوئی اور امام کا فرض ادا ہو گیا۔ اگر قاعدہ درمیانی کر لیا تھا۔ مگر تاخیر واجب کی وجہ سے بصورت نہ کرنے سجدہ سہو کے اعادہ واجب ہے۔ فقط۔

جو جس راستہ سے سفر کرے اسی کا اعتبار ہے

سوال (۲۲۱۵) تین شخص ایک ایسے مقام کو چلے جس کے مختلف راستے مختلف مسافت رکھتے ہیں۔ ایک شخص براہ راست جو کہ مسافت تیس کوس ہے جاتا ہے۔ دوسرا شخص براہ سڑک پختہ جو چکر کھاتے ہوئے جاتی ہے اور مسافت چھتیس کوس ہے جاتا ہے۔ اور تیسرا شخص بذریعہ ریل جو چکر سے جاتی ہے اور مسافت چالیس کوس ہے جاتا ہے۔ اس صورت میں مسافر ۲ و ۳ مسافر مانے جاویں گے یا نہیں اور ان کو نماز قصر پڑھنی چاہئے یا نہیں اور تینوں راستوں میں سے کونسا صحیح مانا جاوے گا۔

کم مسافت سمجھ کر پوری نماز پڑھتا رہا بعد میں تحقیق سے معلوم ہوا مسافت قصر تھی کیا کرے

سوال (۲۲۱۶) ایک شخص ایک مقام کو گیا جس کی مسافت بعد تحقیق[2] اپنے خیال میں حد سفر سے کم مسافت

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گزشتہ) وهذا الا يحل كما حرره القهستاني بعد ان فسره باثم واستحق النار (درمختار) فعلم ان الاساءة هنا كراهة التحريم (رد المحتار باب صلاة المسافر ص $\frac{739}{1}$ و ص $\frac{740}{1}$) كل صلاة اديت مع كراهة التحريم تجب اعادتها (الدر المختار على هامش رد المحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلاة ص $\frac{425}{1}$) ظفير۔ [1] فلو اتم مسافر ان قعد فى القعدة الاولى تم فرضه لكنه اساء الخ وما زاد نفل كمصلى الفجر اربعا وان لم يقعد بطل فرضه (الدر المختار على هامش رد المحتار باب صلاة المسافر ص $\frac{739}{1}$ و ص $\frac{740}{1}$) مقتدی جو مقیم ہوں ان کی نماز اس لئے نہیں ہوئی کہ مفترض کی نماز متنفل کے پیچھے درست نہیں اور صورت مسئولہ میں امام کی بقیہ دو رکعتیں نفل ہوئیں واللہ اعلم ۱۲ ظفیر

خیال کرتا ہے بایں وجہ وہ پوری نماز پڑھتا رہا، چار پانچ روز بعد تحقیق ہو کر مسافت حد سفر سے زیادہ ہے تو اس نے پوری نمازیں پڑھی تھیں اس کا اعادہ کرے یا نہیں اور ایک شخص نے ایسے مقام کو جو مسافت شرعی سے کم ہے جو مسافت شرعی پر خیال کر کے قصر کرتا رہا چند روز بعد معلوم ہوا کہ یہ مقام حد سفر سے کم ہے تو وہ ان نمازوں کا اعادہ کرے یا نہ۔

حالت سفر کی قضا نمازوں کی ادائیگی بصورت قصر ہی ہوگی

سوال (۲۲۱۷) سفر میں جو نمازیں قضا ہوئی ہوں انکو حضر میں پوری پڑھے یا قصر کرے اور سفر میں جو نماز پوری پڑھی گئی ان کو اعادہ کرے یا وہ ہوگئی۔

الجواب:۔ جس راستہ کو جو کوئی سفر کرتا ہے اسی راستہ کا اعتبار ہے۔ لہذا ۲ ع ۳ مسافت شرعی ہیں وہ قصر کریں گے[۱]۔

(۲) پہلا شخص اگر قعدہ درمیانی میں بیٹھا ہے تو اس کی نماز فرض ادا ہوگئی اعادہ فرض نہیں ہے اور دوسرا شخص ان نمازوں کا اعادہ کرے[۲]

(۳) اس کا حکم یہی ہے کہ سفر کی قضا شدہ نمازوں کو حضر میں بھی قصر کرے[۳] اور جو نمازیں

---

[۱] ولو لموضع طریقان احدھما مدۃ السفر والآخر اقل، قصر فی الاول لا الثانی (در مختار) ای ولو کان اختیار السلوک فیہ بلا غرض صحیح خلافا للشافعی کما فی البدائع (رد المحتار باب صلاۃ المسافر ص۷۳۵ ج۱ ظفیر[۲]) فلو اتم مسافر ان قعد فی القعدۃ الاولیٰ تم فرضہ ولکنہ اساء الخ وما زاد نفل الخ وان لم یقعد بطل فرضہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلوٰۃ المسافر ص۷۳۹ ج۱ وص۷۴۰ ج۱) اور دوسرے شخص نے چار کی جگہ دو پڑھی اس لئے سرے سے اس کی نماز نہیں ہوئی۔ بقی من المفسدات ارتداد بقلبہ وموت الخ وترک رکن بلا قضاء (ایضاً باب ما یفسد الصلوٰۃ ص۵۸۸ ج۱ وص۵۸۹ ج۱ ظفیر[۳]) والقضاء یحکی ای یشابہ الاداء سفرا وحضرا لانہ بعد ما تقرر لا یتغیر (در مختار) قولہ سفرا وحضرا ای فلو فاتتہ صلاۃ السفر وقضاہا فی الحضر یقضیہا مقصورۃ کما لو اداھا وکذا فائتۃ الحضر تقضی فی السفر تامۃ (رد المحتار باب صلاۃ المسافر ص۷۴۵ ج۱ ظفیر)

سفر میں پوری پڑھی گئی ان میں اگر قعدۂ اولیٰ کر چکا ہے تو وہ ہو گئی[1]۔ فقط۔

معلوم نہ ہو کہ کتنے دن قیام کرنا پڑے تو کیا کرے

سوال (۲۲۱۸) زید نے بکر کو حکم دیا کہ تم فیلڈ پیرو ڈاور مقام فیلڈ بصرہ قرار دیا لیکن یہ یقین نہیں کہ پندرہ روز قیام ہوگا یا کم یا زیادہ، اور بعض لوگوں کو یہ حکم ملتا ہے کہ تم اس مقام پر مستقل رہو گے اور کسی کو حکم ملتا ہے کہ تم کو جس جگہ سے مانگ آئیگی روانہ کیا جائے گا لیکن پختہ طور پر کسی کو بھی یقین نہیں ہے کہ کتنے روز قیام ہوگا۔ تو نماز قصر پڑھنی چاہیے یا پوری۔

الجواب:۔ ایسی حالت تردد میں نماز قصر پڑھنی چاہیے[2]۔ فقط۔

مسافر سنن ونوافل ترک کر سکتا ہے یا نہیں

سوال (۲۲۱۹) مسافر کو سنن ونوافل پڑھنے کے بارہ میں کیا حکم ہے اگر ترک کرے گا تو گنہگار ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر مسافر حالت امن وقرار میں ہو اور عجلت وسیر میں نہ ہو تو سنن ورواتب کو ادا کرے اور اگر امن وقرار کی حالت نہ ہو بلکہ جلدی ہو اور خوف ہو تو سنن کو چھوڑ دے۔ در مختار باب صلوٰۃ المسافر میں ہے ویأتی المسافر بالسنن ان کان فی حال امن وقرار والا بان کان فی خوف وفرار لا یأتی بها هو المختار[3] الخ فقط۔

یہ شخص برابر دورہ میں ہو وہ کس طرح نماز ادا کرے

سوال (۲۲۲۰) ایک شخص بوجہ ملازمت

[1] فلو اتم مسافر ان قعد فی القعدة الاولیٰ تم فرضه الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة المسافر ص ۷۳۹ ج ۱) ظفیر۔

[2] والمعتبر نیة المتبوع لانه الاصل لا التابع کامرأة الخ وعبد الخ وجندی واجیر الخ ولابد من علم التابع بنیة المتبوع فلو نوی المتبوع الاقامة ولم یعلم التابع فهو مسافر حتی یعلم علی الاصح (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة المسافر ص ۷۴۴ ج ۱ وص ۷۴۵ ج ۱) او لم یکن مستقلا برایه الخ او دخل بلدة ولم ینوها ای مدة الاقامة بل ترقب السفر الخ (ایضاً ص ۷۴۳ ج ۱) ظفیر۔

[3] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة المسافر ص ۷۴۲ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

کسی ایسی جگہ تعینات ہے جہاں ہمیشہ دورہ کرتا ہے اور وہ پندرہ دن کہیں قیام نہیں کر سکتا اس صورت میں جب کہ وہ تین منزل کا سفر کر کے اپنے حلقہ میں پہنچ جاوے تو پھر وہ نماز قصر پڑھیگا یا پوری پڑھے گا

الجواب:۔ مسئلہ یہ ہے کہ وطن اقامت یعنی جس جگہ وہ بوجہ ملازمت وغیرہ کے مقیم ہے جس وقت وہاں سے سفر تین منزل کا کیا جاوے تو وہ وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے پس اگر دورہ تین منزل کا یا زیادہ کا کر کے وہاں یعنی جائے اقامت میں واپس آوے تو اگر پندرہ دن کے قیام کی نیت ہوگی تو نماز پوری پڑھنی ہوگی اور اگر پندرہ دن کے قیام کی نیت نہ ہو تو قصر کرنا ہوگا[۱]۔ فقط۔

بلا نیت سفر سے قصر نہیں ہے

سوال (۲۲۲۱) ایک شخص نے سیر کی نیت کی مگر کسی جگہ کی نیت نہیں کی مہینوں اور برسوں سفر میں رہا وہ قصر کرے یا اتمام۔

الجواب:۔ وہ شخص کہ جس نے ابتداءً یا کسی موقع سے تین دن کے سفر کی نیت نہیں کی نماز پوری پڑھے قصر نہ کرے[۲]۔ ومن طاف الدنیا بلا قصد لم یقصر[۳]۔ فقط

جو چل پھر کر تجارت کرتا ہے اور کہیں ایک رات سے زیادہ قیام نہیں کرتا وہ کس طرح نماز ادا کرے گا

سوال (۲۲۲۲) ایک شخص گھر سے باہر تیس چالیس کوس کے فاصلہ پر چالیس یا پچاس یا زیادہ مسافت کے درمیان پھر کر سوداگری کرتا ہے اور کسی شہر میں ایک رات سے زیادہ نہیں رہتا

---

[۱] ویبطل وطن الاقامۃ بمثلہ وبالوطن الاصلی وبانشاء السفر (درمختار) قال فی البحر انہ لو قام خراسانی بالکوفۃ نصف شہر ثم خرج منہا الی مکۃ فقبل ان یسیر ثلاثۃ ایام عاد الی الکوفۃ لحاجۃ فانہ یقصر لان وطنہ قد بطل بالسفر (ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ص ۴۳/۱ ج ۱) ظفیر۔

[۲] ولا یزال علی حکم السفر حتی ینوی الاقامۃ فی بلدۃ او قریۃ خمسۃ عشر یوما او اکثر وان نوی اقل ذالک قصر الخ (ہدایہ باب صلاۃ المسافر ص ۱۴۹/۱ ج ۱) ظفیر۔

[۳] الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ص ۴۳۳/۱ ج ۱ ۱۲ ظفیر غفرلہ اللہ تعالی

ایسا شخص صوم و صلوٰۃ میں مسافر کا حکم رکھتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ وہ شخص مسافر ہے احکام سفر اس پر جاری ہوں گے اور نماز کو قصر کرے گا فقط[1]

امام مقیم کی اقتداء جب مسافر تیسری رکعت میں کرے پھر وہ کس طرح نماز پوری کرے

سوال (۲۲۲۳) امام مقیم ہے جب امام نے ظہر یا عشاء کی دو رکعت پڑھ لی تب مسافر تیسری رکعت میں شامل ہوا۔ دو رکعت امام کی ہمراہ اخیر کی پڑھ کر۔ مسافر ہمراہ امام کے سلام پھیر دے یا اور دو رکعت پھر پڑھ کر سلام پھیرے۔

الجواب:۔ دو رکعت اور پڑھے[2]

امام مقیم کی جب مسافر اقتداء کرے تو چار کی نیت کرے یا دو کی

سوال (۲۲۲۴/۲) امام مقیم ہے، مسافر دو رکعت کی نیت کرے یا چار کی۔

الجواب:۔ (۱) دو رکعت اور پڑھے[2]

(۲) چار کی[3] فقط۔

گارڈ اور ڈرائیور قصر پڑھیگا یا پوری

سوال (۲۲۲۵) گارڈ لوگ اور ڈرائیور جو سفر کرتے ہیں روزانہ دو سو میل چل کر آٹھ گھنٹہ آرام اور قیام کرتے ہیں اس میں نماز قصر ادا کرے یا اہل خبیہ کی طرح پوری نماز پڑھے۔

الجواب:۔ ظاہر ہے کہ گارڈ وغیرہ جو روزانہ سفر کرتے ہیں وہ قصر کریں گے اور اہل خبیہ بھی تمام اس وقت کرتے ہیں کہ نیت اقامت کریں اور گارڈ وغیرہ ظاہر ہے کہ نیت اقامت پانزدہ روز کی نہیں کرتے[4]۔ فی الدر المختار بخلاف اهل الاخبية نووها في المفازة فانها

---

[1] ولا يزال على حكم السفر حتى ينوى الاقامة فى بلدة او قرية خمسة عشر يوما او اكثر وان نوى اقل من ذالك قصر الخ ولو دخل مصرا على عزم ان يخرج غدا او بعد غد ولم ينو مدة الاقامة حتى بقى على ذالك سنين قصر (هدايه باب صلاة المسافر ص ۱۲۹/۱) ظفير۔ [2] ان اقتدى مسافر بمقيم اتم اربعا (عالمگيرى مصرى باب صلاة المسافر ص ۱۳۳/۱) [3] ايضاً [4] ولا يزال على حكم السفر حتى ينوى الاقامة فى بلدة او قرية خمسة عشر يوما او اكثر (هدايه باب صلاة المسافر ص ۱۲۹/۱) ظفير۔

تصح فی الاصح الخ[1] ۔ فقط ۔

سوال (۲۲۲۶) ایک شخص کی اسی شہر میں دوکان ہے اور اس کے بچے دوسرے شہر میں رہتے ہیں جو ۴۸ میل سے زیادہ مسافت پر ہے اور یہ دوکاندار بچوں کی خبر گیری کے واسطے جایا کرتا ہے ۔ آیا وہاں قصر کرے یا نہیں ۔

خود تجارت ایک شہر میں کرے اور بچے دوسرے شہر میں ہوں تو وہاں کس طرح نماز ادا کرے

الجواب: ۔ قصر کرے[2] ۔ فقط ۔

سوال (۲۲۲۷) زید نے اپنا اسباب تجارت اپنے وطن سے سو میل کے فاصلہ پر لیجاکر وہاں ایک مکان کرایہ پر لے رکھا ہے اور اس مقام سے اسباب لیجاکر دیہات و بیرونجات میں فروخت کرتا ہے ۔ بیرونجات سے کبھی ہفتہ کبھی دس روز میں اپنے جائے قیام پر واپس آتا ہے ۔ دو چار روز یا ایک ہفتہ وہاں قیام کرکے پھر اسباب لیکر چلا جاتا ہے اور اس کو فروخت کرکے آٹھ دس روز میں واپس آتا ہے ۔ اسی طرح چار چھ روز گذار کر وطن اصل کو واپس آتا ہے ۔ زید جس مقام پر اسباب تجارت رکھتا ہے وہ وطن اقامت بن جائے گا یا نہیں اور زید کو نماز قصر ادا کرنی چاہئے یا نہیں ۔

زید گھوم کر تجارت کرتا ہے اور سامان ایک جگہ رکھتا ہے لیکن وہاں وہ خود ایک ہفتہ سے زیادہ نہیں رہتا تو وہ نماز پوری پڑھے یا قصر

الجواب: ۔ اگر اول اس جائے اقامت میں پندرہ دن کے قیام کی نیت کرلی ہے تو اس صورت میں وہاں اور قرب وجوار کے دیہات پر جہاں تک مسافت قصر نہ ہو نماز پوری پڑھتا رہے گا اور اگر جائے اقامت میں اول دفعہ ہی پندرہ روز کے قیام کی نیت نہیں کی تو پھر برابر قصر کرے گا[3] ۔ فقط ۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المختار باب صلوٰۃ المسافر ص ۱۲۰/۱ ۱۲ ظفیر۔
[2] ولا یزال علی حکم السفر حتی ینوی الاقامۃ فی بلدۃ او قریۃ خمسۃ عشر یوما الہدایہ باب صلاۃ المسافر ص ۱۴۹/۱ ظفیر۔
[3] ولا یزال علی حکم السفر حتی ینوی الاقامۃ فی بلدۃ او قریۃ خمسۃ عشر یوما او اکثر (عالمگیری مصری ص ۱۳۰) ظفیر

بیڑے باندھنے والے جو دریا میں رہتے ہیں قصر کریں یا پوری نماز پڑھیں

سوال (۲۲۲۸) پنجاب کے آدمی جمنا وغیرہ دریا میں بیڑے باندھتے ہیں یعنی لکڑیاں کڑیاں ٹور وغیرہ جنگلوں میں سے باندھ کر دریا میں بہا کر دوسرے شہروں میں دریا کے راستہ سے لیجاتے ہیں اور غالباً تو مہینہ اسی سفر میں رہتے ہیں کہیں دس روز کہیں بیس روز اور کہیں اس سے کم وزیادہ رہنا پڑتا ہے۔ دریا میں ان کا سفر ہوتا ہے لکڑیوں پر بیٹھے چلے جاتے ہیں جس جگہ لکڑیاں باندھتے ہیں وہاں زیادہ قیام ہوتا ہے، دریا سے باہر آکر کھانا وغیرہ پکا لیتے ہیں ان کے لئے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے اور ان کو نماز قصر پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

الجواب: ان کو نماز قصر کرنی چاہئے جب کہ سفر ان کا تین منزل یا اس سے زیادہ ہے اور نماز حتی الوسع وقت پر پڑھنی چاہئے اور بہتر ہو کہ جس طرح کھانے وغیرہ کی ضرورت سے کنارہ اتر کر یہ کام کرتے ہیں اسی طرح نماز کے لئے ایسا کریں[۱] اور ان کی کڑیوں اور تختیوں وغیرہ مجمعہ پر بھی چلتے ہوئے نماز پڑھنا درست ہے جیسا کہ کشتی میں[۲]۔ فقط۔

جو مسافر وطن پہونچکر بھی نادانی سے قصر کرتا رہا ہو تو اسپر اور اس کی اقتدا کرنیوالے پر اعادہ ضروری ہے

سوال (۲۲۲۹) زید بحالت سفر قصر نماز ادا کرتا ہوا وطن اصلی پہنچا چونکہ مسئلہ معلوم نہ تھا اس لئے زمانہ قیام وطن میں بھی نماز قصر پڑھتا رہا، امامت کی تب بھی قصر ہی کیا تو امام ومقتدیوں کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب: اس صورت میں جس قدر نمازیں اس نے اپنے وطن اصلی میں قصر کی ہیں ان کا اعادہ کرنا اس کے ذمہ اور ان لوگوں کے ذمہ جنھوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھی ہے

---

[۱] وان نوی الاقامۃ اقل من خمسۃ عشر یوما قصر (عالمگیری مصری باب صلاۃ المسافر ص ۱۳۱/۱) ظفیر۔
[۲] اما الصلوٰۃ فی السفینۃ فالمستحب ان یخرج من السفینۃ للفریضۃ اذا قدر، واذا صلی قاعدا فی السفینۃ وھی تجری مع القدرۃ علی القیام تجوز مع الکراھۃ الخ (عالمگیری مصری باب صلاۃ المسافر ص ۱۳۴/۱) ظفیر۔

لازم ہے[1]۔ فقط۔

مقیم مقتدی، مسافر امام کے پیچھے نماز کس طرح پوری کرے گا

سوال (۲۲۳۰) امام مسافر ہے اور مقتدی مقیم ہیں اور چار رکعت کی نماز ہے۔ جب امام دو رکعت پوری کر چکا تو اس نے سلام پھیر دیا۔ اب مقتدی الحمد پڑھیں یا ساکت کھڑے ہو کر رکوع کریں۔

الجواب:- جب امام مسافر ہے تو مقتدی بقیہ نماز کو بغیر قرات و فاتحہ پڑھے پوری کریں۔ وصح اقتداء المقیم بالمسافر فی الوقت وبعدہ فاذا قام المقیم الی الاتمام لا یقرأ[2]

جہاں شادی کرے وہ وطن کے حکم میں ہے یا نہیں

سوال (۲۲۳۱) مثلاً زید ساکن دیوبند کا نکاح الہ آباد ہوا تو اب محض نکاح ہو جانے سے الہ آباد زید کا وطن اصلی ہو جائیگا یا وہاں سکونت اختیار کرنا بھی شرط ہے۔ صاحب مراقی الفلاح و در مختار وغیرہ محض تزوج کو لکھتے ہیں اور کبیری وغیرہ میں سکونت کی قید لگائی ہے۔ فتویٰ کس قول پر ہے۔

عورت جب شادی کے بعد والدین کے گھر جائے اور پندرہ دن سے کم کی نیت کرے تو قصر کرے یا پوری پڑھے

سوال (۲۲۳۲) بعد نکاح جب عورت اپنے شوہر کے یہاں چلی جاوے۔ اگر پھر والدین کے یہاں آوے اور پندرہ یوم سے کم قیام کا ارادہ ہو تو قصر کرے یا اتمام۔

سسرال میں جا کر نماز پوری پڑھی تو کیا حکم ہے

سوال (۲۲۳۳) اگر زید ساکن دیوبند الہ آباد جا کر اتمام کرے اور مقیمین کو پوری نماز پڑھاوے تو اعادہ کی تو ضرورت نہیں؟

الجواب:- (۱) شامی نے قول در مختار او تاہلہ کے تحت میں شرح منیہ سے نقل فرمایا ہے ولو تزوج المسافر ببلد ولم ینو الاقامۃ بہ فقیل لا یصیر مقیماً وقیل

---

[1] الوطن الاصلی ہو موطن ولادتہ او تاہلہ او توطنہ یبطل بمثلہ اذا لم یبق لہ بالاول اھل فلو بقی لم یبطل بل یتم فیہما (در مختار) ای بمجرد الدخول وان لم ینو اقامۃ (رد المحتار باب صلاۃ المسافر ص ۷۴۲ ج ۱ و ص ۷۴۳ ج ۱) ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلوٰۃ المسافر ص ۷۳۷ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

یصایر مقیما وھو الاوجہ الخ اس سے معلوم ہوا کہ محض تزوج سے وہاں مقیم ہو جاتا ہے یہی اصح و اوجہ ہے۔ یعنی وہاں جاکر نماز پوری پڑھنی چاہئے۔

(۲) پوری نماز پڑھے کہ وہ بھی اس کا وطن اصلی ہے[2]۔

(۳) اس کا حکم اوپر عـا کے جواب سے معلوم ہوگیا کہ اس کو پوری نماز پڑھنی چاہئے۔ فقط

بحالت سفر کب سے قصر واجب ہے اور اور کب پوری نماز نہیں پڑھ سکتا

سوال (۲۲۳۴) بحالت سفر نماز کس وقت واجب ہوتی ہے اور وجوب قصر کی حالت میں اگر برائے ثواب پوری نماز ادا کرلی جاوے تو درست ہے یا نہیں۔

الجواب: جس وقت بارادہ مسافت قصر یعنی تین منزل شہر سے باہر نکلے اور بستی و آبادی سے باہر ہو جاوے اسی وقت سے نماز قصر کرے[3] اور سفر میں نماز پوری کرنا ممنوع ہے قصر ہی کا حکم ہے اور جو حکم شریعت کا ہے اسی کی پابندی کرنی چاہئے[4]۔ فقط۔

مسافر امام قعدۂ اولیٰ الخ کرے جب تیسری رکعت ملالے تو مقتدی کی نماز فاسد ہوگی یا نہیں

سوال (۲۲۳۵) مسافر امامت کرد بعد از قعدۂ اولیٰ کہ در حق او مفروض است برخاست در رکعت ثالث لسبیدہ مقید کرد نماز جماعت مقیمین فاسد گردد یا نہ۔ و در در المختار باب المسافر تحت قولہ

---

[1] رد المختار باب صلاۃ المسافر مطلب فی الوطن الاصلی ووطن الاقامۃ ص ۲/۴۳۳ ظفیر [2] الوطن الاصلی ھو موطن ولادتہ اوتاھلہ او توطنہ (الدر المختار علی ہامش رد المختار۔ باب صلاۃ المسافر مطلب فی الوطن الاصلی الخ ص ۱/۷۴۲)۔ ظفیر [3] من خرج من عمارۃ موضع اقامتہ من جانب خروجہ الخ قاصدا الخ مسیرۃ ثلاثۃ ایام ولیالیھا من اقصر ایام السنۃ الخ صلی الفرض الرباعی رکعتین (الدر المختار علی ہامش رد المختار۔ باب صلاۃ المسافر ص ۱/۷۳۲) ظفیر [4] صلی الفرض الرباعی رکعتین وجوبا لقول ابن عباس ان اللہ فرض علی لسان نبیکم صلاۃ المقیم اربعا والمسافر رکعتین (در مختار) قولہ وجوبا فیکرہ الاتمام عندنا حتی روی عن ابی حنیفۃ انہ قال من اتم الصلاۃ فقد اساء وخالف السنۃ شرح المنیہ (رد المختار باب صلاۃ المسافر ص ۱/۷۳۵) ظفیر

لم یصر مقیماً تحریری کن۔ فلو اتم المقیمون صلوتہم معہ فسدت لان اقتداء المفترض بالمتنفل ظہیریہ۔ ای اذا قصد متابعتہ اما لو نووا مفارقتہ ووافقوہ صورۃ فلا فساد افادہ الخیر الرملی وایضاً۔ قال صاحب رد المحتار در منح الخالق حاشیہ بحر الرائق باب مسافر قال الرملی یجب تقییدہ بما اذا لم ینووا مفارقتہ اما اذا نووا مفارقتہ لا تفسد صلوتہم وان وافقوہ فی الاتمام صورۃ اذ لا مانع من صحۃ مفارقتہ بعد اتمام فرضہ الخ ص ۱۴۶ ج ۲ بحر الرائق۔ دریں صورت چہ حکم است۔

الجواب: - یہ مسئلہ ایسا ہی ہے جیسا رد المحتار اور بحر الرائق میں منقول ہے۔ تقیید مذکور ضروری ہے۔ فقط۔ (یعنی پیروی کی نیت سے اگر مقیم پوری کرے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ ظفیر)

مسافر کو مقیم امام کے پیچھے چار کی نیت کرنی چاہئے

سوال (۲۲۳۶) مسافر کو مقیم کے پیچھے نماز ظہر میں چار رکعت کی نیت کرنا چاہئے یا دو رکعت کی۔ اور جب کہ نماز ظہر میں مقیم کا دو رکعت کے بعد قعدہ کرنا واجب ہے اور مسافر کا فرض ہے تو کس دلیل سے مسافر کی نماز مقیم کے پیچھے ہو جاتی ہے۔

الجواب: - چار رکعت کی نیت کرنی چاہئے کیونکہ مسافر پر بھی باقتداء مقیم چار رکعت فرض ہو جاتی ہے اور قعدۂ اولی (اس پر) فرض نہیں رہتا۔[۲] فقط۔

فوجی قصر کریں یا پوری پڑھیں

سوال (۲۲۳۷) یہاں پر تقریباً تین سو آدمی رہتے ہیں اور جو آدمی ہیں انگریزوں کے نوکر توپخانہ وغیرہ میں ہیں اور افسروں کو بھی یہ معلوم نہیں کہ یہاں کتنی مدت رہنا ہوگا تو عصر و عشاء وغیرہ کی نماز چار رکعت پڑھیں یا دو رکعت، اگر دو رکعت کا حکم ہو اور چار رکعت پڑھ لیوے تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

---

[۱] رد المحتار، باب صلاۃ المسافر ص ۷۴۲ ج ۱ ظفیر [۲] وان اقتدی المسافر بالمقیم فی الوقت اتم اربعاً لانہ یتغیر فرضہ الی اربع للتبعیۃ (ہدایہ باب صلاۃ المسافر ص ۱۴۹ ج ۱) ظفیر

الجواب: ایسی حالت میں چار رکعت ہی پڑھنی چاہئے کیونکہ اگر دو رکعت واجب ہوں اور چار پڑھ لی جاویں بشرطیکہ درمیانی قعدہ کر لیا جاوے تو نماز ہو جاتی ہے۔ کذا فی کتب الفقہ[1]۔ فقط۔

وطن اقامت میں پندرہ دن کی نیت ہو تو پوری پڑھے ورنہ قصر کرے

سوال (۲۲۳۸) زید کا وطن اصلی الہ آباد ہے اور ملازم انبالہ میں ہے ہمیشہ دورہ میں رہنا پڑتا ہے۔ انبالہ میں صرف دو ایک روز قیام ہوتا ہے اور ضلع کے بعض مقام ۳۶ میل سے زیادہ ہیں اور بعض مرتبہ انبالہ کے قرب وجوار میں دورہ کرنا پڑتا ہے اس کو نماز قصر پڑھنی چاہئے یا پوری۔

الجواب: وطن اصل زید کا تو الہ آباد ہی رہے گا اور انبالہ وطن اقامت ہے جہاں اگر پندرہ روز قیام کی نیت کی گئی تو پوری نماز پڑھنی ہوگی ورنہ قصر کرنا ہوگا[2]۔ اور انبالہ میں اگر پندرہ روز قیام کی نیت ہوئی اور وہاں نماز پوری پڑھی گئی تو پھر جب انبالہ سے ۴۸ میل سفر کا ارادہ ہو تو قصر کرے ورنہ پوری نماز پڑھے[3]۔ فقط۔

مسافر سہواً چار کی نیت کرلے تو کتنی رکعت ادا کرے

سوال (۲۲۳۹) مسافر نے سہواً چار رکعت کی نیت باندھلی تو دو رکعت پڑھے یا چار اور سجدہ سہو کرے یا نہ۔

مسافر نے امام کو مقیم سمجھا اور اقتدا کی تو کیا کیا جاوے

سوال (۲۲۴۰) مسافر نے امام کو مقیم سمجھ کر اقتدا کی۔ سلام پھیرنے پر معلوم ہوا کہ امام مسافر تھا، اب وہ امام کے ساتھ سلام

---

[1] لانہ اجتمع فی ہذہ الصلاۃ ما یوجب الاربع وما یمنع فرجحنا ما یوجب الاربع احتیاطاً (رد المحتار باب صلاۃ المسافر ص ۳۳ ج ۱) فلو اتم مسافر ان قعد فی القعدۃ الاولی تم فرضہ الخ وما زاد نفل (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ المسافر ص ۳۹ ج ۱) ظفیر

[2] او ینوی اقامۃ نصف شہر حقیقۃ او حکماً الخ بموضع واحد صالح لہا الخ فیقصر ان نوی الاقامۃ فی اقل منہ ای من نصف شہر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ المسافر ص ۳۶ ج ۱) ظفیر

[3] ویبطل وطن الاقامۃ بمثلہ وبالوطن الاصلی وبانشاء السفر الخ (ایضاً ص ۴۳ ج ۱) ظفیر

پھیر دے یا چار رکعت پوری کرے۔

الجواب:۔ (۱) وہ دو ہی رکعت پڑھے اور سجدہ سہو نہ کرے[۱]۔

(۲) امام کے ساتھ سلام پھیر دے[۲]۔ فقط۔

وہ گارڈ کالکا سے شملہ جاتا ہے قصر کرے گا یا نہیں

سوال (۲۲۴۱) ایک شخص ریلوے گارڈ ہے ہر روز کالکا سے شملہ گاڑی لیکر جاتا ہے ۶۰ میل کا فاصلہ ہے تو اس کو نماز پوری پڑھنی چاہئے یا قصر۔ اگر قصر پڑھے تو پہلے سے جو پوری نماز پڑھی گئی وہ ہوئی یا نہیں۔ علاوہ ازیں حالت سفر میں سنتوں کا پڑھنا دشوار ہے صرف ریل سے اتر کر فرض پڑھ سکتا ہے۔ چار منٹ کی مہلت ہوتی ہے اور انجن میں نماز کی جگہ اور گنجائش نہیں۔ اور وہ شخص شملہ اور کالکا دونوں جگہ مسافر شمار ہوگا یا کیا۔

الجواب:۔ اس صورت میں نماز قصر پڑھنی چاہئے[۳] اور اگر پہلے پوری نمازیں پڑھی گئیں اور درمیان کا قعدہ کیا گیا تھا تو وہ نمازیں ہوگئیں اعادہ کی ضرورت نہیں ہے[۴]۔ اور سنتوں کی قضاء بھی نہیں ہے[۵] اور کالکا اور شملہ دونوں جگہ وہ مسافر شمار ہوگا۔ فقط۔

---

[۱] صلی الفرض الرباعی رکعتین وجوباً لقول ابن عباس ان فرض علی لسان نبیکم صلاۃ للمقیم اربعاً وللمسافر رکعتین (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ المسافر ص ۷۳۵ ج ۱) رہا نیت میں عدد کی غلطی اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ لابد من التعیین عند النیۃ الخ لفرض الخ دون تعیین عدد رکعاتہ لحصولھا ضمناً فلا یضر الخطأ فی عددھا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب شروط الصلوٰۃ مطلب فی النیۃ ص ۳۸۸ ج ۱ ص ۳۹ ج ۱) ظفیر

[۲] ایضاً ۱۲ ظفیر

[۳] ولا یزال علی حکم السفر حتی ینوی الاقامۃ فی بلدۃ او قریۃ خمسۃ عشر یوماً او اکثر وان نوی اقل من ذالک قصر (ہدایہ باب صلاۃ المسافر ص ۱۲۹ ج ۱) ظفیر

[۴] فان صلی اربعاً وقعد فی الثانیۃ قدر التشہد اجزأتہ الاخریان نافلۃ ویصیر مسیئاً لتاخیر السلام (عالمگیری کشوری صلوٰۃ المسافر ص ۱۳۷ ج ۱) ظفیر

[۵] ولا یقضیھا الا بطریق التبعیۃ لقضاء فرضہا قبل الزوال لا بعدہ الخ بخلاف سنۃ الظہر وکذا الجمعۃ فانہ ان خاف فوت رکعۃ یترکہا ویقتدی ثم یاتی بہا علی انہا سنۃ فی وقتہ ای الظہر (در مختار) فلا تقضی بعدہ لا تبعاً ولا مقصوداً اھ (رد المحتار باب ادراک الفریضۃ ص ۶۷۲ ج ۱) ظفیر۔

تین منزل کا سفر ہو تو قصر کرے

سوال (۲۲۴۲) اگر کوئی شخص ہمیشہ دریائی سفر میں رہے یا جہاز کی نوکری کرے یا مہینہ میں دس روز جہاز پر سفر کرے اور دس پندرہ روز اپنے مکان پر وہ نماز قصر پڑھے یا پوری۔

الجواب:- جس زمانہ میں سفر میں رہے اور جہاز میں سفر کرے بشرطیکہ سفر تین منزل کا ہو تو وہ قصر کرے[1] اور جس وقت اپنے وطن میں پہنچے اور وطن میں رہے ان دنوں میں نماز پوری پڑھے[2]۔ فقط۔

راست جائے قیام پر گذرے اور دن بھر چکر لگائے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۲۴۳) ایک شخص رخصت سے واپس آکر ایک ایسی جگہ متعین ہوا کہ اس کو تین چار میل روزانہ جانا پڑتا ہے مگر رات کو اپنے جائے قیام پر واپس آجاتا ہے وہ مسافر رہے گا یا مقیم۔

الجواب:- اگر اس نے اس جگہ متعینہ میں اول پندرہ روز کے قیام کی نیت کر لی تھی تو وہ مقیم ہو گیا۔ پھر اگر روزانہ دو چار میل کہیں جانا پڑے تو اس سے وہ مسافر نہیں ہوتا اس کو نماز پوری ہی پڑھنی چاہئے۔ اور اگر دوسری جگہ کی تبدیلی ہو جاوے تو وہاں بھی یہی حکم ہوگا[3]۔

جہاز کا ملازم جسے معلوم نہیں کہ کہاں کتنے دن رہنا ہو، قصر کرے

سوال (۲۲۴۴) میں ایک جہاز میں ملازم ہوں، جہاز ہمیشہ دور دراز ممالک میں پھرتا رہتا ہے۔ کبھی ایک جگہ

---

[1] ولا یزال علی حکم السفر حتی ینوی الاقامۃ فی بلدۃ او قریۃ خمسۃ عشر یوما او اکثر وان نوی اقل من ذالک قصر (ہدایہ باب صلاۃ المسافر ص ۱۲۹ ج ۱) ظفیر۔ [2] الوطن الاصلی لا یبطل بمثلہ اذا لم یبق له بالاول .... اھل فلو بقی لم یبطل بل یتم فیھما (در مختار) ای بمجرد الدخول وان لم ینو اقامۃ (رد المحتار باب صلوٰۃ المسافر ص ۷۴۲ ج ۱ و ص ۷۴۳ ج ۱) ظفیر۔ [3] وان دخل اولا ما نوی المبیت فیه یصیر مقیما ثم بالخروج الی الموضع الآخر لا یصیر مسافرا لان موضع اقامۃ الرجل حیث یبیت به (رد المحتار باب صلاۃ المسافر ص ۷۳۸ ج ۱) او ینوی الاقامۃ نصف شہر الی موضع واحد لا نیقضه ان نوی الاقامۃ فی اقل منه (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ المسافر ص ۷۳۶ ج ۱) ظفیر۔

دس پندرہ دن، مہینہ دو مہینہ ٹھہرا رہتا ہے، معلوم نہیں ہوتا کہ کب وہاں سے روانہ ہوگا۔ اور بعض جہاز ایک مقام مقرر سے دوسرے مقام مقرر تک جاتا ہے۔ اور ہم کو چھ سات یا نو دس مہینے کے بعد یا برس دو برس میں مکان جانے کا اتفاق ہوتا ہے۔ تو ہم کو ایسی حالت میں نماز قصر پڑھنی چاہئے یا پوری۔

الجواب: اس صورت میں جب تک اپنے وطن میں پہنچا نہ ہو نماز کو برابر قصر کرنا چاہئے اور جب وطن پہنچا اس وقت نماز پوری پڑھو اور جو جہاز مقررہ جگہ سے مقرر جگہ تک جاتا ہے اسلئے ملازم کا بھی یہی حکم ہے کہ برابر بحالت سفر نماز قصر پڑھے[1]۔

گیا قصر والے راستے سے اور واپسی غیر قصر والے راستے سے ہوئی تو واپسی میں قصر کرے یا نہیں

سوال (۲۲۴۵) ایک گاؤں کے دو راستے ہیں۔ اگر ریل میں جاوے تو قصر لازم ہے اور پیدل کے قریب راستہ کو جانے سے پوری نماز پڑھے گا۔ اس گاؤں میں ریل سے گیا اور چند روز قیام کیا قصر نماز پڑھتا رہا۔ واپسی کے وقت پیدل راستہ سے آیا تو گھر پہنچنے تک قصر نماز پڑھے یا نہیں۔

الجواب: اس صورت میں واپسی میں بھی وہ شخص قصر کرے گا جب تک کہ اپنے وطن میں نہ پہنچ جاوے۔ کیونکہ اس گاؤں میں اس نے پندرہ دن قیام کی نیت نہیں کی تھی اور وہ گاؤں وطن اقامت ہنوز نہیں ہوا تھا[2]۔

دس کوس چل کر نیت سفر فسخ کردی تو کیا کرے

سوال (۲۲۴۶) زید سفر کو چلا دس کوس چل کر نیت سفر فسخ کردی اور وطن واپس ہوا تو واپسی میں نماز قصر پڑھے یا نہ۔

---

[1] او دخل بلدۃ ولم ینوھا ای مدۃ الاقامۃ بل ترقب السفر غدا او بعدہ ولو بقی ذالک سنین (در مختار) قولہ ولم ینوھا وکذا اذا نواھا وھو مترقب السفر کما فی البحر لان حالتہ تنافی عزیمتہ (رد المحتار باب صلاۃ المسافر ص ۷۳۸/۱) ظفیر۔

[2] ولو لموضع طریقان احدھما مدۃ السفر والآخر اقل، قصر فی الاول لا الثانی الخ حتی یدخل موضع مقامہ الخ او ینوی الاقامۃ نصف شھر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ المسافر ص ۷۳۵/۱ و ص ۷۳۶/۱) ظفیر۔

الجواب: اس صورت میں پوری نماز پڑھے۔ عالمگیری میں ہے اما اذا لم یسر ثلثۃ ایام فعزم علی الرجوع او نوی الاقامۃ یصیر مقیماً وان کان فی المفازۃ[۱]۔ فقط۔

جو مسافر قصر کو نہ مانے اس کا کیا حکم ہے

سوال (۲۲۵۲) زید مسافر پر قصر کا معتقد نہیں ہے یا معتقد تو ہے مگر قصر نہیں کرتا۔ ہر دو صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب: مسافر بسفر شرعی کو قصر کرنا واجب ہے جو شخص قصر کا اعتقاد نہ رکھے یا قصر نہ کرے وہ مبتدع اور عاصی ہے اور تارک واجب ہے کما بسط فی الاحادیث وتفصیلہ فی کتب الفقہ[۲]۔ فقط۔

سفر میں منزل کا اعتبار ہے یا فرسخ کا

سوال (۲۲۵۳) قال فی الہدایہ ولا عبرۃ بالفراسخ ھو الصحیح[۳] اھ وفی الدر المختار۔ ولا اعتبار علی فراسخ علی المذھب[۴] انتہی وفی حاشیۃ الہدایۃ۔ قولہ ھو الصحیح احتراز عن قول عامۃ المشائخ لانہ قدروہ بالفراسخ ثم اختلفوا فیما بینھم فقیل احد وعشرون فرسخا وقیل ثمانیۃ عشر وقیل خمسۃ عشر والفتوی علی ثمانیۃ عشر کذا فی المحیط[۵]۔ انتہی۔ ودر حاشیہ مالا بد منہ لیکن آنست کہ در مذہب حنفیہ اعتبار امیال وفراسخ نیست ودر عالمگیری از ہدایہ می آرد ولا تغیر بالفراسخ اما چہل وہشت میل چنانکہ مصنفؒ اختیار کردہ مذہب شافعی است۔ جب کہ حنفیہ کے نزدیک میل وفرسخ کا اعتبار نہیں تو جہاز کے سفر میں کس طور پر نماز قصر پڑھیں گے۔

الجواب: اصل مذہب بے شک یہ ہے کہ منازل کا اعتبار ہے یعنی تین دن کی مسافت معتبر ہے لیکن ۴۸ میل بھی تین منزل ہوتے ہیں اس لئے معمول بہ یہی ہے۔ اور

---

[۱] عالمگیری مصری۔ باب صلاۃ المسافر ص $\frac{۱۳۰}{ج۱}$ ۱۲ ظفیر۔ [۲] والقصر عندنا واجب کذا فی الخلاصۃ (عالمگیری صلاۃ المسافر ص $\frac{۱۳۰}{ج۱}$) ظفیر۔ [۳] ہدایہ باب صلاۃ المسافر ص $\frac{۱۴۸}{ج۱}$ ۱۲ ظفیر۔

[۴] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ المسافر ص $\frac{۷۳۵}{ج۱}$ ۱۲ ظفیر۔

[۵] دیکھئے حاشیہ ہدایہ۔ باب صلاۃ المسافر ص $\frac{۱۴۸}{ج۱}$ ۱۲ ظفیر۔

اور مالا بد منہ میں اس کو اختیار کیا گیا ہے[1]، اور دریا کے سفر میں کشتی وجہاز کی مسافت کا اعتبار ہے یعنی تین دن میں جس قدر سفر طے ہوتا ہے اعتدال ریح کے ساتھ اس میں قصر کا حکم ہے[2]۔ فقط۔

خسر کا گھر وطن اصلی نہیں

سوال (۲۲۵۴) کسے از وطن اصلی خود بہ نیت نکاح بجائے دور بمسافت قصر رفتہ زنے را نکاح کردہ در وطن اصلی خود بیاورد و آں زن بعد نکاح بمکان شوہر خود قریب از بست سال بطور مستمر می ماند مگر خانۂ پدرش در انجا موجود است، دریں حالت اگر زوجش گاہ بگاہ بنیت سفر بخانۂ آں خسر یا در اطراف آں برو ند آیا زوج نماز قصر خواند یا تمام کند و خانۂ خسر برائے او وطن اصلی است یا نہ۔

الجواب:- ہرگاہ آنکہ بلدہ دیگر نکاح کردہ زوجۂ خود را بوطن اصلی خود آورد و خود بموضع تاہل و تزوج یعنی مسکن زوجۂ خود اقامت نہ کرد و مستقر نہ شد و نہ زوجۂ خود در انجا گذاشت، آں بلد وطن او نہ شدہ است پس بمجرد دخول دراں بلد مقیم نخواہد شد و اتمام نماز لازم نخواہد شد بلکہ قصر بکند۔ کذا یظہر من کتب الفقہ۔ و فقہاء کہ موضع تزوج را وطن فرمودہ اند مراد آنست کہ زوجۂ او در انجا مقیم باشد و ہرگاہ زوجہ اش آنجا مقیم نیست و خود نیز در انجا سکونت نکردہ بلکہ زوجہ خود را بوطن خود بیاورد پس محض اقامت خسر و وجود خانۂ آں خسر در انجا مفید ایں امر نخواہد شد کہ آں بلد را وطن شوہر گفتہ شود و لو کان لہ بلدتین فایتھا دخل صار مقیما فان ماتت زوجتہ فی احداھا و بقی لہ فیھا دور و عقار قیل لا یبقی وطنا لہ اذ المعتبر الاھل دون الدار[3] الخ و نیز در جائیکہ اشتباہ باشد کہ قصر کند یا نہ کند آنجا اتمام نماز احوط است قال فی الشامی فی موقع الاشتباہ۔ لانہ اجتمع فی ھذہ الصلوٰۃ ما یوجب الاربع و ما یمنع فرجحنا ما یوجب الاربع احتیاطا[4]۔ و ظاہر است کہ بصورت اختلاف احتیاط

---

[1] گر دو فتیکہ قصد کند بہ نحیۃ واحدۃ سفر چہل وہشت کردہ را (مالا بد منہ فصل نماز مسافرت) ظفیر۔ [2] دانما یعتبر فی کل موضع منہما ما یلیق بحالہ (عالمگیری مصری باب صلاۃ المسافر ص ۱۳۰ ج ۱) ظفیر۔ [3] رد المحتار باب صلاۃ المسافر ص ۷۴۲ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔ [4] رد المحتار باب صلاۃ المسافر تحت قولہ قاصدا ص ۷۳۳ ج ۱ ۱۲ ظفیر

درا تمام نماز است نہ در قصر۔ فقط۔

وطن اصلی سے اگر کسی شہر میں اقامت کی پھر کشتی یا جہاز میں ملازم ہو گیا تو کیا کرے

سوال (۲۲۴۷) بعض جہاز راں اور کشتی بان اپنے وطن اصلی سے آکر شہر یا گاؤں میں اولاً کسی جگہ بہ نیتِ اقامت مقیم ہو جاتے ہیں پھر کچھ دنوں تلاش و کوشش کے بعد کسی جہاز یا کشتی میں ملازم ہو جاتے ہیں اور بعض لوگ بلا نیت اقامت کسی جگہ ٹھیر جاتے ہیں بعدہ ملازم ہو کر اپنے کام میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ ان حالات میں ان پر قصر واجب ہوگا یا نہیں۔

جہاں جہاز دو تین ماہ رک جائے وہاں اقامت کی نیت سے مقیم ہوگا یا نہیں

سوال (۲۲۴۸) بعض تجارتی جہاز دور دراز ملکوں سے آکر کسی بندرگاہ میں دو تین ماہ تک مقیم ہو جاتے ہیں ایسی حالت میں ان کے اہلکار نیت اقامت سے مقیم بن سکتے ہیں یا نہیں۔

مال بوٹ کے ملازم مقیم نہیں

سوال (۲۲۴۹) بعض مال بوٹ اکثر بندرگاہوں کے پل پر بطور مال گودام کے ہمیشہ بندر رہتا ہے اس کے اہل کار جو ممالک غیر کے باشندے ہوتے ہیں اور ہمیشہ اس میں بود و باش رکھتے ہیں مقیم کہلائیں گے یا مسافر

الجواب :۔ (۱) جو لوگ دور دراز مسافت سے آئے اور کسی جگہ انہوں نے نیت اقامت پانزدہ[۱۵] یوم نہ کی اور پھر ملازم جہاز و کشتی ہو کر سفر کرتے رہے، خواہ قلیل یا کثیر وہ برابر مسافر ہی رہیں گے اور قصر کریں گے۔ بعدم علۃ الاتمام۔ اور جو لوگ کہیں مقیم تھے یا باہر سے آکر مقیم ہو گئے اور پھر تین دن کے سفر کے ارادہ سے نہیں نکلے وہ پوری نماز پڑھیں گے قصر نہ کریں گے[۱]

(۲) شامی میں ہے، والملاح مسافر الخ وسفینتہ ایضاً، لیست بوطن اھ بحر وظاہرہ ولو کان مالہ واہلہ معہ فیہا ثم رأیتہ صریحاً فی المعراج[۲] ۔ پس

---

[۱] ولابد للمسافر من قصد مسافۃ مدیدۃ بثلاثۃ ایام حتی یترخص برخصۃ المسافرین والا لایترخص ابداً ولو طاف الدنیا جمیعاً ونولا یزال علی حکم السفر حتی ینوی الاقامۃ فی بلدۃ اوقریۃ خمسۃ عشر یوماً اواکثر (عالمگیری مصری صلاۃ المسافر ص ۱۳۹ ج ۱ ظفیر) ۔ رد المحتار باب صلاۃ المسافر تحت قولہ کبحر ص ۷۳۵ ج ۱ ظفیر

معلوم ہوا کہ وہ اہل کار مقیم نہ ہوں گے مسافر ہی رہیں گے اور نماز قصر کریں گے۔

(۳) مسافر رہیں گے۔ کما مر۔ فقط۔

کتنے منزل کا سفر شرعی ہوتا ہے

سوال (۲۲۵۰) ایک منزل کتنے کوس یا کتنے میل کی ہوتی ہے

الجواب:۔ کتب فقہ میں یہ لکھا ہے کہ سفر شرعی تین منزل کا ہوتا ہے اور صحیح یہ ہے کہ میلوں کا اعتبار نہیں ہے بلکہ منزلوں کا ہے۔ اور بعض فقہاء نے میلوں کا اعتبار کیا ہے، اس میں تین قول ہیں۔ ایک منزل کے ۲۱ یا ۱۸ یا ۱۵ میل لکھے ہیں اور فتویٰ ۱۸ میل پر ہے اور عند البعض پندرہ میل پر[1]۔ فقط

سفر سے واپسی پر گھر سے علیحدہ بازار میں قیام کرے تو وہ مسافر ہے یا نہیں

سوال (۲۲۵۱) ایک شخص مسافت سے وطن مالوف میں آیا۔ اپنے مسکن سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر بازار میں درزی کا کام کرتا ہے اور کبھی کبھی دو چار رات بھی وہاں پر رہتا ہے، وہ شخص نماز قصر کرے یا پوری پڑھے۔

الجواب:۔ جس بستی اور آبادی میں وہ رہتا ہے اسی کے خروج و دخول کا زمانہ قصر و عدم قصر میں اعتبار ہے پس جو بازار کہ بستی مذکورہ سے منفصل ہے جیسا کہ بلاد بنگال میں سنا گیا ہے اس میں دخول و خروج کا اعتبار نہیں ہے پس شخص مذکور جب تک اپنی بستی میں اور اس کی عمارات میں داخل نہ ہوگا اس وقت تک قصر کرتا رہے گا۔ قال فی الشامی واما الفناء فهو المكان المعد لمصالح البلد كركض الدواب ودفن الموتیٰ والقاء التراب فان اتصل بالمصر اعتبر مجاوزته وان انفصل بغلوة او مزرعة فلا كما یاتی[2]۔ فقط۔

---

[1] اعلم ان اقل مدة السفر عندنا مسافة ثلثة ايام من اقصر ايام السنة بالسير الوسط وهو مشي الاقدام والابل والبر واعتدال الريح في البحر الخ وصحح صاحب الهداية انه لا يعتبر التقدير بالفراسخ لكن قال المرغيناني وعامة المشائخ قدروها بالفراسخ نقيل احد وعشرون فرسخا وقيل ثمانية عشر فرسخا قال المرغيناني وعليه الفتوى وقال العتابي (بقيہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

باپ بیٹے کے یہاں اور بیٹا باپ کے گھر مسافر ہے یا مقیم

سوال (۲۲۵۸/۱) ایک شخص اپنے والد کی جائے سکونت سے دور دراز فاصلہ پر رہتا ہے، اگر بیٹا باپ کی جائے سکونت میں یا باپ بیٹے کی جائے سکونت میں جاوے تو قصر پڑھیں گے یا نہیں۔

جس جگہ جائداد ہے وہاں قصر پڑھے یا پوری

سوال (۲۲۵۹/۲) ایک شخص کی اور اس کے باپ بھائیوں کی جائداد اور مکانات ایک قریہ میں واقع ہیں، پہلے ان مالکان کی رہائش اور سکونت بھی اسی قریہ میں تھی، اب کچھ عرصہ سے دوسری جگہ سکونت منتقل کر لی ہے، ان میں سے ایک شخص فصل کے موقع پر وہاں جا کر آمدنی وصول کر لاتا ہے، تو جو شخص وہاں جاتا ہے وہ قصر پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ (۱) جب کہ وطن اصلی ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ ہو گیا ہے تو ہر ایک ان میں سے دوسرے کے وطن میں جانے سے مقیم نہ ہو گا بلکہ قصر نماز پڑھے گا۔[1]

(۲) اگر پندرہ دن سے کم ٹھیرنے کا وہاں قصد ہے تو قصر پڑھے گا اور اگر پندرہ دن یا زیادہ قیام کے ارادہ سے وہاں جاوے گا تو پوری نماز پڑھے گا۔ اور اگر کچھ ارادہ پختہ نہ ہو بلکہ یہی ارادہ ہے کہ دو چار دن میں چلا جاؤں گا یا جب وصول ہو گا چلا جاؤں گا تو برابر قصر کرے گا۔ اگرچہ

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) فی جوامع الفقه هو المختار وقیل خمسة عشر فرسخا الخ (غنیة المستملی صلاة المسافر فی المدة ص۴۹۷) ظفیر۔ ۵؎ رد المحتار باب صلاة المسافر تحت قوله من خرج من عمارة موضع اقامته ص۷۳۲/۱ ۱۲ ظفیر۔

[1] الوطن الاصلی هو موطن ولادته او تاهله او توطنه يبطل بمثله اذا لم يبق له بالاول اهل (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة المسافر ص۷۴۲/۱) ظفیر۔ ولو كان له اهل ببلدتين فايتهما دخلها صار مقيما فان ماتت زوجته فی احدهما وبقی له فيها دور وعقار قيل لا يبقی وطنا له اذ المعتبر الاهل دون الدار (رد المحتار باب صلاة المسافر ص۷۴۲/۱) الوطن الاصلی الخ يبطله بمثله اذا لم يبق له بالاول اهل (درمختار) ای وان بقی له فيه عقار الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة المسافر ص۷۴۲/۱) ظفیر۔

بلا ارادہ زیادہ دنوں ٹھیرنا ہو جاوے[1]۔ فقط۔

سفر شرعی میں قصر کے ترک سے گنہ گار ہوگا یا نہیں

سوال (۲۲۶۰) جو شخص سفر میں قصر نہ کرے تو گنہ گار ہوگا یا نہیں اگر گنہ گار ہے تو کیوں۔ کیا ومن تطوع خیراً فلنفسہ کا اطلاق اس پر ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ امام صاحبؒ کا مذہب یہ ہے کہ سفر شرعی میں قصر نماز واجب ہے قصداً پوری نماز پڑھنا ممنوع ہے[2] کیونکہ یہ حدود اللہ سے تجاوز ہے ومن یتعد حدود اللہ فاولئک ھم الظالمون[3]۔ اور من تطوع خیراً میں یہ داخل نہیں ہے کیونکہ یہ حکم شارع علیہ السلام کے خلاف کرنا خیر نہیں ہے بلکہ وہ شر ہے۔

مرد سسرال میں مقیم ہوتا ہے یا مسافر

سوال (۲۲۶۱ الف) زید کا نکاح سہارنپور ہوا جو اس کے وطن سے سو میل ہے۔ زید منکوحہ کو وطن لے آیا۔ اگر زید ایسی صورت میں سہارنپور جائے کہ اس کی منکوحہ سہارنپور نہ ہو تو زید مقیم ہوگا یا مسافر۔

(ب) **سوال** (۲۲۶۲) اگر زید کی منکوحہ فوت ہو جائے تو وہ سہارنپور جا کر مقیم ہوگا یا مسافر

(ج) **سوال** (۲۲۶۳) زید ساکن الہ آباد اور ہندہ ساکنہ سہارنپور۔ دونوں سفر کرتے ہوئے مراد آباد پہنچے، وہاں دونوں کا نکاح ہو گیا تو زید مراد آباد میں مقیم ہوگا یا مسافر۔

---

[1] ولا یزال علی حکم السفر حتی ینوی الاقامۃ فی بلدۃ او قریۃ خمسۃ عشر یوما او اکثر (عالمگیری ص ۱۳۹ ج ۱) وینوی الاقامۃ نصف شہر الخ بموضع واحد صالح لہا فیقصر ان نوی الاقامۃ فی اقل منہ ای من نصف شہر الخ او دخل بلدۃ ولم ینوہا ای مدۃ الاقامۃ بل ترقب السفر غدا او بعدہ ولو بقی ذالک سنین (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب صلاۃ المسافر ص ۷۳۶ ج ۱) ظفیر۔ [2] صلی الفرض الرباعی رکعتین وجوباً الخ والاکمال لیس رخصۃ فی حقہ بل اساءۃ (در مختار) قولہ وجوباً فیکرہ الاتمام عندنا حتی روی عن ابی حنیفہ انہ قال من اتم الصلاۃ فقد اساء وخالف السنۃ (رد المحتار باب صلاۃ المسافر ص ۷۳۵ ج ۱) ظفیر۔ [3] سورۃ البقرۃ رکوع ۲۹ ــــ ۱۲ ظفیر۔

الجواب: - درمختار میں ہے ولو کان له اهل ببلدتین فایتهما دخلها صار مقیماً فان ماتت زوجته فی احدٰهما وبقی له فیها دور وعقار قیل لا یبقی وطنا له اذ المعتبر الاهل دون الدار کمالو تأهل ببلدة واستقرت سکنا له ولیس له فیها دار وقیل تبقی[1] الخ اس سے دوسری صورت یعنی (ب) کا جواب تو واضح ہوگیا کہ زوجہ کے مرجانے کے بعد سہارنپور اس کا وطن اصلی نہ رہے گا خصوصاً جب کہ وہاں اس کا گھر اور زمین بھی نہیں ہے کیونکہ اختلاف جو کچھ ہے وہ بصورت دار وعقار باقی رہنے کے ہے اور اس میں اتمام احوط ہے۔ اور پہلی صورت (الف) میں بھی جب کہ اس کی زوجہ وہاں نہیں ہے تو بظاہر وہاں جاکر مقیم نہ ہوگا۔ اور تیسری صورت (ج) میں بھی مرادآباد ان کا وطن نہ ہوگا اس میں تو کچھ شبہ نہیں ہے صرف شبہ، روایت شرح منیہ[2] کے موافق پہلی صورت میں ہے۔ لیکن فقہا نے یہ قاعدہ بھی لکھا ہے کہ جہاں شبہ ہو وہاں پوری نماز پڑھے کہ اس میں احتیاط ہے جیسا کہ شامی میں موقع شبہ میں لکھا ہے لانه اجتمع فی هذه الصلوٰة ما یوجب الاربع وما یمنع فرجحنا ما یوجب الاربع احتیاطاً الخ شامی[3]۔ فقط

پہلا وطن اصلی وطن کے حکم میں ہے یا نہیں

سوال (۲۲۵۵) ایک شخص کی اراضی مکان ضلع جالندھر میں ہے اور اب وہ مع اہل وعیال بوجہ اراضی ملنے کے ضلع لائلپور میں چلا گیا وہاں سکونت اختیار کرلی۔ چونکہ ضلع جالندھر میں بھی اس کے مکانات اور زمین ہے اس کے انتظام کے لئے اس کو بعد شش ماہ یا اس سے کم وبیش مدت میں آنا پڑتا ہے آیا وہ شخص یہاں آکر نماز پوری پڑھے یا قصر کرے۔

الجواب: - اس میں اصح واحوط یہی ہے کہ وطن اول بھی وطن اصلی ہے۔ وہاں

---

[1] ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ص ۷۴۲/۱ ۱۲ ظفیر۔ [2] شرح منیہ کی وہ روایت یہ ہے قال فی شرح المنیة ولو تزوج المسافر ببلد ولم ینو الاقامة به فقیل لا یصیر مقیماً وقیل یصیر مقیماً وهو الاوجه (ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ص ۷۴۲/۱) ظفیر۔ [3] ردالمحتار باب صلاۃ المسافر تحت قوله قاصدا ص ۷۴۳/۱ ظفیر

نماز پوری پڑھے جیسا کہ بعض فقہاء کے اقوال سے اس کو ترجیح معلوم ہوتی ہے، نیز اس قاعدہ سے بھی اتمام راجح ہے جس کو علامہ شامی نے امام ابو یوسف کے قول کی ترجیح میں نقل کیا ہے کہ جس موقعہ پر قصر اور اتمام میں اشتباہ ہو تو وہاں اتمام کو ترجیح ہوتی ہے کیونکہ احتیاط اسی میں ہے ۔ وہ عبارت یہ ہے جو شروع صلوٰۃ مسافر میں علامہ نے نقل کی ہے ۔ کما فی التجنیس اذا افتتح الصلوٰۃ فی السفینۃ حال اقامتہ فی طرف البحر فنقلتہا الریح ونوی السفر یتم صلوٰۃ المقیم عند ابی یوسف خلافاً لمحمد لانہ اجتمع فی ہذہ الصلوٰۃ ما یوجب الاربع وما یمنع فرجحنا ما یوجب الاربع احتیاطاً الخ[1] ۔ شامی ۔

اپنے موضع سے نکل کر قصر شروع کر دے خواہ وہاں سے وہ نظر آتا ہی کیوں نہ ہو،

سوال (۲۲۵۶) اس ملک میں مکانات متصل اور ان میں باغات ہوتے ہیں، باوجود اتصال کے نام مواضعات کے علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں اگر کسی کو بارادہ سفر اپنے مکان سے نکل کر دوسرے موضع میں پہنچنے کے بعد وقت نماز آگیا ہو اور وہاں سے اپنا موضع بھی نظر آتا ہو تو یہ مسافر قصر کرے یا اتمام ۔

الجواب :۔ اس صورت میں وہ شخص قصر کرے گا کیونکہ قصر کے لئے تجاوز کرنا اپنی بستی کی آبادی سے شرط ہے ۔ نظر آنا آبادی کا مانع قصر سے نہیں ہے ۔ کما فی الدرالمختار من خرج من عمارۃ موضع اقامتہ من جہۃ خروجہ وان لم یجاوز من الجانب الآخر الخ[2] فقط

سفر شرعی کے ارادہ سے نکلنے والا نکلتے ہی قصر شروع کر دے

سوال (۲۲۵۷) ایک شخص نے بمبئی جانے کا ارادہ کیا اور ارادہ گھر سے یہی ہے کہ میں چھ مہینہ رہوں گا۔ تو اب یہ شخص قصر کرے گا یا اتمام ۔

الجواب :۔ راستہ میں وہ شخص قصر کرے گا کیونکہ وہ شخص سفر شرعی کے ارادہ سے

---

[1] ردالمحتار باب صلاۃ المسافر تحت قولہ فاسد ص ۷۳۳ ج ۱ ۱۲ ظفیر ۔

[2] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ص ۷۳۲ ج ۱ ۱۲ ظفیر ۔

گھر سے نکلا ہے لہذا علت قصر پائی گئی۔ باقی جب بمبئی پہونچے گا اور وہاں اس کی نیت چھ ماہ کے قیام کی ہے تو وہاں نماز پوری پڑھے گا۔ کما فی الدر المختار من خرج من عمارۃ موضع اقامتہ الخ قاصداً اسیرۃ ثلثۃ ایام ولیالیہا الخ صلی الفرض الرباعی رکعتین وجوباً الخ حتی یدخل موضع اقامتہ ان سار مدۃ السفر[۱] الخ۔ فقط۔

پہلے قیام کی نیت تھی پھر نیت بدل گئی تو قصر کرے گا

سوال (۲۲۶۴) زید مسافر نے قصبہ میں پندرہ روز قیام کی نیت کر کے چار رکعت پڑھا دی مگر عصر کے وقت پندرہ روز قیام کی نیت فسخ کر دی اور چار رکعت والی نماز کو دو ہی رکعت پڑھنا پڑھانا شروع کر دی تو یہ امامت و نمازیں صحیح ہوئی یا نہیں۔ مسافر کو بعد نیت قیام عزم فسخ کرنے پر پوری نماز پڑھنی چاہئے یا قصر۔

الجواب :۔ زید کا پہلے بہ نیت قیام پوری نماز پڑھنا اور بعد کو بوجہ فسخ کرنے نیت قیام کے قصر کرنا درست و صحیح ہے۔ مسافر کو بعد فسخ کرنے نیت قیام قصر ہی پڑھنا چاہئے[۲] فقط

ارادہ سفر سے آس پاس مختلف دیہاتوں کا اتنا چکر لگائے کہ اس کی مجموعی مسافت، مسافت شرعی کو پہنچ جائے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۲۶۵) شخصے بارادہ سفر میرود و سفرش در دیہات و مواضع است و یک موضع از موضع آخر چنداں نیست کہ حکم قصر صلوٰۃ بروعائد شود مثلاً بعض موضع از یک موضع بمسافت نہ میل است و بعض از بعض یازدہ میل و بعض ہشت میل و بعض شانزدہ میل۔ مثلاً۔ لیکن دورۂ او

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المختار باب صلاۃ المسافر ص ۷۳۲ / ج ۱ و ص ۷۳۳ / ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

[۲] ولا یزال علی حکم السفر حتی ینوی الاقامۃ فی بلدۃ خمسۃ عشر یوماً او اکثر وان نوی اقل من ذالک قصر (ہدایہ باب صلاۃ المسافر ص ۱۴۹ / ج ۱) ولو کان مسافراً فی اول الوقت ان صلی صلاۃ السفر ثم اقام فی الوقت لا یتغیر فرضہ وان لم یصل حتی اقام فی آخر الوقت ینقلب فرضہ اربعاً۔ وان لم یبق من الوقت الا قدر ما یسع فیہ بعض الصلاۃ (عالمگیری مصری صلاۃ المسافر ص ۱۳۲ / ج ۱) ظفیر

دریں دیہات زائد از مسیرۃ سہ ایام می شود دریں صورت بر و قصر واجب است یا نہ۔

الجواب:۔ ہرگاہ قصد شخص مذکور بوقت خروج برائے سفر دورہ جمیع دیہات مذکور است کہ مسافتش سہ یوم یا زیادہ از مسیرۃ سہ یوم یعنی سہ منزل است قصر برو واجب است من خرج من عمارۃ موضع اقامتہ الخ قاصداً مسیرۃ ثلثۃ ایام ولیالیھا الخ درمختار[1]۔ فقط

سفر شرعی میں قصر کرے خواہ تھوڑی دور پر قیام ہی کیوں نہ کرنا پڑے

سوال (۲۲۶۶) میں مسافر مارواڑ کا ہوں اور احمد آباد علاقہ میں چار پانچ ماہ کے ارادہ سے جاتا ہوں مگر کسی کام کی وجہ سے ہر دن کوس دو کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالتا ہوں۔ مثلاً آج یہاں تو کل کسی دوسرے مقام میں دو تین میل کے فاصلہ پر پڑاؤ ہوتا ہے۔ تو اس صورت میں قصر کرنا چاہئے یا نہ۔

جنگل میں ایک ماہ کے ارادہ سے قیام کریگا تو بھی قصر کرنا ہوگا

سوال (۲۲۶۷) مسافر باہر جنگل میں ایک ماہ کامل کے ارادہ سے مقیم ہوا تو قصر کرے یا پوری نماز پڑھے۔

الجواب:۔ (۱) اس صورت میں نماز قصر پڑھنی چاہئے[2]۔

(۲) جنگل میں مقیم نہیں ہوتا اس لئے اس کو نماز قصر پڑھنی چاہئے[3]۔ فقط۔

---

[1] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ص ۷۳۲/۱۔ ۱۲ ظفیر۔

[2] اوینوی الخ اقامتہ نصف شھر حقیقۃ او حکماً الخ بموضع واحد صالح لھا من مصر او قریۃ الخ فیقصر ان نوی الاقامۃ فی اقل منہ ای من نصف شھر او نوی فیہ لکن فی غیر صالح کبحر وجزیرۃ او نوی فیہ بموضعین مستقلین الخ او دخل بلدۃ ولم ینوھا ای مدۃ الاقامۃ بل ترقب السفر غداً او بعدہ ولو بقی علی ذالک سنین (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ص ۷۳۶/۱) ظفیر۔

[3] وصلاحیۃ الموضع حتی نوی الاقامۃ فی براو بحر او جزیرۃ لم یصح (عالمگیری مصری صلاۃ المسافر ص ۱۳۰/۱) ظفیر۔

سفر میں وتر معاف نہیں اور سنن پڑھنا بھی ثابت ہے

سوال (۲۲۶۸) ایک شخص مدعی ہے کہ مسافر کے لئے سنن اور وتر معاف ہے اور ترک کرنے سے گناہ نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں کبھی نہیں پڑھے ہیں تو یہ دعوی صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ وتر واجب ہیں ان کا ترک کسی حال میں جائز نہیں ہے مسافر ہو یا مقیم۔ اور سنن کے بارہ میں افضل یہ ہے کہ حالت امن و قرار میں پڑھے اور اگر عجلت ہے تو ترک کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے[1]۔ اور ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں سنن پڑھی ہیں[2]۔ فقط۔

جو برابر سفر میں رہے قصر کرے

سوال (۲۲۶۹) ایک شخص سہارنپور کے ریلوے دفتر میں ملازم ہیں اور ان کا مکان سہارنپور سے ۲۷ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ان کو چوبیس گھنٹہ ریل گاڑی ہی میں رہنا پڑتا ہے اور انبالہ تک اور ادھر غازی آباد تک جانا ہوتا ہے۔ ان کو نماز قصر پڑھنی چاہئے یا پوری۔

الجواب:۔ ایسی حالت میں جب تک اپنے وطن اصلی جانا نہ ہو قصر ہی پڑھتے رہیں[3]۔ فقط

کشتی اور جہاز پر رہنے والے قصر نماز پڑھیں

سوال (۲۲۷۰) جو جہاز خلیج میں رات کو کنارہ پر مربوط رہتے ہیں اور دن کو تین مرتبہ نصف ساعت کی مقدار میں اس پار سے اس پار کو

---

[1] ویأتی المسافر بالسنن ان کان فی حال امن و قرار والا بان کان فی خوف و قرار لا یأتی بہا ھو المختار (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ المسافر ص ۷۴۲/ ج ۱) ظفیر

[2] وروی عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یتطوع فی السفر قبل الصلوٰۃ ولا بعدھا وروی عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یتطوع فی السفر (ترمذی شریف باب ماجاء فی التطوع فی السفر ص ۷۲/ ج ۱) ظفیر

[3] من خرج من عمارۃ موضع اقامتہ الخ قاصدا الخ مسیرۃ ثلثۃ ایام ولیالیہا الخ صلی الفرض الرباعی رکعتین وجوبا الخ حتی یدخل موضع مقامہ الخ او ینوی الخ اقامۃ نصف شہر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ المسافر ص ۷۳۲/ ج ۱) ظفیر

آتے جاتے ہیں، آیا اس جہاز کے ملازمین نماز قصر کریں گے یا پوری پڑھیں گے اور وطن اصلی ان لوگوں کا تین روز کا فاصلہ ہے اور یہ لوگ جہاز ہی میں رہتے ہیں، کھانا پینا اور سونا جہاز ہی میں ہوتا ہے۔

الجواب:۔ جو لوگ دور سے آکر جہاز کی ملازمت کرتے ہیں مثلاً تین دن کی مسافت یا زیادہ طے کر کے آکر جہاز میں ملازم ہو جاتے ہیں اور پھر برابر دریا میں جہاز چلاتے رہتے ہیں کسی موضع صالح للاقامۃ میں پندرہ دن کے قیام کی نیت سے قیام نہیں کرتے تو وہ مسافر ہیں نماز قصر پڑھیں، درمختار میں ہے فیقصر ان نوی الاقامۃ فی اقل منہ ای من نصف شہر او نوی فیہ لکن فی غیر صالح کبحر او جزیرۃ الخ (درمختار) قولہ کبحر قال فی المجتبی والملاح مسافر الا عند الحسن وسفینتہ ایضاً لیست بوطن اھ الخ[1] ۔ فقط۔

ریلوے ڈرائیور جو انجن پر دوڑتا رہتا ہے قیام یک جگہ چند گھنٹوں سے زیادہ نہیں رہتا کیا کرے

سوال (۲۲۷۱) ایک ڈرائیور جو کہ ریل گاڑی چلاتا ہے اپنے ہیڈ کوارٹر یعنی مستقر سے روانہ ہو کر سو میل یا کم و بیش دورہ کرتا ہے اور جب اپنی ڈیوٹی پوری کر لیتا ہے تو دوسرے مستقر پر جا کر کم از کم بارہ گھنٹہ یا چوبیس گھنٹہ آرام کرتا ہے پھر چند گھنٹہ بعد دوسری گاڑی لیکر واپس ہوتا ہے۔ جب اپنے پہلے مستقر پر پہنچتا ہے تو یہاں بھی اس کو اتنے ہی قیام کا موقع ملتا ہے تو اسکو ہر دو جگہ قصر کرنا چاہئے یا پوری نماز پڑھنی چاہئے۔

الجواب:۔ اس کو دونوں جگہ نماز قصر پڑھنی چاہئے[2] ۔ فقط

ملازم اپنے آقا کے تحت ہے وہ قصر کرے تو یہ بھی کرے

سوال (۲۲۷۲) ایک شرعی مسافر کسی

---

[1] ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ص۷۳۶ ج۱ ۱۲ ظفیر [2] من خرج من عمارۃ موضع اقامتہ الخ قاصداً الخ مسیرۃ ثلاثۃ ایام ولیالیہا الخ صلی الفرض الرباعی رکعتین وجوباً الخ فیقصر ان نوی الاقامۃ فی اقل منہ ای من نصف شہر (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ص۷۳۲ ج۱ تا ص۷۳۶ ج۱) ظفیر

موضع میں پہنچا اور وہاں کے ایک باشندہ کو بایں شرط ملازم رکھا کہ جب تک میں سفر میں رہوں، تم میرے ساتھ رہنا۔ انتہائی مسافت کچھ بیان نہیں کی۔ اس موضع سے نکل کر پانچ چھ میل کے فاصلہ پر کسی گاؤں میں پہنچا۔ بغیر نیت اقامت چار ہفتہ وہاں رہا اور برابر نماز قصر پڑھتا رہا۔ اب ملازم کے لئے کیا حکم ہے۔ بہ تبعیت آقا خود بھی قصر کرے گا یا اتمام۔

الجواب:۔ ملازم مذکور اس صورت میں تابع اپنے آقا کے ہے جو نیت آقا کی ہوگی اسی کی متابعت ملازم پر ہوگی، لیکن نیت متبوع کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ درمختار میں ہے والمعتبر نية المتبوع الخ ولابد من علم التابع بنية المتبوع الخ[1] وفی ردالمحتار قوله واجير ای مشاهرة او مسانهة الخ[2] پس جب کہ اجیر تابع مستاجر کے ہوتا ہے اسی طرح ملازم مذکور بھی تابع ہوگا کیونکہ وہ بھی اجیر مشاہرۃ ہے۔ فقط۔

چند گاؤں میں چکر کاٹنے سے مسافت پوری ہو جائے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۲۷۳) ایک شخص کے چند دیہات میں جو اسکے وطن سے ہر ایک مسافت قصر سے کم ہے۔ اگر یہ شخص اپنے ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کو یکے بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا جس سے مسافت قصر پوری ہو جاتی ہے اور اسی قصد سے وطن سے گیا ہو تو اس شخص کے لئے احکام سفر ثابت ہوں گے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس پر احکام قصر ثابت ہوں گے۔[3] فقط۔

غیر مقلدین کا تین میل پر قصر کرنا اور ان کی مستدل حدیث کی تاویل

سوال (۲۲۷۴) عند الفقہاء ۴۸ میل پر دوگانہ مسافر پڑھتا ہے اور غیر مقلد تین میل پر دوگانہ پڑھتے ہیں ۔۔۔

---

[1] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ص ۷۴۴ ج ۱ ۔ ۱۲ [2] ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ص ۷۴۵ ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر [3] فاذا قصد بلدة والی مقصده طريقان احدهما مسيرة ثلاثة ايام ولياليها والاخرى دونها فسلك الطريق الابعد كان مسافرا عندنا هكذا فی فتاوی قاضی خان (عالمگیری مصری باب صلاۃ المسافر ص ۱۳۰ ج ۱) ظفیر۔

ثبوت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث پیش کرتے ہیں جس میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین میل پر دوگانہ پڑھا ہے، اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔

الجواب: - تین منزل (جس کے ۴۸ میل ہوتے ہیں) کی مسافت کا ارادہ ہو تو شہر سے باہر نکلتے ہی قصر شروع ہو جاتا ہے[1] اور یہی تاویل ہے اس حدیث شریف کی جس میں یہ آیا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ شریف سے باہر تین میل پر قصر کیا یعنی ارادہ آپ کا دور کا تھا مگر تین میل پر مدینہ سے نکل کر وقت نماز کا ہوا تو آپ نے قصر نماز پڑھی۔ فقط

اجیر اگر اپنے وطن میں پہونچے تو وہ مقیم کے حکم میں ہوگا خواہ اس کا مالک ساتھ ہی کیوں نہ ہو

سوال (۲۲۷۵) اجیر مشاہرۃً یعنی ملازم اگر سفر کرتا ہو مع اپنے آقا کے اپنے موضع میں پہنچے تو قصر کرے گا یا پوری نماز پڑھے گا، فتاوی حمادیہ میں ہے عبد سافر مع مولی فدخلا فی وطن العبد لا یصیران مقیمین۔ اما العبد فلانہ تابع واما المولی لم توجد نیۃ الاقامۃ ولا دخول الوطن الاصلی۔ یہ مسئلہ عبد ہی کے ساتھ مخصوص ہے یا اجیر کا بھی یہی حکم ہے۔

الجواب: - اجیر مشاہرۃً اگرچہ بلحاظ تبعیت عبد کے حکم میں ہے اور کوئی شبہ نہیں کہ وطن اقامت میں اگر یہ صورت پیش آئے تو عبد کی طرح اس کی نیت کا بھی اعتبار نہ ہوگا۔ اس کی اقامت وسفر کا مدار مستاجر کی نیت پر ہے لیکن وطن اصلی میں یہ صورت نہیں کیونکہ وہاں تو پہنچتے ہی سفر باطل ہو جاتا ہے۔ نیت وعدم نیت کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ لہذا اگر اجیر مستاجر کے ساتھ اپنے وطن اصلی میں پہنچے تو سفر فوراً باطل ہو جائے گا اور اس کے علاوہ اور جگہ متبوع کی نیت کے تابع رہے گا۔ درمختار میں ہے والمعتبر نیۃ المتبوع لانہ الاصل لا التابع کامرأۃ وفاھا مھرھا المعجل وعبد الخ واجیر الخ مع زوجہ

---

[1] من خرج من عمارۃ موضع اقامتہ الخ قاصداً الخ مسیرۃ ثلاثۃ ایام ولیالیھا الخ ولا اعتبار بالفراسخ علی المذھب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ المسافر ص ۷۳۵ / ج۱) ظفیر

ومولی ومستاجر اھ۔ فقط

متقدی مسافر مقیم امام کے پیچھے کتنی رکعت کی نیت کرے

سوال (۲۲۷۶) امام مقیم ہے مقتدی مسافر تو کیا مقتدی چہ گانہ نیت کرے یا دوگانہ۔

الجواب:۔ مسافر کو اقتداء مقیم کی جائز ہے اور مقتدی مسافر امام مقیم کی اتباع کی وجہ سے چار رکعت پڑھے گا اور چار ہی رکعت کی نیت کرے گا۔ درمختار میں ہے وان اقتدی المسافر بالمقیم فیصح فی الوقت ویتم اھ[۱]۔

ایک شہر چھوڑ کر دوسرے میں چلا گیا اب پہلے میں آئے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۲۷۷) ایک شخص نے کسی وجہ سے اپنے اہل وعیال کو الف شہر سے ب شہر کو بھیج دیا اور وہ الف شہر کے گرد ونواح میں مسافت طے کر کے وقت گزارتا ہے۔ اگر وہ شخص الف شہر میں آئے جہاں اس کا کرایہ کا مکان مقفل ہے تو وہاں وہ مقیم کہلایا جائے گا یا مسافر۔

دوسرے جب وہ شخص ب شہر میں جائے جہاں اس کے کل عزیز واقارب ہیں مگر وہاں اس کا قیام دس روز سے بھی کم ہے اور اسے الف شہر واپس آنا ہے جہاں وہ مستقل طور پر قیام پذیر ہے تو ایسی صورت میں وہ ب شہر میں مقیم سمجھا جائے گا یا مسافر؟ اس کو ہر طرح کا آرام ب شہر میں ہے اور الف شہر میں اس کے اہل وعیال عارضی طور پر چلے گئے ہیں۔

الجواب:۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا وطن اصلی ب شہر ہے جہاں اس کے کل عزیز واقارب ہیں۔ پس اگر اس کا وطن اصلی ب شہر ہی ہے تو وہاں پہنچتے ہی فوراً نماز پوری پڑھنی چاہئے اور الف شہر میں اگر وہ بوجہ ملازمت رہتا ہے تو وہ وطن اقامت ہے اگر وہاں پندرہ دن یا زیادہ کے قیام کی نیت ہو تو نماز پوری پڑھے ورنہ قصر کرے۔ حاصل یہ ہے کہ وطن اصلی میں

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ المسافر ص ۷۴۴ ج ۱ و ص ۷۴۵ ج ۱ شامی میں ہے قولہ واجبیر ای مشاھرۃ او مسانھۃ اھ (رد المحتار باب ایضاً ص ۷۴۵ ج ۱) ظفیر۔

[۲] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ المسافر ص ۷۴۱ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

نماز پوری پڑھنی چاہئے اگرچہ ایک دو روز کو وہاں آوے، اور وطن اقامت میں اگر پندرہ دن کی نیت قیام کی ہو تو پوری نماز پڑھنی چاہئے ورنہ قصر کرے اور وطن اصلی وہ ہے اس کی پیدائش ہے اور والدین رہتے ہیں اور نکاح ہوا ہے غرض جس جگہ کا وہ اصلی رہنے والا ہے وہ وطن اصلی ہے جب تک اس کو چھوڑ کر دوسرا وطن نہ بنالیوے وہی وطن اصلی رہے گا۔[1] فقط۔

کس قدر سفر پر قصر ہے

سوال (۲۲۷۸) نماز قصر کس قدر سفر میں ہے۔

الجواب: - تین منزل سفر پر قصر واجب ہے۔[2]

قصر نہ کرے تو گنہ گار ہوگا یا نہیں

سوال (۲۲۷۹) نماز قصر نہ کرے تو گنہگار ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب: - گنہگار ہوتا ہے۔[3]

قصر کی حالت میں سنت و وتر ہے یا نہیں

سوال (۲۲۸۰) قصر کی حالت میں سنت و وتر ہیں یا نہیں

الجواب: - وتر پڑھنے ضروری ہیں اور سنتوں کو بھی اطمینان و فرصت میں نہ چھوڑے[4]

ظہر و عصر ایک وقت میں سفر کے اندر جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۲۸۱) نماز ظہر و عصر سفر کی حالت میں ملا کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: - ایک وقت میں دونوں کو پڑھنا جائز نہیں۔[5]

---

[1] الوطن الاصلی هو موطن ولادته او تأهله او توطنه يبطل بمثله اذا لم يبق له بالاول اهل فلو بقي له يبطل الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار ص ۷۴۳ ج ۱) ظفیر۔ [2] السفر الذی یتغیر به الاحکام ان یقصد مسیرة ثلثة ایام ولیالیها بسیر الابل ومشی الاقدام الخ والسیر المذکور هو الوسط (ہدایہ باب صلاة المسافر ص ۱۴۶ ج ۱) ظفیر۔ [3] وفرض المسافر فی الرباعیة رکعتان لا یزید علیها الخ وان صلی اربعا وقعد فی الثانیة قدر التشهد اجزأته الاولیان عن الفرض والاخریان له نافلة (ہدایہ ایضاً) [4] وبعضهم جوز للمسافر ترک السنن والمختار انه لا یاتی بها فی حال الخوف ویاتی بها فی حال القرار والامن (عالمگیری ص ۱۳۰ ج ۱) ظفیر۔ [5] ولا جمع بین فرضین فی وقت بعذر سفر ومطر خلافا للشافعی وما رواه محمول علی الجمع فعلا، لا وقتا فان جمع فسد ولو قدم الفرض علی وقته وحرم لو عکس ای اخره عنه وان صح بطریق القضاء (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصلوٰة قبیل باب الاذان ص ۳۵۴ ج ۱ وص ۳۵۵ ج ۱) ظفیر۔

بطور دورہ سفر کرنے والے پر قصر ہے یا نہیں

سوال (۲۲۸۲) ملازمت کی حالت میں جو لوگ سفر بطور دورہ کرتے ہیں ان پر قصر واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:- تین منزل کا سفر ہو تو قصر لازم ہے۔ یعنی دورہ میں اخیر تک جہاں جانے کا ارادہ ہے، وہ اگر تین منزل دور ہے تو قصر کرنا چاہئے۔[1]

قصر کرنے والے امام نے نماز پوری پڑھ لی تو امام و مقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں

سوال (۲۲۸۳) ایک مسافر قصر پڑھنے والا نماز عشاء کا امام ہوا اور بجائے قصر کے پوری چار رکعت نماز پڑھی وہ نماز امام و مقتدیوں کی ہوئی یا نہیں۔

ریل کے سفر میں پوری نماز پڑھنا کیسا ہے

سوال (۲۲۸۴) دوسرے یہ کہ اگر قصر کرنے والا اس خیال سے کہ سفر ریل آرام کا ہے قصر نہ کرے تو کیا وہ گنہ گار ہوگا؟۔

الجواب:- امام اگر دو رکعت پر بیٹھ گیا ہے تو اس کی نماز ہوگئی اور مقتدیوں نے اگر اس کے ساتھ ساتھ نماز پوری کی تو ان کی نماز نہیں ہوئی۔ کما قال الشامی۔ فلو اتم المقیمون صلاتہم معہ فسدت لانہ اقتداء المفترض بالمتنفل ای اذا قصدوا متابعتہ الخ۔[2]

(۲) قصر کرنا مسافر کو لازم ہے کہ ریل کا سفر آرام دہ ہے۔ پوری نماز پڑھنا درست نہیں۔[3] فقط

ساٹھ میل کی دوری پر جانا ہو تو قصر کرے یا نہیں

سوال (۲۲۸۵) زید نے اپنے وطن اصلی سے ب شہر کو جو ۶۰ میل سے زائد فاصلہ پر ہے جاتا ہے مگر اس کی نیت بروقت روانگی

---

[1] اقل مسافۃ تتغیر فیہا الاحکام مسیرۃ ثلاثۃ ایام ۱۲ الخ والقصر واجب (عالمگیری باب فی صلاۃ المسافر ص ۱۲۹/۱) ظفیر۔
[2] رد المحتار باب صلاۃ المسافر ص ۷۴۱/۱ ۱۲ ظفیر۔
[3] والقصر لازم عندنا الخ وھی تدل علی ان الفرض رکعتان وان الاتمام منکر ولو کان جائزا لفعلہ علیہ الصلاۃ والسلام مرۃ تعلیما للجواز (غنیۃ المستملی فصل صلاۃ المسافر ص ۴۹۹) ظفیر۔

۱۵ یوم سے زیادہ ب شہر میں قیام کرنے کی ہے ایسی صورت میں راہ میں اسے قصر کرنا چاہئے یا نہیں۔

پندرہ دن قیام کے بعد چلے گا تو سفر یہاں سے شمار ہوگا یا پہلے شہر سے

سوال (۲۲۸۶/۲) مثلاً زید ب پہلے شہر سے بعد قیام زائد از ۱۵ یوم ج شہر کو جائے تو قصر کرنے کے لئے فاصلہ کا شمار ب شہر سے کیا جائے گا یا زید کے وطن اصلی سے۔

مقیم مسافر کے پیچھے چار رکعت کی نیت کرے

سوال (۲۲۸۷/۳) مقیم کو مسافر امام کے پیچھے مثلاً نماز عصر میں چار رکعت کی نیت کرنی چاہئے یا دو رکعت کی۔

الجواب: - (۱) نماز کو قصر کرنا چاہئے۔[1]

(۲) اس صورت میں فاصلہ کا شمار ب شہر سے کیا جاوے گا۔[2]

(۳) چار رکعت کی نیت کرنی چاہئے، دو رکعت اپنی امام کے ساتھ اور دو بعد میں پڑھے گا۔[3] فقط

جہاں نکاح ہو گیا وہ مطلقاً وطن اصلی کے حکم میں ہے

سوال (۲۲۸۸/۱) در مختار میں وطن اصلی میں اس جگہ کو بھی لکھا ہے او تاہلہ، یعنی نکاح کرنے کی جگہ، تو کیا مطلقاً وہ جگہ جہاں نکاح ہوا ہے وطن اصلی ہے یا اس کا کچھ اور مطلب ہے۔ اور اس کی کیا تفصیل ہے۔

عورت کا وطن اصلی سسرال ہے یا والدین کا گھر اور اگر کوئی وطن اقامت سے دس بارہ میل سفر کرے تو مسافر ہوگا یا نہیں

سوال (۲۲۸۹/۲) عورت کا وطن اصلی اس کی سسرال ہے یا والدین کا گھر

---

[1] من خرج من عمارة موضع اقامته قاصداً مسيرة ثلاثة ايام ولياليها صلى الفرض الرباعي ركعتين وجوبا (الدر المختار على هامش رد المحتار باب صلاة المسافر ص ۷۳۲ ج ۱) [2] ويبطل الاقامة بمثله والوطن الاصلي وبانشاء السفر (ايضاً ص ۷۴۳ ج ۱) ظفير [3] وصح اقتداء المقيم بالمسافر في الوقت وبعده فاذا قام المقيم الى الاتمام لا يقرأ ولا يسجد للسهو في الاصح لانه كاللاحق والقعدتان فرض عليه وقيل لا (ايضاً ص ۷۴۲ ج ۱) ظفير

وطن ولادت سے کیا مراد ہے، مطلقاً یا وہ جگہ جس کو عرف میں وطن کہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی جگہ ملازم ہوا اور اس کا وطن وہاں سے سفر شرعی کی مسافت پر ہو تو اگر یہ شخص ملازمت کی جگہ سے دس بارہ میل کا سفر کرے تو مسافر ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ (۱) وطن اصلی کے معنی یہ لکھتے ہیں کہ وطن قرار ہو یعنی وہاں رہنا مقصود ہو پس موضع تاہل یعنی تزوج وطن اصلی اسی وقت ہوتا ہے کہ وہاں رہنا مقصود ہو اور اس کی زوجہ وہاں رہتی ہو۔ یہ مطلب نہیں کہ اگر کسی جگہ سے نکاح کر کے عورت کو لے آیا تو پھر بھی وہ موضع نکاح وطن ہو جاوے۔ حاصل یہ ہے کہ جس جگہ اس کی زوجہ رہتی ہے اور اس کو وہاں رہنا مقصود ہے تو وہ بھی وطن اصلی ہے۔ اگر دو زوجہ دو شہروں میں رہتی ہیں تو دونوں وطن اصلی ہیں۔ ولو کان ببلدتین فایتهما دخل صار مقیماً[1] (شامی)

اس عبارت سے واضح ہے کہ زوجہ کا وہاں رہنا اور ہونا معتبر ہے۔ محض نکاح کر کے کہیں سے لے آنا یہ سبب وطن بننے کا نہیں ہے۔

(۲) عورت تابع مرد کے ہے شوہر اس کا اس کو جہاں رکھے وہی اس کا وطن ہوگا[2] وطن ولادت وہ ہے جہاں وہ پیدا ہوا اور اس کے والدین وہاں رہتے ہیں، ملازمت کی جگہ جہاں وہ مقیم ہے اور بوجہ اقامت کے نماز پوری پڑھتا ہے تو جب تک وہاں سے مسافت شرعیہ کے سفر کے ارادہ سے نہ نکلے گا قصر نہ کرے گا[3]۔

سرکاری ملازم جو اڑتالیس یا ساٹھ میل کے اندر دورہ کرتا ہے قصر کرے یا نہیں

سوال (۲۲۹۰) زید ملازم سرکاری ہے اس کے رہنے کا مقام لف ہے مگر اس کو کبھی تو صرف اطراف میں

[1] رد المختار باب صلاۃ المسافر ص ۷۴۲ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] والمعتبر نیۃ المتبوع لانہ الاصل لا التابع کامرأۃ وفاها مهرها المعجل (الدر المختار علی هامش رد المختار باب صلاۃ المسافر ص ۷۴۲ ج ۱) ظفیر۔ [3] ویبطل وطن الاقامۃ بمثله وبالوطن الاصلی وبانشاء السفر (الدر المختار علی هامش رد المختار باب صلاۃ المسافر ص ۷۴۳ ج ۱) ظفیر

یعنی ۴۸ میل کے اندر اور کبھی پچاس، ساٹھ، اسی میل تک دورہ کرنا پڑتا ہے اور دورہ میں چھ روز یا آٹھ روز یا دس روز گذر جاتے ہیں۔ رہنے کے مقام کو واپس نہیں آتا۔ اس صورت میں قصر کرے یا نہ۔

الجواب :۔ اگر گھر سے نکلنے کے وقت اس نے ارادہ کیا تھا کہ اس دورہ میں منتہائے سفر فلاں مقام ہے کہ جو اڑتالیس میل یا زیادہ جائے رہائش سے ہے تو قصر لازم ہے ورنہ نہیں۔

الہ آباد سے بمبئی دو چار ماہ قیام کی نیت سے روانہ ہوا تو راستہ میں قصر کرے گا یا نہیں

سوال (۲۲۹۱) زید الہ آباد سے بمبئی کو روانہ ہوا، مگر بمبئی دو چار ماہ رہنا چاہتا ہے اس صورت میں راستہ میں قصر کرے گا یا پوری پڑھے گا۔

الجواب :۔ راستہ میں قصر کرے گا۔[1]

قصر سے متعلق چند سوالات

سوال (۲۲۹۲/۱) اگر کوئی شخص وطن سے باہر بیالیس میل پر جا ٹھہرے اور اس جگہ پر پندرہ روز یا کم کا ارادہ مقیم ہونے کا ہو تو نماز قصر کرنی جائز ہے یا نہیں۔

سوال (۲۲۹۳/۲) جہاں فرض قصر ہیں وہاں سنت اگر نہ پڑھیں گناہ تو نہیں ہے۔

سوال (۲۲۹۴/۳) حالت سفر میں دو نمازوں کا ایک جگہ جمع کرکے جیسا کہ ظہر کی عصر کے ساتھ عشاء کی مغرب کے ساتھ یکجا پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :۔ (۱) تین دن کی مسافت پر قصر ہوتا ہے۔ اڑتالیس میل اس کا اندازہ کیا گیا ہے۔ وہاں جا کر اگر پندرہ دن قیام کا ارادہ ہے تو نماز پوری پڑھے اس سے کم قیام کا

---

[1] من خرج من عمارۃ موضع اقامتہ الخ قاصداً الخ مسیرۃ ثلٰثۃ ایام ولیالیہا الخ صلی الفرض الرباعی رکعتین (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب صلاۃ المسافر ص ۷۳۲/۱) قولہ قاصدا اشار بہ مع قولہ خرج الی انہ لو خرج ولم یقصد او قصد ولم یخرج لایکون مسافرا (رد المختار ص ۷۳۳/۱) ظفیر

ارادہ ہے تو قصر کرے۔

(۲) گناہ نہیں لیکن حالت قیام میں سنتوں کو پڑھنا اچھا ہے[1]۔

(۳) اگر اس طرح جمع کرے کہ ظہر اپنے اخیر وقت میں ہو اور عصر اپنے اول وقت میں تو یہ جمع درست ہے۔ یہ جمع صورتاً ہے حقیقتاً نہیں یعنی ایسا نہ کرے کہ عصر کو ظہر کے وقت میں ظہر کے ساتھ پڑھے، یا ظہر کو قضاء کر کے عصر کے وقت میں عصر کے ساتھ پڑھے یہ درست نہیں ہے[2]۔

گھر سے کتنے فاصلہ پر جا کر قصر شروع کرے

سوال (۲۲۹۵/۱) گھر سے کتنے فاصلہ پر جا کر قصر کر سکتا ہے۔

ریلوے ملازم جو برابر سفر میں رہے کیا کرے

سوال (۲۲۹۶/۲) بندہ ریلوے ملازم ہے اور ہمیشہ سفر میں بتلا ہے کسی جگہ دو دن کسی جگہ چار دن اور کسی جگہ دو تین ماہ متواتر رہنے کا بھی اتفاق ہوتا ہے ایسی حالت میں نماز پوری پڑھوں یا قصر۔

قصر کے حکم کے باوجود اگر پوری نماز پڑھی جائے تو جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۲۹۷/۳) اگر میں اس رعایت یعنی قصر کا مستحق ہوں اور پھر بجائے دوگانہ کے پوری نماز ادا کروں تو جائز ہے یا نہیں

حالت سفر میں سنن مؤکدہ و وتر کا کیا حکم ہے

سوال (۲۲۹۸/۴) ایسی حالت میں سنن مؤکدہ، وتر اور نوافل کی ادائیگی کا کیا حکم ہے۔

مغرب کی فرض میں قصر ہے یا نہیں اور ہے تو کیا

سوال (۲۲۹۹/۵) مغرب کے تین فرضوں کا کیا حکم ہے۔

---

[1] ویأتی المسافر بالسنن ان کان فی حال امن وقرار والا لا یأتی بہا ہو المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ المسافر ص ۲/۱۳۲ ظفیر

[2] ولا یجوز الجمع عندنا بین الصلاتین فی وقت واحد سوی الظہر والعصر بعرفۃ والمغرب والعشاء بمزدلفۃ (غنیۃ المستملی ص ۵۰۷) ظفیر۔

الجواب:- (۱) اس کا نام قصر ہے، سفر میں نماز قصر کرنے کا حکم ہے یعنی جو نماز چار رکعت ہے سفر میں دو رکعت پڑھی جاتی ہیں مغرب اور صبح کی نماز میں قصر نہیں ہے۔ شرط قصر یہ ہے کہ تین منزل سفر کا ارادہ ہو یا اس سے زیادہ کا اور تین منزل کا اندازہ اڑتالیس میل سے کیا گیا ہے۔

(۲) آپ جیسے سفر کرنے والے کے لئے جب کہ سفر تین منزل کا یا اس سے زیادہ ہو یہ حکم ہے کہ اگر کسی جگہ پندرہ دن کے قیام کا یا اس سے زیادہ قیام کا ارادہ ہو تو پوری نماز پڑھیں ورنہ قصر کرتے رہیں[1]۔

(۳) مسافر شرعی کو جیسا کہ آپ کا سفر ہے، جب تک کسی بستی میں پندرہ دن یا زیادہ کے قیام کا ارادہ نہ ہو تو نماز قصر کرنا واجب ہے پوری نماز نہ پڑھنی چاہئے۔ یہ جائز نہیں ہے[2]۔

(۴) سنن مؤکدہ حالت اطمینان میں پڑھنا چاہئیں اگر عین سفر میں ہو اور جلدی ہو تو نہ پڑھے اور فرض ہر حال میں پڑھنا چاہئے[3]۔

(۵) مغرب میں قصر نہیں ہے[4]۔ فقط۔

میدان جنگ کے سپاہی جن کو علم نہیں ہوتا کیا کریں

سوال (۲۳۰۰) ہم لوگ میدان جنگ میں شامل ہیں لیکن دس روز کہیں بیس روز کہیں ٹھیرنا ہوتا ہے اور ہم کو پہلے سے کوئی اطلاع نہیں ہوتی، چاہے ایک روز میں گھر چلے آویں یا دس برس تک نہ آویں اس صورت میں

[1] و [2] من خرج من عمارة اقامته قاصدا مسيرة ثلاثة ايام الخ صلى الفرض الرباعي ركعتين وجوبا الخ حتى يدخل موضع مقامه الخ او ينوى الخ اقامة نصف شهر حقيقة او حكما (در مختار باب صلاة المسافر) ظفير [3] ويأتي المسافر بالسنن ان كان في حال امن وقرار والا لا ياتي بها هو المختار (الدر المختار على هامش رد المحتار باب صلاة المسافر ص ۷۴۲/ ج ۱) ظفير [4] صلى الفرض الرباعي ركعتين (در مختار) واحترز بالفرض عن السنن والوتر وبالرباعي عن الفجر والمغرب (رد المحتار ص ۷۳۵/ ج ۱) ظفير

نماز قصر پڑھیں یا نہ اور سنتیں بھی پڑھیں یا کیا اور جمعہ کی بابت کیا حکم ہے

الجواب: - ایسی حالت میں نماز قصر ہی ادا کرنی چاہئے[1] اور سنتوں کا حکم یہ ہے کہ اگر حالت اطمینان میں ہوں تو سنتوں کا ادا کرنا بہتر ہے ورنہ ترک کر دی جاویں۔ در مختار میں ہے کہ مسافر اگر حالت امن و قرار میں ہو تو سنتیں مؤکدہ پڑھے اور اگر امن و قرار نہ ہو تو نہ پڑھے اور امام ہندوانی رح فرماتے ہیں کہ ٹھیرنے کی حالت میں سنتیں پڑھے اور چلنے کی حالت میں نہ پڑھے[2] کذا فی الشامی۔ اور مسافر پر جمعہ فرض نہیں ہے۔ اگر کہیں موقعہ ملے اور جمعہ پڑھے تو اچھا ہے ضروری نہیں ہے، اگر جمعہ پڑھ لیا تو ظہر کی نماز ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے اور اگر جمعہ نہ پڑھا تو ظہر کی نماز پڑھنی چاہیے[3]

ایک دائرہ میں برابر گردش کرتا ہو مگر وہ مقامات تین دن کی مسافت پر نہ ہوں کیا کرے

سوال (۲۳۰۱) دورہ میں مجھکو اطراف دیہات میں پھرنا پڑتا ہے اور مسلسل بیس روز پچیس روز یا دس روز جیسی صورت ہو میں اپنے مستقر سے باہر رہتا ہوں مگر کسی ایک مقام پر ایک ہفتہ سے زائد قیام کی اجازت نہیں ہے۔ لیکن یہ مقامات مستقر سے تین دن اور تین رات کی مسافت پر نہیں ہوتے بلکہ مستقر کے اطراف ایک دائرہ میں گردش رہتی ہے مسلسل مسافت کا لحاظ کیا جائے تو سفر حد مقررہ سے بڑھ جاتا ہے اور نظام سفر کا لحاظ کیا جائے تو بہت زیادہ

---

[1] ولو دخل مصرا علی عزم ان یخرج غدا او بعد غد ولم ینو مدۃ الاقامۃ حتی بقی علی ذالک سنین قصر الخ واذا دخل العسکر ارض الحرب فنووا الاقامۃ بہا قصروا وکذا اذا حاصروا فیہا مدینۃ او حصنا الخ (ہدایہ باب صلاۃ المسافر ص ۱۴۹ ج ۱) ظفیر۔

[2] ویاتی المسافر بالسنن ان کان فی حال امن وقرار والا بان کان خوف وفرار لا یاتی بہا ھو المختار (در مختار) وقال الہندوانی رح الفعل حال النزول والترک حال السیر الخ والا عدل ما قالہ الہندوانی رح (رد المحتار باب صلاۃ المسافر) ظفیر [3] ولا تجب الجمعۃ علی مسافر الخ فان حضروا فصلوا مع الناس اجزاءھم عن فرض الوقت الخ (ہدایہ باب الجمعہ ص ۱۵۲ ج ۱) ظفیر۔

مسافت ہو جاتی ہے۔ اندریں صورت نماز میں قصر واجب ہے یا نہیں۔

الجواب: - چونکہ مجموعہ مسافت مدت سفر شرعی سے زیادہ ہے اس لئے مستقر تک لوٹنے تک اس صورت میں نماز کو قصر کرنا چاہئے۔ قال فی الدر المختار حتی یدخل موضع مقامہ ان سار مدۃ السفر الخ قولہ ان سار مدۃ السفر۔ قید بقولہ حتی یدخل ای انما یدوم علی القصر الی الدخول ان سار ثلثۃ[1]۔ الخ

مقیم مقتدی مسافر امام کے سلام کے بعد بقیہ دو رکعتوں میں فاتحہ پڑھے گا یا نہیں

سوال (۲۳۰۲) مسافر امام کے پیچھے اگر مقتدی مقیم نماز پڑھ رہا ہے تو جب امام نے دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرا تو یہ چاروں پوری کرے گا۔ اب دریافت طلب یہ بات ہے کہ دو بعد کی رکعتوں میں فاتحہ پڑھے یا نہیں۔

الجواب: - بعد کی دو رکعت میں کچھ نہ پڑھے بلکہ خاموش کھڑا ہو کر رکوع کردے[2]۔

سسرال میں قصر کرے یا پوری پڑھے...

سوال (۲۳۰۳) سسرال میں دس کوس کا فاصلہ ہے تو زید کو سسرال پہنچکر پوری نماز پڑھنا چاہئے یا قصر کرنا؟ -

مسافر امام نے پوری نماز پڑھ لی تو مقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں

سوال (۲۳۰۴) مسافر امام نے سہواً نماز پڑھ لی تو مقتدیوں کی نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟

پوری نماز سفر میں پڑھنے کی نیت

سوال (۲۳۰۵) مسافر نے منت مانی کہ سفر میں دو چار روز تک پوری نماز پڑھا کروں گا تو منت کے دنوں کی نماز پوری پڑھے یا قصر کرے؟

الجواب: - (۱) سسرال میں پہونچنے پر پوری نماز پڑھے۔ کما فی الشامی۔ قولہ

---

[1] ردالمحتار۔ باب صلاۃ المسافر ص ۷۳۶ ج ۱ ۔ ۱۲ ظفیر۔

[2] وصح اقتداء المقیم بالمسافر فی الوقت وبعدہ فاذا قام المقیم الی الاتمام لا یقرأ ولا یسجد للسہو فی الاصح لانہ کاللاحق والقعدتان فرض علیہ وقیل لا (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار۔ باب صلاۃ المسافر ص ۷۴۲ ج ۱) ظفیر۔

او تأهله ای تزوجه، قال فی شرح المنية[1] ولو تزوج المسافر ببلد ولم ينو الاقامة به فقيل لا يصير مقيما وقيل يصير مقيما وهو الاوجه الخ (دس کوس مسافت قصر نہیں ہے اس لئے صورت مسئولہ میں قصر کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ ظفیر)

(۲) مقتدیوں کی نماز فاسد ہوئی۔ شامی صہ ۳۹۱ ج ۱ ولو اقتدی مقیمون بمسافر واتم بهم بلا نية اقامة وتابعوه فسدت صلاتهم لكونه متنفلا فی الاخریین۔

(۳) قصر کرنا چاہئے یہ منت اس کی لغو ہے کہ معصیۃ ہے اور خلاف شرع ہے قصداً پوری نماز پڑھنے میں گنہ گار ہوگا اور مقیم کی نماز اس کے پیچھے نہ ہوگی۔ کما مر فلو اتم مسافران قعد فی الاولی تم فرضه واساء الخ۔ درمختار[2]۔ فقط۔

سوال (۲۳۰۶) مقیم نے مسافر کی اقتداء اس وقت کی کہ امام مسافر ایک رکعت پڑھ چکا تھا تو اب بعد سلام امام مسافر کے مقیم کو کس طرح نماز پڑھنی چاہئے؟۔

> مقیم نے مسافر امام کی ایک رکعت کے بعد اقتداء کی تو کس طرح نماز پوری کرے

الجواب:۔ اول دو رکعت خالی پڑھے اور تیسری رکعت میں قراءۃ پڑھے[3]۔ فقط

سوال (۲۳۰۷) مسافر جمعہ میں امام ہو سکتا ہے یا نہ؟۔

> مسافر جمعہ میں امام ہو سکتا ہے

الجواب:۔ مسافر امام جمعہ ہو سکتا ہے[4]۔ فقط۔

سوال (۲۳۰۸) ہر سفر میں باوجود امن وامان کے بھی ضرور نماز

> قصر کی دلیل ہر حال میں

---

[1] غنیۃ المستملی صہ ۵۰۵ ۱۲ ظفیر [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ المسافر صہ ۱۰۱ ج ۱

[3] ظفیر [3] ولو اقتدی المقیم بالمسافر صح (الی قوله) فاذا صلی المسافر رکعتين يسلم ويقوم المقيم فيتم صلوته بغير قراءة فی الاصح الخ بخلاف المسبوق (غنية المستملی صہ ۵۴۲) ظفیر [4] ويجوز للمسافر والعبد والمريض ان يؤم فی الجمعة (ہدایہ صہ ۱۵۲ ج ۱) ظفیر

نماز قصر ہی پڑھنا واجب ہے ثابت نہیں ہوتا دلیل وجوب تحریر فرماتیے۔

الجواب:۔ دلیل وجوب یہ حدیث ہے وعن یعلی بن امیة قال قلت لعمر بن الخطابؓ انما قال الله تعالیٰ ان تقصروا من الصلوٰة ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا فقد امن الناس فقال عمر عجبت مما عجبت منه فسألت رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال صدقة تصدق الله بها علیکم فاقبلوا صدقته۔ رواه مسلم[1]۔ حاصل یہ کہ یعلی بن امیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر سے عرض کیا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے نماز قصر کرو اگر تم کو خوف کفار کے فتنہ کا ہو۔ پس اب لوگ مامون ہیں وہ خوف نہیں ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ مجھے یہ شبہ پیش آیا تھا۔ سو میں نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا یہ اللہ کا انعام ہے اس کو قبول کرو۔

ریل میں قصر کتنی مسافت پر کرے

سوال (۲۳۰۹) ریل کے سفر میں کتنی مسافت پر قصر کرنا چاہیئے؟

الجواب:۔ اگر تین منزل پیادہ کا سفر ہو تو ریل میں بھی اس مسافت پر قصر کرنا چاہیئے۔ مثلاً ۴۸ میل کا سفر ہو تو قصر درست ہے اور ضروری ہے[2]۔ فقط۔

آں حضرتؐ نے سفر میں کے رکعت پڑھی

سوال (۲۳۱۰) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں دو رکعت نماز پڑھی تھی یا چار رکعت؟ اور نیز غزوات میں آپ نے دو رکعت پڑھی ہیں۔ آجکل کے روشن خیال لوگوں کے اعتقاد میں صرف دو ہی رکعت نماز فرض ہے چار رکعت نہیں ہیں۔ اس مسئلہ کو مفصل ارقام فرمادیں۔

الجواب:۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بوقت سفر یا غزوات میں

---

[1] مشکوٰۃ ص۱۱۸۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] اعلم ان اقل مدة السفر عندنا مسافة ثلثة ایام من اقصر ایام السنة بالسیر الوسط (الی قوله) وعامة المشائخ قدروها بالفراسخ الخ (غنیة المستملی ص۴۹۷) ظفیر۔

چار رکعت کی جگہ دو رکعت پڑھنا بسبب قصر کے ہے۔ سفر شرعی میں چار رکعت کی جگہ دو رکعت فرض ہوتی ہیں۔ قرآن شریف میں ہے واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ الآیۃ وفی الحدیث عن ابن عباسؓ وعن ابن عمر قالا سن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ السفر رکعتین وھو تمام غیر قصر[1]۔ الحدیث۔ فقط۔

قصر کی حالت میں سنت و وتر

سوال (۲۳۱۱) قصر میں سنتیں و وتر پڑھنا چاہیے یا نہیں؟ اگر کوئی شخص دورہ میں ہے کہ روزانہ کوچ و مقام ہوتے ہیں ایسی حالت میں قصر کرے یا نہ؟ اور وطن سے کس قدر فاصلہ پر ہوئے تب قصر لازم ہے۔

الجواب:- درمختار میں ہے ویاتی المسافر بالسنن ان کان فی حال امن وقرار والا بان کان فی خوف وفرار لا یاتی بہا ھو المختار[2]۔ حاصل یہ ہے کہ مسافر اگر کسی جگہ ٹھہرا ہوا ہے اور عجلت نہیں ہے تو سنتیں پڑھے اور اگر سفر کی جلدی ہے یا خوف ہو تو سنتیں چھوڑ دے۔ پھر کہا کہ عند البعض سنت فجر پھر بھی نہ چھوڑے[3]۔ اگر جائے اقامت سے دورہ میں اتنی دور کا ارادہ کر کے چلا ہے جو تین منزل یعنی ۴۸ میل ہے تو تمام دورہ میں قصر کرتا رہے پھر جب واپس جائے اقامت میں آوے اور کم از کم پندرہ دن کے قیام کی نیت ہو نماز پوری پڑھے[4]۔ فقط۔

---

[1] مشکوٰۃ باب صلاۃ السفر ص ۱۱۹ ۱۲ اخرجہ مسلم فی صحیحہ عن مجاھد عن ابن عباس قال فرض اللہ الصلوٰۃ علی لسان نبیکم فی الحضر اربع رکعات وفی السفر رکعتین (نصب الرایۃ ص ۱۸۹/۲) ظفیر۔ [2] دیکھئے الدر المختار مجتبائی باب صلاۃ المسافر ص ۱۱۸/۱۔ [3] وقیل یصلی سنۃ الفجر خاصۃ وقیل سنۃ المغرب ایضاً بحر (رد المحتار ص /۱)۔ [4] من خرج من عمارۃ موضع اقامتہ قاصدا مسیر ثلاثۃ ایام ولیالیہا الخ او ینوی اقامتہ نصف شھر حقیقۃ او حکما (الی قولہ) اتم مختصرا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صلاۃ المسافر ص ۱۰۷/۱) ۱۲ ظفیر۔

تصر کے لئے گھر بنانا معتبر نہیں

سوال (۲۳۱۲) ایک شخص کی سکونت وطن اصلی میں ہر دوسرے شہر میں فقط زوجہ ثانیہ کے قیام و سکونت کے لئے مکان بنایا، بعد چند سال کے بوجہ ناموافقت آب وہوا کے زوجہ ثانیہ کو وطن اصلی میں لیجانا پڑا اور اس دوسرے شہر کے مکان کو مقفل کر دیا۔ بعض اسباب خانہ داری بھی اب تک وہیں ہیں اور زوجہ کا پھر یہاں آنا بھی مشکوک ہے۔ اس صورت میں اگر وہ شخص کسی ضرورت سے مسافت طے کر کے اس دوسرے شہر میں آئے تو اس کو قصر کرنا ہوگا یا چار رکعت پوری ادا کرنا ہوں گی۔

الجواب:- اس حالت میں اس کو قصر کرنا ہوگا۔ کما فی شرح المنیۃ اذ المعتبر الاھل دون الدار[1] وھکذا فی رد المحتار۔ فقط

وہ مسافر جو پندرہ دن کی نیت نہ کرے

سوال (۲۳۱۳) ایک شخص اپنے مکان سے چھتیس کوس پر تجارت کرتا ہے اس طور سے کہ کسی شہر میں مکان لیکر رہتا ہے اور باہر دیہات میں بغرض پھیری ہر روز جاتا ہے اور شام کو قیام گاہ پر واپس آتا ہے۔ بعض دفعہ ایک دو روز کسی گاؤں میں رہنا ہوتا ہے۔ اس صورت میں نماز قصر کرے یا پوری پڑھے؟۔

الجواب:- اگر پندرہ روز یا زیادہ اس مقام میں قیام کی نیت ہے تو نماز پوری پڑھنی چاہئے۔ نیت قیام کے بعد اگر بطور پھیری دو دو چار چار کوس کے فاصلہ پر دیہات میں جاوے اور شام کو جائے قیام پر لوٹ آوے تو اس سے قصر نماز کا حکم نہیں ہوتا پوری ہی نماز پڑھنی چاہئے لیکن اگر اس مقام جس میں مکان کرایہ پر لیا پندرہ روز قیام کا ارادہ نہیں بلکہ اول سے ہی یہ ارادہ ہو کہ فلاں مقام میں جو چھتیس کوس سے مکان لیکر دیہات میں پھرا کروں گا اور اس جائے قیام میں قیام نہ کروں گا تو پھر قصر کرے[2]۔ فقط۔

---

[1] غنیۃ المستملی ص ۵۰۶ ۱۲ ظفیر [2] عن عبد اللہ بن عمر قال اذا کنت مسافرا فوطنت نفسك علی اقامۃ خمسۃ عشر یوما فاتم الصلوٰۃ وان کنت لاتدری متی تظعن فاقصر (غنیۃ المستملی ص ۵۰۱) ظفیر۔

سفر میں اس نیت سے کہ خدا جانے کب واپس ہونا ہو، کیا کرے

سوال (۲۳۱۴) ایک شخص بایں خیال لمبے سفر میں روانہ ہوا کہ خدا جانے میں کب واپس آؤں۔ وہ قصر کرے یا نہ؟۔

الجواب:- اس کو نماز قصر کرنی چاہئے یعنی دو رکعت پڑھنی چاہئے جب تک کہ پندرہ دن کے قیام کا ارادہ کسی شہر میں نہ کرے[1]۔ فقط۔

سسرال جو تین منزل پر ہے قصر کرے یا نہیں

سوال (۲۳۱۵) زید اگر اپنی سسرال میں جاوے جو تین منزل پر ہے قصر کرے گا یا نہ۔ یعنی پندرہ روز سے کم کے ارادہ سے جاوے اسی طرح اگر ہندہ اپنی سسرال میں بارادہ کم از پندرہ یوم جاوے جو تین منزل پر ہے قصر کریگی یا نہ؟

الجواب:- قال فی الدر المختار الوطن الاصلی ھو موطن ولادتہ او تأھلہ او توطنہ الخ قولہ او تاھلہ ای تزوجہ قال فی شرح المنیۃ ولو تزوج المسافر ببلد ولم ینو الاقامۃ بہ فقیل لا یصیر مقیما وقیل یصیر مقیما وھو الاوجہ[2] الخ شامی۔ اس سے معلوم ہوا کہ زید اور ہندہ صورت مذکورہ میں نماز پوری پڑھیں۔ فقط۔

بلا قصد سفر

سوال (۲۳۱۶) اگر پیمائش کرتے ہوئے آس پاس کے گاؤں میں پھرنا ہو اور جائے قیام سب جگہ تین منزل سے کم ہے اور پیمائش کرتے ہوئے اس گاؤں سے اس گاؤں میں اور اس سے تیسرے اور چوتھے میں تو اس طرح فاصلہ بہت سے گاؤں کا تین منزل سے بہت زیادہ ہو جاوے گا یا کچھ نہ معلوم ہو تو نماز کے قصر کا کیا حکم ہے؟۔

[1] لو دخل مصرا علی عزم ان یخرج غدا او بعد غد ولم ینو مدۃ الاقامۃ حتی بقی علی ذالک سنین قصر لان ابن عمر رض اقام باذربیجان ستۃ اشھر وکان یقصر وعن جماعۃ الصحابۃ مثل ذالک (ہدایہ باب صلوٰۃ المسافر ص ۱۴۹/۱) ظفیر۔

[2] دیکھئے رد المحتار باب صلوٰۃ المسافر ص ۷۴۲/۱ ۱۲ فالاصلی ھو مولد الانسان او موضع تاھل بہ قصد التعیش بہ لا الارتحال عنہ (غنیۃ المستملی ص ۵۰۵) ظفیر۔

الجواب :- اس طرح پیمائش میں پھرنے سے جب کہ اول ارادہ تین منزل کے سفر کا نہیں ہے یا معلوم نہیں ہے اگرچہ پھرتے پھرتے زیادہ ہو جاوے نماز کے قصر کا حکم نہیں ہے نماز پوری پڑھنی چاہیئے[1] ۔ فقط ۔

کیا قصر کے لئے شہر سے نکلنا ضروری ہے

سوال (۲۳۱۷) اگر کسی بر وطن اقامت مقیم گردیدہ است وہر گاہ ارادۂ رفتن وطن اصلی کند قصر صلوٰۃ لازم آمد یا نہ ؟ از بلد اقامت بیرون شدن شرط است ؟

الجواب :- بیرون شدن از بلد اقامت بقصد سفر شرعی شرط قصر است محض از ارادۂ رفتن قصر لازم نخواہد شد[2] ۔ فقط ۔ واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن ۔

مسافر پوری نماز بھول سے پڑھ لے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۳۱۸) مسافر دوسری رکعت پر بیٹھ کر کھڑا ہوا ۔ اور چاروں رکعتیں پوری کرلیں تو اس کی نماز ہوگئی یا نہیں اور وہ گنہ گار ہوا یا نہیں ؟ ۔

الجواب :- مسافر نے اگر قعدہ درمیانی کرلیا اور لاعلمی سے نماز پوری پڑھی تو نماز ہوگئی اور گنہ بھی نہیں ہوا ۔ قصداً اگر ایسا کرے تو گنہ گار ہے نماز ہوگئی اور اگر (مسافر) امام مقیم کا ہوا تو مقیم کی نماز نہ ہوگی اس کو اطلاع کردینا لازم ہے (ولو اتم مسافر ان قعد فی القعدۃ الاولیٰ تم فرضہ ولکنہ اساء لو عامدا در مختار علی الشامی ص ۸۲۵

---

[1] ومن طاف الدنیا بلا قصد لم یقصر (الدر المختار باب صلاۃ المسافر ص ۱۰۷/۱۲) ظفیر

[2] المعتبر فی السفر امران احدھما عزم السیر وثانیھما الخروج من البلد فان جاوز بیوت المصر غیر قاصد للسفر لا یکون مسافرا وان جاوزھا قاصدا امدۃ ما دون السفر لا یکون سفرا اھ (بنایہ شرح الھدایہ) ھو ان قصد سیرا وسطا ثلاثۃ ایام ولیالیھا وفارق بیوت بلدہ اھ شرح وقایہ ۔

(مولانا مفتی سید مہدی حسن صاحب)

(وما زاد نفل لمصلی الفجر اربعاً ایضاً) لا یصح الاقتداء (الی قولہ) ولا مفترض بمتنفل درمختار علی ہوامش الشامی ص ۶۰۶ ـ

دو راستے ہوں اور قصر والے راستہ سے جائے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۳۱۹) ایک شخص ایک جگہ سے سفر کرے اور جس جگہ جائے اس کے دو راستے ہیں۔ ایک راستہ سے مسافت قصر ہے اور دوسرے راستہ کی مسافت کم ہے۔ پس اگر یہ شخص اس جگہ اس راستہ سے جائے جو مسافت قصر ہے تو اس کو قصر صلوٰۃ جائز ہوگا یا نہیں؟ یعنی جواز قصر کے لئے ان دونوں مسافتوں میں کونسی مسافت کا اعتبار ہوگا، جس راستہ کو چلا اس کا یا اقل مسافت کا؟ اور مسافت قصر کتنی ہے؟۔

الجواب:۔ جس راستہ سے سفر کیا اس راستہ کی مسافت کا قصر وعدم قصر میں اعتبار ہے اگر اس راستہ سے چلا جس کو چلا تین منزل یعنی ۳۶ (چھتیس کوس یا اڑتالیس میل) ہے اس مسافت پر قصر لازم ہے اگرچہ دوسرے راستہ کو وہ اس سے کم ہو (اذا قصد بلدۃ والی مقصدہ طریقان احدھما مسیرۃ ثلثۃ ایام ولیالیہا والاخر دونہا فسلک الطریق الابعد کان مسافراً عندنا وان سلک الاقصر یتم۔ عالمگیری ص ۱۳۶ ج ۱ ۔جمیل الرحمٰن)

میرٹھ سے دہلی جانے والا قصر کرے یا نہیں

سوال (۲۳۲۰) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ شرعی مسافت سفر انگریزی میل کے حساب سے جس کی مقدار سترہ سو ساٹھ گز کی ہے اور میرٹھ سے دہلی کا سفر کرنے والا قصر نماز پڑھے گا یا پوری جب کہ دونوں کے درمیان مسافت ۴۵ میل ہے اور شہر سے ۴۲ میل ہے۔

الجواب:۔ حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ تین دن یعنی تین منزل کے سفر میں قصر کرنا پس میرٹھ سے دہلی اگر تین منزل ہے قصر کر سکتا ہے ورنہ نہیں اور فراسخ اور میلوں کا ظاہر مذہب کے موافق اعتبار نہیں ہے۔ جن مشائخ نے فراسخ کا اعتبار بغرض سہولت عوام کیا ہے اس میں تین قول ہیں اکیس ۲۱ فرسخ یعنی ۶۳ میل شرعی یا اٹھارہ ۱۸ فرسخ یعنی چون میل شرعی یا پندرہ ۱۵ فرسخ یعنی ۴۵ میل شرعی اور فتویٰ ثانی یا ثالث قول پر دیا گیا ہے۔ کذا فی ردالمحتار۔ اور میل شرعی چار ہزار ذراع کا

اور ذراع چھ قبضہ یعنی تقریباً آٹھ گرہ کا انگریزی ذراع مروج زمانہ ہذا سے ہے۔ پس میل شرعی دو ہزار گز کا ہوا اور میل انگریزی جب کہ سترہ سو ساٹھ گز کا ہے تو فی میل دو سو چالیس گز کا تفاوت میل انگریزی اور میل شرعی میں ہوا تو ۴۸ میل شرعی قریب پچاس میل انگریزی کے ہوگا اور فراسخ کے اعتبار کرنے پر کم از کم مسافت قصر پچاس میل ہوگی۔ لیکن جب کہ اعتبار کرنا فراسخ کا اصل مذہب کے خلاف ہے تو اب مدار منازل پر ہوگا اور یہ امر عرف اور عادت اور تجربہ پر موقوف ہے اور یہ بھی کتب فقہ میں موجود ہے کہ تین دن کے سفر سے یہ مراد ہے کہ اقصر ایام سفر میں صبح سے زوال تک جس قدر مسافت طے ہو سکے وہ مقدار میلوں کی معتبر ہوگی۔ یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ ہمارے حضرات اساتذہ نے روزانہ بارہ کوس کا سفر یعنی سولہ میل اختیار فرمایا ہے، کیونکہ روزانہ اگر چھ گھنٹے سفر کے لئے مقرر کئے جاویں تو فی گھنٹہ دو کوس پیادہ آدمی متوسط چال سے طے کر لیتا ہے۔ اس اعتبار سے مسافت قصر ۴۸ میل یعنی ۳۶ کوس کو قرار دیا ہے

تم المجلد الرابع بتوفیق اللہ تعالیٰ وعونہ وکرمہ
فالحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید
المرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین ویلیہ المجلد الخامس
انا العاجز المفتقر الی رحمۃ اللہ تعالیٰ محمد
ظفیر الدین المفتاحی. غفر لہ اللہ ذنوبہ الخفی والجلی
المرتب :۔ لفتاوی دار العلوم دیوبند

جلد چہارم تمام شد